نضر اللہ امرءا سمع مقالتی فوعاھا وحفظھا وبلغھا

www.KitaboSunnat.com

# مولانا سلطان محمود محدِّث جلالپوری رحمہ اللہ

1906 — 1995

## حیات۔ خدمات۔ آثار

محمد رفیق اثری

اثری ادارہ نشر و تالیف جلالپور پیر والا ضلع ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

# محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ

1906 — 1995

## حیات ۔ خدمات ۔ آثار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نضر الله امرءا سمع مقالتی فوعاها وحفظها وبلغها

# مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ

1995 — 1906

## حیات ۔ خدمات ۔ آثار

محمد رفیق اثری

اثری ادارہ نشر و تالیف جلالپور پیروالا ضلع ملتان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س
س ل ط - ۱

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ محدث جلالپوری۔حیات۔خدمات۔آثار

تالیف: محمد رفیق اثری

تاریخ اشاعت: مارچ 2006ء

تعداد: 1000

مطبع: انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، لاہور۔فون: 042-7232400

## ملنے کے پتے

- دارالسلام 36-لوئر مال، لاہور۔فون: 7240024
- اثری ادارہ نشر و تالیف، چوک اہل حدیث، جلال پور پیروالا ضلع ملتان۔
- فاروقی کتب خانہ۔بوہڑ گیٹ ملتان۔
- مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ، لاہور۔
- مکتبہ الامام البخاری، نگجر چوک، منظور کالونی، شارع چوہدری رحمت علی، کراچی۔
- مسلم پبلی کیشنز، سوہدرہ (گوجرانوالہ)

13981

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فہرست


❀ سایۂ دیوارِ رحمت ........ 21

❀ محدث جلال پوری رحمہ اللہ تاریخ کے آئینے میں ........ 31

خاندان ........ 32

تعلیم وتربیت ........ 32

مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی میں داخلہ ........ 35

کوٹلہ شیخاں اور احمد پور شرقیہ میں ........ 37

ملت اسلامیہ کی پسماندگی پر دوران تعلیم اظہار خیال ........ 40

احمد پور شرقیہ میں ہندو معاش پر چھائے ہوئے تھے ........ 41

زمانۂ طلبِ علم میں شعری ذوق ........ 42

ابتلاء وآزمائش ........ 43

❀ اساتذۂ کرام کا تعارف ........ 45

مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ ........ 45

مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ کے مربی استاذ مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ ........ 47

مولانا عبدالحق صاحب ہاشمی محدث مکی رحمہ اللہ ........ 48

مکہ مکرمہ روانگی ........ 51

❀ شیخ عبدالحق کے اساتذہ کرام رحمہم اللہ ........ 52

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ایک داعیٔ حق ........ 52


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ مکرم رحمہ اللہ کے علمی مباحث ومذاکرات ........ 53
صحیح بخاری کی ایک حدیث کی توضیح ........ 54
اہل بیت کون؟ ........ 54
مرزا دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے ........ 56
حیات مسیح ........ 57
سماع موتی پر ایک گفتگو ........ 58
قتل انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ........ 59
❀ انجمن اہلِ حدیث جلال پور اور پس منظر ........ 60
محلّہ خواجگان ........ 60
❀ جلال پور کی اہم اہلِ حدیث شخصیات ........ 63
مولانا جندوڈہ ........ 63
مولانا ابراہیم ولد عبداللہ چکڑالوی ........ 66
مولانا اسماعیل رحمہ اللہ ولد مولانا ابراہیم چکڑالوی رحمہ اللہ ........ 70
انجمن اہل حدیث جلالپور پیروالا ........ 72
❀ قواعد وضوابط ........ 73
❀ عہدیداروں کے فرائض ........ 74
صدر ........ 74
سیکرٹری ........ 74
امین انجمن ........ 74
مشیر مال ........ 74
محاسب ........ 74
❀ انجمن اہل حدیث جلال پور پیروالا کے اوّلین ارکان ........ 75

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




الحاق اہلِ حدیث کانفرنس ........ 75

انجمن کے کلمہ ہائے خیر ........ 76

دارالحدیث محمدیہ کا قیام ........ 76

مدرسہ کا نام ........ 77

درس قرآن وحدیث برائے افادۂ عوام ........ 77

❀ مناظرہ مابین اہل حدیث واحناف (مسئلہ رفع الیدین) ........ 78

❀ مناظرہ میں شرائط طے کرنے والے اکابر ........ 80

مولانا محمد جوناگڑھی دہلوی رحمہ اللہ ........ 80

مولانا قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ ........ 80

میاں محمد رمضان ولد محمد وارث عرف واسو ........ 81

منشی عبدالستار ........ 81

منصف صاحب کی شخصیت فریقین کے نزدیک ........ 81

❀ نقل اشتہار شائع کردہ احناف ........ 82

اہل سنت والجماعت کا جلسہ ........ 82

❀ شرائط مناظرہ ........ 84

شرائط مذکورہ پر بحث ........ 86

شرائط مذکورہ پر بحث ........ 86

حاضرین، صاحبان ........ 86

مناظرہ کے سوال وجواب اور خلاصہ مبحث ........ 88

❀ امور تنقیح مناظرہ ........ 91

❀ مناظرے کا فیصلہ ........ 93


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مناظرۂ جلالپور اور محدث جلال پوری ﷫ ........ 93
مناظرے کے اثرات ........ 93
مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی میں استاذ ........ 94
جلال پور میں بحیثیت مدرس و مصلح ........ 95
جامع مسجد جہان شاہ والی ........ 97
رحمانی مسجد اہل حدیث ........ 101
مسجد اہل حدیث مولوی جندوڑہ والی ........ 102
خصوصی امتیازات ........ 103
فضیلۃ الاستاذ ﷫ کا نکاح اور اولاد ........ 105
1947ء میں مہاجرین کی آمد ........ 108
قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث میں کردار ........ 109
تدریسی و تبلیغی خدمات ........ 110
تدریب و اصلاح مدرسین ........ 114
نئی نئی تحریکات و تنظیمات ........ 117
جامعات و مدارس کے ساتھ لگاؤ ........ 118
عفو و درگزر ........ 118
قضاء و افتاء ........ 119
❀ شیخ مکرم ﷫ کے تقریری کلام کا نمونہ ........ 121
❀ اہل حدیث پر چند اعتراضات اور ان کا مسکت جواب ........ 122
❀ استاذ محترم ﷫ کا بحری سفر اور ذاتی یادداشتیں ........ 131
28 مئی 1956ء ........ 131
29 مئی 1956ء ........ 132

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



30 مئی 1956ء ........ 133

31 مئی 1956ء ........ 133

یکم جون 1956ء ........ 134

2 جون 1956ء ........ 134

3 جون 1956ء ........ 135

4 جون 1956ء ........ 135

5 جون 1956ء ........ 136

عقائد ونظریات ........ 138

اللہ عرش پر ہے ........ 139

استواء عرش پر ........ 140

قرآن پاک اللہ کا کلام اور قدیم ہے ........ 140

مسئلہ ''لفظی بالقرآن مخلوق'' ........ 141

اللہ کی صفت علم یہ ہے کہ وہی عالم الغیب ہے ........ 142

اللہ ہی علم وقدرت کے اعتبار سے حاضر وناظر ہے ........ 143

اللہ کے لیے ید، وجہ، ساق، عین، قدم، ضحک، نزول ........ 144

ایک عجیب واقعہ ........ 145

اعمال جزو ایمان ہیں؟ ........ 148

عذاب قبر کے بارے میں ........ 149

محدث جلال پوری رحمہ اللہ کے مقامی رفقاء ........ 150

میاں محمد رمضان ولد میاں محمد وارث عرف واسو ........ 150

سیٹھ شمس الحق ........ 153

علی اکبر شاہ ........ 154

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میاں عبدالخالق زرگر ممبر انجمن اہل حدیث ........ 156
میاں اللہ بخش (نائب سیکرٹری) ........ 158
منشی خان محمد ........ 158
صوفی کریم بخش ........ 159
سیٹھ قادر بخش ........ 160
میاں عبدالسبحان صاحب رحمہ اللہ ........ 161
مولوی محمد سلیم رحمہ اللہ ........ 163
چوہدری عبدالرحیم ........ 165
مولوی خیر محمد ........ 166
میاں حیات محمد بستی دین پور ........ 166
میاں محمد پناہ ولد میاں اللہ بخش سوداگر چرم ........ 166
چوہدری جندوڈہ ........ 167
میاں محمد عیسیٰ تھہیم ........ 167
ملک احمد حسن کھاکھی ........ 168
میاں اللہ بخش رحمہ اللہ بستی موچی والا ........ 169
حاجی عبدالغفار زرگر اور حاجی عبدالستار زرگر ........ 169
حاجی کریم بخش قریشی ........ 170
حافظ غلام رسول قریشی ........ 170
غلام حسین سمیجہ ........ 170
میاں جندوڈہ ولد میاں رحیم بخش خشت ساز ........ 170
چوہدری اللہ جوایا ........ 171
سیٹھ کریم بخش سوداگر چرم ........ 171

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صوفی خدا بخش ........ 171
چوہدری عبدالعزیز ........ 172
رالحدیث محمدیہ کے اساتذۂ کرام ........ 173
مولانا الٰہی بخش شجاع آبادی ........ 173
محدث جلالپوری رحمہ اللہ ........ 175
مولانا عبدہ ........ 178
مولانا عبدالرحیم عارف رحمانی رحمہ اللہ ........ 179
مولانا عبدالحمید ........ 179
مولانا مہند رحمہ اللہ ........ 181
مولانا عبداللہ رحمہ اللہ مظفر گڑھی ........ 182
محمد رفیق اثری ........ 183
انجمن شہریان کی تأسیس میں دلچسپی ........ 185
ضروری تصحیح ........ 188
مولانا اللہ یار ........ 188
مولانا سید محمد قاسم ........ 190
مولانا عبدالرشید ........ 190
مولانا عبدالحمید ........ 190
مولانا حافظ انس ........ 191
مولانا رب نواز دین پوری ........ 191
مولانا اسامہ عتیق ........ 191
مولانا عبداللہ جاوید ........ 191
مولانا غلام اکبر ........ 192

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




مولانا عبدالجبار ڈیروی ..................... 192

مولانا عبید الرحمٰن ..................... 192

مولانا حافظ محمد اسمٰعیل رحمانی ..................... 193

❀ استفادہ کرنے والے ممتاز تلامذہ اور احباب جماعت ..................... 194

❀ استفادہ کرنے والے بعض تلامذہ و احباب جماعت ..................... 195

مولانا عبدالرزاق صاحب رحمہ اللہ بن مولانا الشیخ عبدالحق الہاشمی المکی ..................... 195

حکیم جمال محمد قریشی رحمہ اللہ ..................... 202

مولانا شاکر محمد ڈیروی ..................... 204

❀ مولانا عبدالعزیز کا نمونۂ کلام ..................... 208

ضروری تنبیہ ..................... 209

مولانا مشتاق احمد ڈیروی ..................... 210

مولانا عبدالرشید بقراط، مولانا عبدالکریم ڈیروی ..................... 210

مولانا محمد اسحاق ڈیروی ..................... 211

مولانا اللہ بخش ولد محمد حسن کھوسہ ..................... 213

مولانا محمد ابراہیم ڈیروی ثم احمد پوری ..................... 214

حاجی مانجھی اور مولانا عطاء اللہ ..................... 214

حاجی حسام الدین ڈیروی رحمہ اللہ ..................... 216

مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ ..................... 216

مولانا عبدالعزیز ولد میاں محمد یار ..................... 221

مولانا عبدالعزیز زبیدی ..................... 227

مولانا عبدالحق بن محمد یار مستوئی ..................... 230

شیخ عبداللہ احمد پوری ..................... 231


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




شیخ عبدالرحمٰن نومسلم انگریز ........ 232

مولانا محمد صدیق بڈانی ........ 235

مولانا خدابخش ........ 237

احباب بستی دین پور ........ 240

مولانا حکیم عبدالحمید ولد حکیم احمدالدین ........ 242

مولانا عبدالشکور اثری ........ 246

مولانا محمد صدیق مظفرگڑھی ........ 247

مولانا عبدالہادی کھاکھی، مولانا عزیزالرحمٰن کھاکھی ........ 250

حافظ عبدالمنعم بن مولانا عبدالباقی رحمہ اللہ ........ 252

اندان کی اہم شخصیتوں کا ذکرِ جمیل ........ 257

مولانا عبدالغفار ملتانی ........ 258

مولانا عبدالودود ........ 258

مولانا کرم الدین ومولانا بشیر احمد حفظہ اللہ ........ 259

مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ ........ 263

مولانا رحیم بخش راؤوالا ........ 267

مولانا خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ فیروزپوری کے بارے میں ........ 267

میاں ولی محمد کلروالی ........ 270

حافظ عبدالستار راؤوالا ........ 272

حاجی اللہ وسایا تھہیم خان بیلہ ........ 273

مولانا عبدالغفار محمدی ........ 274

میاں باغ علی کھوکھر داراب پور ........ 274

مولوی دین محمد سنجرانی ........ 279

مولانا عبدالکریم ولد خدابخش منگلا ........ 281


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




حاجی محمد یوسف لودھراں ........ 282

مولانا عبداللہ چیمہ ........ 286

مولانا حکیم عبدالمجید کدنہ ضلع مظفر گڑھ ........ 288

محدث جلالپوری رحمہ اللہ اور دیوان غلام عباس بخاری مرحوم ........ 289

مولانا شیخ عبدالرشید صدیقی ........ 295

محلہ قدیر آباد میں معہد علمی ........ 296

مولانا شرف الحق محمود رحمہ اللہ بن مولانا عبدالحق محدث ملتانی رحمہ اللہ ........ 296

مولانا شرف الحق رحمہ اللہ کا خاندان اور ملتان میں ان کے کارنامے ........ 297

مولانا محمد افضل اثری ........ 301

مولانا عبدالستار حماد ........ 302

مولانا محمد ایوب (حیدر آباد) ........ 303

مولانا عبدالجبار ڈیروی ........ 305

مولانا حافظ عبدالمتین راشد، حافظ عبدالعظیم اسد اور حافظ مطیع الرسول ........ 306

مولانا حافظ عبدالغفار اعوان ........ 307

مولانا انیس الحق افغانی ........ 308

مولانا عبیدالسلام ........ 308

مولانا بشیر احمد ........ 309

مولانا مشتاق احمد ........ 309

مولانا عبدالرحمن چیمہ ........ 309

مولانا عمر فاروق السعیدی ........ 310

مولانا پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی ........ 310

مولانا عبدالرحمن خطیب ........ 311

مولانا دوست محمد ........ 312


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




مولانا اللہ بخش براتوی ........................ 312

مولانا عبدالرحمٰن ناظم ........................ 313

مولانا عبدالقیوم السندی ........................ 314

مولانا محمد بلال السندی ........................ 314

مولانا عبدالمتین بلتستانی ........................ 314

مولانا محمد نذیر بلتستان ........................ 315

مولانا محمد جنود (سری لنکا) ........................ 315

اکابرین ملت کے تبصرے یا ارشادات اکابر ........................ 316

❀ امام کعبہ محمد بن عبداللہ بن سبیل حفظہ اللہ ........................ 317

❀ شیخ ابوسعود عبدالعزیز بن راشد (کویت) ........................ 318

❀ ابواحمد عبیداللہ بن احمد القحطانی (سعودی عرب) ........................ 318

❀ ابوالعز محمد معز البینی الصالحی (دمشق) ........................ 319

❀ پیر آف جھنڈا محب اللہ شاہ راشدی ........................ 319

❀ مولانا ابوالحسن عبداللہ صاحب بڈھیمالوی (اوکاڑہ) ........................ 320

❀ آخری ایام زندگی ........................ 320

❀ حضرت الاستاذ العالی الشیخ سلطان محمود محدث رحمہ اللہ کی یاد میں ........................ 322

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھالیا ........................ 323

عمل بالسنۃ کا شغف ........................ 330

❀ میرے مربی محدث جلالپوری رحمہ اللہ ........................ 333

ایک عجیب جرمانہ ........................ 339

مہمانوں کا اکرام اور شاگردوں کا خیال ........................ 343


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




شعری ذوق ........................................ 345

❀ ہمارے شیخ بحیثیت معلم ........................................ 346

❀ وڈے استاذ جی رحمہ اللہ ........................................ 353

انداز تدریس ........................................ 358

حسن اخلاق وحسن سیرۃ ........................................ 358

جماعتی امور، نظم ونسق اور تنظیم ........................................ 360

حوصلہ اور بردباری ........................................ 361

❀ ہمارے استاذ جی رحمہ اللہ ........................................ 362

❀ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں ........................................ 368

❀ وہ جو ہمیشہ یاد رہتے ہیں ........................................ 372

❀ اخلاص وللّٰہیت ........................................ 378

❀ الاسانید والإجازات ........................................ 384

صورة السند لفضيلة الشيخ المكرمؒ عن الشيخ المحدث عبدالحق مكى الهاشمى.... 385

صورة السند للشيخ سلطان محمودؒ عن ابى محمد عبدالحق الهاشمىؒ ............ 416

صورة السند لناشر بلوغ المرام عن فضيلة الشيخ سلطان محمودؒ .................... 417

صورة اجازة الرواية للشيخ محمد رفيق الاثرى عن الشيخ محمد عطاء الله حنيف...... 418

صورة اجازة الرواية لشيخ فيض الثورى عن الشيخ المحدث عبدالتواب الملتانى..... 420

صورة اجازة الرواية لمحمد رفيق الاثرى عن الشيخ فيض الرحمن الثورى ........... 421

صورة اجازة الرواية لمحمد رفيق الاثرى عن الشيخ المكرمؒ ........................ 422

صورة اجازة الرواية لمحمد رفيق الاثرى عن الشيخ المحدث محمد الشاذلى النيفر . 424

صورة اجازة الرواية للفاضل اسامة عتيق عن الشيخ محمد رفيق الاثرى ............ 432

صورة السند للحافظ عبدالمنعمؒ الفاروقى عن الشيخ السيد بديع الدين الراشدى ..... 435


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ابتدائیہ

شیخ مکرم مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی وفات کے چند دن بعد احباب کا ایک اجلاس مولانا شاکر محمد حفظہ اللہ آف ڈیرہ غازی خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ادارہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور کی مساعدت کے عہد کے ساتھ یہ بھی طے پایا کہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی مساعیٔ حسنہ کے ثمرات کو افادۂ عوام کے لیے محفوظ کیا جائے۔ افاداتِ صحیح بخاری و افاداتِ جامع ترمذی کی ترتیب اور نشر و اشاعت کا فیصلہ بھی ہوا۔ اللہ کرے یہ علمی ذخیرہ بھی جلد منظر عام پر آئے۔ آمین

اس سلسلے میں راقم نے تلامذۂ شیخ کو چٹھی لکھی کہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی علمی، ادبی، تدریسی اور تبلیغی حیثیت سے متعلق اپنے تأثرات اور اہم باتیں لکھیں۔ اس ذریعے سے بہت سی مفید باتیں اور تأثرات سامنے آئے جب کہ شیخ محترم نے اپنے کچھ ابتدائی تعلیمی و تدریسی اور دوسرے ذاتی حالات و واقعات وغیرہ، نیز کسی قدر اپنے خاندانی پس منظر کے متعلق کئی اہم باتیں اور معلومات، مولانا عمر فاروق السعیدی حفظہ اللہ اور اپنی آخری عمر کے ایک شاگرد مولانا محمد عبدالجبار حفظہ اللہ کو بذات خود املا کرائیں۔

راقم کو شیخ مکرم سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد تدریسی، تالیفی اور تبلیغی خدمات کے مواقع بھی انھی کی زیر نگرانی میسر آئے۔ وذلك فضل الله سبحانه و تعالىٰ عليّ.

جنوبی پنجاب بالخصوص اضلاع ملتان، بہاول پور، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں شیخ مکرم کی مساعی اور تحریک اہل حدیث میں ان کی خدمات کا مطالعہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

حیات، خدمات اور آثار شیخ رحمہ اللہ کی نشان دہی میں مذکورہ عوامل سے استفادہ کیا گیا۔ اور انھیں اپنے الفاظ میں ڈھالنے کی ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے تاکہ راہ حق پر چلنے والوں کے لیے ان کی زندگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روشن ستارہ ثابت ہو۔

تلامذۂ شیخ رحمہ اللہ کے لکھے گئے بعض تأثرات خاصے طویل ہونے کے باوجود بہت اہم تھے جن سے ان کی شخصیت کے مختلف پہلو سامنے آ رہے تھے، چنانچہ یہ مقالہ جات بھی اپنی معروضات کے ساتھ شامل اشاعت کیے جا رہے ہیں۔

برادر محترم پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے راقم کی حقیر سی اس کاوش کو سراہا اور مزید یہ کہ ''سایۂ دیوار رحمت'' لکھ کر شیخ مکرم رحمہ اللہ کے انداز تربیتِ اولاد پر روشنی ڈالی۔

عزیزی اسامہ عتیق حفظہ اللہ، عزیزی عبدالواحد حفظہ اللہ، عزیزی عبد المقتدر حفظہ اللہ بن حافظ عبدالمنعم رحمہ اللہ مولانا عبدالجبار حفظہ اللہ (ریسرچ فیلو دارالسلام لاہور) اور حافظ عبدالعظیم اسد حفظہ اللہ خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جن کی محنت اور جدوجہد کے نتیجے میں کتاب اس معیار پر ہدیۂ ناظرین ہے۔

ادارۂ ''دارالسلام'' کے رفیق جناب محترم احمد کامران حفظہ اللہ نے کتاب کی نظر ثانی فرما کر اپنی خصوصی محبت اور اس دلی تعلق کا اظہار فرمایا ہے جو انھیں اکابر ملت سے ملی ہے۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء وهو الموفق .

محمد رفیق اثری

۱۴۴۷/۲/۲۵

دارالحدیث محمدیہ، جلال پور پیروالا، (ملتان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سایۂ دیوارِ رحمت

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی

رسولہ الکریم وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین .

27 اگست 1995ء کی صبح مجھے ٹیلیفون پر اطلاع ملی کہ والد گرامی اچانک بیمار ہو کر سی ایم ایچ ملتان میں بغرض علاج داخل ہیں۔ اسی روز ظہر کے وقت میں ہسپتال کے اس کمرے میں پہنچا جہاں وہ بستر علالت پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں جونہی دروازے سے اندر داخل ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ چہرے پر اچانک مسرت کی سرخی چھا گئی ہے اور ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ۔ انہوں نے سر اونچا کیا تو فوراً ہی ساتھی تیمارداروں نے سر اور کندھوں کے نیچے تکیے رکھ کر چہرہ تھوڑا سا اونچا کر دیا، میں لپک کر قریب پہنچا، ملا اور حال دریافت کیا۔ والد ماجد نے بیماری کا حال تفصیل سے سنایا اور بہت سی باتیں کیں، آواز میں نقاہت کا کوئی اثر تھا نہ کسی ملال یا تکلیف کا کوئی رنگ جھلکتا تھا۔ جبکہ جسمانی طور پر حالت یہ تھی کہ نچلا دھڑ مکمل بے حرکت تھا اور باقی جسم پر درجن بھر بیماریاں حملہ آور تھی۔

وہ ہمیشہ اپنی تکلیفوں، پریشانیوں اور مشکلوں کو ذہن کے کسی پچھلے خانے میں دھکیل کر اپنی ساری قوتوں کو بہترین ممکن کاموں کے لیے وقف کیے رکھتے۔ زندگی بھر ان کا یہی وتیرہ رہا۔ جسمانی آزار اور ذہنی پریشانیوں کے ہجوم میں بھی پڑھاتے تو پڑھنے والوں کو گمان تک نہ گزرتا کہ سبق کے علاوہ ان کے حاشیۂ خیال میں کوئی اور فکر بھی موجود ہے۔ تقریر کرتے تو سامعین سوچ بھی نہ سکتے کہ اس کلمۂ حق کے سوا، جو وہ بلند کر رہے ہیں، کسی اور بات کی کوئی ادنٰی سی اہمیت بھی ان کے ذہن کے کسی گوشے میں ہو سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والد گرامی نے عجیب حکیمانہ طریقے سے اپنی بیماری کے موضوع سے بات کا رخ موڑا اور طلبِ علمی کے زمانے کی کہی ہوئی ایک غزل کے چند شعر سنائے۔ میں نے عرض کی: یہ اشعار پہلے بھی سنے ہیں لیکن یاد نہیں رکھ سکا، اگر اجازت ہو تو یہ اشعار لکھ لوں۔ فرمایا لکھ لو:

الگ ہے وضع میرے عشق کی زمانے سے
سبھی کو محو رخ یار چاہتا ہوں میں
نہ مال ودولتِ دنیا نہ فکرِ افلاطون
خدا سے بس دلِ بیدار چاہتا ہوں میں
نصیبِ اہل چمن ہو نشاط بزم چمن
کسی کا سایۂ دیوار چاہتا ہوں میں

میں نے عرض کی آپ کا یہ پہلا شعر میں نے بہت عرصہ قبل آپ ہی سے سنا تھا اور اس کے مفہوم پر بھی بات ہوئی تھی، آپ نے بتایا تھا کہ دنیا کے عاشق رقیب کو برداشت نہیں کرتے لیکن ہمیں جس سے عشق ہے ہم نے اپنی ساری زندگی لوگوں کو اسی کی محبت میں سرشار کرنے کے لیے وقف کر دی، لیکن یہ آخری شعر' اس کا مفہوم واضح نہیں۔ میرا سوال سن کر بہت خوش ہوئے۔ ایسا لگا کہ وہ خود مجھ سے اس سوال کی توقع رکھتے تھے۔ فرمایا:

''احمد پور شرقیہ میں طلبِ علمی کے دور میں شعر' وادب کے حوالے سے جن اہلِ ذوق دوستوں سے رشتہ استوار رہا، ایک بار انہوں نے ازراہ خلوص ایک پروگرام بنا کر مجھے گھیر لیا اور یہ بحث شروع کر دی کہ تحصیل علم سے فراغت کے بعد مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کچھ دوستوں کا اصرار تھا کہ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں ہر سال آخری امتحان میں فرسٹ آنے والے کو ریاست کی طرف سے وظیفہ دیکر جامعہ ازہر میں مزید تعلیم کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔ آپ بھی جامعہ کے امتحان میں شریک ہو جائیں، ان شاء اللہ یہ سکالرشپ آپ کے حصے میں آئے گا۔ بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ ہمارے علماء کی یہ خوبصورت روایت ہے کہ وہ دینی علوم کے ساتھ علم طب کی مہارت بھی حاصل کر لیتے ہیں، اس طرح وہ آئندہ زندگی میں فکر معاش سے آزاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو جاتے ہیں، آپ بھی یہی راہ اختیار کریں۔ بعض کا خیال تھا کہ انگریزی حکومت نے پنجاب یونیورسٹی کے ذریعے مولوی فاضل کا امتحان رائج کیا ہے' آپ بہت آسانی سے یہ امتحان پاس کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کرام مولوی فاضل کی ڈگری کو بطور اعزاز اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں اور اچھی سرکاری ملازمت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں' اس پر غور کرنا چاہیے۔''

میں خاموشی سے ان دوستوں کی باتیں سنتا رہا اور اپنی طرف سے کسی ارادے کا اظہار نہ کیا۔ البتہ دوسرے دن جب ملاقات ہوئی تو میرے پاس گزشتہ رات کی کہی ہوئی یہ تازہ ترین غزل موجود تھی، اس کے ذریعے میں نے انہیں بتا دیا کہ میں اپنا راستہ بہت پہلے سے منتخب کر چکا ہوں۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر توقف فرمایا اور پھر کہا:

''آج میں اپنے اللہ کا کس طرح شکر ادا کروں کہ اس نے میرا یہ خواب پورا کر دیا، مجھے پوری زندگی اسی راستے پر گامزن رکھا، ایک لمحہ کے لئے بھی میں اس راہ سے ہٹا، نہ ہٹنے کا سوچا' اور نہ حصول دنیا کی خواہش کا کبھی دل سے گزر ہوا۔ یحیٰ! تم نے دیکھا نہیں کہ میں نے ساری زندگی کہاں بیٹھ کر اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی تدریس کی ہے؟''

میرے تصور نے بچپن سے لے کر اب تک کی انکی زندگی کی تصویر میرے سامنے پیش کر دی۔ مسجد مولوی جندوڈہ والی کے قبلے کی دیوار کے ساتھ ان کی مسند تدریس نظر آئی، پھر جامع مسجد جہان شاہ والی کے شمالی برآمدے یا جنوب میں کتب خانے کے اندر جنوبی دیوار کے عین نیچے پڑھاتے ہوئے نظر آئے اور آخر میں مسجد کی نئی تعمیر کے بعد مسجد ہی کی پہلی منزل پر بنے ہوئے شمالی کمرۂ درس میں۔ سبحان اللہ! دعائیں اس طرح بھی حرف بہ حرف پوری ہوتی ہیں؟ جوانی میں جس گھر کی دیوار کا سایہ مانگا تھا زندگی کے آخری لمحے تک اس گھر والے نے اپنی دیوار کا سایہ ان کے سر پر ہمیشہ قائم رکھا۔

نصیبِ اہلِ چمن ہو نشاطِ بزمِ چمن
کسی کا سایۂ دیوار چاہتا ہوں میں

جامع مسجد مولوی جندوڈہ والی میں سردیوں کے موسم میں نشست محراب کے پاس ہوتی تھی اور گرمیوں میں شمال کی طرف مسجد کے شمالی دروازے کے قریب، جہاں سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ اسباق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا سلسلہ صبح کی نماز کے بعد شروع ہو جاتا۔ ظہر کے قریب کھانے کا وقفہ، کھانے کے بعد مسجد میں آ کر نماز ظہر کی ادائیگی اور ظہر کے فوراً بعد ہلکا سا قیلولہ۔ نماز عصر سے کافی پہلے دوبارہ اسباق شروع ہو جاتے اور نماز عصر کے بعد مغرب سے ذرا دیر قبل تک یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری رہتا۔ کسی دن جب دوسری دینی مصروفیات کے سبب کچھ اسباق رہ جاتے تو مغرب کے بعد بھی سلسلۂ تدریس جاری رہتا۔

گھر میں میری پھوپی صاحبہ اور میں ہوتے تھے۔ اباجی کی مصروفیت کے سبب ہمارے حصے میں بہت کم وقت آتا تھا، میری والدہ رحلت فرما چکی تھیں اور میری وابستگی اباجی سے دگنی ہوگئی تھی۔ ہر وقت ان کی توجہ کی طلب میری نفسیاتی ضرورت تھی۔ اس لئے کافی وقت مسجد میں گزارتا۔ ان کی تدریس کے دوران مخل نہ ہونے کی پابندی عائد تھی اس لئے کوئی نہ کوئی مشغلہ نکال کر انکے قریب ہی کچھ نہ کچھ کرتا رہتا۔ اس پر کبھی خوشی کا اظہار ہوتا، کبھی چشم پوشی اور کبھی ناراضی کا۔ جیسی میری کارگزاری ویسا اباجی کا ردعمل۔ لیکن ہر وقت ان کے قریب رہنے کی خواہش میں کبھی کمی نہ آئی۔

ایسا بھی ہوتا تھا کہ انھیں عشاء کے بعد مجھے سلا کر کہیں تقریر کے لئے جانا ہوتا اور اگر کسی وجہ سے میری آنکھ کھل جاتی تو گھر کے افراد، جن میں بعد ازاں میرے ایک چچا زاد کا اضافہ ہوگیا تھا، ایک قیامت سے گزرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ میری چیخ پکار سن کر ہمارے ہمسائے اور اباجی کے دوست میاں اللہ بخش نائب سیکرٹری انجمن اہل حدیث جلالپور پیر والا رات کے اندھیرے میں مجھے کندھے پر بٹھا کر مقام تقریر پر لے جاتے اور یہ جگہ کبھی دو یا تین میل دور کے کسی دیہات میں ہوتی۔

اس وقت تو مجھے احساس نہ تھا کہ خود اباجی کی دلی کیفیت کیا ہوگی' البتہ اتنا یاد ہے کہ جب میری عمر تین سے چار سال کی ہوئی تو رات ہو یا دن اباجی مجھے اپنے ساتھ رکھتے اور میری ہر ضرورت خود پوری کرتے تھے۔ جلالپور میں ہماری عزیز داری بالکل نہیں تھی۔ سب رشتہ دار اوچ شریف کے قریب گاؤں میں رہتے تھے' اس لئے پھوپھی کے سوا اباجی کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ تھا۔ کوئی اور بھائی اور بہن بھی نہیں تھا لیکن اباجی نے میری پرورش کے لئے اتنی تکلیف اٹھائی جتنی چار پانچ بچوں کی پرورش میں بھی شاید نہ اٹھانی پڑتی ہو۔ بہت عرصہ بعد جب میں ایم اے کر چکا تھا ایک دن کسی حوالے سے ان کی ماضی کی زندگی کا تذکرہ آگیا تو فرمانے لگے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میری زندگی میں اذیت کا ایک دن ایسا بھی آیا تھا جسے میں آج تک نہیں بھول سکا۔تمہاری پھوپھی کی شادی ہوچکی تھی، میں ہر روز تمہیں اپنے ساتھ لے کر پڑھانے کے لئے جاتا تھا۔ لیکن اس دن تمہیں ٹائیفائیڈ تھا اور بخار بہت شدید تھا، تمہاری حالت ایسی نہ تھی کہ ساتھ لے جا سکتا۔ دور دور سے علم دین کے حصول کے لیے آئے ہوئے طلباء کے اسباق کا ناغہ بھی گوارا نہ تھا، ناچار تمہیں دوائی پلا کر اور سلا کر گھر بند کر کے مسجد چلا گیا۔ میرا اندازہ تھا کہ تم کافی دیر سوئے رہو گے۔ دوپہر کے قریب گھر آیا تو تم بستر سے نیچے گرے ہوئے بالکل بے ہوش پڑے تھے۔ میں نے فوراً پانی ڈال کر اور ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کر کے تمہیں ہوش میں لانے اور تمھارا بخار کم کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن بہت دیر کوشش کے باوجود تمہیں ہوش نہ آیا، دن کی گرمی مزید سخت ہوگئی، میں نے ہمسایوں کو آواز دینے کی کوشش کی سب لوگ اندر کمروں میں سوئے ہوئے تھے، میری آواز نہ سن سکے۔ شدید دھوپ میں تمہیں اٹھا کر باہر لے جانا بھی خطرناک تھا اور کوئی مدد بھی نہیں مل رہی تھی۔ اس وقت بے بسی کے عالم میں بہت دیر تک روتا رہا اور دعائیں کرتا رہا۔ مجھے تقریباً یقین ہوگیا کہ تم بچ نہ سکو گے لیکن اڑھائی تین گھنٹوں کے بعد آخر کار تمہاری حالت سنبھلنے کے آثار نظر آئے اور میں تمہیں چھوڑ کر پھر ایک بار گھر سے باہر نکلا اور میاں اللہ بخش کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹایا، وہ جاگ گئے اور ایک ڈسپنسر ٹائپ کے میڈیکل پریکٹشنر کی آمد کا بندوبست ہوا۔ جلالپور میں اس زمانے میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر ایک بھی نہ تھا۔''

وہاں بجلی بہت سالوں بعد آئی۔ گرمیوں کی راتوں میں پنکھا جُھل کر سلانا اور سردیوں کی لمبی راتوں میں گاہے گاہے گیلے بستر کی اذیت برداشت کرنا تو ان کا ایک معمول تھا۔ اباجی پاکیزگی اور انتہائی صفائی کے عادی تھے، ایسے میں ایک بچے کی پرورش کے تمام تقاضے پورے کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لیکن اس دور کے طالبانِ علم کی واضح شہادتیں موجود ہیں کہ طلباء کو کبھی ایک لمحے کے لیے بھی محسوس نہ ہوا کہ اسباق میں کبھی خلل پڑا ہے یا استاذ محترم رحمہ اللہ کی توجہ میں کوئی کمی آئی ہے یا تدریس کے اوقات کا کوئی لمحہ ضائع ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میری عمر چھ سات برس ہوگی جب اباجی نے ایک متوسط عمر کی نیک خاتون سے دوسری شادی کی، جن کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ میری دوسری اماں جی تھیں بلکہ اپنی والدہ تو مجھے یاد بھی نہیں، اماں جی ہی بطور والدہ یاد ہیں۔ انہوں نے یقیناً میرا بہت خیال رکھا۔ مجھے اردگرد کی عورتوں اور گاہے گاہے آنے والی اپنی رشتہ دار خواتین کی ایسی باتیں بہت عجیب لگتی تھیں' ہائے بیچارا سوتیلی ماں کے سپرد ہے۔ اپنی ماں ہوتی تو کتنا پیار کرتی وغیرہ وغیرہ۔

بچپن کی ضد، کسی جائز' ناجائز خواہش کے پورا نہ ہونے پر غصہ اور الجھن فطری بات ہے۔ سگی ماں ہوتو کوئی شخص ایسے موقع پر بچے پر ترس نہیں کھاتا۔ لیکن سوتیلی والدہ ہوتو سارا قصور اس کا سمجھا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ میری سوچ میں بھی یہ بات راسخ ہوگئی کہ میں ایک مظلوم بچہ ہوں۔ حالانکہ اماں جی نے زندگی بھر مجھے ایک تھپڑ تک نہیں مارا، کبھی ذاتی خدمت نہیں لی۔ کبھی کسی بات پر شدت سے نہیں ٹوکا، لیکن ترس کھانے والی عورتوں کی باتوں سے اپنی مظلومیت کا احساس پیدا ہو ہی گیا۔ اس عالم میں کئی مواقع پر میں اباجی سے اماں جی کی شکایت کرتا، غصے یا ناراضی کا اظہار کرتا لیکن مجھے ایک بار بھی یاد نہیں کہ اباجی نے میری شکایت پر اماں جی کو میرے سامنے کچھ کہا ہو۔ اکثر ایسا ہوا کہ اباجی نے میرے بہت زیادہ بگڑنے پر میرے حوالے سے کوئی نہ کوئی مزید ذمہ داری خود قبول کر لی۔ شاید ان کی یہی عادت تھی جس کے سبب اماں جی خود ہی ناروا سے احساس جرم کا شکار ہو کر میرے ساتھ مزید نرم ہو جاتیں۔ اور اباجی کے کہے بغیر میری ضرورتوں کے سلسلے میں اور زیادہ مستعد اور حساس ہو جاتی تھیں۔

اباجی نے شادی کے بعد اماں جی کو خود قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کرایا اور انھیں اردو میں اسلام کی کتابوں کا پورا سیٹ پڑھایا۔ اماں جی زندگی کے آخری لمحوں تک جلالپور کی بچیوں کو یہ سب کچھ پڑھاتی رہیں۔ گھر میں اباجی کی آمد کے بعد ماحول مجھے بہت خوش گوار لگتا تھا۔ ہنسی مزاح کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ عورتیں آکر اماں جی کے ذریعے مختلف مسائل پوچھتی تھیں۔ بعض عورتیں اپنے گھریلو جھگڑوں کی شکایات لیکر آتیں اور تقاضا کرتی تھیں کہ ان کے خاوندوں، بھائیوں یا بیٹوں کو سمجھایا جائے۔ شادی بیاہ کے معاملوں میں اگر گھروں میں اختلاف رائے ہوتا تو خواتین وہ بھی تفصیل کے ساتھ اماں جی کو بتاتیں اور کہتیں کہ وہ آگے ''بڑے استاد جی'' سے کہہ کر ان کی مرضی پوری کرانے کی ذمہ داری لیں۔

جو بچیاں گھر میں پڑھنے آتی تھیں' اباجی کے آنے پر وہ سب پڑھائی میں زیادہ مستعد ہو جاتیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اسباق دہرانے کی آوازیں اور بھی بلند ہو جاتی تھیں۔ ان کے اسباق خصوصاً ترجمہ قرآن اور اسلامی کتابوں کی مشکلات بھی ابا جی کے سامنے پیش کر دی جاتیں۔ بسا اوقات بعض لڑکیوں کی ناقص کارکردگی کی شکایت بھی کی جاتی۔ ابا جی اگر سرزنش کرتے بھی تو شفقت کا رنگ نمایاں ہوتا، مگر یہ سرزنش بہت مؤثر ہوتی تھی۔

مہمانوں کی آمد سے گھر کی رونق میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ اکثر مہمان ابا جی کے دوست علماء اور سابقہ طالب علم یا جماعتی احباب ہوتے تھے۔ اماں جی کھانے کا اہتمام کرتیں۔ گھر میں ان مہمانوں کے بارے میں مختلف تبصرے بھی ہوتے جو عموماً ابا جی سے پوشیدہ رکھے جاتے۔ غرض اماں جی کے آنے سے گھر زیادہ پررونق اور پرکشش ہو گیا تھا۔ لیکن ابا جی اب بھی گھر کو زیادہ وقت نہ دے سکتے تھے، چھٹی کے دن جمعہ کی صبح البتہ ابا جی گھر پر ہوتے اور ناشتہ بہت مزیدار محسوس ہوتا۔

اسی دور میں ابا جی کی تدریسی نشست مسجد جندوڈہ والی سے منتقل ہو کر مسجد جہان شاہ والی کی دیواروں کے سائے میں آ گئی۔ اس دور کے نقوش میرے حافظے میں زیادہ واضح ہیں۔ تعلیم تو اب بھی بعد از نماز صبح شروع ہو جاتی تھی۔ روشنی کے لئے مٹی کے تیل کا ایک خوبصورت لیمپ استعمال ہوتا تھا، جس کا پیندہ بھی شیشے کا تھا، اور شیشے کی چمنی اوپر سے کھلی تھی۔ یہ لیمپ مجھے اپنے اردگرد کی اشیاء میں خوبصورت ترین شئے لگتا تھا۔ اسباق دوپہر تک جاری رہتے۔ اب مدرسین میں کچھ اضافہ ہو گیا تھا اس لئے بعد از نماز ظہر کا آرام نسبتاً طویل ہوتا تھا۔

پھر مدرسہ ہی کے اساتذہ یا بعض سینئر طلباء کے پاس میری ابتدائی تعلیم شروع ہو گئی۔ لکھائی اور اردو اور قرآن مجید ناظرہ کی پڑھائی سے ابتدا ہوئی اور کچھ ہی دنوں میں ابتدائی حساب کا بھی اضافہ ہو گیا۔ غالباً فروری 1948ء میں ڈی بی ہائی سکول جلالپور پیروالا کی دوسری جماعت میں داخل کرا دیا گیا جہاں دو تین ہفتوں کے بعد سالانہ امتحان ہونا تھا۔ میں امتحان پاس کر کے تیسری جماعت میں آ گیا۔ 1956ء میں جب اسی سکول سے میں نے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا تو اس وقت ابا جی کے پاس مشکوۃ شریف بھی پڑھ رہا تھا۔ ابا جی نے تعلیم کے تمام مروجہ طریقوں سے ہٹ کر میری تعلیم کا منصوبہ بنایا تھا۔ پہلی غیر معمولی بات تو یہ تھی کہ میں سکول آتے جاتے کبھی اکیلا نہ ہوتا تھا۔ ابا جی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا کوئی نہ کوئی معتمد شاگرد مجھے سکول چھوڑ کر آتا اور چھٹی کے وقت واپس لے آتا۔

سکول ٹائم کے دوران میں جب تفریح کا وقفہ ہوتا تو اس سے تھوڑی دیر قبل اچھا سا ناشتہ میرے پاس سکول پہنچا دیا جاتا تاکہ میں بازار کی کوئی چیز نہ کھاؤں۔ اس وقت یہ اہتمام مجھے بہت بیزار کن لگتا تھا۔ بسا اوقات اپنے ساتھیوں کے مذاق کا نشانہ بننا پڑتا۔ بعض کو اس اہتمام کی وجہ سے مجھ سے چڑ بھی رہتی۔ لیکن آج سوچتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ اگر میرا اس طرح خیال نہ رکھا جاتا تو میں بھی محلے کے اکثر بچوں بلکہ اکثر ہم جماعت ساتھیوں کی طرح کسی نہ کسی معاشرتی الجھن کا شکار ہو کر اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتا۔ دیہی قصبے میں بے شمار معاشرتی اور اخلاقی قباحتیں جڑ پکڑے ہوئے تھیں۔ قصبے میں آج بھی بچوں کی ایک بڑی تعداد مختلف سماجی برائیوں حتی کہ نشے میں مبتلا ہو کر ضائع ہو جاتی ہے۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں میں سے اکیلا میں ہی تھا جس نے ایم۔ اے کیا پھر کالج اور بعد ازاں یونیورسٹی میں پڑھایا۔ دوسری کلاسوں کے بھی چند ہی منتخب لوگوں نے علمی ترقی کی۔

سکول سے گھر واپس آنے کے بعد سکول کے کام کے ساتھ میرے عربی کے اسباق بھی جاری رہتے۔ سکول کے امتحانوں کے قریب ان کو ہلکا کر دیا جاتا جبکہ امتحانوں سے فارغ ہونے کے بعد تعلیم کی رفتار بڑھ جاتی۔ گرائمر کی بہت سی کتابیں چھڑا دی گئیں۔ حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے مشورہ پر شرح جامی کی بجائے شرح شذور الذھب پڑھائی گئی۔ اس طرح کافی شارٹ کٹ اختیار کیا گیا۔ اس کے ساتھ والد گرامی نے بلوغ المرام سے شروع کر کے عربی عبارت کی قرأت اور اس کے بعد ترجمہ بھی خود کرنے کے لئے بہت ہمت افزائی فرمائی۔

ایک اور بات کا بھی بہت اہتمام فرمایا کرتے۔ ہم سبق طالب علموں کے ساتھ مل کر پڑھتے ہوئے اگر کوئی کبھی فقہی اختلافی مسائل کے بیان میں دوسرے فقہی مکاتب پر طنز و تشنیع سے کام لیتا تو والد صاحب فوراً اس کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔ ہم سب کو خصوصیت سے یہ سمجھایا جاتا کہ ائمہ اربعہ امت مسلمہ کے اکابر اور رجال عظیم ہیں۔ ساری امت ان کی اجتہادی کاوشوں سے متمتع ہوئی ہے۔ وہ ہم سب کے استاذ ہیں۔ خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات کا ایک بڑا حصہ برصغیر کے عاملین بالحدیث نے قبول کر رکھا ہے، اختلافات بہت ہیں لیکن ان کی بنیاد علم و فکر پر ہے اور یہ اختلافات انسانی معاشرے کا فطری حصہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارا طریق کار یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہو تو سب کے اقوال چھوڑ کر فرمان رسول ﷺ کو فرض عین سمجھتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر بات اجتہادی مسائل کی ہو تو جس کا فتویٰ اقرب الی الکتاب والسنۃ معلوم ہو اسی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں محدثین کی کاوشیں انتہائی کامیاب کاوشیں ہیں۔ اور ان کا مسلک تمام فقہی مکاتب کے درمیان اعتدال کی راہ پیش کرتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہم اگر بعض مسائل میں امام مالک رحمہ اللہ یا شافعی رحمہ اللہ یا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے فتاویٰ کو اقرب الی الصواب سمجھتے ہیں تو بہت سے دوسرے مسائل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کے فتاویٰ اقرب الی الصواب ہیں۔

ان کا یہ تجربہ میرے بارے میں کامیاب رہا کہ سکول کی باقاعدہ تعلیم کے ساتھ تسلسل سے عربی کتب کی تعلیم (اگر اس میں اعتدال اور حکمت سے کام لیا جائے تو) بآسانی ممکن ہے۔ بعد ازاں جب میں نے ایمرسن کالج ملتان میں داخلہ لیا تو کچھ عرصے تک کالج سے واپسی کے بعد دار الحدیث محمدیہ عام خاص باغ کے مدرسے میں کتب احادیث کی تعلیم میں شریک ہوتا رہا، پھر یہ معمول ہو گیا کہ موسم بہار اور گرمیوں کی تعطیلات میں والد صاحب رحمہ اللہ کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت دینی کتب کی تحصیل کے لئے حاضر رہتا اور امتحانات کے بعد نتائج کے انتظار کے دو تین مہینوں میں بھی اسی پر عمل کرتا۔ میں اس میں اسی سایۂ دیوار کے نیچے کامیاب ہوا جس کیلئے انہوں نے دعا کی تھی۔ آج بھی علوم دین و دنیا کے امتزاج سے ایک کامیاب نصاب بنانے کے لئے یہ تجربہ خوبصورت بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ معمول ایم اے تک جاری رہا۔ والد صاحب رحمہ اللہ نے کتب ادب خصوصاً سبع معلقات، دیوان حماسہ اور دیوان متنبّی وغیرہ بالکل چھڑا دیں، یہ کتب میں نے عربی زبان میں ایم اے کرتے ہوئے یونیورسٹی میں پڑھیں اور ان کے ساتھ پروفیسر سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ مرحوم سے جدید عربی ادب (نثر و نظم) بہت پر لطف انداز میں پڑھا۔ والد صاحب نے البتہ بلاغت اور معانی کی کتب پڑھانے کا خود اہتمام فرمایا۔

آج اس دور پر نظر کرتا ہوں تو ان کے حکیمانہ طریق انتخاب، دلنشین طریق تعلیم اور بالغ نظری سے تربیت کا اہتمام کرنے پر دل سے بے حد وحساب دعائیں نکلتی ہیں۔ وماانا الا موجة من امواج بحره.

میں نے اپنی تعلیم کا یہ مختصر تذکرہ ان سطور کو خود نوشت سوانح حیات بنانے کی غرض سے نہیں بلکہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیے کیا ہے کہ تدریس کے لیے ان کا اختیار کردہ ایک نمونہ سامنے آجائے۔ میرے لئے ان سے استفادے کا ایک بڑا ذریعہ وہ مواقع تھے جو ملازمت کے حصول کے بعد ان سے ملاقات کے دوران ملتے۔ میں دنیا کے ہر موضوع پر ان سے تبادلہ خیال کرتا۔ جس بھی موضوع پر میں نے مطالعہ کیا ہوتا یا یونیورسٹی میں پڑھایا ہوتا، سب کچھ ان کے سامنے بیان ہوتا، خوب گفتگو ہوتی اور ایسی راہنمائی حاصل ہوتی جو کسی اور طریق سے حاصل نہ ہو سکتی۔ ان کے ارشادات میرے طویل مطالعہ پر بھاری ہوتے۔

دین، فقہ اور عربی زبان و ادب کے علاوہ زندگی کے تمام شعبوں بالخصوص معاصر افکار و مسائل کے حوالے سے ان کی چند دن کی رہنمائی میرے برسوں کے مطالعے پر بھاری ہوتی۔ یہ بات کسی مبالغہ آرائی پر مبنی نہیں۔ فضیلۃ الشیخ ابو تراب الظاہری رحمہ اللہ سے ان کے سعودی عرب جانے کے بعد میری تفصیلی ملاقاتیں 1984ء میں ہوئیں۔ میں کئی دن سعودی عرب میں رہا۔ انہوں نے والد گرامی رحمہ اللہ کے سفر حج کے دوران ان کے ساتھ ملاقاتوں اور علمی تبادلۂ خیال کے حوالے سے جو کچھ کہا، اس سے مزید تصدیق ہوگئی کہ شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی ذات گرامی تمام متعلقین کے لیے ایک نعمت بے بہا، مینارۂ نور اور علم و حکمت کا ایسا سرچشمہ تھی جس سے ہر پیاسا اپنی علمی پیاس بجھا سکتا تھا۔

اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنهُ واکرم نزله .

برادر مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیق اثری والد گرامی کی سوانح لکھنے میں مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔ میرا یہ عزم قائم ہے کہ میں اپنے طور پر اور اپنی بساط کے مطابق ان کی سوانح حیات قلمبند کرونگا اور اس میں ان شاء اللہ زیادہ تفصیل سے اپنے والد، اپنے مربی اور اپنے شیخ کی شخصیت کے مختلف گوشے اور اہم واقعات بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

اس مرحلے پر میں حضرت اثری حفظہ اللہ کو خراج سپاس پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ محبت کے تقاضے پورے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور ہم سب کی طرف سے جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

محمد یحییٰ۔ لاہور 4 اگست 2003ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# محدث جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

(تاریخ کے آئینے میں)

از محمد رفیق اثری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# محدث جلال پوری رحمہ اللہ تاریخ کے آئینے میں

**خاندان:** شیخ مکرم رحمہ اللہ کی پیدائش ان کے اپنے تحریر کردہ ایک مضمون کے مطابق 1323ھ بمطابق 1906ء میں ہوئی۔ قیصرانی بلوچ قبیلہ کے سردار حسن خان ان کے والد ماجد ہیں۔ ان کے مورث اعلیٰ ڈیرہ غازی خان کے پہاڑی علاقہ میں آباد تھے' جہاں اب بھی اس قبیلہ کی ایک کثیر تعداد آباد ہے۔ وہ برادری کے کسی تنازع کے نتیجے میں اپنے علاقہ کو چھوڑ کر مختلف علاقوں اور برادریوں میں آباد ہوتے رہے اور بالآخر سابق ریاست بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ کے معروف قدیمی شہر''اوچ'' کے قریب موضع صادق آباد میں مستقلاً آباد ہو گئے۔ اس وقت ان کی جائیداد و ثروت مال مویشی تھے، جو اپنے بڑے بڑے بیلوں کی وجہ سے ڈاندی (ثوری/بیلوں والے) بلوچ مشہور ہو گئے۔ اس علاقہ میں آباد ہونے سے پہلے ضلع جام پور کی معروف برادری ''مستوئی بلوچ'' کے ساتھ رشتے ناتے بھی ہوئے جو اب تک قائم ہیں۔

اس علاقے میں نووارد ہونے کی وجہ سے زمینی جائیدادوں کے مالک نہیں تھے۔ سردار حسن خان کے والد اور شیخ مکرم رحمہ اللہ کے دادا نے کچھ رقبہ اپنی ذاتی محنت سے خریدا۔ یہ انیسویں صدی عیسوی کی بات ہے جب اس علاقہ میں غربت و افلاس زوروں پر تھی' عام لوگ شہروں میں جا کر محنت مزدوری کرتے یا زمینداروں کے ہاں معمولی روز ینے پر کام کرتے تھے۔

**تعلیم و تربیت:** تعلیمی اعتبار سے ملک و ریاست کے دیگر حصوں کی طرح یہ علاقہ بھی پسماندہ تھا۔ لوگوں کا دینی شعور برائے نام تھا، قبر پرستی عام تھی۔ لوگ بس اتنا جانتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ بس وہ اسلامی رسوم جو آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی تھیں' ان کا اہتمام ہوتا تھا۔ داڑھی رکھنا، ختنہ، قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاک کا ادب واحترام اور نماز عید کے لئے کسی بڑے اجتماع میں شرکت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

عام افراد قبیلہ پنجگانہ نماز سے غافل رہتے تھے۔لیکن محدث جلال پوری رحمہ اللہ کے دادا پکے نمازی تھے اور سولہ میل کا پیدل سفر کر کے جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔ان دیہات میں یہ بات معروف تھی کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا اہتمام جرم اور گناہ ہے۔ جمعہ کسی بڑے شہر میں پڑھنا چاہیے۔البتہ اس دور میں قرآن پاک پڑھنا باعث برکت سمجھا جاتا اور قبیلہ کے افراد کی کوشش ہوتی تھی کہ اپنے بچوں کو قرآن پاک پڑھائیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ رحمہ اللہ کو مولوی عبدالمجید رحمہ اللہ صاحب کے مکتب میں قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کے لئے داخل کرا دیا گیا۔کئی سال قرآن پاک ناظرہ پڑھنے میں صرف ہو گئے کیونکہ مولوی صاحب کے ذمہ پانچ وقت کی نمازوں کی امامت کے ساتھ مختلف چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں جا کر بچوں کو قرآن پاک پڑھانا بھی شامل تھا۔دیگر رسوم کے لئے بھی وہ پورے علاقہ میں گھومتے تھے۔ان خدمات کے عوض مکتب کے مولوی صاحب کو گھروں سے دیا ہوا کھانا اور خوشی وغمی کے مواقع پر معمولی تعاون حاصل ہوتا تھا۔ بناء بریں قرآن پاک ناظرہ پڑھانے والے استاذ کو معاشی فکر دامنگیر رہتی۔اس کے اوقات کا غالب حصہ مختلف رسوم کی ادائیگی میں صرف ہوتا تھا جس کے نتیجے میں بچے کئی کئی سال تک قرآن پاک پڑھتے رہتے۔قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کے بعد مولوی عبدالمجید رحمہ اللہ صاحب نے فارسی کتب پڑھانا شروع فرمائیں۔ بوستان پڑھ رہے تھے کہ استاذ صاحب فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سفر حرمین پر روانہ ہو گئے۔اس دور میں حج ایک بہت لمبا سفر ہوتا تھا۔تقریباً پانچ چھ ماہ اس سفر میں لگ جاتے۔فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں:۔

''اس سفر کی وجہ سے مجھے حصول تعلیم کے لیے اور جگہ تلاش کرنی پڑی، میں اس گھریلو مکتب سے فارغ ہو گیا تھا۔لیکن استاذ کیف تربیت کے میری طبیعت پر جو اثرات ہوئے۔آج ان کا تصور کرتا ہوں تو ان کے خاندان کے حق میں دل سے دعا نکلتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔وہ لوگ اگرچہ معمولی پڑھے ہوئے تھے،صرف نماز روزہ کے مسائل جانتے تھے اور وہ بھی فارسی رسائل کی مدد سے،نہ عربی جانتے تھے اور نہ قرآن پاک کا ترجمہ' مگر وہ تمام عادات وخصائل جو اسلام میں غیر شریفانہ سمجھے جاتے ہیں ان سے بالکل دور تھے اور اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مصاحبت میں رہنے والوں کو بھی ان عادات بد سے دور کر دیتے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں ہر قسم کے مشاغل سے نفرت ہوگئی اور قبر پرستی اور دیگر رسوم دل میں برے معلوم ہونے لگے۔ استاذ مرحوم کی تربیت کے نتیجے میں جب ان باتوں کا اظہار خاندان میں ہوتا تو وہ لوگ مجھے وہابی کہتے۔''

فارسی پڑھنے کے لئے ایک اور استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن سے ''یوسف اور زلیخا، سکندر نامہ اور بہار دانش وغیرہ کتب پڑھیں۔ اس میں دو سال اور بیت گئے' جسے فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ نے دو سال ضائع ہونا فرمایا ہے۔ ابھی امکان تھا کہ یہ استاذ مزید فارسی کتب پڑھاتے مگر اتفاقاً وہ کسی وجہ سے علاقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اس اثناء میں مزید علم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ اپنے علاقہ پر نظر دوڑائی تو آپ کو اپنے قرب و جوار میں تین مدارس کا پتہ چلا۔ لکھتے ہیں:

''اگرچہ یہ علاقہ نہایت پسماندہ اور جہالت سے بھرا ہوا تھا پھر بھی اس دور میں تین مقام ایسے تھے جہاں عربی تعلیم دی جاتی تھی۔ (1) قصبہ اوچ میں گیلانی خانقاہ پر جس کا انتظام گیلانی مخادیم نے کیا ہوا تھا۔ مدرسہ بہت قدیمی تھا مختلف ازمنہ میں مختلف علماء درس دیتے رہے (2) بستی مہند علاقہ چنی گوٹھ کا مدرسہ ایک زمیندار خاندان نے قائم کیا ہوا تھا۔ اس مدرسہ میں بھی مدتوں سے مختلف علماء واساتذہ پڑھا رہے ہیں۔ (3) بستی نور والا میں ایک بزرگ فاضل کی ذات ہی ادارہ تھی' جن کا اسم گرامی مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ تھا۔ وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ ان کا اصل وطن جتوئی علاقہ مظفر گڑھ تھا۔ نور والا میں تدریسی و تعلیمی مقاصد کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے، اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسی بستی میں گزارا اور ایک سو پچیس سال کی عمر پا کر وفات پا گئے، رحمه الله رحمة واسعة

حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کچھ عرصہ انھی مولانا محمد عیسیٰ صاحب سے تحصیل علم کرتے رہے۔''

''ان کی تربیت سے فضلاء وعلماء کی ایک کثیر تعداد تیار ہوئی۔ ان میں شیخ محترم فضیلۃ الاستاذ المحدث عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ نزیل مکۃ المکرمۃ بھی تھے۔ انہوں نے زیادہ تر علوم انھی سے حاصل کیے تھے۔ علاقہ میں قبر پرستی کی حکمرانی تھی، ملا اور واعظین کثرت کے ساتھ صوفیا کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فارسی کلام پڑھ کر وعظ کرتے تھے۔ ان حالات میں مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ نے خود تو خاموشی کے ساتھ زندگی گزار دی البتہ ان سے علم حاصل کرنے والوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی جنہوں نے علم توحید اپنے ہاتھوں میں لیا اور پورے علاقہ میں توحید وسنت کا چرچا کیا۔ ان کا انداز تربیت تقریباً وہی تھا جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی نے اپنایا تھا۔''

ان تین اہم مدارس عربیہ کے علاوہ ایک نیا مدرسہ قائم ہوا جس کے بانی مولانا حبیب اللہ صاحب گمانوی رحمہ اللہ تھے' جو مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ کی آخری عمر کے شاگردوں میں سے تھے اور وہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر آئے تھے۔

مولانا حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ قبیلہ مستوئی بلوچ کے ایک فرد تھے۔ ان کے والد گرامی کا مشغلہ طبابت تھا اور وہ علاقہ میں معروف طبیب وحکیم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ معاشی استحکام کی وجہ سے ان کے فرزند مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ نے مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور پورے انہماک سے پڑھانا شروع کردیا۔

**مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی میں داخلہ:** شیخ محترم رحمہ اللہ شوال 1344ھ میں مولانا حبیب اللہ صاحب گمانوی رحمہ اللہ کے اس نئے مدرسہ میں داخل ہوئے، جو ان کے گاؤں کے قریب ترین واقع تھا۔ ان کے خاندان سے قرابت داری بھی تھی' اس بناء پر خصوصی اہتمام سے تعلیم وتربیت میں دلچسپی لی اور اس مدرسہ میں صرف ونحو کی ابتدائی کتب ہدایت النحو تک اور فقہ کی کتاب نور الایضاح اور منطق کے ابتدائی رسائل پڑھے۔ اس مرحلہ پر مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ کے والد مولانا غلام مصطفیٰ وفات پاگئے اور مولانا مدرسہ میں تدریسی فرائض سے سبکدوش ہوکر طب پڑھنے چلے گئے تاکہ والد گرامی کے مطب کو سنبھال سکیں۔

بناء بریں ایک اور تعلیمی ادارہ کی طرف مراجعت کی۔ وہ بستی مہند کا قدیمی مدرسہ تھا جس میں مولانا گمانوی رحمہ اللہ کی سفارش پر داخلہ مل گیا۔ اسی بستی میں مولانا عبدالحق رحمہ اللہ احمد پوری اپنے ایک مخلص دوست حاجی عبداللہ صاحب کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے' جو مہند (اصل میں مہمند تھا) برادری کے فرد اور مسلک اہل حدیث کے حامل تھے اور اس پورے علاقہ میں امانت، دیانت اور شرافت کی علامت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے طور پر معروف تھے۔ وہ نوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ محدث عبدالحق مکی رحمہ اللہ وہاں دو سال سے رہ رہے تھے اور ان طالبان علم کی پیاس بجھا رہے تھے جو صحیح طور پر علم حدیث کے حصول کے آرزومند تھے۔ اسی مدرسہ کے اساتذہ میں مولانا الٰہی بخش صاحب رحمہ اللہ بھی تھے جو بعدازاں محدث جلال پوری رحمہ اللہ کے سسر بھی بنے جس کی کچھ تفصیل آگے آئے گی۔

محدث مکی رحمہ اللہ کے پاس کافیہ اور بلوغ المرام دو کتابیں پڑھیں، باقی کورس مدرسہ کے اساتذہ کے پاس پڑھتے رہے، بلوغ المرام کی تدریس کا انداز کچھ ایسا تھا کہ مسلک عمل بالحدیث کے ساتھ والہانہ محبت والفت پیدا ہوگئی۔ فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ اسباق تقریباً چھ ماہ میں ختم ہوگئے اور اس کے بعد سلسلہ آگے بڑھتا رہا لیکن میرے ذہن نے جو ان چند مہینوں میں مسلک کے بارے میں پختگی حاصل کی' وہ نہ تو کبھی ماحول سے متأثر ہوئی اور نہ ہی اس میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنے والے کامیاب ہو سکے بلکہ یہ ذہنی پختگی کبھی کبھی اچھے خاصے علم والوں کی ذہنی تبدیلی کا باعث بن جاتی تھی۔''

مولانا محدث مکی رحمہ اللہ نے اپنے اس فرزند کی جودت طبع اور علمی ذوق کی فراوانی کو بھانپ لیا۔ بلوغ المرام اور کافیہ کے بعد مؤطا امام مالک رحمہ اللہ اور الفیہ ابن مالک پڑھانا شروع کر دیے۔ اس اثناء میں وہ مولانا الٰہی بخش سے قدوری پڑھتے رہے۔ انہی دنوں مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ مدرسہ میں تشریف لائے اور یہ سن کر حیرت کا اظہار کیا کہ ابتدائی کتابیں پڑھنے والے کو مؤطا امام مالک رحمہ اللہ پڑھائی جارہی ہے۔ اپنے اس تلمیذ کو بلایا اور فرمایا کہ میں مؤطا کے بعض مقامات' جو تم پڑھ چکے ہو' کے بارے میں جائزہ لینا چاہتا ہوں۔ شاگرد نے عرض کی میں امتحان دینے کے قابل تو نہیں ہوں اور نہ مجھے اس سلسلے میں پورا اعتماد ہے، البتہ آپ حق رکھتے ہیں اس لیے میں انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ استاذ محترم رحمہ اللہ نے مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کے مقام ''صید محرم'' کے بارے میں استفسار کیا کہ محرم کسی غیر محرم کا کیا ہوا شکار کھا سکتا ہے؟ اس کے لیے حلال ہے یا حرام؟ امام مالک رحمہ اللہ کے ارشاد و تفصیل کے مطابق جواب دیا کہ حلال ہے بشرطیکہ محرم نے شکار کا حکم نہ دیا ہو اور نہ اشارہ وتعاون کیا ہو، اور نہ غیر محرم نے محرم کے لیے شکار کیا ہو۔ آخری شق کی دلیل طلب فرمائی' جواب میں دلیل پیش کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گئی تو خاموش ہو گئے اور اس لائق شاگرد کی تحسین فرمائی۔ محدث جلال پوری رحمہ اللہ اپنے استاذ رحمہ اللہ کے تاثرات یوں نقل فرماتے ہیں:

''اس واقعہ کے بعد میرے طلبِ علم کے زمانے میں بھی اور اس کے بعد ان کا برتاؤ میرے ساتھ شفقت اور اکرام کا رہا جبکہ حد سے زیادہ اکرام پر بعض اوقات مجھے شرم محسوس ہوتی تھی''

**کوٹلہ شیخاں اور احمد پور شرقیہ میں:** فضیلۃ الاستاذ مولانا عبدالحق ملی رحمہ اللہ عرصہ دو سال مہند میں اپنے مخلص دوست حاجی عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس رہے اور تعلیم وتربیت اور تدریس قرآن وحدیث کے فرائض سرانجام دینے کے بعد کوٹلہ شیخاں (جو تحصیل احمد پور شرقیہ کا ایک اہم قصبہ ہے) اپنے آبائی وطن تشریف لے گئے اور وہاں سلسلۂ تدریس شروع کیا۔ محدث جلال پوری رحمہ اللہ تین سال کے اس عرصے میں بھی جو محدث ملی رحمہ اللہ نے اس جگہ گزارے' ساتھ رہے اور صحاح ستہ ودیگر علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور پھر جب استاذ محترم رحمہ اللہ احمد پور شرقیہ کے احباب جماعت کے اصرار پر احمد پور تشریف لے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی تو صحیح بخاری کا درس اسی جگہ مکمل کیا۔ محدث ملی رحمہ اللہ اپنے مخصوص انداز میں صحیح بخاری پڑھاتے تھے جس میں امام بخاری رحمہ اللہ کے استنباط واستدلال کی توضیح ہوتی، وہ فقہ الحدیث اور سند حدیث کے بارے میں ضروری معلومات ارشاد فرماتے اور فنون حدیث کے لطائف علمیہ کی پوری تشریح کی جاتی۔

فضیلۃ الاستاذ محدث جلال پوری رحمہ اللہ نے علم الحدیث کے حوالے سے اس دور کے علماء کے ردعمل کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ایک دن مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ جو مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ کے دارالعلوم دیوبند میں ہم درس اور صاحب فضل وعلم شخص تھے اور مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے تھے' مولانا گمانوی رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے ''گمانی'' تشریف لائے۔ عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد تشریف فرما تھے کہ شیخ محترم گمانوی رحمہ اللہ نے ازراہ خوش طبعی میرا تعارف مولانا محمد صدیق صاحب سے ان الفاظ میں کرایا کہ یہ میرا عزیز ہے اور مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کا شاگرد رشید۔ انہوں نے پوچھا کہ کون سی کتابیں پڑھتا ہے؟ فرمایا کتابیں تو ابتدائی ہیں جیسے الفیہ، شرح وقایہ وغیرہ اور ساتھ ساتھ بخاری شریف بھی پڑھتا ہے۔ مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ نے فرمایا بخاری شریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شروع کر دی؟ اور ساتھ ہی سرائیکی میں تبصرہ کیا، ''پاڑ تے رنبہ رَکھ ڈِتس''

سرائیکی میں ''پاڑ'' جڑ کو کہتے ہیں اور ''رنبہ'' اس آلہ کو جس کے ذریعے گھاس جڑ سے کاٹی جاتی ہے یا پودوں کی جڑوں کو صاف کیا جاتا ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ بیخ کنی ابھی سے شروع کر دی۔ شاگرد رشید کے ذوق لطیف نے اس جسارت کو برداشت نہ کیا۔ برجستہ فرمایا'' جس پودے کی جڑ بخاری شریف پڑھنے سے کٹتی ہے اسے کٹ ہی جانا چاہیے۔'' مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کا چہرہ غضب ناک ہو گیا جبکہ مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ ہنس پڑے۔

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ مدرس ہی نہیں، سرائیکی زبان کے بلند پایہ خطیب بھی تھے۔ آواز رسیلی تھی، اللہ تعالیٰ نے وقار اور عظمت کردار سے سرفراز فرمایا تھا۔ ضلع ملتان، مظفر گڑھ اور ریاست بہاولپور میں توحید و اتباع سنت اور فضائل و مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم پر ان کے مواعظ میں جو شخص ایک بار شریک ہو جاتا وہ بار بار حاضری کی کوشش کرتا تھا جبکہ ان کے شاگرد رشید؟ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا انداز گفتگو خطیبانہ اور دلائل سے بھرپور ہوتا تھا۔ وہ استاذ کی معیت میں وعظ و تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

یہ دور فقہی مکاتب فکر کے باہمی اور دیگر مذاہب یعنی ہندوؤں یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مناظروں کا دور تھا۔ احمد پور شرقیہ میں وقتاً فوقتاً مذہبی مناقشات ہوتے رہتے تھے۔ جن میں علماء کرام حتی کہ طلباء کو بھی شامل ہونا پڑتا تھا۔ اس طرح کے واقعات سے محدث جلال پوری رحمہ اللہ کو بھی سابقہ پیش آیا جس کے نتیجے میں ان کا علمی ذوق مزید بڑھا اور مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ لینے اور حقیقت تک پہنچنے کی صلاحیت کو جلا ملی۔ چند واقعات انھی کی زبانی سنیے:

''احمد پور شرقیہ میں جماعت اہل حدیث کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا، جس میں شرکت کے لئے مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد صاحب دہلوی اور مولانا عبدالتواب علی گڑھی رحمہم اللہ آئے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ جلسہ علمائے احناف کو اپنی مملکت میں ایک بغاوت کی طرح نظر آ رہا تھا اس لیے انہوں نے اسے ناکام بنانے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور کے طلبہ کی ایک جماعت کو باقاعدہ تیار کر کے بھیجا گیا۔ وہ جلسہ گاہ کے اطراف میں پھیل گئے اور عوام اہل حدیث میں سے جو پنڈال سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باہر ملتا اس پر مذہبی اعتراضات اور الزامات کی بوچھاڑ کرنے لگتے تاکہ لوگوں میں بددلی پھیلے اور خلفشار پیدا ہو۔ اس دور میں جماعت کے افراد دوسروں کی نسبت کم تھے' البتہ جلسہ میں حاضری بہت تھی' کیونکہ حاضرین میں دیگر مسالک کے لوگ بھی بڑی تعداد میں شامل تھے۔ شریر لڑکوں کا یہ گروہ ایک شخص کو گھیرے ہوئے تھا کہ میں وہاں پہنچ گیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ امام بخاری کہتا ہے کہ (حدثنا فلان حدثنا فلان) تو تم اس کو مان لیتے ہو، یہ ماننا بھی تو تقلید ہے' گویا یہ بھی حرمت کا ارتکاب ہوا۔ میں نے کہا کہ تم جس تقلید کا ذکر کر رہے ہو اس کا کیا مطلب ہے جس کی وجہ سے تم بخاری شریف پڑھنے کو تقلید کہہ رہے ہو اور اس کا ماننا حرام گردانتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: تقلید کسی کی بات بغیر دلیل کے ماننا ہے۔

''میں نے کہا: یہ تقلید جس کو غیر مقلد حرام سمجھتے ہیں سب پر واجب ہے؟ کہنے لگے نہیں جو مجتہد مطلق ہیں ان پر واجب نہیں بلکہ ان پر تقلید کرنا حرام ہے۔ میں نے کہا آپ کی باتیں بہت وزن دار ہیں۔ یہ مجتہد کون لوگ ہیں؟ کہا: جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ۔ میں نے کہا: مؤطا محمد میں کئی سندیں ایسی ہیں جن میں امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں (انا ابو حنیفة قال اخبرنی حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم النخعی) تو اس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حماد بن ابی سلیمان کی بیان کردہ بات کو مانا اور یہ تقلید ہے۔ اس اخبار اور تحدیث کو قبول کر کے امام محمد رحمہ اللہ کو سنایا جسے تم تقلید کہہ رہے ہو حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مجتہد مطلق تھے جن پر تقلید حرام تھی۔ تو اس پر وہ گروہ وہاں سے نکل گیا۔''

اسی طرح ایک شیعہ عالم کے ساتھ گفتگو کا موقعہ ملا، ایک شیعہ مقرر نے دوران تقریر کہا ﴿سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ﴾ الاية میں [المسجد الاقصیٰ] سے مراد ''البیت المعمور'' ہے' جو ساتویں آسمان پر ہے۔ اہل السنة مفسرین اس سے بیت المقدس مراد لیتے ہیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کا آسمان پر جانا ثابت نہ ہو۔ اہل سنت مفسرین نے اس پر غور نہیں کیا کہ المسجد الاقصیٰ کی صفت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿الذی بارکنا حوله﴾ جبکہ اس وقت بیت المقدس عیسائیوں کے قبضے میں تھا اور یہود کی آبادی تھی یہ کیسے ﴿الذی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بار کنا حولہ﴾ کا مصداق بن سکتے ہیں؟

ایک صاحب عبدالحمید صحرائی احمد پور کے فاضل ساتھیوں میں سے تھے' بہت اچھا لکھتے تھے' ایک اخبار کے مدیر بھی تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ ایک شیعہ عالم نے یہ کہا ہے اور میرے پاس یہ عالم اختر حسین تشریف فرما ہیں۔ لکھنو کے مدرسۃ الواعظین میں استاذ ہیں۔ مذکورہ بالا تنقید کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس سے پہلے یہ بات کبھی میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ طبعیت پریشان ہوئی مگر اللہ سبحانہ' وتعالیٰ کی راہ نمائی شامل حال ہوئی اور ذہن میں کئی باتیں مستحضر ہوگئیں۔ میں نے کہا لفظ ''اسریٰ'' کا تقاضا یہ ہے کہ ''المسجد الاقصیٰ'' سے مراد ''بیت المقدس'' ہے کہ ''اسراء'' ''ذہاب فی الارض'' زمین کی سیر کو کہتے ہیں قاموس وغیرہ میں بھی یہی معنی لکھا ہے، اس اعتبار سے معنی یوں ہوا: پاک ہے وہ ذات جس نے رات کے وقت اپنے بندے کو زمین کی سیر کرائی حرمت والی مسجد سے مسجد اقصیٰ تک۔ باقی رہا﴿بار کنا حولہ﴾ والا استدلال تو قرآن پاک میں دوسرے مقام پر ہے:

﴿ثم اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض و مغاربها التی بار کنا فیها﴾

تو ان آیات میں برکت سے مراد دنیاوی برکات ہیں۔ مولوی صاحب لاجواب ہوکر خاموش ہوگئے اور صحرائی صاحب نے اطمینان اور مفسرین اہل السنۃ پر اعتماد کا اظہار کیا۔ طلبِ علم کے دور میں اسی طرح کے علمی مباحثات ہوتے رہتے تھے، اس کی کچھ تفصیل آگے آرہی ہے۔

**ملت اسلامیہ کی پسماندگی پر دوران تعلیم اظہار خیال:** احمد پور شرقیہ کے ایک معزز گھرانے کے فرد سید محمود شاہ صاحب وفات پاگئے۔ ان کے بچوں کے سرپرست سید غلام مرتضی شاہ صاحب نے ایک تعزیتی محفل منعقد کی جس میں عمائدین شہر کی بہت بڑی تعداد موجود تھی اور بہاولپور سے بڑے بڑے سرکاری عہدیدار تشریف فرما تھے جن میں نواب صاحب کا پرائیویٹ سیکریڑی بھی تھا۔ سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب نے محدث مکی ﷫ کے اس شاگرد رشید کو دعوت دی کہ ''مسلمانوں کے دینی اور معاشی اسبابِ زوال'' پر اظہار خیال فرمائیں۔ پون گھنٹے کی فکر انگیز تقریر میں مسلمانوں کے معاشی اور دینی اسبابِ تنزل اس انداز سے بیان کیے کہ حاضرین بالخصوص سرکاری افسر سناٹے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آ گئے۔تقریر کے بعد مقامی مجسٹریٹ سے بعض افسروں نے کہا کہ نوجوان کی تقریر میں بغاوت کی بو ہے، یہ کون تھا؟ اس پر مقدمہ ہونا چاہیے۔مجسٹریٹ نے جواب دیا: یہ نوجوان ایک زیرک صاحب علم ہے اور احمد پور شرقیہ میں اس پر گرفت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے شہر کی مسلمان آبادی اس کی حمایت میں اٹھ کھڑی ہوگی۔اس نے حکومت کے خلاف کچھ نہیں کہا البتہ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے بمقابلہ ہندوقوم حقائق کا اظہار کیا ہے تا کہ ملت اسلامیہ اپنے منصب اور ذمہ داریوں کو پہچانے۔ اس پر کوئی بھی گرفت مضر اثرات کی حامل ہوگی۔

**احمد پور شرقیہ میں ہندو معاش پر چھائے ہوئے تھے:** محدث جلال پوری رحمہ اللہ اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

''ان دنوں (جبکہ وہ احمد پور شرقیہ میں زیر تعلیم تھے) شہروں اور دیہاتوں میں معاشی معاملات پر ہندوؤں کا قبضہ تھا، تجارتی منڈیاں اور بازار ہندوؤں کے قبضے میں تھے۔مسلمانوں کی تجارت برائے نام بھی نہ تھی۔احمد پور شرقیہ میں بزازی کی تقریباً پچاس دکانیں تھیں، ان میں مسلمانوں کی تین چار دکانیں تھیں جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تھے۔لیکن ہندوؤں کی دکانیں گاہکوں سے ہر وقت بھری رہتی تھیں۔

''دیہات میں زمینداروں اور کاشت کاروں پر سودخور بنیے چھائے ہوئے تھے۔مسلمانوں کی آمدنیوں کا معتدبہ حصہ ہندوؤں کے پاس سود کی صورت میں چلا جاتا تھا۔اس سے متاثر ہوکر خان تاج محمد خان صاحب افغانی، ڈاکٹر نور محمد صاحب سہی اور سید محبوب شاہ صاحب، خان عبدالرحمٰن خان صاحب، خان خدابخش خان صاحب افغانی، منشی غلام قادر صاحب عرائض نویس اور چوہدری حفیظ اللہ صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔''

مسلمانوں کے اجتماعات منعقد کر کے اس پارٹی کے افراد اصلاحی تقریریں کرتے تھے۔اس طرح کے پروگراموں میں محدث مکی رحمہ اللہ کے اس عظیم شاگرد نے شہر میں مسلمانوں کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا، گویا وہ اس اصلاحی پارٹی کی زبان اور ترجمان تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعد ازاں 1947ء میں جب حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ ایک مصلح و مفکر کی حیثیت سے جلال پور پیروالہ میں تشریف فرما تھے، ہندو آبادی پر علاقہ کے اوباشوں اور لٹیروں نے حملے شروع کر دیے۔ جس کے نتیجے میں ہندوؤں کے کئی محلے ہوگئے اور قتل بھی ہوئے، بہت سے نکل گئے۔ ان کی املاک اور گھریلو سامان لوگوں نے لوٹ لیا۔

اس موقع پر آپ نے اپنی پوری جماعت کو اس مہم پر لگا دیا کہ لوگوں کو اس غارتگری اور لوٹ مار کے ذریعے حاصل ہونے والے حرام مال سے روکیں۔ کئی مقامات پر تقاریر فرمائیں، دیہاتیوں کے قافلوں کو راستہ میں جا کر روکا کہ یہ مظالم اور لوٹ مار ہماری شریعت اسلامیہ میں روا نہیں ہیں۔ اس سے آپ کے فکر سلیم اور وجدان کا اندازہ ہوتا ہے کہ صلح اور امن کے زمانے اور ایام فتن میں اپنا اسلامی فرض کس طرح پورا کیا جاتا ہے اور اپنے دامن کو ہر داغ سے کس طرح محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اس کی کچھ تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''تاریخ جلال پور'' میں دی ہے جو ابھی سپرد اشاعت نہیں ہوئی۔

**زمانۂ طلبِ علم میں شعری ذوق:** احمد پور شرقیہ کی رہائش کے اس تین سالہ دور میں کچھ وقت طبیعت شعر گوئی کی طرف بھی مائل ہوئی۔ اس دور میں شہر میں باقاعدہ مشاعرے منعقد ہوا کرتے تھے جن میں اصحابِ ذوق اکٹھے ہوتے اور اپنا اپنا کلام سناتے۔ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں کہ شعر و شاعری کا ذوق رکھنے والے میرے بعض احباب مجھے بھی ان مجالس میں لے گئے۔ میں نے بھی کچھ غزلیں اردو میں لکھیں اور مشاعروں میں پڑھیں۔ لوگوں نے میری غزلوں سے متاثر ہوکر مجھے صدارت کی کرسی پر بھی بٹھا دیا۔ کچھ غزلیں جو قومی بیداری کے موضوع پر تھیں، اس وقت کے مذہبی اور سیاسی جلسوں میں پڑھی جانے لگیں۔ ایک دن حضرت الاستاذ رحمہ اللہ (مولانا عبدالحق مکی رحمہ اللہ) شاکی ہوئے اور اظہار رنج کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تمہیں صاحبِ علم حدیث دیکھنا چاہتا ہوں نہ کہ شاعر، افسوس! تم نے اپنا راستہ بدل لیا ہے۔'' استاذ محترم رحمہ اللہ کے جذبات کو دیکھا تو وہ تمام کاغذات جن میں غزلیں اور نظمیں لکھی ہوئی تھیں، جمع کیے اور ان کو آگ لگا کر جلا دیا، اس کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا۔ میں نے یہ کام چھپ کر کیا تھا۔ استاذ محترم رحمہ اللہ کو پتہ چلا تو بلایا اور فرمایا میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ تم اپنے کہے ہوئے شعر جلا دو، ہاں اگر ایسا کر ہی دیا ہے تو میں اس پر خوش ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس واقعہ کے بعد میں نے پوری زندگی شعر نہیں کہے اور اپنے آپ کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ البتہ جس دن انگریزوں نے آزادئ ہند اور قیام پاکستان کا اعلان کیا تو میرے فطری جذبات کا بند ٹوٹ گیا اور میں نے پانچ چھ اشعار کی چھوٹی سی غزل کہی۔ اس دور کی لکھی ہوئی غزلیں اور نظمیں اب حافظہ سے بھی اتر چکی ہیں۔ ان میں سے بعض اشعار کبھی کبھی یاد آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے اس تین سالہ دور میں جو کچھ عطا فرمایا آج تک میری زندگی کا سرمایا ہے اور میں ان عطایا پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں۔ اگرچہ ان کا حق ادا نہیں کر سکتا۔"

مولانا عبدالقادر جدیدی (جو" جھلارین" ضلع مظفرگڑھ کے باشندے اور آپ کے شاگرد رشید تھے، شعری ذوق رکھتے تھے) اور ان کے بھائی مولانا حکیم عبدالحمید کے پاس حضرت الاستاذ کی سرائیکی زبان میں کہی ہوئی بعض کافیاں تھیں، اب یہ دونوں بھائی وفات پا چکے ہیں رحمہما اللہ۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دور میں فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ نے سرائیکی میں بھی شاعری کی۔ مسلک اہل حدیث پر ان کی ایک طویل نظم "اہلِ حدیث ہیں ہم، اہلِ حدیث ہیں ہم" ان کے ایک شاگرد رشید مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ امجد زمانۂ طلبِ علم میں جلسوں میں پڑھا کرتے تھے، معلوم نہیں اب یہ نظم ان کے پاس ہے یا نہیں۔

**ابتلاء و آزمائش:** زمانۂ طلبِ علم میں بعض اوقات آشوب اور آزمائشوں کا بھی سامنا رہا۔ بڑے بھائی عبدالرحمٰن عین عالم شباب میں وفات پا گئے، گھر کے کام کاج میں وہی مرکزی کردار ادا کر رہے تھے۔ اس مرحلے پر تعلیم چھوڑنے کا خیال بھی آیا مگر والد صاحب رحمہ اللہ کے ہمت دلانے اور ان کی طرف سے تعلیم مکمل کرنے کے حکم کے زیرِ اثر پھر استاذ گرامی قدر کی خدمت میں احمد پور پہنچ گئے۔

ایک سال بعد والد صاحب رحمہ اللہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا اور چھوٹا بھائی بھی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اب وہ خود اللہ کی توفیق سے اکیلے اپنی دو بہنوں اور ایک چھوٹے بھائی اور والدہ کا سہارا تھے۔ والدہ محترمہ سے کچھ مدت کی اجازت لی تاکہ تکمیل تحصیل علوم سے جلد فارغ ہو جائیں۔ ایک سوتیلا بھائی تھا وہ بھی بیمار ہو گیا اور اپنی بیوہ ماں اور ایک بیٹے کو چھوڑ کر راہئ یومِ آخرت ہوا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد والدہ محترمہ بھی ایک ہفتہ بیمار رہ کر اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئیں۔ پھر اللہ کی قدرت یہ کہ بڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھوپھی بھی چند دن بیمار رہ کر وفات پا گئیں۔ان پے در پے حالات وحوادث کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور وہ اللہ سبحانہٗ کی توفیق سے صبر جمیل کے ساتھ یہ سارے غم سہار گئے۔ادھر احمد پور سے سند فراغ حاصل کر کے گھر گئے اور عیدالفطر پر استاذ محترم مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ سے ملے تو انہوں نے فرمایا ''فقیرا! میں اکیلا ہوں، اسباق اتنے زیادہ ہیں کہ ایک آدمی ان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔اس لئے تم میری معاونت کرو اور بحیثیت مدرس میرے مدرسے میں کام کرو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# اساتذۂ کرام کا تعارف

**مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ:** مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ بستی گمانی موضع صادق آباد نزد اوچ شریف ریاست بہاول پور میں 1317ھ میں پیدا ہوئے۔ان کے والد مولوی غلام مصطفیٰ صاحب مشہور طبیب تھے۔ علاقہ میں یہ دینی گھرانہ معروف تھا۔قرآن پاک ناظرہ اور فارسی کتب قاضی یار محمد سے پڑھیں۔صرف ونحو کی تعلیم مولانا جان محمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر حاصل کی اور وسطانی کتابیں مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ سے بستی نور والا میں پڑھیں۔اور کچھ عرصہ فقہ وطب کی کتابیں جلال پور پیروالا کے قریب ایک مشہور موضع حافظ والا میں مولانا محمد یار لاثانی کی خدمت میں حاضر ہوکر بھی پڑھتے رہے۔علم میراث کی تعلیم مولانا عبدالعلیم ملتانی جن کا شمار اس دور کے علم فرائض کے معروف ماہرین میں ہوتا تھا سے حاصل کی اور بعد ازاں دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔

اس عظیم ادارہ میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد امیر، مولانا رسول خان ہزاروی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی، مولانا سید اصغر حسین، مولانا محمد احمد، مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی جیسے اکابر سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ دارالعلوم کی سند میں مولانا کے بارے میں خصوصی توصیفی کلمات موجود ہیں:

و هو عندنا سليم الطبع، جيد الاستعداد له عناية تامة بالعلوم--- الخ

دارالعلوم دیوبند سے 1340ھ میں سند فراغ حاصل کی اور 1341ھ میں اپنی بستی میں مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی کا اجراء کیا۔ گورنمنٹ بہاولپور کی طرف سے انہیں وظیفہ ملتا تھا۔مولانا منظور احمد صاحب نعمانی اس مدرسہ کو تا حال قائم کیے ہوئے ہیں۔سندھ کے اطراف اور افغانستان سے بھی طلبہ ان کے پاس تعلیم وتربیت کے لیے آتے رہتے تھے۔1975ء میں ہونے والے انتخابات میں جمعیت علماء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلام کی قومی اسمبلی کی سیٹ پر انتخاب میں حصہ لیا۔ان کے ایک شاگرد کا کہنا ہے کہ بندوں کے ارادے کو پورا کرنا نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے مگر اقامت دین کی خاطر اللہ کے اس بندے نے مقابلہ خوب کیا۔

سادہ اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔طلبہ کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے۔طلباء سے بات چیت کرتے ہوئے لفظ ''فقیرو'' استعمال کرتے تھے۔ان کے دور میں مبتدعین اور متصوفین کی کج فہمی زوروں پر تھی،مولانا نے اپنے مواعظ حسنہ اور تحریروں کے ذریعے ان کے خلاف جہاد کیا۔

انہوں نے ایک رسالہ ''تحفة الموحدين الى المبتدعة و المتصوفين'' بھی لکھا جو چھپ چکا ہے۔اس رسالے کی تالیف کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک صوفی و بریلوی مذہب مولوی صاحب نے دوران تقریر یہ نہایت گستاخانہ قصہ سنایا اور اللہ رب العزت کی شانِ عالی پر ظالمانہ وار کیا اور دلوں سے جذبۂ ایمان کو شکار کرنا چاہا۔ انہوں نے قِصہ یہ سنایا کہ ایک دفعہ محمد حنفی شاذلی کہیں جارہے تھے۔کچھ مرید بھی آپ کے ہمراہ تھے۔راستہ میں ایک بڑی نہر آگئی تو کہا:''قولوا ياحنفي و امشوا خلفي و لا تقولوا ياالله فتغرقوا''یعنی یا حنفی کہہ کر میرے پیچھے چلے آؤ، یااللہ نہ کہنا ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔مریدوں نے ایسا ہی کیا' ان میں ایک ذرا وہابی تھا۔اس نے یا اللہ کہنا شروع کر دیا۔وہ غرق ہو گیا اور یا حنفی کہنے والے صحیح سالم نہر عبور کر گئے۔

احقر کو اس المیے پر کمال صدمہ گزرا۔اوّل تو اس مقام کے قریب ایک عالم موحد کو بلا کر اس واعظ کی تقریر کی تردید کرائی اور خود بھی حسب وسعت لوگوں کو اس کی غلط بیانی کا ثبوت دے کر اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوا۔ثانیاً یہ خیال آیا کہ اگر ایک مختصر رسالہ مسمّی اعلاء كلمة الله في المنع عن غير الله يا تحفة الموحدين الى المبتدعة و المتصوفين،جس میں قرآن وحدیث واقوال بزرگان سے اس حقیقت کا ثبوت دیا جائے کہ ہر حاجت ومصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے۔''

اس عبارت سے مولانا کے انداز تحریر کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔اس رسالہ میں دیوان فرید کے بعض اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں جن میں کتاب وسنت کے خلاف عقائد کی تشہیر کی گئی ہے۔مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا ہے۔اس سلسلے میں حضرت الاستاذ العالی کی رائے تھی کہ استاذ حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا حبیب اللہ صاحب ماہر لغت اور فقیہہ تھے۔نقد شعر ان کا موضوع نہ تھا۔ شاعری کے بنیادی عناصر مجاز و کنایہ ہیں۔ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کے دور میں صوفیا کے ہاں وحدۃ الوجود کا زور تھا۔ خصوصاً صوفی شعراء کے ہاں۔خواجہ صاحب نے اپنے وقت کی شعری روایت کے تتبع میں وحدۃ الوجود کے مضامین میں خوب جودت طبع کا مظاہرہ فرمایا ہے۔لیکن چونکہ خواجہ صاحب نہایت محتاط اور پابند شریعت تھے' اس لئے ایسی کافیوں کے آخر میں انہوں نے برملا ان وجودی عقائد سے مراجعت اور برات کا اظہار فرمادیا ہے۔ان کی پختہ رائے تھی کہ شعراء کے کلام پر فقیہانہ انداز سے غور کرتے ہوئے الفاظ کے ظاہر کی بجائے مراد شعر کا اعتبار کرنا چاہیے۔ نیز جہاں اس قدر احتیاط ہو کہ قصائد اور کافیوں کے آخر میں ''کر توبہ ترت فرید بیاں'' جیسے اشعار کا التزام کیا گیا ہو وہاں فتویٰ میں حد درجہ احتیاط ضروری ہے۔ اس رائے کا اظہار انہوں نے نہایت ادب کے ساتھ اپنے استاذ گرامی مولانا حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ کے سامنے فرمادیا تھا۔حضرت گمانوی رحمہ اللہ اس پر خاموش رہے۔

فقہی مسائل میں مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ کا مسلک حنفی کے مطابق عمل رہا اور اسی کی دعوت دیتے رہے۔فضیلۃ الاستاذ العالی مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے یہ ابتدائی اور وسطانی کتب کے استاذ مولانا حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ گمانوی 1392ھ بمطابق 17 مئی 1972ء کو فوت ہوئے اور اپنے مدرسہ کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

**مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ کے مربی استاذ مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ:** مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ ریاست بہاولپور میں بستی گمانی کے مغرب میں ایک بستی نور والا کے رہنے والے تھے۔اس علاقہ میں بھی روایتی تصوف اور غلو عقیدت کی تباہ کاریاں عروج پر تھیں۔آپ فطرتاً خاموش طبع اور اپنے دور کے عظیم مفکر تھے۔اپنے حکیمانہ انداز میں خوب کام کیا اور اپنی تربیت و تعلیم کے نتیجے میں اس علاقہ میں ایسے نقوش چھوڑے جن کی ضیا پاشی سے ہزاروں افراد نے ایمان اور حسن عمل کی روشنی حاصل کی۔آپ کی ابتدائی تربیت حنفی اداروں میں ہوئی۔متوقد اور رسا ذہن پایا تھا۔کتب احادیث کے مطالعہ نے وسعت ظرفی پیدا کی اور اپنے انداز سے عاملین حدیث کی ایک جماعت تیار کر لی۔مولانا حاجی احمد تلمیذ مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"مولانا عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے ہم عمر اور ہم عصر تھے، دورۂ حدیث میں شیخ الہند رحمہ اللہ کے پاس دارالعلوم دیوبند میں ان کے ساتھ پڑھتے تھے۔"

فضیلۃ الاستاذ جلالپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بستی نوروالا میں ایک بزرگ فاضل کی ذات ہی ادارہ تھی جن کا اسم گرامی مولانا محمد عیسیٰ تھا۔ وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد رشید تھے۔ ان کا اصل وطن جتوئی علاقہ مظفر گڑھ تھا۔ نوروالا میں تدریسی و تعلیمی مقاصد کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے۔ اپنی زندگی کا بیش تر حصہ اس بستی میں گزارا اور ایک سو پچیس سال کی عمر میں وفات پا گئے۔"

ان کی تربیت سے فضلاء و علماء کی ایک کثیر تعداد تیار ہوئی۔ ان میں شیخ محترم فضیلۃ الاستاذ المحدث عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ نزیل مکہ مکرمہ بھی تھے۔ انہوں نے زیادہ تر علوم انھی سے حاصل کیے تھے۔ ان علاقوں میں قبر پرستی کی حکمرانی تھی، ملا اور واعظین کثرت کے ساتھ صوفیا کا فارسی کلام پڑھ کر وعظ کرتے تھے۔ ان حالات میں مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ نے خود خاموشی کے ساتھ زندگی گزاری، البتہ ان سے علم حاصل کرنے والوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی، جنھوں نے علَم توحید اپنے ہاتھوں میں لیا اور پورے علاقہ میں توحید و سنت کا چرچا ہوا، ان کا انداز تربیت وہی تھا جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی نے اپنایا تھا۔"

مولانا عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ نے کتب احادیث کی قراءت و اجازۃ مولانا موصوف سے بھی حاصل کی تھی، جس کا انہوں نے ایک ثبت اسانید میں حدثنی الاستاذ عیسیٰ کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ بھی غالباً ان کے شاگرد تھے، وہ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے سسر بھی تھے اور ان کا شمار اس دور کے فاضل اساتذہ میں ہوتا تھا۔ مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ بھی ان کے شاگرد رشید تھے، وہ مدتوں اپنے مدرسے میں فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے۔ مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ، مولانا خیر محمد مکی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ آف جہ عباسیاں بھی اسی دور کے تربیت یافتہ تھے۔

**مولانا عبدالحق صاحب ہاشمی محدث مکی رحمہ اللہ:** مولانا عبدالحق ہاشمی محدث مکی رحمہ اللہ ہمارے شیخ محترم رحمہ اللہ کے حدیث کے استاذ ہیں۔ انھوں نے بلوغ المرام، ومشکوٰۃ اور مکمل صحاح ستہ انھی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑھیں۔مولانا ہاشمی رحمہ اللہ تبلیغی مواعظ کے سلسلے میں جلالپور تشریف لایا کرتے تھے اور احباب جماعت کی یہ دیرینہ تمنا ان کے پیش نظر تھی کہ اس علاقے میں تعلیم کتاب وسنت کی ایک درسگاہ قائم کی جائے۔ شہر ومضافات میں مدارس حنفیہ کی کثرت تھی جن میں مشہور علماء اپنے انداز میں تعلیم فقہ میں مشغول تھے اور خالص کتاب وسنت کے عاملین کی ان کے مابین کوئی بھی کاوش ناقابل برداشت تھی جس کا ادنیٰ سا مظاہرہ اس مناظرے میں دیکھا گیا تھا جو شاہی مسجد جلالپور پیروالا میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی رحمہ اللہ کے مابین مسئلہ رفع الیدین پر ہوا تھا جس کے واضح اثرات ابھی تک موجود ہیں۔

شیخ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ کا فضیلۃ الاستاذ العالی کو جلالپور جاکر مدرسہ عربیہ محمدیہ میں فرائض تدریس انجام دینے کا حکم دینا ان کی بصیرت تامہ کی دلیل ہے اور ساتھ ہی اس بات کا اعتراف بھی ہے کہ انہیں علمی فقاہت اور نامساعد حالات میں حق بات کے اظہار و اعلان کے بارے میں فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ پر پورا اعتماد تھا۔ شیخ ہاشمی رحمہ اللہ کا انداز تقریر عالمانہ اور محدثانہ تھا۔مگر جب عوام الناس سے خطاب فرماتے تو علمی وقار کے ساتھ ساتھ خوش بیانی کا انداز غالب آجاتا تھا تاکہ بات لوگوں کے دلوں میں اتر جائے۔

شیخ رحمہ اللہ وعظ و نصائح میں انتہائی پاکیزہ لہجے میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے، کثرت سے احادیث مبارکہ پیش کرتے اور ان کا بلیغ سرائیکی میں ترجمہ کرتے۔ گفتگو میں اس قدر کشش تھی کہ محفل وعظ کے قریب سے گزرنے والا بھی بے ساختہ ان کے وعظ ونصیحت کو سننے پر خود کو مجبور پاتا۔ زہد و سلوک اور فکر آخرت کے ساتھ ساتھ توحید باری تعالیٰ، رد شرک، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔

عمل بالحدیث کے مسلک پر اعتراضات کا جواب دینے میں ان کا انداز بیان سادہ، علمی اور محدثانہ ہوتا تھا۔ منکرین حدیث، قادیانیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کے عقائد باطلہ کے رد میں بھی ان کے خطبات اور مواعظ کی دھوم تھی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے پہلے وہ بستی ''مہند'' میں جو چنی گوٹھ کے قریب ایک قصبہ ہے۔ اپنے ایک دوست حاجی عبداللہ رحمہ اللہ کے ہاں درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد انھوں نے تین سال کوٹلہ شیخاں میں جو تحصیل احمد پور شرقیہ میں ایک معروف مقام ہے گزارے اور وہاں علوم قرآن و حدیث کی تدریس میں مشغول رہے۔ بعد ازاں جماعت اہل حدیث احمد پور شرقیہ کے پیہم اصرار پر احمد پور شرقیہ میں متوطن ہوئے۔ محدث جلال پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''محدث مکی رحمہ اللہ اپنے مخصوص انداز میں صحیح بخاری پڑھاتے تھے جس میں امام بخاری رحمہ اللہ کے استنباط و استدلال کی باریکیوں کی توضیح ہوتی، مشکل الفاظ کا حل اور فنون حدیث کی روشنی میں متعلقہ مقام کی تشریح ہوتی۔ سند اور رجال سے متعلقہ امور اور اعراب کی درستی پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔''

شیخ عبدالحق الہاشمی المکی رحمہ اللہ نے ابتدائی کتب اپنے والد گرامی قدر سے پڑھیں اور کتب احادیث درساً مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ (جن کا شمار برصغیر کے معروف محدثین میں ہوتا ہے) سے پڑھیں۔ محدث بٹالوی شیخ الکل میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے تھے اور میاں صاحب نے انھیں بقلم خود سند حدیث عنایت فرمائی تھی۔ ماہانہ رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' مدتوں ان کی زیر ادارت نکلتا اور کفار و مبتدعین کی لغویات کی سرکوبی کرتا رہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر حاصل کر کے شائع کرنے میں مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کو اولیت کا اعزاز حاصل ہے، چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے:

''مولوی محمد حسین بٹالوی نے جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے کفر کا فتویٰ لکھوا کر صد بار پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا۔'' (حقیقۃ الوحی: ص-453 و روحانی خزائن: ج-22)

انجام آتھم ص:45 میں لکھتا ہے:

''چونکہ علماء پنجاب و ہندوستان کی طرف سے فتنۂ تکفیر و تکذیب حد سے گزر گیا ہے، اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا گناہ یہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا، بلکہ نذیر حسین محدث (رحمہ اللہ) کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق و تنقیح کے ایمان لے آئے ہیں۔'' (دیگر ثبوت و حوالہ جات کے لئے دیکھئے: الاعتصام: ج-32، شمارہ-24)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مرزا قادیانی کے خلاف کفر کے اس فتوے نے (جو سب سے پہلے جماعت اہل حدیث کے ان سرکردہ فقہاء و محدثین نے جاری کیا تھا) پورے ملک میں قادیانی مذہب کے خلاف فضا ہموار کردی۔ والحمدللہ

وہابی (اہل حدیث) کو جس دور میں ان کی انگریز کے خلاف وقیع اور ہمہ گیر مہمات کے نتیجے میں باغی سمجھا جاتا تھا، جس کے نتیجہ میں انگریز نے علماء اہل حدیث پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا، گرفتار کیا، مقدمے قائم کیے، پھانسیاں دیں اور عمر قید کر کے جزائر انڈیمان میں محصور کیا (دیکھیے سرگزشت مجاہدین و جماعت مجاہدین مؤلفہ مولانا غلام رسول مہر اور کالا پانی مؤلفہ مولانا جعفر تھانیسری) تو مولانا بٹالوی رحمہ اللہ نے محسوس کیا کہ اب وہ پہلے والا انداز انگریز کے لئے نقصان دہ کم اور علماء ملت کے لئے زیادہ ہے کیونکہ وہ پورے علاقہ پر قابض و مسلط ہو چکے ہیں۔ اس پس منظر میں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ وہابی باغی نہیں ہیں، بلکہ وہ کتاب و سنت کے داعی ہیں اور ان کی جماعت امن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر عمل کرنے والی جماعت ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس شدت کو کم کیا جائے جو انگریز نے وہابی کے خلاف قائم کر رکھی ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ کے ایام میں انگریز کے خلاف پھر زور و شور سے تحریکیں شروع ہوئیں۔ ان میں علماء اہل حدیث نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے شاگرد مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی مساعی آزادی کا تذکرہ ہم پہلے کر آئے ہیں۔ احمد پور شرقیہ میں ہندوؤں کی ثقافتی یلغار اور معاشی غلبے کے خلاف مسلمانوں کو بیدار کرنے میں یہ حضرات سب سے آگے تھے اور بسا اوقات ریاستی عتاب کی زد میں آنے کا خطرہ بھی پیدا ہوا۔ مگر ان کے معاشرتی مرتبے کی وجہ سے دشمن انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے۔

**مکہ مکرمہ روانگی:** حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ 14 اگست 1949ء کو ترک وطن کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے اور باقی عمر وہیں گزاری۔ حرم کعبۃ اللہ میں صحیح بخاری و کتب ستہ کا درس دیا۔ سعودی محدثین اساتذہ سے اجازات الروایۃ حاصل کیں اور ایک کثیر تعداد تلامذہ نے ان سے درس حدیث لیا۔ مولانا مکی رحمہ اللہ نے خود اپنے ہاتھ سے سند لکھ کر شیخ محترم رحمہ اللہ کو عطا کی تھی۔ اس میں انہوں نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اساتذہ حدیث میں درج ذیل محدثین کا ذکر کیا ہے۔

## شیخ عبدالحق کے اساتذہ کرام رحمہم اللہ:

1. سید احمد بن عبداللہ بن سالم الجلیلی البغدادی رحمہ اللہ
2. الامام العالم السید سعید بن محمد الیمانی رحمہ اللہ
3. السید حسین بن حیدر الھاشمی رحمہ اللہ
4. ابو الفضل امام الدین بن محمد بن ماجہ القنبری رحمہ اللہ
5. ابو سعید الحسین بن عبدالرحیم اللاھوری رحمہ اللہ

**مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ایک داعیٔ حق :** الشیخ الہاشمی اپنی کتاب ''اعتقاد الفرقة الناجیہ'' میں لکھتے ہیں:

''اس علاقے میں سب پہلے میں نے کوٹلہ شیخاں میں اولیاء اور مردوں سے مدد مانگنے اور قبروں پر نذر و نیاز کے خلاف جنگ شروع کی۔ اوچ شہر میں ایک سو قبریں ایسی شمار ہوتی ہیں جن سے مدد مانگی جاتی ہے۔ میں نے توحید کا جھنڈا بلند کیا اور مقابلے میں آنے والے شرک کے ایک بہت بڑے داعی یار محمد گڑھی والے کے ساتھ مباہلہ اور مناظرہ کیا۔ اللہ تعالی نے میری مدد فرمائی ایک بڑی تعداد کو ہدایت بخشی اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دی۔ میں جامع عباس احمد پور میں پچیس سال تک خطیب و مدرس رہا اور پھر اپنا علاقہ چھوڑ کر ''البلد الامین'' مکۂ مکرمہ میں آ گیا۔ ملک معظم عبدالعزیز (اللہ انہیں بہشت بریں میں سکونت عطا فرمائے) کی طلب اور حکم پر میں'' مسجد الحرام'' میں مدرس متعین ہوا۔ اب میں 1367ھ میں اللہ تعالی کی کرم نوازی اور حفظ وحمایت سے حرم مکی میں'' دارالحدیث مکیہ'' میں کتب صحاح ستہ اور مسند امام احمد کی تدریس میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالی کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ عمر نوح (علیہ السلام) مل جائے تو بھی شکریہ ادا نہ کرسکوں''۔

آپ کا سن پیدائش 1302ھ ہے اور وفات 1392ھ میں ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**شیخ مکرم رحمہ اللہ کے علمی مباحث و مذاکرات:** دورانِ تعلیم و تحصیل علاقہ کے علماء اور واعظین سے شیخ مکرم رحمہ اللہ کے علمی مباحث ہوتے رہتے تھے جن کا مکمل ریکارڈ دستیاب نہیں ہے۔ چند ایک کی تفصیل مل سکی ہے جو درجِ ذیل ہے۔

① ۔ایک شیعہ عالم نے دورانِ تقریر استدلال کیا کہ آیت مبارکہ:

﴿قل کفی باللہ شھیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب﴾ (الرعد:43)

''کہہ دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے''

اس آیت میں ﴿من عندہ علم الکتاب﴾ سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور مفسرین اہل سنت کا مذاق اڑایا کہ وہ اس سے ایک یہودی عبداللہ بن سلام یا کوئی اور سابقہ یہودی مراد لیتے ہیں۔ اتفاق سے اس شیعہ عالم سے ایک نجی محفل میں اس پر گفتگو ہوئی تو شیخ محترم رحمہ اللہ نے کہا کہ اس آیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ شہادت میں کسی ایسی شخصیت کو پیش کیا جا سکتا ہے جو مخاطبین کی نظروں میں ان کا اپنا یا کم از کم غیر جانبدار ہو۔ وہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تو ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ اسرائیلی تھے اور مشرکین عرب مسلمانوں کی نسبت اسرائیلی علماء پر زیادہ اعتماد کرتے تھے کہ بنی اسرائیل کے علماء کو مذہبی لحاظ سے اپنا طرف دار سمجھتے تھے نہ کہ مسلمانوں کو جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشرکین اپنا مخالف گردانتے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ ان کو آپ کا پروردہ سمجھتے تھے، تو ایسی صورت میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا اہمیت دیتے؟ ان باتوں کا شیعہ عالم کوئی جواب نہ دے سکے البتہ یہ اعتراض کر دیا کہ سورہ مکی ہے اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا تعارف ہجرت کے بعد ہوا وہ کیسے اس آیت میں مراد ہو سکتے ہیں۔

شیخ محترم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہ سورہ مدنی ہے البتہ بعض مفسرین نے اسے مکی کہا ہے، مگر یہ آیت یقیناً مدنی ہے۔ اس نے دلیل کا مطالبہ کیا اور دعویٰ کیا کہ کسی کتاب میں یہ بات نہیں ہے کہ یہ آیت مدنی ہے، اہل سنت کی کتابوں میں بھی نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ محترم رحمہ اللہ نے یہ بات تفسیر الجلالین سے دکھا دی تو وہ اپنی بات سے مکر کے کہنے لگا نہیں شیعہ کتب سے دکھاؤ جس پر حاضرین نے کہا کہ آپ نے اہل سنت کی کتاب مانگی تھی اس میں سے دکھا دیا ہے لہٰذا آپ کا مطالبہ پورا ہوا۔ یہ 1930ء کی بات ہے۔

**صحیح بخاری کی ایک حدیث کی توضیح:** ایک شیعہ جناب ذاکر رحیم بخش مسجد عباسی میں آئے جبکہ جناب شیخ محترم رحمہ اللہ زیر تعلیم تھے۔ ذاکر صاحب نے طلباء کی ایک جماعت سے کہا میں نے صحیح بخاری میں ایک حدیث دیکھی ہے اس کا مفہوم نہیں سمجھ سکا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رات کے وقت بستر پر سوئی ہوتی تھی، اور میرے پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کی جگہ ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو ہاتھ لگاتے یعنی چٹکی لیتے تو میں پاؤں کھینچ لیتی پھر آپ قیام کے لئے کھڑے ہو جاتے تو ٹانگیں دراز کر لیتی۔ یہ بات کہنے کے بعد وہ توبہ توبہ کرنے لگا۔

شیخ محترم رحمہ اللہ نے اس سے کہا اس میں توبہ کرنے والی بات کون سی ہے۔ کہنے لگا یہ تو بہت بری بات ہے کہ مرد نماز پڑھ رہا ہے سامنے اس کی بیوی ہے وہ اس کے پاؤں کو ہاتھ لگاتا ہے اور پھر سجدہ کرتا ہے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے دلائل سے واضح کیا کہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ چٹکی لینے والی بات غلط ہے، پاؤں کو ہاتھ لگانا جبکہ وہ اس طرح لیٹی ہوتی تھیں جس طرح آگے جنازہ ہوتا ہے نہ کہ اس طرح کہ وہ آپ کی طرف پاؤں کرتیں جیسے تم عجیب سمجھ رہے ہو۔

**اہل بیت کون؟:** ایک شخص جہاز شاہ جیونڑاں تھے انہوں نے ایک مجلس میں یہ آیت پڑھی:

﴿انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا﴾

اور شیخ محترم رحمہ اللہ سے کہا (جبکہ وہ تعلیم حاصل کر رہے تھے) اس کے مصداق وہ ہو سکتے ہیں جن میں مرد شامل ہوں اور وہ ہیں علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا دیکھیے جناب ان آیات مبارکہ میں بائیس ضمیریں ہیں جو جمع مؤنث مخاطبات کی ہیں اور ان آیات میں تین ''نداء'' ہیں۔ جن میں دو ''ندا'' ازواج مطہرات سے متعلق ہیں۔ اس سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے کہ روئے سخن ازواج مطہرات کی طرف ہے اور ان سب آیات میں ایسے احکام دیے گئے ہیں جو حصول تطہیر کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس اعزاز کی اصل حق دار ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ البتہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جملہ میں ضمیر مذکر مخاطبین وارد ہے تو عرض ہے کہ یہ انداز تخاطب قرآن پاک میں دیگر مواقع پر بھی بیوی کے لئے آیا ہے۔ سورۂ ہود میں ہے:

﴿اتعجبين من امر الله، رحمة الله و بركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد.﴾

''کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعجب کرتی ہے، اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکات ہیں، وہ یقیناً تعریف والا، بڑا ہے۔''

اس خطاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ مراد ہیں اس میں ''علیکم'' ضمیر مذکر ہے، اس کی دو وجوہ ہیں۔

① پہلے خطاب کا تعلق زوجہ سے ہے اس لئے ضمیر مؤنث ہے اور دوسرے میں ابراہیم علیہ السلام بھی شریک ہیں۔ تغلیب مذکر کی وجہ سے ضمیر مذکر ہے۔

② جب کسی عورت سے خطاب ہو اور اس خطاب میں احترام مقصود ہو تو واحد مؤنث کے لئے بھی جمع مذکر کی ضمیر سے خطاب کیا جاتا ہے، عرب شعراء کے کلام میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، ایک حماسی شاعر جعفر الحارثی کہتا ہے۔

عجبت لمسراها و انى تخلصت
الى و باب السجن دونى مغلق
المت فحيت ثم قامت فودعت
فلما تولت كادت النفس تزهق
فلاتحسبى انى تخشعت بعدكم
لشئى ولا انى من الموت افرق

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

خليلاى عوجا بارك الله فيكما
وان لم تكن هند لا رضكما قصدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



و قولا لها ليس الضلال اجارنا

و لكنا جرنا لنلقاكم عمدا

اسی طرح عربی کا ایک اور شعر ہے جسے زمخشری نے اپنی تفسیر میں بطور استشہاد نقل کیا ہے۔ جہاز شاہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے تو اس کی تفسیر میں پنجتن پاک ہی کو مراد لیا ہے اور چادر ڈال کر کہا ہے:

(اللهم هولاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهيرا)

''اے اللہ! یہ میرے اھل بیت ہیں۔ ان سے رجس دور کر اور ان کو پاک کر۔'' (جامع ترمذی ج4 ص343)

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث مبارک میں آیت کا مصداق نہیں بتایا جا رہا بلکہ رسول اللہ کے یہ الفاظ دعائیہ ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ اے اللہ! ان چار کو بھی ان میں شامل فرما۔ اور یہ دعا اس لیے فرمائی کہ آیت کا سیاق اس اعزاز میں ان چار کے شمول کو ظاہر نہیں کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں؟ تو فرمایا (انت على مكانك انت على خير) یعنی تو اپنے مرتبہ پر ہے اور تو اچھائی پر ہے۔ مقصد یہ کہ تم از خود مقام مخاطب پر سرفراز ہو، بہتر پوزیشن میں، تمہارے لیے دعا کی ضرورت نہیں۔

جہاز شاہ جیونڑا ں نے کہا، ہاں پھر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج میں ''رجس'' تھا جس کا ازالہ مقصود ہے۔ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب آیا کہ آپ صاحب علم ہیں آپ کا عقیدہ ہے کہ اس آیت کا مصداق پنجتن پاک ہیں جیسا کہ ابھی آپ نے کہا تھا تو بتائیں کیا ان میں ''رجس'' تھا؟ ما هو جو ابكم فهو جوابنا.

راقم کہتا ہے کہ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ بصورت عدم تعمیل احکام مذکورہ جو ''رجس'' متوقع ہے، اس سے دور رکھا جائے۔

**مرزا دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے:** چنی گوٹھ کے ایک گھاگ مرزائی کا مسجد عباسی اقصیٰ میں آنا جانا تھا۔ وہ جب بھی ملتا حیات و ممات مسیح کا مسئلہ چھیڑنے کی کوشش کرتا۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے ایک دن اس سے کہا: یہ مسئلہ ہمارے اور مرزائیوں کے مابین اختلاف کا بنیادی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ مرزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غلام احمد کی ذات اور اس کے دعوے ہیں جن کی وجہ سے میں اسے جھوٹا اور کذاب سمجھتا ہوں۔ مرزائی نے کہا کہ اس کی دلیل کیا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا: مرزا نے لکھا ہے،'' کہ صحیح بخاری جو اصح الکتب ہے میں لکھا ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو آسمان سے ندا آئے گی'' هذا خليفة الله المهدی '' دیکھئے شہادت القرآن مرزا صاحب ص(29)

آپ مجھے دکھائیں صحیح بخاری میں یہ بات کہاں ہے؟ مرزائی دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا اور پھر کبھی بحث کے لیے نہ آیا۔

**حیات مسیح:** ایک اور مرزائی سے حیات مسیح کے موضوع پر گفتگو ہوئی اس نے آیت مبارکہ ﴿انی متوفيك و رافعك الی و مطهرك من الذين كفروا﴾ (الآية) سے استدلال کیا کہ ''توفی'' کا ذکر ''رفع'' سے پہلے ہے لہٰذا وفات ہو چکی ہے۔

شیخ محترم رحمہ اللہ نے اس سے دریافت کیا، بتاؤ کہ کیا واو ترتیب پر دلالت کرتی ہے؟ اور یہ جملہ خبریہ ہے یا انشائیہ؟ مرزائی نے کہا کلام خبری ہے اور واو ترتیب کے لئے نہیں۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے کہا مسئلہ یہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت نہیں آئے گی، بلکہ بحث یہ ہے کہ کس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ پر موت آ چکی ہے؟

مرزائی نے جواب دیا کہ مسلمان کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور آیت میں ''رفع'' یعنی اٹھایا جانا ''توفی'' کے بعد مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ وفات ہو چکی تھی۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ کلام خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ خبر کیوں دے رہا ہے؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی موت کے بارے میں شک تھا؟ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کی کتاب انسانوں تک پہنچا چکے ہیں پھر ان کو یہ بتانے میں کیا حکمت تھی کہ میں تجھے موت دوں گا؟ نظر بہ ظاہر اس کا فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ حقیقتاً اس میں کوئی حکمت ضرور ہے ورنہ یہ کلام اس درجے میں ہو جائے گا جیسا کہ ایک شخص نے کسی کو خبر دی:

چشمان تو زیر ابرو اند
دندان تو جملہ در دھانند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مرزائی کے استفسار پر کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بے فائدہ جملہ کیسے آ سکتا ہے؟ آپ اس کی حکمت بیان فرمائیں تو فرمایا، ارشاد ربانی ہے:

﴿فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی اللّٰہ؟﴾

اس سے ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے شدید کفر کا احساس ہوا اور خطرہ محسوس کیا کہ یہ لوگ میرے قتل کے درپے ہوں گے، اسی لیے فرمایا۔ ﴿من انصاری الی الله ؟﴾ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ اے عیسیٰ! تیری موت تو میرے ہاتھ میں ہے۔ جب تک میرا حکم نہ آئے، یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس میں ابھی تشنگی ہے کہ پھر ان کے منصوبۂ قتل کو کس طرح روکا جائے گا؟ فرمایا ''ورافعك الی'' کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، یہ دشمن تیرا کیا بگاڑ لیں گے۔ اس پر مرزائی حواس باختہ ہو کر چلا گیا۔

**سماع موتی پر ایک گفتگو:** احمد پور شرقیہ کی ایک مسجد میں (جو پرانی کچہری کی قلعہ نما عمارت کے پیچھے ہے) ایک امام صاحب تھے جو خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ وہ دارالعلوم دیوبند کے سند یافتہ تھے۔ ڈاکٹر سہمی صاحب نے ان سے سماع موتی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا مردے سنتے ہیں، رسول اللہ نے بدر میں مرنے والوں سے فرمایا تھا:

﴿انا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا،فهل وجدتم ماوعدکم ربکم حقا﴾

''ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا ہم نے اسے سچ پایا۔ تم سے جو وعدہ کیا، کیا تم نے اسے درست پایا؟'' (صحیح بخاری ومسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا یہ مردے سنتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے شیخ محترم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کی اس بارے کیا رائے ہے؟ فرمایا: حدیث مذکور سماع پر دلالت نہیں کرتی بلکہ سماع کی نفی کرتی ہے، وہ اس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا مردے سنتے ہیں جس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہو ہاں سنتے ہیں بلکہ ان کا سوال یہ تھا:

کیف تکلم اجساداً لا ارواح لهم۔

''جن اجسام میں روح نہیں آپ ان سے کیوں کر کلام کر رہے ہیں؟'' (صحیح بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انهم الآن يسمعون مااقول لهم۔

''یہ اس وقت میری بات سن رہے ہیں۔'' (صحیح بخاری، ج2ص:567)

یہ حدیث دو طرح عدم سماع پر دلالت کرتی ہے:

① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال کہ آپ بلاارواح اجسام سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں، دلالت کرتا ہے کہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ مردے نہیں سنتے ورنہ سوال کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا عقیدہ آپ کے بتانے ہی سے ہوسکتا ہے۔ اگر اس میں کوئی غلطی تھی تو رسول اللہ فرما دیتے کہ تم کیا پوچھ رہے ہو یہ تو سنتے ہیں، مگر ایسا نہیں فرمایا۔

② آپ نے ان کے سننے کو اس خاص وقت اور خاص اپنی بات کے ساتھ متعلق فرمایا۔ اس سے علی الاطلاق سماع کا معنیٰ سمجھنا غلط ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت میری بات تم سے زیادہ سنتے ہیں جیسا کہ حدیث کو روایت کرنے والے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

احياهم الله حتى اسمعهم قوله توبيخا و تصغيرا و نقمة و حسرة و ندما

''ان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا تاکہ ان کو آپ ﷺ کی بات' جھڑکنے، ذلیل کرنے، سزا دینے، (ان کے دل میں حسرت پیدا کرنے) اور ندامت کا شکار کرنے کے لیے سنوائے۔'' (بخاری)

**قتل انبیاء علیہم السلام کے بارے میں:** شیخ مکرم رحمہ اللہ آیت کریمہ ﴿ويقتلون النبيين﴾ الآية کی توضیح میں فرمایا کرتے تھے یہود انبیاء و رسل علیہم السلام کے قتل کے درپے ہوئے اسی بناء پر انہیں قاتل قرار دیا گیا کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے خلاف مقاتلہ جرم میں ان کے قتل کے مترادف ہے الا من تاب و اصلح۔ اس کی دلیل میں آیت مبارکہ پیش فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# انجمن اہلِ حدیث جلال پور اور پس منظر

اب ہم کچھ تذکرہ ان اکابر بزرگوں کا کرنا چاہتے ہیں جن کی سعی و محنت سے اس شہر میں علمائے کتاب وسنت کی ایک جماعت اور انجمن قائم ہوگئی۔ جن کے اخلاص ومحبت اور دن رات کی کاوشوں کے نتیجہ میں ''دارالحدیث محمدیہ'' نے محدث جلال پوری رحمہ اللہ کی قیادت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے عظیم کام سرانجام دیا اور ابھی تک ادارے کے کارکن اسی سبیل پر گامزن ہیں۔ پھر مختصر تذکرہ تلامذہ اور احباب ومتعلقین محدث جلال پوری رحمہ اللہ کا ہوگا تاکہ ان کی شخصیت کے اہم پہلوؤں سے قارئین آگاہ ہوسکیں۔ ہم نے مبالغہ آرائی سے اجتناب کیا ہے اور حقیقی واقعات پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان حضرات کے بارے میں ہمارے احساسات اپنی ذاتی معلومات پر مبنی ہیں، حقیقی علم اللہ کے پاس ہے وہی ہر ایک کے باطن وظاہر کا دانا وبینا ہے۔ ذالك ما علمناه ولا نزكّي على الله احدا.

**محلّہ خواجگان:** جلالپور پیروالا کے وسط سے شروع ہوکر جنوب تک یہ محلّہ پھیلا ہوا ہے۔ اکثر آبادی خواجگان برادری کی ہے جس کے بارے میں پڑھے لکھے افراد کی آراء مختلف ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس محلے میں آباد اکثر لوگ ساحل سمندر کے قریب رہنے والی تجارت پیشہ نسل سے ہیں۔ اس علاقہ میں وہ ''کھوجہ'' کہلاتے ہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ بلدیہ کے قدیمی ریکارڈ میں انھیں خوجہ یا کھوجہ لکھا جاتا رہا۔

مشہور ہے کہ اس محلے میں کاغذ کی صنعت تھی۔ اس دور کا بنا ہوا کاغذ ہم نے ہندوؤں کی بہی کھاتوں کی صورت میں دیکھا ہے۔ بہت مضبوط اور عمدہ معیار کا کاغذ ہوتا تھا۔ بعض مخطوطات اسلامی بھی اسی کاغذ پر محفوظ ہیں۔ محلّہ میں کسی کی وفات ہوجاتی اور کاغذ ساز مشینوں کی کھٹ کھٹ کی آوازیں دور تک نہ جاتیں تو عام لوگ کہتے ''اج کھوج محلے وِچ ماتم تھی گئے''۔ اسی طرح ایک اور محاورا ہے ''کراڑ دندالی تے کھوج پھاوڑا'' یعنی دونوں برادریاں تجارت پیشہ ہونے کے ناتے مال بنانے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ماہر ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ کشمیر اور پنجاب کے بالائی علاقہ میں بٹ برادری خواجہ کے لقب سے ملقب ہے اور وہ ایک معزز و محترم برادری کے طور پر معروف ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں کے لوگ خود کو خواجہ لکھنے لگے۔

عراق بلکہ اکثر عرب ممالک میں خواجہ غیر ملکی اور باہر کے لوگوں کو کہا جاتا ہے اور ایران میں خواجہ سردار کے معنی میں مستعمل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اصل لفظ خواجہ ہو اور عام استعمال میں، خوجہ، رواج پا گیا اور علاقہ کے لوگ ''خا'' درست نہیں بول سکتے تھے اس لئے کھوجہ کہنے لگے ہوں۔

صوفیا کی اصطلاح میں خواجہ شیخ اور مذہبی راہ نما کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ ذات کے کوریجہ تھے۔ خواجہ خواجگان بھی اسی سے مرکب ہے۔ بعض لوگ خواجہ صدیقی لکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، ملتان کے بعض خواجگان کا دعویٰ یہی ہے۔ مگر عوام میں یہ لوگ قریشی معروف ہونے چاہییں تھے۔ اس محلے کے باشندوں میں عصری علوم اور کتاب وسنت کے ماہرین تو زیادہ تعداد میں نہیں پیدا ہو سکے' البتہ دینی معلومات کے اعتبار سے بعض خاندان بہت اونچے معیار پر ہیں اور اکثر مذہبی نظریات کے حامل ہیں۔

دارالحدیث محمدیہ نے محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی قیادت میں طویل مدت تک اس علاقے میں کام کیا ہے۔ اس کے اثرات نمایاں ہیں۔ عاملین حدیث کی ایک بڑی تعداد اس وقت موجود ہے۔ یہ سب اس جذبے سے مالا مال ہیں کہ اللہ کے دین کی جتنی خدمت ہو سکے کی جائے۔ قیام پاکستان کے وقت اس محلے کی اکثریت نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ 1946ء کے صوبائی الیکشن میں مسلم لیگ کے جناب رضا شاہ گیلانی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے تھے۔

سیاسی و مذہبی نزاعات اس محلہ میں ہوتے رہے مگر معاملہ کبھی خون ریزی تک نہیں پہنچا۔ یہ اس علاقے کے لوگوں کے حلم اور سنجیدگی کی علامت ہے۔ اس محلے میں جامع مسجد اہل حدیث و مسجد اثنا عشریہ آمنے سامنے واقع ہیں، مؤخر الذکر قدیمی قبرستان میں چھوٹی سی مسجد تھی جو اب پھیلتے پھیلتے بڑی مسجد بن گئی ہے اور اوّل الذکر بھی چھوٹی سی تھی۔ جنازہ گاہ اہل اسلام کو اس میں شامل کرنے کے بعد یہ بھی اب بڑی مسجد بن گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دونوں مساجد میں وعظ وتذکیر اپنے اپنے مسلک کے مطابق ہوتے رہتے ہیں، لیکن ہر حال میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ کبھی صورت حال بگڑتی ہے تو دونوں طرف کے ذمہ دار لوگ کنٹرول کر لیتے ہیں۔

اس محلّہ میں محدث جلالپوری رحمہ اللہ نے باوجود نامساعد حالات کے اللہ کی توفیق سے پورے استقلال اور ہمت کے ساتھ سالہا سال کام کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس اور متعلقہ علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ وعظ وارشاد کے سلسلے میں انتھک کوششیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ان کوششوں کو بارآور کیا۔ علاقے کے سماجی ماحول میں جو بردباری پائی جاتی ہے اس میں حضرت شیخ کے طرزِ عمل کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جلال پور کی اہم اہلِ حدیث شخصیات

**مولانا جندوڈہ:** اسی محلہ میں رہنے والے ایک فاضل مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ تھے' جوسادہ طبیعت، زندہ دل اور اتباع سنت کا والہانہ شغف رکھنے والے تھے۔ قدیم مسجد اہلِ حدیث انھی کے نام سے موسوم ہے۔ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ بتلاتے تھے کہ مولانا جندوڈہ نے احمد پور شرقیہ کے ایک اہل حدیث عالم مولانا سید محمد شاہ سے تعلیم دین حاصل کی۔ موصوف کی ذاتی مملوکہ زمین بھی موضع موہانہ چاہ مولانا جندوڈہ والا میں تھی۔ جو انہوں نے وقف فرما دی اور اس کی آمدنی مسجد کے مصارف، مسافروں کے قیام و طعام اور طلباء پر خرچ ہوتی رہی۔ وہ رقبہ آج بھی انجمن اہل حدیث جلال پور پیر والا کے نام وقف ہے اور آمدنی طلبائے دارالحدیث کی خوراک کے لیے صرف ہوتی ہے، اس کی کچھ تفصیل سید اکبر علی شاہ صدر انجمن کے تذکرہ میں بھی آئے گی۔

منشی محمد پناہ ان کو دیکھنے والوں میں سے تھے اور ہم نے منشی صاحب کو دیکھا تھا۔ خواجہ محمد رمضان سیکرٹری انجمن اہل حدیث انھی کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ مسجد شریف میں پانی کا انتظام نہیں تھا۔ مولانا جندوڈہ مرحوم گھڑوں کے ذریعہ پانی لاتے تا کہ لوگ وضو کر کے فریضہ نماز ادا کریں۔ ایک دن ظہر کی اذان سے فارغ ہوئے تو حاکم کا قاصد آیا۔ پیغام دیا کہ صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ مولانا نے جواب دیا میں نماز کے لیے لوگوں کو بلا چکا ہوں' اسے ترک کر کے ایک انسان کے بلاوے کو قبول نہیں کر سکتا۔ نماز سے فارغ ہو کر گئے تو وہ دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا مجھے خواب میں ایک شخص کو ملنے کے لئے کہا گیا ہے اور اس شخص کی مجھے شکل بھی دکھلائی گئی ہے۔ روپوں کی تھیلی پیش کی۔ مولانا نے عدم ضرورت کا عذر کر کے واپس کر دی۔

اس قسم کے اور بھی واقعات ان کی زندگی کے زبان زد عام تھے' جس کی وجہ سے وہ صاحب کرامت بزرگ معروف تھے۔ یتیموں اور بیواؤں کی خدمت اور اعانت کو سعادت گردانتے تھے۔ سیٹھ محمد پناہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے بزرگوں کے حوالہ سے بتایا کہ ان کی چادر موٹے کھدر کی ہوتی تھی اور گلے میں قمیص کی بجائے نیلے رنگ کی ''بانڈکی'' پہنتے جو یہاں کے دیہات کا قدیمی لباس تھا اور عام طور پر قمیص کے نیچے استعمال ہوتا تھا۔ فاضل موصوف رحمہ اللہ نے تین شادیاں کیں مگر اولاد کسی سے نہ ہوئی۔

حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ نے منشی کریم بخش کے پاس تقویۃ الایمان کا فارسی ترجمہ بھی دیکھا جو مولانا مرحوم نے کیا تھا۔ وہ منشی صاحب سے ضائع ہو گیا۔ مولانا جندوڈہ علم وفضل کے حامل تو تھے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی فائق تھے۔ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر میں لایخاف فی اللہ لومۃ لائم کی تصویر تھے۔ فقہاء ملتان ص: 41 میں ہے:

> ''مولانا خواجہ عبید اللہ ملتان کے ایک ہم عصر غیر مقلد محدث مولانا مفتی جندوڈہ صاحب ساکن جلال پور پیروالا کا ذکر بھی برمحل ہوگا۔ مولانا جندوڈہ مسلک اہلِ حدیث کے مفتی تھے اور اپنے مسلک کے فقہی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے، لیکن ان کی بدمزاجی بھی ضرب المثل تھی۔''

اگر حق کے اظہار کو بدمزاجی کہا جا رہا ہے تو یہ بدمزاجی نہیں بہت بڑی خوبی ہے' ورنہ جلال پور پیروالا میں پچاس سال سے زیادہ عرصہ بسر کیا ہے، کسی سے یہ ''ضرب المثل'' ہم نے نہیں سنی۔ ضرب الامثال تو معاشرہ میں عام ہوتی ہیں مگر کسی کو اپنے دل کی تمنا ضرب المثل نظر آئے تو یہ اور بات ہے۔ جلال پور میں ہم نے ان کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے' وہ تو ان کی کرامتوں اور نیکی وتقویٰ کی باتیں سناتے تھے۔ تھل ضلع مظفر گڑھ کے ایک شخص مولوی احمد صاحب بلوچ کا بیان ہے کہ میرا بھائی گھر والوں سے ناراض ہو کر جلال پور پیروالا چلا گیا تھا۔ وہ مولانا جندوڈہ صاحب کے پاس پڑھتا رہا، تعلیم حاصل کر کے اپنی برادری میں واپس آیا تو مسلک عمل بالحدیث کی تبلیغ شروع کر دی اور اس کی مساعیٔ جمیلہ سے تھل میں ایک بڑی جماعت عاملین حدیث کی وجود میں آ گئی۔

مولانا مرحوم مسجد اہل حدیث سے ملحقہ مکان میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیویاں اس میں رہیں اور ان سب کی وفات کے بعد یہ مکان مسجد شریف میں شامل کر لیا گیا۔ اس میں دو کمرے انجمن اہل حدیث نے تعمیر کرائے۔ اب مسجد شریف اور کمرے گرا کر پہلے سے زیادہ بڑے حصے پر مسجد تعمیر ہو گئی ہے' جو بہت خوبصورت اور پختہ ہے اور کمروں کی جگہ برآمدہ بنا دیا گیا ہے جو مسجد کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہی ایک حصہ ہے اور یہ تعلیمی اور تربیتی کام کے لئے وقف ہے۔ تعمیر جدید گوجرانوالا کے ایک ادارے تعمیرات المساجد کے ذریعے ہوئی، جس کے پورے اخراجات 'احیاء التراث الاسلامی کویت' نے ادا کیے ہیں۔ جزاھم اللہ عن المسلمین.

مورخہ 4 جون 1885ء کو ایک شخص خدا بخش ولد گل محمد قوم خواجہ سکنہ جلال پور نے ڈسٹرکٹ جج ملتان کی عدالت میں یہ بیان دیا:

''مولوی جندوڈہ میرا سوتر (چچا زاد) بھائی تھا، چھ ماہ ہوئے کہ مر گیا ہے۔ اس نے اپنی جائیداد وقف نہیں کی۔ حاجی و غازی مدعی علیہم کو خوردسالی سے اس نے پرورش کیا اور وہ اس کے پاس رہتے تھے۔ مولوی جندوڈہ مرنے سے پانچ چھ ماہ پہلے اسہال سے بیمار ہوا تھا مگر ماہ ساون سے زیادہ بیمار ہو گیا، اس کی خدمت حاجی غازی کرتے رہتے تھے اگر وقف کرتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا۔''

مگر اس گواہ کے برعکس کرم شاہ ولد جعفر شاہ ذات سید سکنہ شجاع آباد کا بیان اسی عدالت میں یہ ہے:

''میں قریب تین سال مسجد غریب شاہ والی کا امام رہا ہوں۔ مولوی جندوڈہ صاحب کی تین بیویاں تھیں (مسماۃ بخت، مسماۃ رحمت بی بی، مسماۃ جھیتی)۔ جب کبھی وہ میرے پاس بیٹھتے تھے تو ذکر کرتے تھے کہ چودہ پندرہ برس سے نکاح ہم نے رحمت بی بی سے کیا ہے اور سہ عورت نے روبرو مولوی صاحب کہا تھا کہ ہم نے پچیس پچیس روپے حق مہر کا لے لیا اور مولوی صاحب نے چند دفعہ کہا تھا کہ ہم نے جائیداد اپنی بنام مسجد وقف کی ہوئی ہے۔ ماہ اسوج میں اس کو ملنے گیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہرسہ عورت، ایک بھتیجا اور ایک سید کو متولی مقرر کیا۔''

مولانا جندوڈہ نے اپنی جائیداد مکان و زرعی رقبہ واقعہ موضع موہانہ وقف زبانی کر دیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد بعض ورثا نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جبکہ کچھ دیگر ورثاء و متعلقین نے وقف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بالآخر یہ رقبہ ورثا کے اتفاق سے وقف قرار پایا ہے اور کاغذات سرکاری میں اس کی حیثیت وقف محفوظ ہو گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رجسٹر کارروائی روئیداد انجمن اہل حدیث ص: 57 میں درج ہے کہ 9 ذوالقعدہ 1354ھ بمطابق 3 فروری 1934ء بروز سوموار نصف حصہ مکان قریب مسجد حافظ فتح محمد صاحب اور نصف حصہ زمین واقع موضع موہانہ سندیلہ جائیداد موقوفہ جناب مولانا مولوی جندوڈہ صاحب مرحوم ومغفور اور میاں عبدالخالق مرحوم زیر قبضہ سید علی اکبر شاہ صاحب مسجد اہلِ حدیث جہان شاہ والی کو وقف ہو چکی ہے۔

نیز صفحہ 64 میں ہے چاہ جندوڈہ خواجہ والا موضع موہانہ سندیلہ میں نصف حصہ یعنی تقریباً 56 کنال سے زیادہ زرعی زمین انجمن اہل حدیث جلال پور پیر والا کے نام انتقال کو سید علی اکبر شاہ نے 5 اکتوبر 1941ء میں ہبہ یعنی عطا کیا بنام انجمن اہل حدیث جلال پور پیر والا۔ انتقال کاغذات مال سرکاری داخل ہو گیا۔ الخ

اسی کھاتے میں مزید تقریباً 56 کنال رقبہ علی اکبر شاہ مرحوم سے انجمن نے خرید لیا تھا۔ چاہ مذکورہ میں واقع یہ رقبہ اب انجمن اہل حدیث کی ملکیت ہے، جس کی آمدنی طلبہ دار الحدیث کی خوراک کے لیے خرچ کی جارہی ہے اور رہائشی مکان مولانا مرحوم' مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

اولاد کی تمنا سبھی لوگ کرتے ہیں' موصوف نے بھی آرزو کی ہوگی۔ دعائیں بھی اللہ سبحانہ' تعالیٰ کی جناب میں مانگی ہوں گی، غالباً اسی تمنا کے لیے تین شادیاں کیں اور یہ آرزو خلاف احکام شرع بھی نہیں مگر اللہ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ ہم بسا اوقات ان کی حقیقت نہیں سمجھ پاتے اور اولاد نیک ہو تو والدین کے لیے ساری زندگی دعا گو رہتی ہے، نیک نامی پیدا کرتی ہے اور اگر اولاد بدکردار بن جائے تو والدین کے لیے سوہان روح اور زندگی کے بعد ان کے لیے بے مقصد ہوتی ہے۔ مگر زہے قسمت کہ بے اولاد فوت ہوئے اور کمائی ہوئی جائیداد مدرسہ کے نام ہوئی اور سالہا سال سے ان کے صدقہ جاریہ کے طور پر ان طلباء کی خوراک کے لیے مستعمل ہے اور رہے گی' جو اپنے حقیقی والدین کا گھر چھوڑ کر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے حصول میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ اجر وثواب اور یہ تذکرہ خیر زہے قسمت وسعادت، غفرہ اللہ ورحمہ و وسع مدخلہ. (آمین)

**مولانا ابراہیم ولد عبداللہ چکڑالوی:** مولانا ابراہیم چکڑالہ ضلع جہلم میں پیدا ہوئے، ان کے والد مولوی عبداللہ چکڑالوی فرقہ اہل قرآن کے بانی تھے مگر مولانا ابراہیم نے ان کے نظریات کا ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ دیا۔ مولانا ابراھیم نے علوم مروجہ کی تحصیل ضلع ہزارہ کے مدارس و مساجد میں کی اور حدیث کی سند حضرت سید نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی 1320ھ) سے حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہو کر خان گڑھ ضلع مظفرگڑھ آ گئے۔ چند ماہ یہاں مقیم رہ کر غازی پور (جو جلال پور پیر والا سے دس میل دور شمال مغرب میں واقع ہے) منتقل ہو گئے۔ آخر میں جلال پور پیر والا میں سکونت پذیر تھے کہ 20 ذوالقعدہ 1337ھ، 17 اگست 1919ء کو وفات پائی۔ (تذکرہ علماء پنجاب، مؤلفہ اختر راہی: ج1 ص 41)

درحقیقت مولانا مرحوم غازی پور کے قریب ایک بستی کھاکھی قوم میں رہے تھے جو بَرلبِ سڑک واقع ہے اور ان کی تبلیغ و تربیت سے بہت سے لوگوں نے مسلک عمل بالحدیث اپنالیا اور آج پوری بستی مسلک حدیث کی داعی ہے۔ ان میں سے اوّلین متاثرین میں حافظ عبدالرحمٰن و احمد حسن موضع کھاکھی قوم کے نمبردار بھی شامل تھے۔ مولانا کچھ مدت بعد جلال پور کی مسجد اہلِ حدیث مولوی جندوڈہ میں خطیب و امام مقرر ہوئے اور مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ کے مکان میں رہائش اختیار کی۔ یہ خطابت و امامت فی سبیل اللہ تھی جس پر کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ جماعت لودھراں کے برادران علماء حافظ محمد عیسیٰ، محمد یحیٰ اور مولانا عبدالرحمٰن حماد جو جامعہ دارالحدیث محمدیہ سے سند یافتہ ہیں کے والد مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ انہی مولانا ابراھیم کے پاس پڑھتے رہے اور تکمیل علوم کی۔ اسی طرح مولانا کے بیٹے مولانا محمد اسماعیل نے بھی علوم دینیہ ان ہی سے پڑھے۔

حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مولانا اسماعیل نے بتایا کہ ایک بار وہ اپنے والد مولانا ابراہیم کے ساتھ لاہور گئے' جہاں انکا والد عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث اپنے دوست ریشم کے تاجر محمد چٹو کے ہاں مقیم تھا جس کا گھر جامع مسجد اہل حدیث چینیاں والی (رنگ محل لاہور) کے قریب تھا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ مولوی عبداللہ ایک تخت پر لیٹا ہوا ہے۔ مولانا ابراہیم نے اس سے مطالبہ کیا کہ میری جائیداد کا حصہ مجھے دیں اس سے محروم نہ کریں (یاد رہے اس کی مسلکی ہمنوائی نہ کرنے پر عبداللہ چکڑالوی نے انہیں عاق قرار دے کر جائیداد سے محروم کر دیا تھا) کیوں کہ حدیث میں ہے (من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة) (مشکوٰۃ)

عبداللہ چکڑالوی نے جواب دیا کہ میں حدیث کو نہیں مانتا اگر قرآن مجید میں کسی جگہ ہو تو دکھاؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا ابراہیم نے کہا کبھی کبھی مجھے شبہ ہوتا تھا کہ شاید وہ حق پر ہوں لیکن آج یقین ہوگیا کہ میں حق پر ہوں اور میرا والد غلط راستے پر چل نکلا ہے' کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشگوئی جو آپ نے تیرہ سو سال پہلے فرمائی تھی' ہو بہو میرے سامنے سچ ثابت ہو رہی تھی' اور پھر یہ حدیثیں پیش کیں:

﴿عن ابی رافع رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ لا الفين احدكم متكئا على اريكته يأتيه الامر من امرى مما امرت او نهيت عنه فيقول لا ادرى ماوجدنا فى كتاب اللّٰه اتبعناه﴾

"ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا نہ ہو کہ میرا حکم جو میں نے دیا یا میری نہی اسے پہنچے اور وہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے ہوئے (اسے) کہے میں نہیں جانتا، جو اللہ کی کتاب میں ہے ہم تو اس کی اتباع کریں گے۔" (رواه احمد و ابو داؤد والترمذى و ابن ماجه والبيهقى)

﴿عن المقدام ﷺ قال قال رسول اللّٰهؐ الا انى اوتيت القران و مثله الا يوشك رجل شبعان على اريكته يقول عليكم بهذا القران فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه و ما وجدتم فيه من حرام فحرموه و ان ما حرم رسول اللّٰه كما حرم اللّٰه۔ الحديث﴾

"حضرت مقدام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن اور اس کی مثل دیا گیا ہے، سنو! قریب ہے کہ ایک آدمی پیٹ بھرا تخت پر بیٹھا ہوگا، کہے گا اس قرآن ہی کو اپناؤ، جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حرام (وحلال) قرار دیا ہے اسی طرح ہے گویا اللہ نے حرام وحلال قرار دیا ہے۔" (رواه ابو داؤد و الدارمى)

مولانا ابراھیم یہ منظر دیکھ کر اور احادیث سنا کر باپ کے مال سے لاتعلق ہو کر واپس چلے آئے۔

مولانا ابراہیم رحمہ اللہ حافظ قرآن تھے جیسا کہ حافظ محمد عیسیٰ ولد مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ نے اپنی خاندانی تورات کے حوالے سے بتایا۔ نیز وہ ماہر طبیب تھے اور طبابت ہی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔ تعلیم بیت کا جملہ کام فی سبیل اللہ کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہفت روزہ الاعتصام یکم رجب 1411ھ ج34 شمارہ 3 میں ہے:

''قاضی اکبر علی صاحب کا ایک محمد شریف نامی یتیم بھتیجا بھی تھا جو کم سنی ہی میں تحصیل علم کے شوق میں گھر سے نکل پڑا تھا۔ ابتداء میں مولوی غلام نبی المعروف مولوی عبداللہ چکڑالوی کے پاس چکڑالہ میں ان کی شاگردی اختیار کی۔ لیکن جب انہوں نے نئے فرقے کی بنیاد ڈالی تو ان کے بیٹے کے ساتھ جلال پور پیروالا تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ انجمن حمایت الاسلام لاہور میں بھی زیر تعلیم رہے مگر پھر جلال پور پیروالا لوٹ گئے۔ انھی دنوں عظیم محدث عبدالمنان وزیر آبادی (متوفی 1334ھ) کا خوب شہرہ تھا، 1902ء میں آپ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بخاری شریف کے 53 ویں دورے سے استفادہ کیا، وہاں سے 1903ء میں درس و تدریس اور فتویٰ کی سند لے کر گھر واپس آئے۔ یہاں آ کر سرکاری ملازمت بطور ذریعۂ معاش اختیار کی اور فارغ وقت تبلیغ دین کے لیے وقف کر کے اس خدائی فرمان پر عمل کیا۔

﴿فاذا فرغت فانصب و الی ربك فارغب﴾

مولانا شریف صاحب مولانا ابراہیم کے شاگرد تھے۔ ان کے مشورہ سے تکمیل علم حدیث کے لئے مولانا حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ کی خدمت میں 1902ء میں گئے تھے۔ مولانا محمد شریف نے 5 جولائی 1970ء کو بعمر 95 سال وفات پائی۔

مولانا ابراہیم کے شاگردوں میں جن کے حالات مل سکے ان میں مولانا عبدالکریم صاحب بھی ہیں۔ تحصیل لودھراں شہر کے جنوب مغرب میں تین میل کے فاصلے پر ان کی رہائش تھی، عالم فاضل تھے، علوم متداولہ حاصل کرنے کے بعد احمد پور شرقیہ میں فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ سے کتب احادیث کی سند حاصل کی۔ صالح، زاہد اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ خوش اخلاق، ملنسار جن کے زہد وتقویٰ کے عینی شاہد اب بھی علاقہ میں موجود ہیں۔ راقم بچپن میں ان کی زیارت سے سرفراز ہوا جبکہ ان کے گھر کے قریب ہی فارسی کتب مدرسہ سبل السلام براتیوالا میں پڑھیں۔ آج تک ان کے بارے میں بہت اچھا تاثر ذہن میں موجود ہے۔ انتہائی سفید براق لباس پہننے کے عادی تھے اور منگلا برادری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا ابراہیم رحمہ اللہ کی وفات 17 اگست 1919ء کو ہوئی۔ اس اثناء میں وہ اپنے پیچھے اللہ کی توفیق سے ایک مبلغ جماعت اور اپنا عالم فرزند مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ تیار کر چکے تھے۔

**مولانا اسماعیل رحمہ اللہ ولد مولانا ابراہیم چکڑالوی رحمہ اللہ:** اپنے والد صاحب سے علوم وفنون متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد دعوۃ وارشاد کی جملہ ذمہ داری انھی کے سپرد تھی۔ ان کے مواعظ حسنہ سننے والوں کی جلال پور اور لودھراں کے علاقے میں کثیر تعداد موجود ہے جو ان کی نیکی، پارسائی اور زہد وتقویٰ کے واقعات سناتے ہیں۔ مولانا اسماعیل کا عقد نکاح لودھراں کے مولانا عبدالکریم منگلا کی ہمشیرہ زینب بی بی سے ہوا۔ ان کے بطن سے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، ایک بیٹا بھی تھا جو اڑھائی سال کی عمر میں وفات پا گیا۔

مولانا اسماعیل کی وفات کے بعد تینوں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری زینب خاتون نے نبھائی اور قرآن پاک وترجمہ کے ساتھ ساتھ مولانا رحیم بخش لاہوری کے مرتب کردہ سلسلہ اسلام کی کتاب کے چودہ حصے پورے اہتمام کے ساتھ انہیں پڑھائے۔ اس دور میں یہ سلسلہ انتہائی مفید گردانا جاتا تھا اور ہے بھی بہت مفید۔ تینوں بیٹیوں کی شادیاں اپنے بھتیجوں سے کر دیں، انکی اولاد میں علماء وحفاظ شامل ہیں، جو جامعہ دارالحدیث جلال پور پیر والا و دارالحدیث محمدیہ لودھراں سے فیض یافتہ ہیں۔

مولانا اسماعیل کی وفات کے بارے میں انکے بہنوئی صوفی کریم بخش صاحب لکھتے ہیں:

> ”برادرم مولوی محمد اسماعیل مرحوم بتاریخ 23 مارچ 1944ء بوقت بارہ بجے دوپہر بروز خمیس اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)“

مرحوم اتوار کے دن چاہ عبداللہ (مقام رہائش مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ) سے روانہ ہو کر سودھل والا پہنچے وہاں لسی نوش فرمائی اور ایک گھنٹہ آرام کیا۔ جب بیدار ہوئے تو ہلکا سا بخار محسوس ہوا۔ اسی حالت میں پا پیادہ سفر کرتے رہے۔ راستہ میں کہیں کہیں سو جاتے۔ آخر سوموار کو دس بجے رات موضع جھانبو میں ملک غلام حیدر کے مکان پر پہنچے۔ وہاں دو دن شدید بیمار رہے، کسی سے گفتگو نہ کر سکتے تھے البتہ پہچان تھی۔ مرحوم برادرم کو سرسام اور ڈبل نمونیا ہو گیا تھا۔ اس کی شدت سے بہت تکلیف رہی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے برادرم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا اسماعیل رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری برسوں میں اسی علاقے میں فضیلۃ الاستاذ مولانا سلطان محمود محدث رحمہ اللہ تدریسی کام شروع کر چکے تھے اور دعوۃ و ارشاد کا کام دونوں اہم شخصیات کے اتفاق اور باہمی مؤدت و محبت کے ساتھ جاری رہا۔ اس اثناء میں جامع مسجد اہل حدیث (جہان شاہ والی) کا ایک تنازعہ مابین اہل حدیث و بریلویہ اٹھ کھڑا ہوا جس کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا۔ اس میں بھی یہ دونوں بزرگ ہمیں شانہ بشانہ کام کرتے نظر آئے۔

مولانا اسماعیل رحمہ اللہ انجمن اہل حدیث جلال پور کے رکن تھے اور بطور خزانچی کام کرتے رہے۔ 1938ء میں انجمن کے اجلاس میں ان کو خزانچی مقرر کیا گیا اور وفات تک وہ اس اہم عہدہ پر فائز رہے۔ وہ ذمہ داران جماعت کو کس طرح کام کرنے پر شوق دلاتے تھے، اس کا کچھ اندازہ انجمن اہل حدیث کے اجلاس منعقدہ 13 شعبان 1362ھ مطابق 15 اگست 1943ء کی رپورٹ کے اس اقتباس سے کیا جا سکتا ہے:

> ''27 اپریل 1943ء کو انجمن اہل حدیث کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ نمبر 3 یہ ہوا ہے کہ مسجد اہل حدیث جہان شاہ والی کی اجازت واسطے تعمیر کے میونسپل کمیٹی جلال پور پیر والا سے لینے کے واسطے میاں محمد پناہ اہل حدیث ولد میاں اللہ بخش مرحوم اور محمد رمضان سیکریٹری انجمن اہل حدیث اس کام کو کریں۔ لیکن آج تک مسجد مذکور کا کام شروع نہیں کیا۔ دوبارہ تاکید کی جائے کہ کام جلد شروع ہو۔'' (محترم مولوی اسماعیل رحمہ اللہ)
>
> ''فیصلہ باتفاق رائے پاس ہوا اور دونوں صاحبان کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اس کام کو جلد سرانجام دیں۔''

اس کاروائی سے واضح ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب رحمہ اللہ انجمن کے کاموں میں حد درجہ دلچسپی لیتے تھے اور تفویض کردہ کام میں سستی یا غفلت کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ انھی کی تحریک پر جناب عبدالغفار سوداگر چرم اور عبدالستار صاحب زرگر دونوں بھائیوں کو ممبر انجمن بنایا گیا۔ (رجسٹر روئیداد: ص 53)

انکی وفات کے بعد انجمن اہل حدیث کے ایک اجلاس کی رپورٹ میں یہ عبارت درج ہے:

> ''نمبر 1: مولوی محمد اسماعیل رحمہ اللہ صاحب خزانچی انجمن اہل حدیث مورخہ 23 مارچ 1944ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بروز خمیس فوت ہوگئے ہیں۔ ان کی بجائے خزانچی مقرر کر کے چارج دینے کی اجازت دی جائے۔ فیصلہ باتفاق رائے پاس ہوا کہ منشی خان محمد صاحب خزانچی مقرر کئے جائیں اور چارج بھی دیا جائے۔'' (علی اکبر بقلم خود: دیکھئے رجسٹر کاروائی انجمن اہل حدیث: ص62)

**انجمن اہل حدیث جلالپور پیر والا:** یکم ربیع الثانی 1347ھ مطابق 16 ستمبر 1928ء بروز اتوار عاملین بالحدیث کے اجتماع میں جو مسجد جندوڈہ والی میں ہوا، ایک تنظیم بنام ''انجمن اہل حدیث'' کی بنیاد ڈالی گئی، جس کے اغراض ومقاصد یہ تھے:

① توحید وسنت کی حفاظت اور اشاعت کرنا، مخالفین کے اعتراضات کا احسن طریقے سے جواب دینا۔

② مسلمانوں کو باہمی اتفاق ومحبت سے رہ کر ترقی کرنے کی ترغیب دینا۔

③ مسلمانوں میں رسوم خلاف سنت کی اصلاح کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# قواعد وضوابط

① ہر کلمہ گو جو اپنے آپ کو مسلمان کہلائے اپنی درخواست پر یا کسی ممبر کی تحریر پر کثرت رائے سے اس انجمن کا ممبر ہوسکتا ہے۔

② بوقت ضرورت اس انجمن کے ماتحت ایک مجلس انتظامیہ ہوگی جو انتظام کرے گی۔

③ مجلس انتظامیہ کے ارکان عام ممبروں سے منتخب ہوں گے اور ان کا انتخاب سہ سالہ ہوگا۔

④ مجلس انتظامیہ کا رکن وہی ہوسکے گا جو انجمن کے کاموں میں خاص دلچسپی رکھتا ہو اور اہل حدیث ہو۔

⑤ ہر ممبر کے لئے کم از کم تین آنہ اور زیادہ سے زیادہ حتی المقدور ماہانہ چندہ دینا لازم ہوگا۔

⑥ امدادی چندہ میں کوئی قید نہیں اور نہ کسی قوم سے مختص ہے بشرطیکہ حرام آمدنی سے نہ ہو۔

⑦ ہر ممبر کا فرض ہوگا کہ انجمن کے مقاصد کی اشاعت کرے اور بوقت طلبی شریک مجلس ہو۔

⑧ تمام امور کا کثرت رائے سے فیصلہ کیا جائے گا۔

⑨ ممبران مجلس انتظامیہ کا کورم کم از کم پانچ ممبر ہوں گے، عہدیداران ان کے علاوہ ہوں گے۔

⑩ جو ممبر بلا عذر معقول متواتر تین اجلاس میں غیر حاضر رہے گا اس کا نام خارج کیا جائے گا۔

⑪ ممبران مجلس انتظامیہ کو فرائض کی پابندی اور محرمات قطعیہ سے اجتناب ضروری ہوگا۔

⑫ بصورت ترک فرائض وارتکاب محرمات اس کو فہمائش کی جائے گی، اگر باز نہ آئے گا تو اسے خارج کیا جائے گا۔

⑬ اس انجمن کے عہدیداران درج ذیل ہوں گے:

صدر، نائب صدر، سیکریٹری، مشیر مال، امین انجمن، محاسب انجمن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# عہدیداروں کے فرائض

صدر: انجمن کا اجلاس طلب کرنا، انتظامی معاملات پیش کرنا اور درپیش امور کے بارے میں رائے لینا۔

سیکرٹری: دفتر کے جملہ کاغذات و دستاویزات کی حفاظت کرنا اور انجمن کے متعلق خط کتابت کرنا۔

امین انجمن: ہر ایک مد کی رقم کو اپنے پاس بطور امانت رکھے گا اور اس کے متعلق کُل کاغذات کی نوشت و خواند خود کرے گا۔ ہر ماہ آمد و خرچ اور بقیہ سرمائے کی رپورٹ پیش کرے گا۔

مشیر مال: رسیدات چندہ کی پڑتال اور اندراج رقومات آمد و خرچ انجمن کرے گا۔

محاسب: تمام کاغذات مشیر مال و اندراج نقد آمد و خرچ ملاحظہ کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# انجمن اہل حدیث جلال پور پیر والا کے اوّلین ارکان

| | | |
|---|---|---|
| جناب سید علی اکبر شاہ (صدر) | جناب مولوی خیر محمد (نائب صدر) | چوہدری جندوڈہ |
| میاں عبدالغفار زرگر | مولوی محمد اسماعیل (خزانچی) | میاں محمد رمضان (جنرل سیکریٹری) |
| حاجی کریم بخش | میاں محمد پناہ بخش ولد میاں اللہ بخش | میاں چوہدری اللہ جوایا |
| میاں عبدالحلیم زرگر | میاں رحیم بخش ولد میاں جمال محمد | خان محمد مدرس |
| میاں عبدالخالق زرگر | میاں عبدالستار زرگر | اللہ بخش ولد میاں رحیم بخش |
| میاں حیات محمد | میاں جندوڈہ ولد میاں رحیم بخش | مولوی کریم بخش مدرس |
| میاں محمد عیسیٰ تھہیم | میاں اللہ بخش ولد میاں محمد یار | ملک احمد حسن نمبردار |
| حافظ غلام رسول قریشی | میاں کریم بخش ولد میاں اللہ بخش خواجہ | |
| غلام حسین سمیجہ (نائب قاصد) | میاں قادر بخش ولد کریم بخش خواجہ (نائب قاصد) | |

**لحاق اہل حدیث کانفرنس:** انجمن کا آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے ساتھ باقاعدہ الحاق ہوا۔ رجسٹر روئیداد ص:10 میں ہے:

”آج مورخہ 7 ذوالحجہ 1347ھ مطابق 18 مئی 1929 بروز جمعۃ المبارک جلسہ انجمن بوقت تین بجے دن ہوا جس میں مولانا ملک عبدالعزیز صاحب انجمن اہل حدیث جلال پور کو کانفرنس دہلی کے ساتھ ملحق کرنے کو تشریف لائے۔ فیصلہ باتفاق رائے یہ ہوا کہ انجمن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہل حدیث جلال پور کو کانفرنس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور آمد ماہوار سے آج کی تاریخ سے 6 آنے فی روپیہ دیا جائے گا اور موجود رقم سے دو روپے پانچ آنے ادا کر دیے جائیں۔"

## انجمن کے کارہائے خیر:

① ملک کی ایک اہم تنظیم آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی امداد۔

② ملتان شہر کی انجمن اہل حدیث کی وقتاً فوقتاً امداد۔

③ ہر سال سہ روزہ جلسہ کا انعقاد جس میں پورے ملک سے علماء مواعظ حسنہ فرماتے تھے۔

④ ضرورت مندوں، یتامیٰ، بیوگان اور مساکین کی حسب ضرورت امداد۔

⑤ اور ایک عظیم کارنامہ جس کے اثرات اہل اسلام کے جملہ طبقات تک پہنچ رہے ہیں یعنی ایک دینی دانش گاہ کا اجراء جس کے بارے میں تدریجاً فیصلے یوں ہوئے:

**دارالحدیث محمدیہ کا قیام:** مورخہ 12 ذیقعدہ 1349ھ مطابق یکم اپریل 1931ء کے اجلاس انجمن میں شق نمبر 3 میں ہے کہ انتظام درس تدریس متعلق تعلیم کو دکان (فیصلہ) اس بارے میں کوشش کی جائے اور عالم کی تلاش کی جائے۔

مورخہ 19 صفر 1351ھ مطابق 25 جون 1932ء بروز سینچر کے اجلاس کی شق نمبر 4 میں ہے کہ انجمن کی طرف سے تدریس کا ہونا نہایت ضروری ہے، فیصلہ عالم صاحب تلاش کیے جائیں منظور ہے۔

مورخہ یکم صفر 1353ھ مطابق 16 مئی 1934ء کے اجلاس کی شق نمبر 3 میں ہے کہ تدریس کے واسطے انجمن کی طرف سے ایک مولوی صاحب کے قیام کا انتظام ضروری ہے۔ (فیصلہ) تدریس کے متعلق مولوی صاحب کا قیام ضروری ہے اس کا انتظام کیا جائے۔

مورخہ 27 جمادی الاولیٰ 1353ھ مطابق 9 ستمبر 1934ء کو مولانا الٰہی بخش صاحب کو برائے تدریس مقرر کیا گیا۔ ایک ماہ دس یوم انہوں نے تدریسی کام کیا۔

مورخہ 18 رجب 1353ھ مطابق 29 اکتوبر 1934ء مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ صاحب کو برائے تدریس مقرر کیا گیا۔ تدریس کا انتظام مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ والی میں ہوا اور فیصلہ ہوا کہ درس حدیث بعد نماز عشاء پندرہ منٹ مسجد جہان شاہ میں دیا کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مدرسہ کا نام:** ابتدأ متعلقہ کاغذات وکاروائی ہائے اجلاس میں مدرسہ کا نام مدرسہ محمدیہ لکھا گیا ہے، کمرہ کتب خانہ پر نام یوں درج تھا ''مکان متعلقہ مدرسہ عربیہ محمدیہ جلال پور پیروالا''۔ کاروائی ہائے اجلاس میں مدرسہ محمدیہ عربیہ تحریر ہے اور 1947ء کے اجلاس میں دارالحدیث محمدیہ لکھا ہے اور پھر یہ ''دارالحدیث محمدیہ'' کے نام سے متعارف ہوا۔

**درس قرآن و حدیث برائے افادۂ عوام:** 1936ء میں حضرت شیخ نے مسجد اہلِ حدیث جندوڈہ والی میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن پاک اور نماز عشاء کے بعد صحیح بخاری کی ایک حدیث پر درس کا جو سلسلہ شروع کیا وہ مدتوں جاری رہا۔ اور ہزاروں بندگان حق تعالیٰ اس سے مستفید ہوئے، قیام پاکستان کے بعد بھی وقفہ وقفہ سے اس پر عمل جاری رہا۔ تاہم کثرت مشاغل کی وجہ سے تسلسل قائم نہ رہ سکا۔ راولپنڈی کے احباب جماعت مولانا حبیب الرحمٰن بخاری رحمہ اللہ، جناب شیخ محمد یعقوب اور مولانا عبداللہ مظفر گڑھی تلمیذ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے اصرار پر ایک سال پورا رمضان المبارک مرکزی جامع مسجد اہل حدیث راولپنڈی میں نماز صبح کے بعد درس قرآن پاک ارشاد فرمایا۔

پھر یہ سلسلہ دروس قرآن الکریم کئی سال جامع مسجد اہل حدیث جناح اسٹریٹ تغلق روڈ ملتان میں بھی جاری رہا۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کئی سال تک پورا رمضان المبارک شیخ عبیدالرحمٰن رحمہ اللہ کے اصرار پر ان کے ہاں مہمان رہتے تھے اور روزانہ نماز فجر کے بعد درس قرآن مقدس ارشاد فرماتے۔ شیخ عبیدالرحمٰن جمعیت اہل حدیث ملتان میں مدتوں فعال اور مؤثر حیثیت میں کام کرتے رہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ ان کا دوستانہ آخر وقت تک قائم رہا۔ وہ آپ کی مہمان نوازی اور خدمت کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ بھی خندہ پیشانی کے ساتھ دینی کاموں میں بالخصوص علماء کی مہمان نوازی میں حصہ لیتی رہی ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (دروس کی کیسٹیں اگر کسی ساتھی کے پاس محفوظ ہوں تو انہیں صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا چاہیے تاکہ تفسیری علوم کا یہ خزینہ طالبان علم کے لیے عام ہو سکے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مناظرہ مابین اہل حدیث واحناف

## (مسئلہ رفع الیدین)

اس قصبہ میں جس حد تک ہمیں معلوم ہو سکا ہے مولانا جندوڈہ (متوفی 1885ء)، مولانا ابراھیم (متوفی 1919ء) اور مولانا اسماعیل (متوفی 1934) کی قیادت میں تسلسل کے ساتھ مسلک عمل بالحدیث کے لیے کام ہوتا رہا ہے۔ مولانا ابراھیم کے ساتھیوں میں میاں محمد رمضان سیکرٹری، غلام رسول قریشی، محمد پناہ عرائض نویس، منشی محمد پناہ، میاں عبدالخالق زرگر، سیٹھ کریم بخش عرف سیٹھ کموں، حاجی عبدالستار زرگر، میاں حیات محمد (بستی دین پور) اور منشی عبدالکریم وغیرہم جماعت کے کارکنان شمار ہوتے تھے۔ پورے ملک میں حاملین مسلک کے خلاف سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پروپیگنڈا ہو رہا تھا۔ علاقہ کی گدیوں کو یہ لوگ کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے۔ مولانا عبدالعزیز ملتانی اخبار اہل حدیث امرتسر ج 25 شمارہ 50 مورخہ 19 اکتوبر 1928ء مطابق 4 جمادی الاولیٰ 1347ھ میں لکھتے ہیں:

''ناظرین باتمکین کی خدمت میں عرض ہے کہ آج کل اسلام پر کفر کے حملے چاروں طرف سے ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ اس وقت اپنے فروعی مسائل تہ کر کے رکھ دیتے۔ جب حملۂ کفار سے فرصت پاتے تو ان کو دیکھ لیتے لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ علماء کو کفار کی طرف توجہ نہیں لہٰذہ وہ ایسے مسائل میں جوامت محمدیہ میں توارثاً چلے آئے ہیں چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں۔ چنانچہ قصبہ جلال پور پیر والا ضلع ملتان پنجاب میں چند اہل حدیث نے جلسہ تبلیغی کرنا چاہا تو احناف کے مفتی مولوی محمد عاقل نے اعلان کیا کہ رفع یدین عند الرکوع مکروہ ہے۔ اس پر بات بڑھتے بڑھتے مباحثہ کی ٹھہری۔

خاکسار کو جماعت اہل حدیث نے مولانا ثناءاللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا کہ مناظرہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے تشریف لائیں کیوں کہ احناف نے اپنے اشتہار میں دو بڑے عالموں کا نام لکھ دیا تھا یعنی جناب مولانا مرتضی حسن رحمہ اللہ دیوبندی اور جناب مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ استاذ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور۔ یہ دونوں بزرگ احناف میں بڑی چوٹی کے عالم ہیں۔ مولانا صاحب بعد قیل وقال آخر مان گئے اور تشریف لائے۔ دہلی سے مولانا محمد رحمہ اللہ اور ملتان سے ہمارے استاذ مولانا ابو محمد عبدالحق رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث اور بہاولپور سے جناب مولوی عبدالرحمٰن رحمہ اللہ جمع ہوئے۔ افسوس کہ مولانا مرتضی حسن دیوبندی کی صحبت سے ہم مستفیض نہ ہو سکے، اور مولانا غلام محمد موصوف ہی مناظرہ میں پیش ہوئے۔

قارئین کی آگاہی کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ مولانا غلام محمد اس علاقہ بہاولپور اور ملتان میں بڑے پائے کے عالم ہیں، اس لئے سمجھنا چاہیے کہ یہ مناظرہ کوئی معمولی مناظرہ نہ تھا بلکہ دونوں طرف سے بڑے درجے کے علماء پیش تھے۔ لہٰذا یہ مناظرہ اگر سارے ملک میں نہیں تو علاقہ ملتان، مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خاں اور ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ کے اضلاع میں تو ان شاء اللہ فیصلہ کن ثابت ہوگا۔

''یہ مناظرہ 15 اکتوبر 1928ء کو چار بجے شروع ہوا۔ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے دعویٰ پر ترمذی، ابوداؤد اور صحیح بخاری سے حدیثیں نقل کیں اور بزرگان احناف کے اقوال بھی سنائے جو رفع یدین کے قائل تھے، اس کے بعد جو ہوا وہ منصف صاحب کے فیصلے میں درج ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مناظرہ میں شرائط طے کرنے والے اکابر

**مولانا محمد جونا گڑھی دہلوی رحمہ اللہ:** مولانا محمد دہلوی جونا گڑھی رحمہ اللہ جونا گڑھ صوبہ کاٹھیاوار کے باشندے تھے۔ وہاں کے ایک اہل حدیث بزرگ مولوی عبداللہ رحمہ اللہ سے پڑھتے رہے، دہلی میں مدرسہ امینیہ میں داخل ہوئے مگر عامل بالحدیث ہونے کی پاداش میں نکال دیے گئے۔ مولانا عبدالرشید رحمہ اللہ مقیم پھاٹک حبش خاں اور مولانا عبدالرحیم غزنوی رحمہ اللہ امرتسری سے حدیث کی سند تکمیل حاصل کی، بعد فراغ دہلی ہی میں اجمیری دروازہ کی مسجد اہل حدیث میں مدرسہ محمدیہ قائم کیا اور رسالہ گل دستہ محمدیہ اور اخبار محمدی پندرہ روزہ جاری کیا۔ ساٹھ کے قریب کتابیں لکھیں۔ تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ کیا اور اعلام الموقعین جیسی ضخیم کتاب کا ترجمہ بھی دین محمدی کے نام سے چھاپا، تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ (تراجم علماء حدیث: ص186)

مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں:

> ”تقریر و تحریر اور ترجمہ و تصنیف میں ان کا مقام بڑا بلند تھا، ان کی تقریروں اور تحریروں سے بے شمار افراد کے افکار و عقائد کی اصلاح ہوئی، انہوں نے مارچ 1941ء میں وفات پائی۔“ (کاروان سلف ص:27)

**مولانا قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ:** مولانا قاضی محمد عاقل ملتان کے مشہور قریشی بزرگ بہاؤالدین رحمہ اللہ زکریا کی نسل سے تھے، مشہور ہے کہ ان کے آباء و اجداد میں بعض علماء نوابان ملتان کی طرف سے اس علاقے میں عہدۂ قضاء پر فائز رہے ہیں جو مفتی بھی تھے۔ مولوی نور احمد فریدی اپنی کتاب صدرالدین عارف کے صفحہ نمبر 187 پر لکھتے ہیں:

> ”آپ نے 1300ھ میں مکہ معظمہ میں سند فضیلت حاصل کی، اس پر شیخ ایوب دحلان مفتی مکہ معظّمہ کے دستخط ثبت ہیں۔ وہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ زندگی شاہی جامع مسجد (جلالپور پیروالا) میں خطابت اور فتویٰ نویسی میں بسر کر دی۔ مورخہ 19 جون 1933ء مطابق 24 صفر 1352ھ کو وفات پائی۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**میاں محمد رمضان ولد محمد وارث عرف واسو:** میاں محمد رمضان خواجہ برادری کے فرد تھے اور پیر حافظ فتح محمد رحمہ اللہ کے مرید اوران کے قریبی تعلق دار تھے، مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تبلیغ اورافہام وتفہیم کے نتیجے میں مسلک اہل حدیث قبول کیا اور پوری زندگی عمل بالحدیث کی ترویج اور تلقین میں گزار دی، دارالحدیث محمدیہ کے بانی گروپ میں مرکزی اہمیت کے حامل تھے اور زندگی بھرانجمن اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری رہے۔ حکیمانہ انداز پر تبلیغ مسلک کے قائل تھے۔ عوام کی ایک بڑی جماعت ان کی تبلیغ سے کتاب وسنت پر عمل کے جذبے سے سرشار ہوئی۔ 1968ء میں وفات پائی۔ ان کا مفصل تذکرہ آگے آرہا ہے۔

**منشی عبدالستار:** منشی عبدالستار حنفی المسلک اور تھہیم برادری کے ایک فرد تھے، محلّہ خواجگان کے قریب ان کی رہائش گاہ تھی اور دیوان محمد غوث سجادہ نشین جلالپور پیروالا کے ہاں ملازم تھے، پڑھے لکھے تھے۔ دیوان صاحب کے ساتھ ان کے تعلقات بہت اچھے تھے، گویا وہ ان کے مشیر تھے، مذہبی معاملات میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ احناف کی طرف سے اس موقع پر جو اشتہار لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے چھاپا گیا تھا وہ بھی منشی عبدالستار کی طرف سے تھا اور اس پر انہوں نے اپنے نام کے ساتھ ''خادم الاسلام'' لکھا ہے، مضمون کا اشتہار آگے آئے گا۔

**منصف صاحب کی شخصیت فریقین کے نزدیک:** مولانا عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جناب مخدوم دیوان سید محمد غوث قصبہ جلالپور اور اس کے اردگرد دور دور تک کی اراضی کے مالک، بہت بڑے زمیندار، گورنمنٹ کے درباری، مذہب کے شیعہ، طبعیت کے متواضع، اسلام اور اہل اسلام کے خیر خواہ ہیں۔ اسلئے فریقین نے ان پر بھروسہ کیا اور آپ کو منصف منظور کیا۔ آپ نے بڑی محنت اور توجہ تام سے فیصلہ دیا۔''

مولانا غلام محمد رحمہ اللہ گھوٹوی مناظر احناف فرماتے ہیں:

''حضور فاطمہ کی اولاد ہیں، ہمارے لیے واجب العزت ہیں، حضور جو حکم دیں ہمارے لیے واجب العمل ہے۔'' (فیصلہ مناظرہ رفع یدین: ص 1) (یہ مضمون ''العدل'' 26 نومبر 1928ء کے صفحہ 6 میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## یا اللہ نقل اشتہار شائع کردہ احناف یا محمد

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم،اما بعد:

بسم الله الرحمن الرحیم

﴿قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كا ن زهوقا﴾

بـو حـنـیـفـه بُد امـام بـاصـفـا

آں سـراج امتـان مـصـطـفـے

مـذهـب حـنـفـیـه دارم مـلـت

حـضـرت خـلـیـل

خـاك پـائـے غـوث اعـظـم

زیـر سـایـه هـر ولـی

# اہل سنت والجماعت کا جلسہ

بتاریخ 20 تا 22 ربیع الثانی 1347ھ مطابق 5 تا 17 اکتوبر 1928ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار بمقام جلالپور پیروالا ضلع ملتان جامع مسجد جلالپور پیروالا ایک عظیم الشان جلسہ ہونا قرار پایا ہے جس میں ہندوستان و پنجاب کے مشاہیر علماء حاضرین کو اپنی دلآویز تقاریر و مضامین دل پذیر سے مستفیض فرماویں گے اور صراط مستقیم فرمودہ نبی الکریم ما انا علیه و اصحابی کی طرف راہنمائی کریں گے۔ علماء مدعوئین صاحبان حسب ذیل ہوں گے:

جناب مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب حنفی غضنفر ہند (شیر ہندوستان)، مولانا محمد طیب صاحب علماء دارالعلوم ہندوستان، سرتاج علمائے پنجاب جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ریاست بہاولپور، ومولوی غلام رسول صاحب محدث مظفرگڑھی اور مولوی غلام رسول صاحب نحوی پونٹوی اوراس کے علاوہ بہت سے علماء کرام اہل السنّت والجماعت حنفی المذہب شامل ہوں گے اور اپنے اپنے وقت پر وعظ ونصائح وشان نبوت وصداقت مذہب حنفیہ بیان فرمائیں گے۔

اس جلسہ میں اراکین اعظم ریاست بہاولپور مولوی محمد الدین صاحب سابق جج وفنانشل ممبر کونسل ریاست بہاولپور وشیخ عبدالغنی صاحب مہتمم خزانہ ریاست بہاولپور شامل جلسہ ہوکر رونق افروز ہوں گے اوران تواریخ بالا پر اہل حدیث کا بھی محلّہ خواجگان میں بڑی دھوم دھام کا جلسہ ہوگا۔ مسائل مختلف فیمابین جناب مولانا مولوی عاقل محمد صاحب قاضی مفتی حنفی مقلد وجماعت اہل حدیث غیرمقلدین کا مولانا مرتضی حسن صاحب حنفی ہندوستان یا مولانا مولوی غلام محمد گھوٹوی منجانب اہل السنّت والجماعت مقلدین ومولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب منجانب اہل حدیث غیر مقلدین، تقلید امام، قراءت فاتحہ خلف الامام ورفع الیدین وغیرہ کا احسن طریق پر احادیث نبویہ ودلائل قاطعہ سے اظہار حق فرمائیں گے۔

ایسے عظیم الشان جلسہ میں ضرور تشریف لاکر محظوظ ہونا چاہیے۔

نوٹ! ماسوائے مدعوئین صاحبان ہر صاحب اپنے خورونوش وبستر وغیرہ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ البتہ کھانے کے واسطے ہوٹل کا انتظام ہوگا۔

المشتہر خادم الاسلام منشی عبدالستار تہیم ملازم مخدوم دیوان محمد غوث صاحب سجادہ نشین جلالپور۔

اہل حدیث نے کوئی اشتہار شائع نہیں کیا تھا، البتہ انجمن اہل حدیث نے ایک اجلاس منعقدہ مورخہ 4ربیع الثانی 1347ھ مطابق 19 ستمبر 1928ء میں جلسہ کی منظوری بایں الفاظ حاصل کی:

باتفاق رائے پاس ہوا کہ جلسہ کیا جائے اور علماء ذیل کو مدعو کیا جائے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ وغیرہ (دستخط صدر انجمن علی اکبر شاہ) (رجسٹر روئیداد انجمن اہل حدیث ص:4)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# شرائط مناظرہ

فیمـا بیـن اهـل حدیث و اهلسنت و الجماعت (حنفی) جلالپور پیر والا ضلع ملتان

① بحث رفع الیدین عنـد الرکوع و عند رفع الراس منه ہوگا۔ مناظر خود اپنا دعویٰ بیان کرے گا اور اس پر دلائل پیش کرے گا، جسے مقابل خواہ قبول کرے، خواہ اس کے خلاف اپنا دعویٰ بیان کر کے دلائل پیش کرے۔

② مناظرہ تقریری ہوگا، مناظرین میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک محرر ہوگا جو ان کی تقریریں لکھتا جائے گا۔ البتہ عندالضرورت محرر قابل دریافت امر مناظر سے پوچھ لے گا۔ مناظر کو صرف بیس منٹ تقریر کرنے کا حق ہوگا۔ اس کے بعد تصدیق و دستخط کرنے کے لئے پانچ منٹ دیئے جائیں گے، بیانات قلمبند شدہ ایسی صورت میں قابل تسلیم ہوں گے جبکہ ان بیانات پر مناظرین اور صدر کے دستخط ہوں۔

③ ہر مناظر کے لئے ایک ایک معین مناظر ہمراہ رکھنے کا اختیار ہوگا، جو کتب کے حوالہ جات ودیگر امور کے مشورہ میں مناظر کی مدد کرے گا، لیکن وہ جلسہ میں مناظر کی طرح تقریر کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

④ مناظرہ مناظر کی اپنی زبان میں ہوگا۔

⑤ امر متنازع کا ثبوت قرآن حکیم اور حدیث صحیح وحسن غیر منسوخ سے ہوگا۔ اگر کوئی جرح ہو تو فریق ثانی کو اس کے اظہار کا حق حاصل ہوگا۔

⑥ اوقات کی پابندی اور نظام جلسہ قائم رکھنے کے لئے ایک صدر جلسہ مسلم فریقین ہوگا جو جناب حضرت مخدوم دیوان محمد غوث صاحب رئیس وسجادہ نشین جلالپور پیروالا ہوں گے، جن کے فریقین متشکر ہیں جو باستدعاء فریقین ازراہ مہربانی صاحب ممدوح الشان نے منظور فرما کر جلسہ کی عزت افزائی فرمائی ہے، تمام نظام جلسہ ومناظرہ صدر جلسہ کے اختیار میں ہوگا۔ مناظرین وفریقین پر جناب صدر صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے احکام کی تعمیل ضروری ہوگی۔

⑦ مناظرین میں کوئی صاحب مبحث سے خروج نہیں کریں گے اور خلاف تہذیب الفاظ کو استعمال کرنے کے مجاز نہ ہوں گے بصورت خلاف ورزی صدر صاحب کو دوران مناظرہ تنبیہ کرنے، روک دینے اور بٹھا دینے کا کلی اختیار ہوگا۔

⑧ مکان مناظرہ پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے جو کہ جامع مسجد جلالپور پیروالا ہے۔

⑨ چونکہ اس مبحث کے مدعی اہل حدیث ہیں اس لئے پہلی تقریر ان کی ہوگی۔

⑩ کل وقت مناظرہ اڑھائی گھنٹہ ہوگا۔

⑪ فریقین کی تحریریں قلم بند ہو کر صاحب صدر کے پاس رہیں گی، دوسرے دن جلسہ عام میں آخری فیصلہ سنائیں گے۔ جملہ شرائط فریقین کو مجمع عام میں سنا دی گئیں جس کے بعد نیچے تصدیقی دستخط کرائے گئے۔

| | |
|---|---|
| العبد | العبد |
| عاقل محمد مفتی جلالپور پیروالا | محمد دہلوی وکیل برائے تصفیہ شروط |
| (سرگروہ حنفیہ) | (از جماعت اہل حدیث) |
| منشی عبدالستار | محمد رمضان خواجہ |
| سکنہ جلالپور پیروالا | سیکریڑی انجمن اہلحدیث جلالپور پیروالا |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# شرائطِ مذکورہ پر بحث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم والسلام علی آله الطیبین الطاهرین المعصومین۔ امابعد: فقال الله فی کتابه المجید،

﴿یاایها الذین آمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین﴾

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے''

حاضرین، صاحبان بروز جمعہ بتاریخ 20 ربیع الثانی 1347ھ مطابق 5 اکتوبر 1928ء قریب دو بجے حنفیہ صاحبان سے مولوی محمد عاقل صاحب و منشی عبدالستار صاحب اور اہل حدیث صاحبان سے مولوی محمد دہلوی و محمد رمضان صاحب خواجہ میرے مکان پر تشریف لائے۔ مناظرہ رفع الیدین (عندالرکوع) کے متعلق جو شرائط طے ہوئیں وہ معرض تحریر میں لائی گئیں، جن پر مولوی محمد عاقل و منشی عبدالستار صاحب و مولوی محمد صاحب و میاں رمضان صاحب کے دستخط ثبت ہیں، جو میرے پاس موجود ہیں۔ کوئی صاحب دیکھنا چاہیں تو بڑی خوشی سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس شرائط نامہ میں ان صاحبان نے مجھے اپنا صدر و حکم مناظرہ فیصلہ سنانے کے لئے مقرر فرمایا۔ اس کے بعد چار بجے کے قریب مسجد میں مناظرہ شروع ہوا۔ قبل از گفتگو مناظرہ مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی حنفی نے فرمایا کہ شرائط نامہ میں جو درج ہے کہ صدر صاحب دوسرے دن اس مناظرہ کی بابت فیصلہ مجمع عام میں سنائیں گے ایسا نہ ہونا چاہیے، جس پر مولوی محمد صاحب دہلوی نے فرمایا چونکہ شرائط فیصلہ پہلے طے ہو چکی ہیں جس پر فریقین کے دستخط موجود ہیں، اب اس سے کسی صاحب کو باہر جانے کا حق حاصل نہیں۔ چنانچہ دونوں صاحبان صدر جلسہ یعنی میری طرف مخاطب ہوئے' میں نے کہا کہ شرائط طے ہو جانے کے بعد اب کسی صاحب کو شرائط کے متعلق گفتگو کرنی مناسب نہیں۔ شرائط نامہ تحریر کرانے والے اور مناظرہ کے بانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مبانی جن کے شرائط نامہ پر دستخط ہیں، مولوی محمد عاقل صاحب و منشی عبدالستار صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنا کوئی دوسرا عالم پیش کریں جو ان شرائط کی پابندی کرتا ہو، مناظرہ کرے۔

جب ان کو یہ جواب ملا کہ اب شرائط کے خلاف تقریر کرنا خلاف قاعدہ ہے اور درست نہیں اگر آپ مناظرہ کے لئے تیار نہیں تو حنفیہ صاحبان جو مناظرہ کی شرائط طے کر چکے ہیں اپنا کوئی دوسرا عالم مناظرہ کے لیے پیش کریں، تو اس وقت مولوی غلام محمد صاحب نے فرمایا کہ چونکہ صدر صاحب سید ہیں اور ہم لوگ سادات سے مستفید ہیں لہٰذا ان کا فیصلہ ہمیں منظور ہے۔ اب ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ صدر صاحب اس مناظرہ کے بعد کیا فیصلہ دیتے ہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب نے اس گیارہویں شرط کو جس پر وہ بحث کر رہے تھے اپنی خوشی سے منظور کر کے مناظرہ شروع ہونے کے لئے کہا، جس پر بموجب قواعد شرائط نامہ حسب اجازت صدر اہل حدیث صاحبان کی طرف سے اوّل تقریر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کی۔ تقریر ختم کر کے پرچہ تقریر تصدیق و دستخط کر کے حوالہ صدر کر دیا، اس کے بعد صدر کی اجازت سے مولوی غلام محمد صاحب نے احناف کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تردید میں تقریر شروع کی اور اپنے وقت کے اندر تقریر ختم کی۔

بعدہ مولوی غلام محمد صاحب سے ان کا پرچہ تقریر طلب کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا لکھنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے ہم نے اپنا پرچہ تحریر نہیں کرایا، جس پر اہل حدیث صاحبان سے مولوی محمد صاحب دہلوی نے شرائط کی پابندی کے لئے پرچہ کے مانگنے پر اصرار کیا، جس پر مولوی غلام محمد صاحب کا وہی جواب رہا، آخر کار اہل حدیث صاحبان نے پرچہ کے لینے پر صدر کو کہا۔ جب ان کی طرف سے پرچہ تحریر نہ ہوا تو مجبوراً مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ اوّل پرچہ مولوی غلام محمد صاحب بعد اختتام مناظرہ لکھ کر دیں گے اور دوسری تقریروں کے پرچے تازہ بہ تازہ لکھوا کر دیتے جائیں گے، آخر یہ بھی نہ ہوا۔ مجبوراً یہ فیصلہ کیا گیا کہ مولوی غلام محمد صاحب اپنی تمام تقریروں کے پرچے اختتام مناظرہ کے بعد لکھ کر دیں گے، چنانچہ مناظرہ شام کے وقت ختم ہوا تھا اس لئے سنیچر کی شب کو مولوی صاحب مذکور سے پرچہ ہائے تقریر طلب کئے گئے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہلا بھیجا کہ چونکہ اس وقت ہم مناظرہ سے تھکے ہوئے ہیں، اب ہم کھانا وغیرہ کھائیں گے، نماز پڑھیں گے، رات کا وقت ہے دیر ہو جائے گی اس لئے ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے پرچے صبح کو دیں گے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے دوسرے دن ہفتہ کو اپنے پرچے تقریر کے بھیج دیئے اور اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اپنا باقی ماندہ پرچہ سنیچر کو دیا۔

**مناظرہ کے سوال وجواب اور خلاصہ مبحث:** مولوی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا کہ جناب رسول اللہ نماز کے شروع کرتے ہوئے یوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کو جاتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ ہمارا دعویٰ کتب احادیث سے صاف ثابت ہے۔ چنانچہ انہوں نے جامع ترمذی سے ایک حدیث حضرت ابوحمید ساعدی صحابی کی اپنے اثبات دعویٰ میں پیش کی۔ ابوحمید ساعدی اصحاب میں بیٹھ کر رسول اللہ کی نماز کو بیان کرتے ہیں جس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے جانے میں اور رکوع سے سر اٹھانے میں رفع الیدین کرتے تھے اور اس کی تائید میں چند بزرگان دین یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، مولانا رشید گنگوہی رحمہ اللہ، جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ اور مولانا انور شاہ رحمہ اللہ سے رفع الیدین کرنے کی بابت اقوال پیش کیے، جس کے جواب میں مولوی غلام محمد صاحب نے کہا کہ اوّل عبدالحمید بن جعفر راوی مطعون ہے۔ دوسرا محمد بن عمرو بن عطاف کا سماع ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ممکن نہیں۔ سوم عطاف بن خالد کے واسطے سے یہ حدیث دیگر کتب میں مروی ہے جس میں ایک اجہل مجہول راوی بھی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل حجت نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جواب دیا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے جواب دیا کہ امام ترمذی تصحیح وتحسین میں تساہل کرتے ہیں، چنانچہ علماء کا حاکم اور ترمذی کے متعلق فیصلہ ہے کہ ان کی تصحیح وتحسین پر کوئی اعتماد نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس حدیث کو ابوداؤد رحمہ اللہ سے نکالا، یہ بھی کہا کہ ابوداؤد رحمہ اللہ کا اصول ہے کہ جس حدیث پر سکوت کرتا ہے وہ اس کے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ جس پر مولوی غلام محمد نے کہا کہ جرح مفصل کے ہوتے ہوئے تصحیح مبہم کوئی قابل اعتماد نہیں۔ اس کے بعد یہ کہا کہ ابوحمید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے جو متنازع فیہ نہیں۔ اس کے بعد یہ کہا کہ آیا رفع الیدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر باقی رہی اور منسوخ نہیں ہوئی یا حضرت کے تشریف لے جانے سے پہلے منسوخ ہو چکی، تو حدیث رفع الیدین متنازع نہیں، متنازع فیہ بقائے رفع الیدین ہے تو یہ حدیث بعد از تسلیم بقا کو ثابت نہیں کرتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ خود اسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ رفع یدین باقی ہے، کیونکہ اس حدیث میں یہ جملہ ماکنت اقدمنا دلالت کرتا ہے کہ یہ جھگڑا بعد از رسالت مآب ہوا۔ لیکن مولوی غلام محمد صاحب نے کہا کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے صَدَقْتَ فرمایا تو پھر جھگڑا (جھگڑا نہ سہی گفتگو سہی) کیسا ہوا نیز مولوی غلام محمد صاحب نے بزرگان دین موصوفہ مذکورہ کے متعلق جواب دیا کہ یہ دلیل قرآن حکیم اور حدیث حسن صحیح غیر منسوخ سے نہیں۔ دوسرے غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب مختلف فیہ ہے اور مولوی عبدالعزیز پرہاروی نے اس سے انکار کیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ میں عبدالعزیز پرہاروی کو نہیں جانتا کون بزرگ تھے اور نہ علماء میں ان کا ذکر آیا ہے بلکہ ملا قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں، دوسرے شیخ عبدالحق محدث دہلوی تسلیم کرتے ہیں کہ غنیۃ حضرت پیر صاحب کی کتاب ہے۔ علاوہ ازیں یہی غنیۃ پیر صاحب کے روضہ مبارک کے کتب خانہ میں ہے۔ نیز مکہ شریف، مصر اور ہند میں یہی غنیۃ چھپی ہے۔ جس پر مولوی غلام محمد نے جواب دیا کہ ملا علی قاری کا قول نہیں اور شیخ عبدالقادر حنبلی ہیں تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ حنبلیوں کے نزدیک رفع الیدین جائز ہے، اس میں تو کوئی نزاع نہیں ہے۔ نزاع اس میں ہے کہ یہ فعل احناف کے نزدیک سنت ہے یا حدیث صحیح سے اس کا دوام ثابت ہے۔

پس شیخ کا قول امر متنازع فیہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس طرح تمثیلاً بیان کیا تھا کہ وہ فرماتے ہیں میرے نزدیک رفع الیدین کرنے والا زیادہ محبوب ہے نہ کرنے والے سے۔ جس کو مولوی صاحب نے کرنے والے کو زردہ پلاؤ اور نہ کرنے والے کو سوکھی روٹی سے مثال دی اور کہا زردہ پلاؤ جنت کی مہمانی ہے کہ اتباع سنت سے ملیں گے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے کہا رسالت مآب اور صحابہ کے نزدیک سوکھی روٹی زیادہ محبوب تھی اس لئے رفع سے ترک رفع زیادہ مطلوب ہے۔

پھر مولوی ثناء اللہ نے تلخی سے بیہقی کی حدیث پیش کی جس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خیر دم تک رفع الیدین سے نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ خدائے تعالیٰ سے ملاقات کی۔ مولوی غلام محمد نے جواب دیا کہ اس کے دو اسناد ہیں۔ ایک میں عصمہ بن محمد انصاری ہے، علماء رجال کا فیصلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ یہ متروک ہے، دوسرا عبدالرحمٰن بن خزیمہ ہے جس کو ذہبی نے میزان میں وضع الحدیث سے متہم کیا ہے۔ پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے صحیح بخاری سے ایک روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں رکوع کے اوّل اور آخر رفع الیدین کرتے تھے اور اس عمل کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے تھے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے یہ جواب دیا کہ فتح الباری نے اس کو موقوف کہا ہے لہٰذا یہ حجت نہیں۔ جس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کتاب طلب کی کہ کہاں موقوف بتایا ہے۔ لیکن مولوی غلام محمد صاحب نے کتاب دینے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ شرائط کے اندر نہیں ہے۔ پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ میں اپنی فتح الباری دیتا ہوں اس پر نوٹ کر دیجئے۔ لیکن مولوی غلام محمد صاحب نے ایسا بھی نہ کیا۔ آخر مولوی ثناء اللہ صاحب نے صدر کو اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی کہ وہ دیکھنے کے لئے طلب کریں یا ہماری کتاب پر نوٹ کرادیں۔ چونکہ مولوی غلام محمد صاحب دونوں باتوں سے انکار کر چکے تھے اس لئے صدر نے مناسب سمجھ کر کہا کہ اختتام مناظرہ کے بعد یہ کتاب ہمیں دیدیں تاکہ ہمیں فیصلہ لکھنے میں آسانی ہو۔ مناظرہ کے بعد مولوی غلام محمد نے وہ کتاب نوٹ کر کے ہمارے پاس بھیج دی جس کا ہم ملاحظہ کر چکے ہیں، جسکا ذکر آگے چل کر ہم امور تنقیح میں بیان کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# امور تنقیح مناظرہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسول کریم ﷺ کے نماز میں رکوع کے اوّل آخر رفع الیدین کرنے کی بابت حدیث صحیح ترمذی ابوحمید ساعدی صحابی رضی اللہ عنہ سے جو پیش کی اور اس کے جواب میں مولوی غلام محمد صاحب نے اس سلسلہ میں ایک راوی عبدالحمید بن جعفر کو مطعون قرار دیا اور محمد بن عمرو کا سماع ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ناممکن بیان کیا اور عطاف بن خالد کے واسطہ سے یہ حدیث دیگر کتب سے ایک راوی کو اجہل مجہول قرار دیا اور کہا علماء کا حاکم اور ترمذی کے متعلق فیصلہ ہے کہ ان کی تصحیح و تحسین پر کوئی اعتماد نہیں۔ مولوی غلام محمد نے ایسا بیان کرتے ہوئے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا جس کو دیکھ کر یہ معلوم کیا جاسکے کہ مولوی صاحب نے درست کہا یا غلط۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ابوداؤد رحمہ اللہ سے جو حدیث پیش کی تھی نیز یہ بھی کہا تھا کہ ابوداؤد رحمہ اللہ کا اصول ہے کہ جس حدیث پر سکوت کرے وہ صحیح ہے۔ جس کا جواب مولوی غلام محمد نے یہ جواب دیا کہ جرح مفصل کے ہوتے ہوئے تصحیح مبہم قابل اعتماد نہیں، مگر یہاں بھی مولوی غلام محمد صاحب نے جرح مفصل کا کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ خود اپنی تقریر کو بغیر ثبوت دیئے جرح مفصل کے ابہام میں ڈال دیا۔

(ل) اس کے بعد مولوی غلام محمد نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مطلقاً رفع الیدین کو تسلیم کر لیا۔ لیکن یہ کہا کہ متنازعہ فیہ امر یہ ہے کہ رفع الیدین حضرت کی زندگی بھر تک رہا جس کے متنازعہ فیہ امر جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے رفع الیدین کے بقا کے متعلق یہ کہا کہ جملہ ما کنت اقدمنا دلالت کرتا ہے کہ یہ جھگڑا بعد از رسالت مآب ﷺ ہوا۔ جس پر مولوی غلام محمد نے کہا کہ جب صحابہ نے "صدقت" کہا تو پھر جھگڑا کیسا۔ یہاں پر مولوی غلام محمد نے حضرت محمد ﷺ کے رفع الیدین کرنے کو تسلیم کرتے ہوئے صرف یہ کہا کہ یہ حدیث بقائے رفع الیدین کو ثابت نہیں کرتی۔ دیکھو شرائط نامہ کا فقرہ نمبر اوّل کہ اس بات پر مناظرہ نہیں ہوا کہ دوام رفع الیدین ثابت کی جائے بلکہ مطلقاً

13981

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رفع الیدین عندالرکوع و عند رفع الرأس منه کا مناظرہ تھا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو اقوال بزرگان پیش کئے ہیں، چونکہ شرائط نامہ میں آچکا ہے کہ قرآن حکیم و حدیث صحیح حسن غیر منسوخ سے دلائل پیش کئے جائیں، اس لئے میں ان اقوال کو قابل غور نہیں سمجھتا۔

جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیہقی کی حدیث پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ آخر دم تک رفع الیدین کرتے رہے ہیں، مولوی غلام محمد صاحب اس حدیث کے راویان عصمہ بن محمد انصاری کو رجال کے حوالہ سے متروک اور عبدالرحمٰن بن خزیمہ کو ذہبی کے حوالہ سے وضع الحدیث کے ساتھ متہم بتاتے ہیں۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حدیث بخاری سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ وہ نماز میں رکوع میں رفع الیدین کرتے تھے اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ مولوی غلام محمد صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ حدیث مذکور کو فتح الباری میں نافع کی روایت سے موقوف کہا ہے۔ حالانکہ فتح الباری میں جو روایت موقوف ہے وہ عبدالوہاب سے ہے اور حدیث مذکور عبدالاعلیٰ سے ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ مرفوع لکھتا ہے، لہٰذا یہ حدیث جو موقوف بیان کی گئی ہے وہ نہیں بلکہ مرفوع ہے اور ثابت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ رفع الیدین کرتے رہے۔

(مناظر اہل حدیث نے اس سے پہلے حدیث اسحٰق والی پیش کی تھی جس میں نہ عبدالاعلیٰ ہے اور نہ ہی عبدالوہاب۔ حدیث عبدالوہاب بخاری میں نہیں بلکہ ابوداود کی روایت ہے جس کو حنفی مناظر خواہ مخواہ زیر بحث لائے۔ ملک عبدالعزیز)

چونکہ رکوع میں آنحضرت ﷺ کا رفع الیدین کرنا ثابت ہو چکا ہے اور اس کے برخلاف مولوی غلام محمد صاحب نے رفع الیدین کو منسوخ ہونے کی کوئی حدیث پیش نہیں کی اس لئے رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کا بحال رہنا ثابت رہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مناظرے کا فیصلہ

میں اپنے پروردگار کو حاضر ناظر جان کر اپنے ایمان سے فیصلہ دیتا ہوں کہ رفع الیدین فعل رسول ﷺ ہے اور سنت ہے۔ (دستخط بحروف انگریزی) دیوان محمد غوث صدر مناظرہ جلال پور پیروالا مورخہ 17 اکتوبر 1928ء

**مناظرۂ جلالپور اور محدث جلال پوری رحمہ اللہ:** اس علمی مباحثے کے ایام میں ہمارے ممدوح ابھی اپنے تعلیمی مراحل طے کر رہے تھے۔ وہ ان دنوں فضیلۃ الاستاذ المحدث مولانا عبدالحق ریاستی رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حدیث وعلوم پڑھنے میں مشغول تھے۔ وہ مناظرہ میں موجود تھے مگر ایک طالب علم کی حیثیت سے اور اس قصبے کا کوئی شخص ان سے واقف نہیں تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس علاقے میں ان سے اپنے دین کی اشاعت کا کام لینا تھا۔ انہوں نے اس علاقہ کے دینی، علمی اور تہذیبی احوال جاننے کی یقیناً کوشش کی ہوگی۔ ابتدا ہی سے عمل بالحدیث کے جذبہ وشغف سے سرشار تھے اور جماعت کے افراد میں میاں محمد رمضان ومیاں غلام رسول قریشی تو اپنے ہم مسلک ساتھیوں کی تلاش وجستجو میں مشاق تھے، یہ نہیں ہوسکتا کہ اس موقعہ پر فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ سے ان کا تعارف نہ ہوا ہو، جبکہ مولانا عبدالحق ریاستی رحمہ اللہ کا تو یہ گھر تھا اور وعظ وارشاد کے لئے وہ بار بار تشریف لاتے تھے۔

**مناظرے کے اثرات:** میاں غلام مصطفیٰ نعت خواں کہا کرتے تھے ہم نے فریقین علماء کرام رحمہ اللہ کی تقاریر اور جوابی تقاریر سے اندازہ لگالیا تھا کہ دلائل میں مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ کا پلہ بھاری ہے، مگر اس وقت گروہی عصبیت کی بنیاد پر ہم نے شور مچایا کہ حنفی عالم جیت گئے اور مولانا ثناء اللہ ہار گئے۔

ترجمان ملتان مورخہ 20 اکتوبر 1928ء صفحہ نمبر 5 میں قاضی اللہ بخش منتظم مناظرہ کے نام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روئیداد مناظرہ شائع ہوئی تھی اس کا آخری جملہ یہ ہے:

”خلاصہ یہ ہے کہ جناب شیخ الجامعہ نے لوگوں کے دلوں میں اپنا اثر جو کہ ہمارا مقصود تھا بٹھا دیا اور جامع مسجد میں احناف مقلدین نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔“

اس پر مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ ملتانی اہل حدیث نے لکھا کہ شیخ الجامعہ کا حقیقتاً اس مباحثے میں جو اثر ہوا، ہماری دعا ہے وہ دگنا چوگنا ہوا کرے۔ آمین

اہل حدیث جماعت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور اس کے نتیجے میں انجمن اہل حدیث کے زیر انتظام ایک معہد علمی جاری کرنے کے منصوبے بنے، جسے چند سال بعد عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ ان دنوں سالانہ جلسہ تین روزہ بالالتزام ہوا کرتا تھا جس میں جید علماء کرام تشریف لاتے تھے اور یہ سلسلہ قیام پاکستان تک جاری رہا اور بعدازاں وقفے وقفے سے اس پر عمل ہوتا رہا۔

**مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی میں استاذ:** مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ بانی مدرسہ کے حکم پر شیخ مکرم رحمہ اللہ نے مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ اس دور میں یہ ایک امتیازی مثال تھی کہ ایک اہل حدیث عالم علاقہ کے بہت بڑے حنفی مدرسہ میں بحیثیت استاذ پڑھا رہا ہے۔ یہ مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ کی علم دوستی اور اس عزت وقدر شناسی کا مظاہرہ تھا جو ان کے دل میں اپنے اس عزیز القدر شاگرد کے لیے موجود تھی۔ گندم کی فصل کے موقع پر صدر مدرس چھٹی پر چلے گئے تو ان کے ذمہ اسباق بھی انھی کے حصہ میں آئے۔ وہ ان کے اعتماد پر پورے اترے۔ تدریس کے پہلے سال اس مدرسہ میں یہ اسباق شیخ محترم رحمہ اللہ نے پڑھائے اور مولانا منظور احمد نعمانی نے اس دور میں شیخ محترم سے استفادہ کیا۔

شرح جامی، شرح وقایہ، نور الانوار، تفسیر جلالین، السبع المعلقات اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھائیں اور حق تدریس ادا کیا۔ اگلے سال ان کے شاگرد جلالپور میں ان کے ساتھ آئے اور انھی میں مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے جو مستوئی قوم کے ایک فرد اور مولانا منظور احمد نعمانی کے چچا زاد تھے، مسلک اہل حدیث قبول کرلیا اور اس علاقے میں مسلک عمل بالحدیث کی خوب تبلیغ کی، اس لیے مولانا نعمانی کی شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ تعلقات میں کچھ سرد مہری پیدا ہوئی۔

مولانا مستوئی رحمہ اللہ نے دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا میں علوم دینیہ کی تکمیل کی اور تین سال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبداللہ والا تحصیل لودھراں میں تدریسی وتربیتی خدمات سرانجام دیں۔ پھر محکمۂ تعلیم ریاست بہاولپور میں مدرس متعین رہے۔ اس اثنا میں انہوں نے مسلک عمل بالحدیث کی تبلیغ کا حق ادا کیا اور عین عالم شباب میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ

ان کی کتب کا ذخیرہ دارالحدیث محمدیہ جلالپور کی زینت ہے۔ تلامذہ میں ان کا مفصل تذکرہ آئے گا۔

**جلال پور میں بحیثیت مدرس و مصلح:** سرزمین جلالپور پر آپ کی پہلی آمد اکتوبر 1928ء کے مناظرۂ مابین احناف واہل حدیث کے موقع پر ہوئی، جیسا کہ پہلے مفصلاً مذکور ہوا ہے۔ احناف کی طرف سے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد رحمہ اللہ صاحب گھوٹوی تشریف لائے اور ان کی معاونت قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ جلالپوری نے کی۔ اہل حدیث کی طرف سے مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ امرتسری نے وکالت کی اور مولانا محمد رحمہ اللہ دہلوی و مولانا ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ ملتانی ان کے ساتھ تھے۔ مناظرے کا فیصلہ اہل حدیث کے حق میں ہوا جس کے علاقے میں مفید اثرات نمایاں ہوئے۔ روائیدادِ مناظرہ چھپ چکی ہے۔ اس وقت وہ زیرِ تعلیم تھے۔ مبصر کی حیثیت سے یہاں رہے، یہ کسی کو پتہ نہیں تھا کہ اس نوجوان کے ذریعہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس علاقے میں نور وعرفان کی شمعیں روشن فرمائے گا۔

جلال پور میں بطور استاد اپنی آمد کے حوالے سے فضیلۃ الاستاذ العالی فرماتے ہیں:

"مدرسہ عربیہ انوریہ گمانی میں رجب کے اوائل ہی میں ذمہ اسباق مکمل کر کے فارغ ہو گیا تو شیخ محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت اہلِ حدیث کے مطالبے پر مجھے جلال پور بھیج دیا اور رجب ہی کے مہینے میں میرے وہاں پہنچنے پر دینی مدرسے کی بنیاد رکھ دی گئی جو آج دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالا کے نام سے متعارف ہے۔"

جب اس مدرسے کی بنیاد رکھی گئی تھی، شہر میں محض چند خاندان تھے جو مسلک سے وابستہ تھے، مضافات بالکل خالی تھے۔ ایک بستی کھاکھی قوم میں ایک مسجد اور ایک خاندان اہلِ حدیث کہلاتا تھا۔ بستی دین پور میں ایک شخص میاں حیات محمد اور اس کے چند متعلقین اہلِ حدیث تھے۔ (خان بیلہ جو قریب ہی ایک آبادی ہے میں بھی چند گھرانے مسلک اہلِ حدیث کے حامل تھے) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ارادہ یہ تھا کہ یہاں مسلک حدیث کا چشمہ پھوٹے۔

ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود چند طالب علم حدیث پڑھنے والے رجب کے آخر ہی میں مل گئے اور آپ رحمہ اللہ نے حدیث کی کتابیں اور کچھ بچوں کو صرف کی کتب پڑھانا شروع کر دیں، شعبان اور رمضان اسی طرح گزر گئے، شوال 1353ھ میں طلبا کی ایک بڑی تعداد نے مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور جماعت کے لیے ان کے طعام وقیام کا انتظام کرنا مشکل ہو گیا۔

اس علاقہ میں قدیم سے حنفی مدارس موجود تھے، بعض مساجد میں انفرادی طور پر علماء نے فارسی اور فقہ حنفی کے مدرسے قائم کر رکھے تھے، دارالحدیث محمدیہ میں طلباء کی فراوانی دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ مخالفین نے کئی تحریکیں چلائیں، رکاوٹیں ڈالیں، طلباء کو خوف زدہ کرنے کی مساعی جاری کیں، مگر اللہ کے فضل سے یہ سب لوگ ناکام ہوئے اور کتاب وسنت کی شمع روشن ہو گئی، فللہ الحمد۔ اس حوالے سے یہ شعر حضرت شیخ مکرم رحمہ اللہ کی زبان پر رہتا تھا۔

فصار یحسدنی من کنت احسده

وصرت مولی الوری اذ صرت مولای

اس دور کی جماعتی اور تدریسی بیداری کی لہر ملتان کے بڑے بڑوں تک پہنچی، انگریز کی تاج پوشی پر 1935ء میں جشن مسرت منانے والے گیلانی خاندان کے ایک فرد اولاد علی گیلانی مرقع ملتان ص:193 میں لکھتے ہیں:

"افراد اہل حدیث کی تعداد کم ہے لیکن گزشتہ چند برس سے ان میں ایک عام بیداری پائی جاتی ہے اور ان کی تعداد میں شیعہ اور سنی علماء کی عدم توجہی کے باعث کافی اضافہ ہوا ہے۔ زیادہ تر یہ لوگ ملتان، جلالپور پیروالا، موضع امیر گڑھ، تحصیل کبیروالا، کایاں پور اور عالمگیر تحصیل ملتان میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ تعزیہ داری کے سخت خلاف ہیں، حج بیت اللہ کے سوا دوسری زیارت پر جانا ان کے نزدیک بدعت ہے اور بزرگان سلف سے استفادہ روحانی کرنا ان کے عقائد کے بموجب قطعاً حرام ہے۔ ملتان میں ان کی مساجد بھی علیحدہ ہیں، جہاں نماز کے علاوہ عام طور پر قرآن وحدیث کا درس بھی ہوتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جماعت اہل حدیث جلالپور نے اپنی انجمن کے مقرر کردہ مقاصد میں جن کا مختصر تذکرہ پہلے گزر چکا ہے کس حد تک کامیابی حاصل کی؟ یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس پر کچھ روشنی راقم نے اپنی زیر ترتیب کتاب ''تاریخ جلال پور'' میں ڈالی ہے۔ اس مضمون میں تفصیلات کی گنجائش نہیں۔

**جامع مسجد جہان شاہ والی:** یہ مسجد قبرستان شاہ سلطان کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ قدیم نقشہ (25 جنوری 1939ء) سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد کے شمال میں انیس فٹ چار انچ لمبا فرش پختہ، اراضی متعلقہ مسجد شریف 24×18 فٹ مسجد کی عمارت تھی اور جنوب سڑک لودھراں تک سفید اراضی جنازہ گاہ اہل اسلام تھی اور عمارت مسجد کے مشرق میں تھوڑی سی جگہ بطور تھلہ (صحن) مسجد شریف تھی اور باقی جنازہ گاہ موجود نالی تک۔ اس سے آگے قبرستان شاہ سلطان احمد ہے۔ یہ نقشہ حکیم محمود بخش ولد میاں غوث بخش کی درخواست پر غلام مصطفیٰ خان نقشہ نویس کمیٹی جلالپور پیروالا کا تیار کردہ ہے۔

اس مسجد کی تولیت پر جماعت اہل حدیث اور حنفی (بریلوی) کے مابین تنازع پیدا ہوا تھا۔ اہل حدیث افراد نے جو مسجد میں نماز ادا کرتے تھے، قدیمی مسجد کی شکستگی اور انہدام کی وجہ سے نئی تعمیر شروع کی تو حنفی محلّہ داروں نے تعمیر سے روکا اور اس پر دونوں فریقین میں لڑائی ہوگئی۔ دونوں طرف کے افراد زخمی ہوئے۔ فوج داری مقدمہ کے فیصلہ میں چوہدری روشن لال ایم اے پی سی ایس مجسٹریٹ درجہ اوّل لکھتے ہیں:

① مسجد جو کہ جہان شاہ والی مسجد، جلال پور پیروالا میں مشہور ہے، دو مسلم فرقوں کے درمیان جھگڑے کا باعث بنی ہوئی ہے۔ ان فرقوں میں سے ایک فرقہ اہلِ حدیث اور دوسرا حنفی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے حقوق کے متعلق دعویٰ کیے ہوئے ہیں اور چند ماہ گزرے ان دونوں فرقوں کے مشہور آدمیوں کو زیر دفعہ 107 تعزیرات ہند پابند کیا گیا تھا کہ وہ صلح کو قائم رکھیں۔

② جلال پور پیروالا کی سمال ٹاؤن کمیٹی نے ایک ریزولیشن یکم نومبر 1938ء کو پاس کیا جس میں حنفیوں کو جہان شاہ والی مسجد کی تعمیر کے لئے اجازت دی گئی۔ محمد پناہ ایک اہل حدیث نے سمال ٹاؤن کمیٹی کے خلاف ڈپٹی کمشنر ملتان کے پاس اپیل کی اور یہ وجہ بیان کی کہ وہ مذکورہ مسجد کا متولی ہے اور دوسرا کوئی شخص مسجد مذکور کی تعمیر کا حق نہیں رکھتا۔ ڈپٹی کمشنر نے اپنے حکم مورخہ 20 جنوری 1939ء کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعہ اپیل کو منظور کیا اور سمال ٹاؤن کی ریزولیشن کو منسوخ کر دیا۔ مذکورہ حکم میں ڈپٹی کمشنر نے یہ بات لکھی کہ سنی یعنی حنفی اگر اس عمارت کے متعلق کسی قسم کا حق رکھتے ہیں یا مسجد کی جائیداد کے مستحق ہیں تو وہ عدالت دیوانی میں چارہ جوئی کریں۔ اس حکم کے تحت حنفیوں نے مقدمہ دیوانی دائر کیا جو ابھی زیر سماعت ہے۔

مورخہ 28 اپریل 1939ء بروز جمعہ اہل حدیث جمعہ کی نماز مسجد میں ادا کر رہے تھے۔ حنفیوں نے دخل اندازی کی۔ اہل حدیثوں نے اس رویہ کے خلاف احتجاج کیا تو ان پر اینٹیں پھینکی گئیں، امن شکنی کی وجہ سے محمد رمضان ایک اہل حدیث نے معاملہ سب انسپکٹر پولیس کے پاس رپورٹ کیا، وہ مسجد کی طرف گیا تو وہاں دونوں فرقوں کے متعدد آدمیوں کو زخمی پایا اور فریقین کو لڑنے پر آمادہ دیکھا۔ دونوں فرقوں کے متعدد آدمی گرفتار کر لیے گئے جن میں بارہ اہل حدیث اور گیارہ حنفی تھے۔ گرفتاری زیر دفعہ 107-151 ضابطہ فوجداری عمل میں لائی گئی۔

کافی شہادت اس بات کے دکھانے کے لیے موجود ہے کہ مسجد اہل حدیث کی ہے کیونکہ یہ عرصہ سے اس فرقہ کے متولیوں کے پاس رہی اور اب بھی محمد پناہ کے قبضہ میں ہے جو کہ اہل حدیث ہے۔
تفصیلی فیصلہ میں اہل حدیث کو بے قصور اور حنفی افراد کو قصوروار قرار دے کر ان سے ایک سال تک امن قائم رکھنے کی ضمانت لی گئی۔ تاریخ فیصلہ 26 جولائی 1939ء

احناف کا دائر کردہ دیوانی مقدمہ چوہدری عزیز احمد سب جج ملتان مقدمہ نمبر 201 بابت 1939ء میں ہوا۔ مورخہ 11 فروری 1939ء کو مقدمہ دائر ہوا اور مورخہ 13 دسمبر 1939ء کو فیصلہ سنایا گیا جس میں احناف کے دعوے کو مسترد قرار دے کر دعویٰ خارج کر دیا گیا۔

اس فیصلے کے خلاف شیخ بشیر احمد سینئر جج بہادر ملتان کی عدالت میں اپیل کی گئی۔ انہوں نے حکم مورخہ 13 دسمبر 1939ء مصدرہ چوہدری عزیز احمد سب جج درجہ سوئم کو منسوخ کر کے قرار دیا کہ حنفیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا امام مسجد میں مقرر کریں اور اس کے ساتھ نماز ادا کریں، مدعی علیہم (اہل حدیث) اس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ اہل حدیث کو البتہ حق حاصل ہے کہ وہ واحد طور پر نماز ادا کر سکتے ہیں، یہ فیصلہ 5 جولائی 1940ء کو سنایا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے خلاف اہل حدیث جماعت نے عدالت عالیہ کی کورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور اپیل کی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ مورخہ 5 جولائی 1940ء کو منسوخ قرار دیتے ہوئے پہلے فیصلے کو درست قرار دے دیا۔ یہ فیصلہ مورخہ 14 اکتوبر 1942ء میں کیا گیا۔ مکمل تنقیح کے بعد فیصلے میں تحریر ہے:

"مقدمہ ہذا محض دستاویزی شہادت پر مبنی ہے جس کے متعلق ہم نے اوپر بحث کی ہے اور شہادت زبانی پیش کردہ اہل حدیث کی تائید میں ہے اور ہم کو یہ بات کہنے میں ہرگز کوئی امر مانع نہیں کہ مسجد ہذا 1918ء سے یا اس سے قبل اہل حدیث فرقہ کے قبضے میں ہے اور ان کے زیر اہتمام رہی ہے اور ہم قرار دیتے ہیں کہ یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ بخش (بریلوی) مسجد ہذا کا موجودہ متولی ہے اور یہ کہ تولیت اللہ بخش کے خاندان میں ہونی بھی ہرگز ثابت نہیں ہے۔ اگر وہ 1918ء سے پہلے تھی تو یہ عمل 1918ء میں ہونا ثابت نہیں ہے۔ اور حنفیوں کا یہ حق مسجد سے زائل ہو چکا ہے اور اہل حدیث کا قبضہ ہو چکا ہے۔" (فیصلہ پر ایس ایل سیل اور ٹیک چند جج ہائی کورٹ کے دستخط اور مہر ثبت ہیں)

اس نزاع میں اہل تشیع نے احناف برادری کا ساتھ دیا، جیسا کہ ان کی اس درخواست سے واضح ہے:

"بخدمت پریذیڈنٹ کمیٹی جلالپور پیر والا گزارش ہے کہ مسجد شریف جہان شاہ والی کی تعمیر روکنے کی بابت جو ہم نے عذرداری کی تھی اس کا اب باہمی فیصلہ ہو گیا ہے ہم سنی شیعہ وغیرہ متفق ہو کر اس کو بنانا چاہتے ہیں، زمین جنازہ گاہ چھوڑ دی ہے، تعمیر چار دیواری کے اندر ہوگی۔

(مورخہ 14 اکتوبر 1938ء دستخط قربان علی، جمال محمد ولد حاجی محمد خواجہ (شیعہ) قادر بخش ولد حاجی موسیٰ خواجہ، مقصود حسین (حنفی) وغیرہ وغیرہ)

ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد محمد پناہ ولد اللہ بخش قوم خواجہ سکنہ جلالپور پیر والا کی طرف سے کمیٹی جلالپور پیر والا میں نقشہ برائے منظوری پیش کیا گیا۔ اس دور میں کمیٹی کے چار ممبر تھے:

① مولوی نور شاہ صاحب (وائس پریذیڈنٹ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



② مولوی محمود (رحمہ اللہ)

③ لالہ کلیان داس

④ لالہ دیوداس

اجلاس میں نقشے کی منظوری کی مولوی محمود نے مخالفت کی اور باقی ممبران نے عدالتی فیصلہ جات بحق جماعت اہل حدیث کی بنیاد پر تعمیر کی اجازت کی رائے دی اور صدر اجلاس جناب گوسائیں انندسروپ تحصیل دار و پریذیڈنٹ صدر جلسہ نے تعمیر کی اجازت دے دی۔( دیکھئے ریزولیشن نمبر 71 مورخہ 30 نومبر 1943ء سمال ٹاؤن جلالپور پیروالا)

مسجد کے لیے مقدمہ لڑنے کی پوری جدو جہد میں مرکزی کردار میاں محمد رمضان رحمہ اللہ ولد محمد وارث (واسو)، غلام رسول قریشی اور فضیلۃ الشیخ مولانا سلطان محمود محدث رحمہ اللہ نے ادا کیا۔ تعمیر جدید میں اوّل الذکر نے اپنی پوری توانائی خرچ کی اور خوبصورت پختہ عمارت جماعت جلالپور پیروالا کے چندے سے تعمیر ہوگئی، جس کے جنوب میں دو کمرے بطور کتب خانہ مدرسہ عربیہ محمدیہ تعمیر ہوئے اور شمال میں برآمدہ تعمیر ہوا، جہاں فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ درس حدیث ارشاد فرماتے رہے۔

1947ء میں جب ہم ہجرت کر کے آئے تھے ابھی مسجد کے دروازے نہیں لگے تھے، پلستر نہیں ہوا تھا، تکمیل بعد کو ہوئی۔ تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ جماعت کی مالی پوزیشن بہت کمزور تھی۔ ہر سال سیلاب کی یلغار اور زیرزمین شور کی وجہ سے یہ عمارت جلد ہی شکست وریخت کا شکار ہوگئی اور 1956ء کے ایک سیلاب کے نتیجے میں دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ مہاجرین اہل حدیث کی آمد اور نئے اہل حدیث اور قدیمی افراد کے خاندانوں کے افراد میں اضافہ کے باعث وہ مسجد نماز کے لیے ناکافی ہوگئی، بالخصوص رمضان المبارک اور جمعہ کے مواقع پر۔

جنوری 1984ء میں حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کی زیر صدارت جماعت کا اجلاس ہوا جس میں اس عمارت کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا مزید برآں جنوب وشمال کے کمرے و برآمدہ اور مغرب کی جانب کی گیلری کو بھی کمرہ مسجد میں شامل کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یوں موجودہ عالی شان دومنزلہ پختہ عمارت تعمیر ہوئی جو سریہ، سیمنٹ، بجری اور پختہ اینٹوں سے تیار کی گئی۔ اس پر 950000 روپے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صرف ہوئے۔ چند ہزار کے سوا باقی جملہ رقم مقامی جماعت کے افراد نے مہیا کی۔ تعمیر کا کام 1984ء سے شروع ہو کر اگست 1985ء میں مکمل ہو گیا۔ دوسری منزل میں چار تدریسی کمرے ہیں، دو جنوب کی طرف اور دو شمال کی طرف، تین فٹ کی گیلری ان کے مابین رابطے کا کام دیتی ہے۔

مسجد کے مغرب میں ایک مکان خریدا گیا جس میں جامعہ دارالحدیث کی لائبریری برائے تحقیق قائم کی گئی ہے اور اسی جگہ راقم الحروف تدریسی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس کے اوپر دوسری منزل میں فضیلۃ الشیخ مولانا اللہ یار صاحب درس حدیث دیتے ہیں۔ ایک کمرہ مسجد کے سٹور کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور ایک کمرہ دفتر انجمن اہل حدیث کے لئے مختص ہے۔ دوسری منزل پر کل سات کمرے ہیں۔ اسی منزل میں جمعہ کے دن مستورات نماز ادا کرتی ہیں۔

**رحمانی مسجد اہل حدیث:** گاؤں رسیدیں سے آنے والے پچاس ساٹھ گھر مسلک اہلِ حدیث سے تعلق رکھتے تھے جو محلّہ مصراں والا میں اور ارد گرد آباد ہو گئے اور محلّہ خواجگان و مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ والی میں فریضہ نماز ادا کرتے رہے۔ 1972ء تک اسی پر عمل ہوتا رہا۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے آباد محلّہ میں مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ بہت تلاش اور جدوجہد کے بعد باوجود شدید رکاوٹوں کے ایک مکان خرید لیا گیا اور اسے گرا کر 1973ء میں رحمانی مسجد اہل حدیث کے نام سے پختہ عمارت تعمیر کر لی گئی جس کے انتظام کی ذمہ داری اہل محلّہ کی تنظیم انجمن اہل حدیث مہاجرین کے سپرد ہوئی۔ اس کے بانی ارکان کے نام یہ تھے:

محمد رفیق اثری، محمد سلیم رحمہ اللہ، عبدالسبحان، رحمت اللہ، عبدالحمید، حاجی احمد، حاجی محمد شریف اور صدر دین۔

انتظامیہ کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ پانچ نمازوں کا انتظام مسجد ہذا میں ہوگا، بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے انجمن اہل حدیث جلال پور سے استاذ کی تعیناتی کے لیے کہا جائے گا اور جمعہ وعیدین کی ادائیگی مرکزی انتظام کے تحت جامع مسجد اہل حدیث محلّہ خواجگان وعیدگاہ اہل حدیث میں ہوگی۔ چنانچہ آج تک پوری جماعت ایک جامع مسجد میں جمعہ اور ایک میدان میں نماز عید ادا کرتی ہے۔ اور یہ فضیلۃ الشیخ الاستاذ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کے مواعظِ حسنہ کے مؤثرات کا نتیجہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رحمانی مسجد اہل حدیث کا کمرہ 22×17 فٹ ہے اور صحن اس سے کچھ زیادہ، اب اس میں توسیع کی بہت ضرورت ہے۔ تعمیر پختہ اینٹوں کی ہے، چھت کو سریہ اور اینٹوں سے مضبوط کیا گیا ہے۔ دو مینار ہیں، وضو کی جگہ اور استنجا خانہ موجود ہے۔ مسجد میں چھوٹے بچے قرآن پاک ناظرہ پڑھتے ہیں اور بچیوں کے لیے مسجد کے قریب ہی پرائمری سکول کا انتظام کیا گیا ہے۔ مروجہ نصاب کے ساتھ ساتھ قرآن پاک اور اسلام کی کتب پڑھانے کا انتظام ہے۔ ایک استاد لڑکوں کی تعلیم پر مامور ہیں۔ اور دو معلمات لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔ اساتذہ کی تنخواہ انجمن اہل حدیث جلالپور پیروالا کے فنڈ سے دی جاتی ہے جو شہر کی پوری جماعت کے اتحاد کی علامت ہے۔ یوفقنا اللہ لمایحب ویرضاہ.

غالباً 1948ء میں ایک عید کے موقع پر عورتوں کے اجتماع میں میاں عبدالرحمٰن کی والدہ کے ساتھ محلہ خواجگان کی کچھ عورتوں کا جھگڑا ہوگیا۔ قریبی جمعہ کے دن نماز جمعہ مہاجرین برادری نے شہر سے باہر ایک کنوئیں پر ادا کی اور سوچتے رہے کہ الگ مسجد بنائیں اور جمعہ پڑھیں۔ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے اگرچہ عید کے موقع ہی پر گڑبڑ کرنے والی عورتوں کو بہت ڈانٹا، سمجھایا تاہم شیطان نے افتراق کی صورت پیدا کردی، مگر فریقین میں بڑوں کی مخلصانہ کاوش سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ اور اس سے آگے والا جمعہ پھر ایک ہی جگہ ادا ہوا اور آج تک دوبارہ کبھی مہاجر ومقامی کی یہ تفریق دیکھنے میں نہیں آئی اور اب تک باہمی اتفاق واتحاد سے عبادت کی اصل روح کے مطابق جمعہ وعیدین کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ وللہ الفضل والمنۃ.

آج مورخہ 14 شوال 1423ھ مطابق 19 دسمبر 2002ء جبکہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں اس وقت رحمانی مسجد مذکور کی عمارت منہدم کردی گئی ہے۔ شمال وجنوب میں پلاٹ خرید لئے گئے ہیں اور ادارہ تعمیر المساجد گوجرانوالا کی طرف سے تعمیر جدید کا کام آج سے شروع کیا جارہا ہے، امید ہے جماعت کے شایان شان اللہ تعالیٰ کی عظمت کا یہ مقام بہترین صورت میں جلوہ گر ہوگا۔

**مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ والی:** یہ اس شہر میں جماعت کی پہلی مسجد ہے جس میں مدتوں مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ متوفی (1885ء) نے تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دیا، ان کی وفات کے بعد مولانا ابراہیم متوفی (1919ء) نے یہ فریضہ ادا کیا اور 1934ء سے محدث جلال پوری رحمہ اللہ نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسجد میں اپنی تدریسی اور تبلیغی مساعی کی ابتدا کی۔ کچھ دنوں کے لئے مولانا دین محمد صاحب سنجرانی و مولوی حافظ خیر محمد صاحب نے بھی امامت کی۔

اس مسجد کی ابتدائی تاریخ ہمیں نہیں مل سکی کہ کب اور کس نے اسے وقف اور تعمیر کیا۔ مسجد کی مغربی طرف رہائش پذیر ایک اہل حدیث خاندان کا کہنا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے یہ جگہ مسجد کے لئے وقف کی تھی، جدید تعمیر کے لئے ہم نے اس کی بنیادیں کھودیں تو ایک محراب سطح زمین سے نیچے برآمد ہوا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سینکڑوں سال پہلے سے یہ جگہ مسجد کے لئے وقف تھی اور سیلابوں کی وجہ سے اس میں بھرائی ہوتی رہی جس کی وجہ سے پہلا تعمیر کیا ہوا محراب بہت نیچے رہ گیا۔ پرانی عمارت اندر سے کچی اینٹوں کی تھی اور باہر سے پختہ چھوٹی اینٹیں استعمال ہوئی تھی۔ اب جدید خوبصورت عمارت ادارہ تعمیر المساجد گوجرانوالا کے تعاون سے مکمل ہوئی ہے۔

**خصوصی امتیازات:** اس مسجد میں انجمن اہل حدیث کی تأسیس ہوئی۔ ارکان کے اجلاس ہوتے رہے، مسجد اہل حدیث جہانشاہ والی کے مقدمات کے بارے میں باہمی مشورے ہوئے۔ اس مسجد میں جب چندہ کے لیے مہم جاری کی گئی تو عورتوں نے مقدمہ مسجد کے لئے زیورات پیش کر کے متقدمین کی روایت کو زندہ کیا۔

محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی قیادت میں پورے علاقہ میں عمل بالحدیث کی جدوجہد کے حوالے سے بنیادی فیصلے اسی مسجد میں ہوئے۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے ساتھ الحاق کا فیصلہ ہوا، مناظرہ رفع الیدین کے لئے اجلاس ہوئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور مولانا جونا گڑھی رحمہ اللہ جلالپور تشریف لائے تو اسی مسجد کو مرکز عاملین بالحدیث کے طور پر دیکھا جبکہ مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ نے مدرسہ کے اجراء کے پہلے سال طلباء دارالحدیث کا امتحان لیا تو خوشی کا اظہار کیا اور احوال وظروف کے پس منظر میں یہ پیشگوئی کی کہ ایک وقت آئے گا یہ مسجد تدریسی کام کے لئے ناکافی ہوگی اور اتنے طالبین علم تمہارے پاس ہوں گے کہ تمہیں ان کا انتظام کرنا مشکل ہوگا۔

واقفین حال جانتے ہیں کہ یہ باتیں حرف بہ حرف پوری ہوئیں، جامع مسجد اہل حدیث جہانشاہ والی آباد ہوئی اور اس کی توسیع کی گئی تو وہی جماعت کی توجہ کا محور و مرکز قرار پائی۔ مسجد اہل حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولوی جندوڈہ والی کی حالت مخدوش سے مخدوش تر ہوتی گئی۔ جدید تعمیر کے لئے کئی بار دوستوں کو راقم نے توجہ دلائی مگر ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ بھلا کرے شیخ خالد مسعود صاحب کا جن کی کاوش سے یہ تاریخی مسجد شایان شان انداز میں تعمیر ہوگئی۔ اس میں مختلف اساتذہ یا تلامذہ بغیر کسی اجرت کے فریضہ امامت سرانجام دیتے ہیں اور شہر کی جملہ مساجد اہل حدیث کی یہی صورت حال ہے کہ آج تک کسی بھی مسجد میں تنخواہ دار امام وخطیب مقرر نہیں کیا گیا۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ نے پوری زندگی بغیر اجرت وتنخواہ امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیے اور اسی طرح آج بھی ان کے تلامذہ امامت وخطابت کی تنخواہ کو جائز نہیں سمجھتے کہ حکم ربانی ہے:

﴿یاایھاالذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعہ فاسعوا الی ذکراللہ و ذروالبیع.﴾ (الایۃ)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چلو اور تجارت چھوڑ دو" (الجمعہ)

مقتدی تو تجارت چھوڑ دیں اور امام اپنی تنخواہ بنانے کی تجارت میں لگ جائے:

ایں چہ بوالعجبی ست!

یہ مسجد جلالپور کے عاملین بالحدیث کی دوصد سالہ جدوجہد کی امین ہے۔ اس سے پہلے کی تاریخ سے ہم ناواقف ہیں۔ قریبی احباب جماعت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو آباد رکھنے کے لئے پکے نمازی بنیں۔ عمارت کی خوبصورتی مسجد کی آبادی نہیں ہے اور نہ ہی پختگی اس آبادی پر دال ہے۔ حقیقتاً وہی مسجد آباد ہے جس میں نماز التزام کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلاۃ﴾ الآیۃ (التوبہ)

کسی مسجد کی عمارت پرشکوہ ہو، بہت بڑی ہو، دل فریب ہو اور دیکھنے والے کو مسحور کر دے مگر اس میں نمازی نہ آتے ہوں، اللہ کا ذکر نہ کیا جاتا ہو تو وہ غیر آباد ہے، انسانوں کے خلاف حجت و دلیل ہے۔ اللہ جل وعلا ہمیں اس حالت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

راقم الحروف کی 1962ء سے 1988ء تک مع اہل وعیال اس مسجد کے عقب کی گلی میں چھوٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے مکان میں رہائش رہی۔اس مدت میں کوشش کی کہ مغرب،عشاء اور صبح کی نمازیں اسی مسجد میں ادا کی جائیں،اللہ کی توفیق سے فرائض امامت بھی سرانجام دیے۔

**فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ کا نکاح اور اولاد:** اس معاملے میں بھی محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی شخصیت تاریخ کے اہم واقعات کی آئینہ دار ہے۔اپنی خودنوشت ''سوانح حیات'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اس وقت کے دیوبندی مسلک کے علماء میں سے ایک بہت بڑے عالم مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ صاحب بستی مہند میں رہتے تھے۔اکثر فنون از قسم نحو،منطق،فقہ،اصول فقہ اور فلسفہ قدیم پر ان کی گہری نظر تھی اور بلند پایہ مدرس تھے۔شیخ محترم مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ مکی،مولانا خیر محمد رحمہ اللہ صاحب ٹھل حمزہ والے نزیل مکہ مکرمہ (والد مولانا محمد مکی) اور مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ ان کے شاگردوں میں تھے۔میں نے بھی شرح جامی کا کچھ حصہ اور منطق کے رسائل انھی سے پڑھے تھے۔ان کا اصل وطن کوٹلہ مغلاں تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں تھا اور ملانڑاں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔بڑی عمر میں مدرسہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے اور تدریس مشغلہ اپنایا تھا۔بستی مہند علاقہ چنی گوٹھ میں مدتوں پڑھاتے رہے۔انہوں نے پہلی شادی اپنی برادری میں کی تھی۔ان کی پہلی بیوی ایک بچی کو جنم دے کر فوت ہوگئیں۔دوسری شادی علاقہ لودھراں کے ایک صاحب علم کی بیٹی سے ہوئی اور اپنی بیٹی کا نکاح اس کے بیٹے عبدالرزاق سے کردیا جو ان کے ہاں پڑھتا بھی رہا تھا۔اس کا والد فوت ہوگیا تو یہ لڑکا عبدالرزاق خفیہ طور پر قادیانی بن گیا۔جب اس کی منکوحہ تیرہ سال کی ہوئی تو اس نے شادی کا مطالبہ کر دیا،مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ صاحب کو اس وقت کسی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ یہ مرزائی ہو چکا ہے چنانچہ مولانا نے بیٹی کی رخصتی سے انکار کردیا کہ ناکح کے ارتداد کی وجہ سے نکاح ختم ہو چکا ہے۔

مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ نے بہاولپور کی ایک عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا مگر رائج قانون کی کمزوریوں کی وجہ سے یہ مقدمہ خارج ہوگیا۔اپیل دائر ہوئی تو وہاں بھی مقدمہ خارج ہوا۔پھر بہاولپور کی عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی گئی وہاں بھی مقدمہ خارج کر دیا گیا۔مولانا مرحوم نے نہایت مایوسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی حالت میں ایک آخری کوشش کی کہ ایک درخواست بنام نواب صادق خاں والی ریاست لکھی جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا:

''میں ایک مسلمان عالم ہوں، اپنی چھوٹی بچی کا نکاح اپنے رشتہ دار عبدالرزاق سے کر دیا تھا۔ ابھی میری بچی چھوٹی تھی کہ عبدالرزاق قادیانی مرزائی بن گیا۔ شریعت اسلامیہ میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہے' جو شخص آپ ﷺ بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا ایسے مدعی نبوت کو مانے وہ مسیلمہ کذاب کی طرح ہے۔ میں نے جناب کی ریاست کی عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے ہیں لیکن تمام عدالتوں نے میری بات پر کان نہیں دھرا اور میری بیٹی کے دعویٰ تنسیخ نکاح کو خارج کر دیا ہے، مجھے اس دنیا میں آپ ہی آخری سہارا نظر آئے ہیں۔ اس لیے آپ سے درخواست گزار ہوں کہ اس مسئلہ کو حل فرمائیں اور میری بچی کو اس کافر کے شر سے بچائیں۔''

یہ درخواست لے کر نواب صاحب کے دروازے پر کھڑے ہو گئے کہ جب نواب صاحب اپنے شاہی محل کے دروازے سے باہر آئیں گے تو یہ درخواست انہیں پیش کروں گا۔ نواب صاحب کی عادت تھی کہ جب وہ اپنے محل کے بڑے دروازے سے باہر نکلتے اور کوئی شخص درخواست لیے کھڑا ہوتا تو اس سے درخواست لے لیتے تھے، اور وہیں کھڑے کھڑے اس کو پڑھتے اور فیصلہ کر دیتے تھے۔

مولانا کو دروازہ پر کھڑے پایا تو کار روک لی اور درخواست لے کر پڑھی پھر اس پر لکھا کہ عرض گزار کا مقدمہ شرعی اسلامی عدالت کے مطابق سنا جائے اور شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے۔ میرا یہ خصوصی حکم ہے کسی بھی عدالت کو اس کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں ہے۔ درخواست مولانا کو پکڑا دی کہ آپ عدالت عالیہ میں چلے جائیں اور بڑے جج کے کمرۂ عدالت میں اس کی میز پر رکھ دیں۔ اگر وہ درخواست پر غور نہ کرے تو پھر میرے پاس آ جانا۔ عدالت عالیہ نے سماعت کے لئے جناب محمد اکبر جج کو مقرر کیا اور اسے ہدایت کی کہ فریقین کے علماء کا موقف سن کر فیصلہ دیا جائے۔

مقدمہ کی پوری روئیداد چھپ چکی ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا تقی حسن رحمہ اللہ دربھنگوی، مولانا عبدالشکور لکھنوی اور مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوری نے اہل اسلام کی طرف سے دلائل پیش کیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس مقدمہ کے لیے مواد جمع کرنے کا کام مرحوم حبیب اللہ کلرک محکمہ انہار جو مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ امرتسری کے بھانجے تھے اور مولانا عبداللہ رحمہ اللہ صاحب معمار امرتسری کے ذمے تھا، یہ دونوں مولانا امرتسری رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ تھے۔

فیصلہ مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ کی لڑکی کے حق میں ہوا اور قرار پایا کہ مرزائی قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، لہٰذا نکاح کالعدم ہے، مسماۃ عائشہ جہاں چاہے نکاح کرنے کی مجاز ہے۔

اس وقت فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ جلالپور تشریف لا چکے تھے کہ ایک دن شیخ محترم مولانا عبدالحق مکی رحمہ اللہ کا تار موصول ہوا کہ احمد پور پہنچو۔ پیغام ملتے ہی احمد پور پہنچے۔ استاذ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری طرف سے مولانا الٰہی بخش صاحب کو خِطبہ (نکاح کا پیغام) بھیجا ہے اور انہوں نے قبول بھی فرمالیا ہے'' مجھے ساتھ لیا، مہند پہنچے اور مولانا الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیٹی کے نکاح اور رخصتی کی تاریخ مقرر کر دی۔

محدث دہلی میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے شاگرد رشید فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ملتانی اور جلال پور کی جماعت کے احباب مقررہ تاریخ پر مہند پہنچے، محدث ملتانی رحمہ اللہ نے خطبہ نکاح پڑھا اور ایجاب وقبول ہوا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک بیٹا عطا کیا، دو سال بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا اس کی پیدائش کے تھوڑا عرصہ بعد اہلیہ محترمہ وفات پاگئیں اور چند ماہ بعد چھوٹا بیٹا عبدالماجد بھی فوت ہوگیا۔ فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ کے اکلوتے بیٹے جناب پروفیسر محمد یحییٰ دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال اور صاحب اولاد ہیں۔ دارالحدیث محمدیہ کے لیے ان کی خدمات جلیلہ قابل قدر ہیں۔ حضرت الاستاد نے کچھ مدت بعد دوسری شادی کی۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی، یہ اہلیہ محترمہ بھی رحلت فرما گئیں۔ اس وقت حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی عمر پچھتر سال کے لگ بھگ تھی۔ دوسری اہلیہ کی بیماری میں ڈاکٹروں نے دوائیں دیں اور مرض بڑھتا گیا تو فرمانے لگے:

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود
واں دوا از نفع خود گم رہ شود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**1947ء میں مہاجرین کی آمد:** 1947ء میں ریاست پٹیالہ کے ایک ہی گاؤں رسیدیں کے پچاس ساٹھ اہل حدیث گھرانے مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے جلال پور پہنچے تو حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ نے ان کے ساتھ حسن سلوک اور راہنمائی کا حق ادا کیا اور اپنے دوستوں کے ذریعے ان سے مسلسل رابطہ رکھا، دکھ سکھ میں شریک رہے اور خوشی وغمی میں پورا ساتھ دیا۔ اس برادری کے عام لکڑہارے اور مزدوری کرنے والے افراد جو جماعت میں شریک ہوتے تھے' بیمار ہوتے تو ان کی طبع پرسی کے لیے انکے محلہ میں جانا اور خبر گیری کرنا معمول تھا۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک بار عورتوں میں تکرار ہوگئی اور مقامی عورتوں نے ایک مہاجر عورت کو زدوکوب کیا۔ مجھے یاد ہے فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ نے سخت ترین الفاظ میں ان کی مذمت کی۔ ان کے مردوں کو بلا کر سرزنش کی۔ متعلقہ خاندان سے معافی مانگنے کا فرمایا، ابھی صلح نہیں ہوئی تھی کہ جمعہ کا دن آ گیا۔ مہاجرین نے اپنے جمعہ کا الگ انتظام کیا، جگہ نہ ہونے کی وجہ سے شہر سے باہر ایک چاہ پر جمعہ ادا کیا گیا، مگر حضرت الاستاذ رحمہ اللہ العالی یہ دیکھ کر بے چین ہو گئے اور رابطہ قائم کر کے فریقین میں صلح کرائی اور ایک ہی جگہ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں جمعہ قائم رہا' جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہوا۔ جامع مسجد کی تعمیر کے موقعہ پر جماعت کے افراد کے درمیان کسی بات پر تلخی پیدا ہوگئی جس کے نتیجے میں بعض ساتھیوں نے چھوٹی مسجد اہلِ حدیث مولوی جندوڈہ والی میں الگ جمعہ شروع کر دیا۔ مولانا عبدالرحیم عارف خطیب قرار پائے۔ دونوں مساجد (مرکزی جامع مسجد اور مسجد مذکور) ایک ہی محلے میں قریب قریب ہیں۔ اسی دوران 1956ء میں فضیلۃ الاستاذ زیارت حرمین اور فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو پورے شہر نے ان کا استقبال کیا۔ چوک میں بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا اور حرمین شریفین کے تازہ احوال بیان کر کے دلوں کو گرمایا۔ طلباء دارالحدیث اور قریبی ساتھیوں کی خوشی دیدنی تھی۔ ایک دو دن بعد جمعہ کا دن آیا تو پہلی اذان کے بعد فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ والی میں تشریف لے گئے جہاں مولانا عبدالرحیم رحمانی اور احباب جماعت جمعہ کی تیاری کر رہے تھے، فرمایا میں تمہیں منانے آیا ہوں، اللہ کے لئے جماعت میں اتفاق واتحاد پیدا کیجئے۔ پھر مولانا رحمانی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمایا: میرے عزیز! آپ چلیں اور خطبہ دیں' میں آپ کے پیچھے جمعہ پڑھوں گا۔ مولانا رحمانی آبدیدہ ہو گئے۔ دوسرے ساتھی بھی بہت متاثر ہوئے اور اسی وقت مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں آ گئے۔ مولانا رحمانی نے فرمایا آپ بڑے ہیں' آپ کا احترام مجھ پر لازم ہے' آپ ہمیں منانے تشریف لائے، ہمارے لئے یہی اعزاز بہت بڑا ہے' آپ خود جمعہ پڑھائیں۔

اس کے بعد سے جلال پور پیر والا کی تاریخ میں پوری جماعت اہل حدیث آج تک ایک ہی جگہ نماز ادا کرتی ہے جبکہ شہر میں دس مساجد اہل حدیث مختلف محلوں میں موجود ہیں۔ و ذلك فضل الله يوتيه من يشاء ۔ (شیخ محترم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اب البتہ مقامی ضرورت کے پیشِ نظر جماعت کے متفقہ فیصلے کے تحت مسجد صدیقیہ اہلحدیث پرمٹ روڈ میں جمعہ کا انتظام کیا گیا ہے' جو مرکزی مسجد سے بہت فاصلے پر واقع ہے اور اس کے قریب رہنے والوں کی ضرورت ہے کہ وہاں جمعہ ادا کیا جائے۔)

استاذ محترم مولانا اللہ یار صاحب کا کہنا ہے کہ اس خطبہ میں فضیلۃ الاستاذ العالی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں نے جماعت کے اتفاق واتحاد کی دعائیں حج کے خصوصی مواقع پر کی تھیں' جنہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے۔ تب ہی آج ہم پھر اتفاق کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر رہے ہیں اور دیگر مسلکی مہمات میں بھی ہمیشہ اکٹھے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ) اور ابھی تک اس بارے میں جماعت کا پورا اتفاق ہے۔

**قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث میں کردار:** تقسیم کے بعد جماعت کی تنظیم نو کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے مدرسے واقع شیش محل روڈ میں پاکستان کے اہل حدیث علماء اور اکابر کا تأسیسی اجلاس ہوا۔ حضرت شیخ نے مہاجر برادری کے بزرگ میاں عبدالسبحان اور اپنے خورد سال بیٹے محمد یحییٰ کے ساتھ اس میں شرکت فرما کر جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تاسیس میں حصہ لیا۔ پھر جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ اور مولانا عبدالرشید صدیقی ملتان نے حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سے رابطہ کیا تو آپ نے ان کے ساتھ مل کر پورے علاقے میں تنظیم سازی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ راقم الحروف کو حکم دیا کہ مولانا شیخ عبدالرشید کے ساتھ جاؤ اور سارے علاقے کے احباب جماعت کو اس تنظیم سے منسلک کرو۔ ضلع مظفرگڑھ، ضلع بہاولپور، ضلع ملتان اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں پوری جماعت اہل حدیث آپ کے حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے مرکزی جمعیت اہل حدیث میں شامل ہوئی۔ مدتوں عاملہ کے رکن اور جمعیت اہل حدیث ضلع ملتان کے امیر رہے۔ مرکزی اجلاس ہائے شوریٰ میں آپ کے مشوروں کو انتہائی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ میں نے متعدد بار دیکھا کہ محترم مولانا سید داود غزنوی رحمہ اللہ و مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ و مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی اہم امور میں آپ سے مشورے کے لیے عام لوگوں سے الگ تشریف فرما ہوتے تھے۔ رحمهم الله رحمة واسعة

**تدریسی وتبلیغی خدمات:** 1353ھ سے 1416ھ میں اپنی وفات تک 63 قمری سال مسلسل تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ ابتداء میں خود اکیلے طلباء کی کثیر تعداد کو پڑھاتے تھے، صبح نماز کے بعد شام تک اسباق کا دور چلتا تھا۔ بعدازاں معاون مدرسین کی خدمات بھی حاصل ہوگئیں۔ عمر عزیز کے آخری تقریباً بیس سال بلوغ المرام' جامع ترمذی اور صحیح بخاری پڑھاتے رہے۔ بلوغ المرام اس لیے کہ ابتدا ہی سے طلباء کی اصلاح ہو اور حدیث پڑھنے کی ان میں اعلیٰ صلاحیت واستعداد پیدا ہوجائے۔ مدرسہ کے ایک سینئر استاذ مولانا حافظ عبدالرشید حفظہ اللہ نے مکمل بلوغ المرام کو ریکارڈ کیا ہے۔ لفظ بہ لفظ جو فرماتے تھے تحریر شدہ موجود ہے۔ اس کی ترتیب کی ہم کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ بلوغ المرام پڑھاتے وقت اعراب کی درستی، صیغوں کے حل، اور لفظی ترجمے کی طرف بہت توجہ فرماتے اور ساتھ ہی مختصر تشریح فرمایا کرتے تھے۔

جامع ترمذی میں امام ترمذی رحمہ اللہ کے فنی کام کی توضیح، فقہی اختلافات کے حوالے سے پہلے ائمہ و فقہاء کے مسالک کا بیان' پھر ہر ایک کے مفصل دلائل اور راجح مسلک کی ترجیح ان کا مرغوب ترین طریقہ تھا۔ محدثین کے موقف کو بالعموم ترجیح دیتے۔ مخالفین کے تمام اعتراضات کے جوابات اس طریقے سے طلبہ کے ذہن نشین کراتے کہ فہم حدیث و علوم حدیث میں ان کا محدثین کا سا ذہن بن جاتا تھا۔

صحیح بخاری میں مشکل مقامات کا حل، امام بخاری کے ترجمۃ الباب کی تشریح اور احادیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت کے علاوہ استنباط احکام پر خصوصی توجہ رہتی تھی۔ جامع ترمذی اور صحیح بخاری پر آپ کے افادات بعض ساتھی مرتب کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ خصوصی نصرت فرمائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلباء پر لازم تھا کہ باری باری قرأت علی الشیخ کریں، اس میں کسی کو استثناء نہیں ملتا تھا۔ اور الفاظ حدیث کی درست قرأت کے بغیر آگے نہیں چلنے دیتے تھے، چاہے اس پر کتنا ہی وقت صرف ہو۔ بسا اوقات ایک ایک جملہ کی تصحیح میں پورا گھنٹہ صرف ہو جاتا تھا۔ بالخصوص صحیح بخاری کے قارئین کو تو سختی کے ساتھ درستی کی تلقین کرتے، ترغیب دلاتے اور محنت کی تلقین فرماتے تھے۔ آخری ایام میں طبیعت کی ناسازی اور بعض طلباء کی عدم رغبت یا ان کے معیار پر پورے نہ اترے کی بناء پر غصے کا اظہار فرماتے، سمجھ دار طلبا اس ناراضی کو بھی اپنے حق میں باعث برکت سمجھتے اور جلد ہی اپنی اصلاح کر لیتے تھے۔

خطبات جمعہ میں تصحیح عقائد کے ساتھ زیادہ زور درستی اعمال پر ہوتا۔ قرآن پاک واحادیث سے استدلال کا ان کا اپنا مخصوص انداز تھا جو عام لوگوں سے لے کر اہل علم تک کے سمجھانے کے لئے انتہائی مؤثر ہوتا تھا۔ پورے جنوبی پنجاب میں وقتاً فوقتاً تبلیغی پروگرام ہوتے رہتے تھے۔ مظفر گڑھ و بہاولپور کے دور دراز دیہات میں گھوڑوں اور سائیکلوں پر سفر ہوتا' ابتدائی دور میں یہ سفر پیدل طے کیے جاتے تھے۔ شدید مشکلات میں بھی اس فرض کی ادائیگی سے آپ نے کبھی بے اعتنائی نہیں برتی بلکہ اس سلسلے میں ان کے زحمت اٹھانے پر اہل علاقہ نہ صرف حیرت زدہ رہ جاتے بلکہ ان کے لیے لوگوں کے دلوں سے ہزاروں دعائیں نکلتی تھیں۔

کئی مواقع پر مخالفین نے شدید مزاحمت کا مظاہرہ کیا مگر حق بات کہنے سے کبھی دریغ نہ کیا۔ حافظ عبدالخالق صاحب نے جو دارالحدیث محمدیہ میں استاذ تھے اپنی بستی شیہنی میں تبلیغی جلسے کا فیصلہ کر لیا، حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ نے جانے کی ہامی بھر لی۔ وہاں کے زمیندار غلام محمد نے کہلا بھیجا کہ ادھر وعظ و تقریر کے لیے نہ آنا' میں اس بستی میں کسی وہابی کا وعظ نہیں ہونے دوں گا۔

فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ طلباء واحباب جماعت کی معیت میں ایک ٹرک پر سوار ہو کر عشاء کے وقت اس بستی میں جو جلالپور کے مضافات اور چناب کے بیٹ (طاس) میں واقع ہے، پہنچ گئے۔ غلام محمد نے چاروں طرف اپنے غنڈے پھیلا رکھے تھے۔ نماز عشاء کے بعد تقریر شروع ہوئی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر تقریر ہوئی، گھن گرج کے ساتھ مدلل بیان ہوا' توحید کے تقاضے اور اتباع سنت کا مفہوم واضح فرمایا۔ غلام محمد سامنے کرسی ڈال کر بیٹھا رہا ساری تقریر سنی، ٹوکنے کی جرأت نہیں ہوئی، اختتام پر کہا تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درود کے قائل کیوں نہیں ہو؟ جنازہ کے بعد دعا کیوں نہیں پڑھتے ؟فضیلۃ الشیخ نے دونوں باتوں کا جواب مدلل انداز میں واضح کر دیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ اب تو تم نے تقریر کر لی آئندہ ادھر نہ آنا، شیخ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان مجھے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سنانے کے لیے بلائے گا تو میں ضرور آؤں گا، مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔

چند ماہ بعد یہی شخص اپنے ایک زمیندارہ تنازع میں اس علاقے کے مروجہ دستور کے مطابق آپ کو منصف مان کر جامع مسجد اہل حدیث میں آیا اور فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے فریقین کے بیانات سن کر مبنی برحق فیصلہ دیا اور اسے یہ احساس تک نہیں ہونے دیا کہ وہ انھیں اپنی بستی میں آنے سے روکتا رہا تھا۔ اس شخص پر آپ کے اخلاق کریمانہ کا اس قدر شدید اثر ہوا کہ جاتے ہوئے اس نے بے اختیار فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ کے ہاتھوں کا بوسہ لے لیا۔

ضلع مظفرگڑھ کی بستی ''جال والا'' میں ایک ہی اہل حدیث گھرانہ تھا۔ اس کے سربراہ نے دعوت تبلیغ دی، شیخ محترم رحمہ اللہ مولانا محمد صدیق مظفرگڑھی کی معیت میں ''جال والا'' پہنچ گئے۔ اس علاقے میں یہ پہلا پروگرام تھا۔ مقامی مولویوں نے اپنے مقتدیوں اور معتقدین کو مقام وعظ تک جانے سے روک دیا۔ مولانا محمد صدیق نے لاؤڈ سپیکر پر تقریر شروع کی تو سامنے صرف تین شخص بیٹھے تھے، حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ' داعی میزبان اور ایک اور شخص۔ اسی حالت میں شیخ محترم رحمہ اللہ نے شان و مقام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مخصوص انداز میں سرائیکی زبان میں تقریر شروع کی۔ چند منٹ بعد دو آدمی آ گئے، سرائیکی زبان کی مٹھاس، بجے تلے الفاظ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت بھرا ذکر اس انداز سے شروع ہوا کہ آہستہ آہستہ پوری بستی کے لوگ سامنے آ کر وعظ سننے پر مجبور ہو گئے۔

مولانا محمد صدیق کا بیان ہے کہ پندرہ بیس منٹ بعد سامنے ایک سو سے زیادہ افراد موجود تھے اور بیان کے اختتام پر صورت حال یہ تھی کہ یہی گھر کا پورا صحن سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت الاستاد نے تقریباً تین گھنٹے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدلل انداز میں مسلک اہل حدیث بیان کیا۔ اس کے بعد علاقے کے مولویوں کو کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ اس بادشاہِ درویش نما کے جلسہ سے اپنے مریدوں کو روک سکیں۔ اب یہ سارا علاقہ توحید و سنت کے متوالوں کی آماجگاہ ہے اور ہر طرف حق کی آوازوں کا غلغلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ واللہ الموفق

شہر میں ایک دیوبندی واعظ نے جماعت اہل حدیث اور شیخ محترم رحمہ اللہ پر کیچڑ اچھالی اور نہایت نازیبا زبان استعمال کی۔ چند دن بعد جماعت کے ایک تبلیغی اجتماع میں اس کا تذکرہ چلا تو دوران تقریر برجستہ حضرت فضل ابن عباسؓ کے یہ اشعار پڑھ کر اہل علم اور اہل ذوق کو تڑپا دیا۔

مہلا بنی عمنا مہلا موالینا — لا تنبشوا بیننا ما کان مدفونا

لا تطمعوا وان تہینونا ونکرمکم — وإنا نکفُّ الاذی عنکم وتوذونا

مہلا نبی عمنا عن نحت اثلتنا — سیروا رویدا کما کنتم تسیرونا

اللہ یعلم انا لا نحبکم — ولا نلومکم ان لا تحبونا

کل لہ نیة فی بغض صاحبہ — بنعمة اللہ نقلیکم و تقلونا

کل لہ نیة فی بغض صاحبہ کے تحت مسلک کی توضیح اور جماعت اہل حدیث کے کردار کی خوبصورت انداز میں ترجمانی فرمائی۔ یہ تقریر ان یادگار تقریروں میں سے تھی جو طویل عرصے تک سننے والوں کے ذہن سے محو نہ ہو سکی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

چالیس سال پہلے کی بات ہے، کلروالی میں کئی گھنٹے مسلک اہل حدیث پر تقریر فرمائی۔ پھر آرام کے لئے آم کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہی تھے کہ مسائل پوچھنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ ان میں سے ایک نے کہا جناب مجھے فلاں سورۃ کا مفہوم سمجھائیں (آخری پارہ کی سورتوں میں سے ایک کا نام لیا) میں آپ کی تقریر میں حاضر نہیں ہو سکا۔ اسی وقت تقریباً پون گھنٹہ تک مسئولہ سورۃ کی تفسیر بیان کی تا کہ سائل کی محرومی کا ازالہ ہو جائے۔

ان دنوں علماء کرام تقریر کر کے رخصت نہیں ہو جاتے تھے بلکہ جلسہ کے اختتام تک موجود رہتے تھے۔ عام لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے۔ زیادہ گفتگو عقائد ومسلک اہل حدیث پر ہوتی تھی۔ مخالفین کے شبہات کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ ایک موقعہ پر جلال پور پیروالا میں مولانا سید داود غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ (آف گوجرانوالا) تین دن تک کے جلسہ میں تشریف فرما رہے۔ آج ان مجالس کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**تدریب واصلاح مدرسین:** ایک مدرس کو جو پانچ چھ سال سے مدرسے میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے، بلایا اور فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں اچھی استعداد سے نوازا ہے' تم نے کما حقہ محنت نہیں کی۔ اس لیے تمھارا معیار تدریس بہتر نہیں ہو رہا، معاملہ چونکہ طلباء کی تربیت کا ہے، لہٰذا میں تمہیں ایک چانس دے رہا ہوں۔ تم تدریس کے اصل مقام کو پہچانو اور خوب محنت اور تیاری کر کے بچوں کو پڑھاؤ۔ انہوں نے ایک دو سال اور پڑھایا مگر اپنا معیار بوجوہ بلند نہ کر سکے۔ تو خود ہی مدرسے سے ہٹ گئے۔ فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ نے کبھی کسی استاذ کو اس کے منصب سے الگ نہیں کیا جبکہ احباب جماعت کی طرف سے یہ ذمہ داری انھی کے سپرد تھی کہ مدرسین رکھیں اور نکالیں کہ احباب جماعت تدریسی، تعلیمی اور طلباء کے معاملات میں بالکل دخیل نہیں ہوتے تھے اور نہ اب ہوتے ہیں۔ حضرت الاستاد کے دور کی طرح آج بھی اس بارے میں صدر المدرسین مکمل طور پر بااختیار ہے۔

مدرسہ کے ایک استاذ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ سجدہ مختصر ہو گیا۔ شیخ محترم نماز میں مقتدی کی حیثیت سے موجود تھے۔ ظہر کے وقت اسی استاذ کی موجودگی میں دوسرے استاذ کو ایک اور تذکرہ میں ضمناً فرمایا کہ صبح کی نماز میں لمبی قرأت کا حکم ہے' اسی مناسبت سے رکوع وسجود میں بھی اذکار زیادہ ہونے چاہئیں اور لمبا سجدہ زیادہ بہتر ہے۔ صبح کے امام نے اس تلقین کو اپنی درستی کا ذریعہ بنا لیا۔

بہت پہلے تدریس کے ابتدائی سالوں میں ایک استاذ بلوغ المرام کی ایک حدیث کے ترجمہ میں غلطی کر گئے اور وہ بھی سبل السلام کی تشریح کے مطالعے کے نتیجے میں کہ جب انسان مرتا ہے تب ''البصر'' (آنکھ) اس کے تابع ہوتی ہے۔ استاذ نے مفہوم یہ بتایا کہ آنکھ روح کو دیکھتی رہتی ہے۔ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ ادھر متوجہ تھے کیونکہ مقام تدریس کے قریب ہی ٹہل رہے تھے۔ مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس حدیث میں بعض علماء نے معنی صحیح نہیں لکھے، صحیح مفہوم یہ ہے کہ جب انسان مرتا جاتا ہے تو بینائی ختم ہو جاتی ہے۔

تہذیب المنطق کی تدریس میں ایک استاذ نے مقدمے کی عبارت میں ''سمی حبیب اللہ'' میں سمی کو ماضی مجہول پڑھا اور حبیب اللہ کو مرفوع بنایا، شیخ محترم رحمہ اللہ نے ایک اور استاذ کے سامنے اس کا مفہوم واضح کیا کہ یہ لفظ سَمِیُّ حَبِیبِ اللہ ہے یعنی مولف کا بیٹا اللہ کے حبیب کا ہم نام ہے۔ متعلقہ استاذ بھی یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گفتگو سن رہے تھے۔ انہوں نے اسے اپنے لیے رہنمائی سمجھا۔ سب اساتذہ کو ہدایت تھی کہ مشکل مقامات کا حل آ کر پوچھیں۔ اساتذہ نے بھی کبھی اس بارے میں خود پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس کا ایک سبب یہ تھا کہ سب اساتذہ شیخ محترم رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔

مدرسین کی اصلاح ہمیشہ اس انداز میں فرماتے کہ وہ کسی طرح احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں اور غلطی کی درستی کر کے اپنا معیار تعلیم بہتر بنالیں۔ ان کی ہمیشہ کوشش ہوتی کہ درست کام کرنے والا کوئی استاذ خود بھی مدرسہ چھوڑ کر نہ جائے۔ ایک استاذ اپنی معاشی و دیگر ضروریات کی بنیاد پر دوسرے مدرسے میں جانا چاہتے تھے، شیخ محترم رحمہ اللہ کو پتہ چلا تو نظام الاوقات پر اپنے ہاتھ سے یہ شعر لکھ دیئے:

کہن شاخے کہ زیرِ سایۂ او برآوردی
چوں برگش ریخت از وئے آشیاں برداشتن ننگ ست
وفا آموختی از ما بکارِ دیگراں کردی
ربودی گوہرے از ما نثار دیگراں کردی

متعلقہ استاذ نے یہ اشعار پڑھے تو ارادہ بدل دیا اور آج تک اسی ادارے میں تشنگان علوم کی پیاس بجھانے میں اپنی قوتیں صرف فرما رہے ہیں، یہ سب اللہ کی توفیق ہے۔ تدریس کو اعلیٰ معیار پر لانے کے لیے انہوں نے صرف ونحو میں فارسی کتابیں متروک قرار دے دی تھیں کہ بچے فارسی زبان سمجھیں یا صرف ونحو کے مسائل؟

اس کے لیے انہوں نے کتاب الصرف اور کتاب النحو مؤلفہ مولانا عبدالرحمٰن اور علم الصیغہ اردو کو پہلی اور دوسری کلاس میں لازم قرار دیا۔ یہ کتابیں حفظ کرائی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ شرح مئۃ عامل مکمل ترکیب کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ اور یہ کتابیں ہمیشہ سینئر اور ماہر استاذ پڑھاتے ہیں۔ اساتذہ کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات خصوصی طور پر جاری فرماتے تھے:

1. عبارت کی تصحیح ہر قیمت پر کرانا ضروری ہے، بالخصوص حدیث کی کتابوں میں اعراب کی غلطی نہیں ہونی چاہیئے کہ یہ بات آداب نبوت کے خلاف ہے۔
2. استاذ کتاب کا مطالعہ کر کے پڑھائیں اور صحیح ترین مفہوم بچوں کے ذہن نشین کرائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



3. لمبی غیر مرتب بحثوں میں بچوں کو نہ الجھائیں۔
4. لغت اور صیغوں کے حل کی طرف بچوں کو خصوصیت سے متوجہ رکھیں۔
5. ہر فن کی اصطلاحات مع مفہوم حفظ کرائیں۔
6. اساتذہ مدارس تبدیل نہ کریں' ایک جگہ رہ کر روکھی سوکھی پر گزارہ کریں اور اپنا علمی معیار مضبوط اور بلند کریں۔
7. استاذ طلباء کے ساتھ اتنے بے تکلف نہ ہوں کہ طلبا ادب نہ کریں، نہ اتنا رعب ڈالیں کہ وہ ان کی بات نہ سمجھ سکیں۔
8. جماعتی احباب کو سختی سے روک رکھا تھا کہ وہ اساتذہ، طلباء اور تعلیمی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ اس طرح معاملات اسی اسلوب میں صحیح پس منظر اور حکمت و دانش کے ساتھ حل ہوتے رہے اور اللہ کی توفیق سے آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔

طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بد خلق طالب علم کبھی کامیاب نہیں ہوتا چاہے وہ ذہین ہی کیوں نہ ہو۔ کامیابی کے لئے محنت، مسلسل محنت اور خوش اخلاقی شرط ہے۔ بالخصوص استاذ کا ادب و احترام اور ساتھی طلباء کے ساتھ حسن مروّت لازم ہے۔ ایک طالب علم نے امتحان میں کامیابی کی دعا کی درخواست کی تو برجستہ فرمایا:

دعائیں بے اثر ہیں گر عمل ہو نہ ساتھ
پڑھا ہے یہ میں نے بدر و حنین کی کتاب میں

فرمایا:

جو طالب علم مدرسے تبدیل کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور بالخصوص خورونوش ہی کو مقصد زندگی سمجھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ کسی ایسے مدرسے میں ٹھہر کر علم حاصل کریں جہاں تعلیمی و تربیتی کام اخلاص، محبت اور محنت کے ساتھ قابل اساتذہ کی زیر نگرانی ہو رہا ہو چاہے وہاں روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرنا پڑے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمایا:

طلباء کو چاہیے کہ جو سبق پڑھنا ہے اس کا پیشگی مطالعہ کریں۔ انہیں علم ہونا چاہیے کہ اگلے سبق میں استاذ سے کیا راہنمائی لینی ہے۔ کتب ستہ پڑھتے ہوئے ہر محدث کے اندازِ تالیف پر گہری نظر رکھیں اور ان مقاصد وفنون کو سمجھنے کی سعی کریں، جو محدث مؤلف کے پیش نظر تھے۔

نماز عصر کے بعد سارے دن کے اسباق کے اعادے کی نگرانی فرماتے تھے اور اس کے بعد ایک گھنٹہ سیر وتفریح کے لئے باہر کھیتوں میں اور کھیل کے میدان میں جانے کی اجازت دیتے تھے۔ اب بھی ان رہنما اصولوں پر عمل پیرا رہنے کی کوشش کی جاتی ہے، واللہ الموفق۔

**نئی نئی تحریکات وتنظیمات:** جماعتی نظم ونسق کے لیے وہ نئی نئی تنظیمیں بنانے کو مستحسن نہیں سمجھتے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے علاوہ کبھی کسی تنظیم نو میں شمولیت کے روادار نہیں ہوئے۔

حاجی محمد یوسف لودھراں (جو ان کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے) کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ محترم حافظ محمد سعید اپنے رفقاء کی معیت میں ملے اور مرکز الدعوۃ والارشاد میں شمولیت کی شیخ محترم رحمہ اللہ کو دعوت دی۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''میں اس تنظیم میں شامل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مدارس اہل حدیث کی دشمن ہے۔ آج تک دینی علوم کو ختم کرنے کے لئے جتنی تحریکیں چلی ہیں' یہ تنظیم ان سب سے زیادہ مہلک ہے اور طلبائے حدیث کو ان کے اصل مشن سے ہٹا کر جہاد کے نام پر آوارہ بنا دیتی ہے وہ نہ علوم حدیث کے رہتے ہیں اور نہ گھر کے۔''

واقعتہً ہوا بھی یہی کہ اس تنظیم کے مرکزی قائدین نے اپنی تقریروں میں تدریس حدیث حتی کہ صحیح بخاری کی تعلیم اور محدثین کی زندگی کی کاوشوں کا نام لے لے کر ان کو تضحیک اور تردید کا نشانہ بنایا۔ اس طرح یہ تنظیم ہر مقامی جماعت میں افتراق کا باعث بن گئی۔ نوجوانوں کو مقامی ضرورتوں سے بے اعتنائی کا سبق ملا ہے اور بہت سے مدارس اہل حدیث جو بالعموم صدقات کی بنیاد پر چل رہے تھے' مجاھدین چندہ کی یلغار کے نتیجے میں شدید مالی مشکلات کا شکار ہوئے۔ علمائے حدیث اور نوجوانوں کے ایک طبقے کے درمیان بُعد ومغائرت کے فاصلے پھیل گئے۔ ان حضرات نے اپنی جہادی مہمات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس انداز پر استوار کیا کہ مدارس کی انتظامیہ سے ان کا ٹکراؤ پیدا ہوا جبکہ ملک میں دیگر جماعتوں کی تنظیمیں بھی کام کر رہی ہیں وہاں یہ صورت حال پیدا نہیں ہوئی، بلکہ ان کی جہادی تنظیموں نے اپنے علماء اور اساتذہ سے استفادہ کا سلسلہ جاری رکھا الا ماشاء اللہ۔ یہ ہماری ہی جہادی تنظیم ہے جس نے استیصال تعلیم کتاب وسنت اور نتیجۂ فروغ جہالت کو اپنے جہاد کا ایک مقصد بنالیا ہے۔ اللہ تعالی ان کو جہالت کے خلاف جہاد کی افادیت بھی سمجھادے۔ آمین۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان میں مخصوص مفادات کے زیرِ اثر جب اختلافات شروع ہوئے، تو آپ نے اختلاف کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھا اور وقتاً فوقتاً ہر ایک کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ آخر میں اختلافات کی رو دیکھ کر عمومی طور پر کنارہ کشی اختیار فرمالی۔

**جامعات و مدارس کے ساتھ لگاؤ:** ملک بھر میں سب جامعات و مدارس کے ذمہ دار احباب کے ساتھ ان کے مراسم بہت اچھے تھے۔ سالہا سال جامعہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی و جامعہ سلفیہ اسلام آباد کے سالانہ امتحان کی نگرانی فرماتے اور ہدایات دیتے رہے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مرکزی اکابر کی درخواست پر ایک سال کے لیے تشریف لے گئے۔ اس سے وہاں بہت اچھے اور مفید اثرات مرتب ہوئے۔ دیگر مدارس و جامعات میں بھی تقریب ختم بخاری کے مواقع پر آپ کو دعوت دی جاتی اور آپ علماء وفضلاء کی جماعت کو اپنے ارشادات سے مستفید فرماتے تھے۔

**عفوودرگزر:** مسلک کے مخالفین بسا اوقات ذاتی حملے کر جاتے اور نام لے کر توہین آمیز کلمات کہتے۔ آپ نے اس طرح کی رکیک حرکتوں کو ہمیشہ ناقابلِ توجہ سمجھا۔ اپنے مسلک کی ڈٹ کر مدلل ترجمانی کرنا ہی ان کا جواب ہوتا تھا۔ ذاتی معاملات کا کبھی نوٹس نہیں لیا' بلکہ اللہ کے فضل سے ''والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس'' کی صفات سے بدرجۂ اتم متصف تھے۔

نماز عشاء کے بعد دارالاقامۃ دارالحدیث کے قریب سے گھر جانے کے لیے گلی کے موڑ سے گزر رہے ہی تھے کہ پیچھے سے کسی نے گتے جیسی کوئی چیز کندھے پر ماری۔ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے رعب دار آواز میں پوچھا ''تو کون ہے؟'' وہ بھاگ گیا۔ کافی پیچھے ایک جماعتی ساتھی خواجہ محمد اسماعیل آرہا تھا۔ اس نے آواز سن لی' دوڑ کر آیا' پوچھا تو فرمایا کوئی شریر لڑکا تھا چلو دفع کرو۔ مگر محمد اسماعیل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تن بدن میں آگ لگ گئی وہ دوڑا، آخر ایک گلی سے بھاگتے ہوئے ایک شیعہ لڑکے کو پکڑ لیا۔ وہاں لوگ جمع تھے انھوں نے چھڑا دیا لیکن بات باہر نکل گئی۔ اگلے دن طلباء دار الحدیث اور نوجوانان جماعت نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ ایک بہت بڑا مجمع جناح ہال بلدیہ جلالپور پیروالا میں جمع ہو گیا، راقم بھی وہاں پہنچ گیا۔ انتظامیہ اور لڑکے کے متعلقین نے شیخ محترم رحمہ اللہ سے رابطہ قائم کیا کہ آپ براہ مہربانی جلوس کو کنٹرول کریں۔ حضرت الاستاد نے مجھے پیغام بھیجا کہ سب ساتھیوں کو جامع مسجد اہل حدیث واپس لے آؤ۔ پھر فرمایا کیا ضرورت تھی بات بڑھانے کی؟

لوگوں کی آمد پر شیخ محترم رحمہ اللہ نے ان سے خطاب فرمایا اور اس معاملے کو طول دینے سے منع کیا۔ فرمایا: میں ناروا حرکت کرنے والے کو وہ جو بھی ہے معاف کرتا ہوں، تم بھی اس بات کو ختم کر دو۔ اس سے پہلے لڑکے کا والد اور برادری کے اہم لوگ چیئرمین بلدیہ کی معیت میں آپ سے مل چکے تھے اور لڑکے کو ان کے حوالے کرنے، مقدمہ قائم کرنے یا خود سزا دینے کا اختیار دے چکے تھے اور ساتھ ہی معافی کے خواستگار بھی تھے۔ فضیلۃ الشیخ العالی رحمہ اللہ نے اسے معاف کر دیا اور اس طرح اہل حدیث و شیعہ کے مابین اس تناؤ اور ٹکراؤ کو جو ان کی ذات کے حوالے سے پیدا ہو چلا تھا ختم کر دیا۔

**قضاء وافتاء:** اس علاقے میں جو لوگ اپنے نزاعات کا فیصلہ اسلامی شریعت کے مطابق کرنا چاہتے، شیخ محترم رحمہ اللہ کو اپنا قاضی مقرر کرتے اور فیصلہ حاصل کرتے۔ انجمن و مدرسہ کے قیام سے بہت پہلے اسی علاقہ میں مولانا جندوڈہ متوفی 1885ء ہو گزرے ہیں۔ وہ بھی اس علاقے کے معروف مفتی و قاضی تھے۔ (دیکھئے فقہاء ملتان ص: 41 مؤلفہ عمر کمال خاں ایڈووکیٹ ص: 41)

حضرت الاستاد کی جلال پور تشریف آوری کے بعد پورے علاقے میں مشکل مسائل کے حل کے لئے فتاویٰ اسی ادارہ سے جاری ہوتے رہے۔ ابتداء میں ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ راقم الحروف نے 1957ء میں مدرسہ میں بطور معاون تدریسی کام شروع کیا تو ضرورت محسوس کی کہ ان فتاویٰ کو محفوظ ہونا چاہیے۔ کئی سال تک حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ سوالات کے جواب مجھے املاء کراتے رہے۔ غالباً 1970ء کے بعد مجھے ارشاد فرمانے لگے کہ اس کا جواب لکھو۔ میرے لکھے کو لفظ بہ لفظ پڑھتے اور دستخط فرما دیتے تھے، آخر تک یہی معمول رہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غالبًا دو مواقع ایسے آئے کہ مجھے دوبارہ جواب لکھنے کا حکم دیا۔ فتاویٰ جس قدر محفوظ ہیں ان کی ترتیب کی ذمہ داری مولانا محمد افضل اثری صاحب نے لی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انھیں خصوصی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسے اچھے معیار پر شائع کرسکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


# شیخ مکرم رحمۃ اللہ علیہ کے تقریری کلام کا نمونہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# اہل حدیث پر چند اعتراضات اور ان کا مسکت جواب

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ! امابعد :

میں اس علاقے میں اپنی ذات کا کسی کو دشمن نہیں سمجھتا کیونکہ جب میں نے کسی سے دشمنی نہیں کی تو میرا دشمن کون ہوگا؟ اور آج تک کسی نے میری طرف سے کسی کرختگی کا مظاہرہ نہیں دیکھا۔ اس کے باوجود مجھ پر اعتراضات کیے جاتے ہیں؟

میں آج کا خطاب صرف اس غرض سے کر رہا ہوں کہ میں سن چکا ہوں کہ آج سے کچھ دن قبل آپ کے علماء نے اپنی شان اور وقار کو ظاہر کر دیا ہے، انہوں نے کچھ اس طرح حدیث مبارکہ پر اور عمل بالحدیث پر اعتراض کیے ہیں، جس پر ہر اس شخص کا دل زخمی ہوا ہے جس کے دل میں ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے۔ میں نے سنا ہے کہ میرے بعض عزیزوں نے اپنی تقریروں میں جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر میں اس پر راضی نہیں ہوں۔

آخر جوابی کارروائی پر میرے راضی نہ ہونے کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ آج تک کیچڑ اچھالتے رہے ہیں اور جس وقت جلالپور میں تحریک اہل حدیث چلی تھی ان لوگوں نے پوری طاقت اور توانائیاں اس کو روکنے کیلئے خرچ کی تھیں، جھوٹ بولے تھے، گالیاں بھی دی تھیں مگر کچھ نہ بگاڑ سکے۔ ان بیچاروں کی بے کسی کا عالم تو یہ ہے۔ اب کیوں کر کچھ بگاڑ سکیں گے؟ یہ لوگ الزام تراشی، حدیث اور اہل حدیث پر اعتراضات کے ذریعے اب بھی قطعاً کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان شاء اللّٰہ العزیز.

وہ وقت بھی مجھے یاد ہے جب کسی صاحب وقار ہستی کے کہنے پر میں جلال پور آ کر رہنے پر مجبور ہوا۔ اللہ ان کی روحوں پر رحمتیں بھیجے۔ آمین۔ وہ ہستی میرے شفیق استاذ محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی تھی۔

میں ابھی چھوٹا سا بچہ تھا جب ان کے پاس بلوغ المرام سے لیکر جو حدیث کی پہلی کتاب ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بخاری شریف تک پڑھا اور ان کے حکم پر میں جلال پور میں رہائش اختیار کرنے پر مجبور ہوا، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین اور جن پاک روحوں کو اپنی جناب میں جگہ دی ہے اللہ تعالیٰ میرے شیخ کو بھی ان کا قرب و جوار نصیب فرمائے۔ اللہ نے ان کو واقعی جنت البقیع میں جگہ دی ہے کہ ایک طرف امام مالک رحمہ اللہ کی قبر ہے اور دوسری طرف ان کے استاذ نافع رحمہ اللہ کی قبر ہے، ان دونوں بزرگوں کی قبور کے درمیان میرے استاذ محترم رحمہ اللہ کی قبر ہے، سبحان اللہ! کیا قسمت ہے، کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو کہلاتے ''مدنی'' ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں مگر ان کی قبر ہندوستان میں ہے۔ یہ لوگ اعتراض کریں ان لوگوں پر جنھوں نے زندگی بھی مدینہ والے کی طرح گزاری اور مرنے کے بعد بھی مدینہ میں مدفون ہیں، ان پر اعتراض کی کیا وقعت ہے؟

بہرحال جب میں جلالپور آیا اور یہاں کی جماعت کو جمع کیا تو صرف بیس پچیس آدمی چھوٹی سی مسجد میں سماتے تھے۔ ایک اور مسجد تھی جسے مخالفوں نے چھین لیا تھا مگر اللہ کے فضل سے وہ بھی ہمیں واپس مل گئی اور تم بخوبی جانتے ہو کہ اللہ نے مجھ پر کیا فضل کیا!

اب آپ غور تو کریں جلالپور کے اس مدرسے سے کئی گنا بڑے مدارس بھی چل رہے ہیں اور یہ بھی اپنی جگہ اعلاء کلمۃ اللہ کر رہا ہے۔ اس پر ہمیں گالیاں دی جارہی ہیں اور جماعت اہل حدیث کو بھی اعتراضات کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ میں اپنی جماعت سے بھی درخواست کروں گا کہ اگر یہ معترضین تم کو برے القاب سے نوازیں، گالیاں دیں، تمھیں کچھ بھی کہیں تم ان کی باتوں کی پروا نہ کرنا۔

اے اللہ! اس قوم کی اصلاح تو خود ہی فرما دے جو مسجدوں اور مدرسوں میں بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہوئے ایسے کلمات منہ سے نکالتے ہیں کہ کوئی شریف آدمی ان کو دہرانا گوارا نہیں کرسکتا۔ کنایۃً یہ بات ہے کہ تم فلاں چیز پکا کر کھالیا کرو۔ عیاذاً باللہ

یہ ہیں آپ کی مسجدوں کے اماموں کے فرمودہ اقوال، لیکن میں تو اپنے عزیزوں سے یہی کہوں گا کہ ان باتوں پر غصہ نہ کریں، کیوں کہ جو برکتیں اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع و اقتداء سے حاصل ہوئیں اور ہوسکتی ہیں، وہ ان جیسے جذبات کے اظہار سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتیں۔ آؤ میں تم کو بتاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا، اپنی ذات کے لیے کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غصہ نہیں کیا۔ اُن لوگوں نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں، اعتراضات بھی کیے اور آپ ﷺ کے مذہب کی تردید کی بھی کوشش کرتے رہے۔

آپ ﷺ کے پاس ایک قبیلے کا سردار مسلمان ہو کر آیا، بولا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے پاس تنگ ہو کر آیا ہوں۔ میرے پڑوسی مجھے گالیاں دیتے ہیں، ایذائیں دیتے ہیں اور برے سلوک سے پیش آتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے خلاف بددعائیں کریں کہ بدترین لوگ زمین پر بسنے کا استحقاق کھو بیٹھیں، ہلاک ہو جائیں۔ یہ لوگ قبیلہ "دوس" کے تھے جس کے ایک فرد ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہو چکے تھے یہی وہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہیں کہ جن کا نام ہمارے حنفی دوست سننا بھی گوارا نہیں کرتے، انہیں کم عقل اور غیر فقیہ کہتے ہیں۔ هداهم الله و أصلح بالهم ۔ تو "دوس" قبیلے کے سردار نے بددعا کے لیے گزارش کی مگر سرورِ کونین ﷺ نے بجائے بددعا کے یہ دعاء فرمائی:

﴿اللهم اهد دوساً وأتنا بهم﴾

"اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت نصیب فرما اور ان کو ہمارے پاس بھیج دے"

یہ دعا ان لوگوں کے لیے تھی جو آپ ﷺ کو اور آپ کے ماننے والوں کو گالیاں دیتے تھے۔ پھر وہ قریش جنہوں نے آپ ﷺ کو تکلیفیں دیں، آپ کو گالیاں دیں، آپ پر گندگی کے ڈھیر ڈالے مگر آپ رضی اللہ عنہا نے ان کو جواب میں کبھی گالیاں نہیں دیں۔ اور جس دن آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور آپ بیت اللہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہوئے تھے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں بیت اللہ کی چابیاں تھیں۔ یہ وہی گھر تھا کہ ہجرت سے پہلے جب آپ ﷺ نماز پڑھنے لگتے تو اسی میں کفار قریش جانوروں کے اوجھ آپ ﷺ پر پھینک دیا کرتے تھے۔ آج یہ کعبہ آپ ﷺ کے قبضہ میں تھا اور وہ لوگ جنہوں نے تیرہ سال تک نبی مکرم علیہ الصلاۃ والسلام کو گالیاں دیں، آپ ﷺ کو ہر طرح کے بہت دکھ دیے' آج وہی ظلم و ستم کرنے والے عاجز ہو کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے سرنگوں ہو کے بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کو صرف تکلیفیں ہی نہ دیں بلکہ آٹھ سال تک آپ ﷺ کے خلاف جنگیں بھی کرتے رہے، آج یہی لوگ آپ ﷺ کے سامنے سر جھکائے ہوئے تھے۔ ان سے بدلہ لینے کی بجائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم﴾

میں تمہیں کوئی ملامت نہیں کرتا بلکہ اللہ سے تمہاری بخشش کا خواہاں ہوں، اسی لیے تو اللہ نے فرمایا ہے: ﴿انك لعلیٰ خلقٍ عظیم﴾ کہ بے شک آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز زندگی۔اس سے آگے بھی دیکھو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نواسا جس کا نام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہے، اپنے دور میں یہ مدینہ کا گورنر تھا' اپنے گھر سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد نبوی کی طرف چلا تو اس وقت مسجد نبوی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔

ازدحام میں چلتے ہوئے ایک اعرابی کے پاؤں پر آپ کا پاؤں جالگا۔اس اعرابی نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو نہ جانتے ہوئے غصے میں کہہ دیا ''أنت أعمیٰ ''، کیا تو نابینا ہے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''لا'' کہ نہیں میں نابینا نہیں ہوں۔ایک سپاہی نے آکر اس اعرابی کو پکڑ لیا۔عمر بن عبدالعزیز نے دیکھ کر کہا سپاہی! اس اعرابی کو چھوڑ دو۔یہ تھا اخلاق نبوی کا مظہر جو ہمارے اسلاف میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔سپاہی نے کہا امیر! کیا آپ نے سنا ہے جو اس نے آپ کے بارے میں کہا؟ جواب دیا ہاں اس نے مجھے کہا تو نابینا ہے؟ میں نے جواب دے دیا کہ میں نابینا نہیں ہوں۔بات ختم ہوگئی۔

یہ تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا اظہار تو اس لیے میں اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ اگر یہ لوگ برا کہتے ہیں تو کوئی بات نہیں' تم بس سنتے جاؤ، اس کے نتائج اللہ تعالیٰ تمہیں دکھلا رہا ہے' کیوں کہ تمہاری نفری اور تعداد بڑھ رہی ہے۔اس علاقے میں ان کے لوگ ہماری طرف آرہے ہیں۔ان کے پاؤں سے زمین نکلتی جارہی ہے اور اب یہ تمہارے علاقے بنتے جارہے ہیں۔تم کیوں ان سے غصہ کرتے ہو، اگر تمہیں یہ حرام خور کہیں، تم نہ کہو۔گالیاں دیں تو سب کچھ برداشت کرتے جاؤ۔مگر یہ ضرور بتاؤ کہ حق کیا ہے۔

میں تمہاری خدمت میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمانو! حق کیا ہے؟ ہماری دعوت کیا ہے؟ وہ پیغام کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دے گئے ہیں:

﴿''الیوم اکملت لکم دینکم''﴾

اللہ کی طرف سے یہ خبر اس وقت آئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری سال تھا۔میدان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عرفات میں سارے عرب سے آئے ہوئے حاجیوں کا ہجوم تھا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ نے فرمایا مسلمانو! میں نے تمہارے اسلام کو کامل بنادیا ہے اور اپنی نعمت تم پر مکمل کردی ہے:

﴿و أتممت علیکم نعمتی﴾

اب اس آیت کے اترنے کے بعد کوئی یہ کہے کہ دین ادھورا ہے، اسے کیا کہو گے؟ بھلا اب دین ادھورا ہو سکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔ اب اگر ہمارے یہ دوست کہیں کہ دین اس وقت تک ادھورا اور ناقص تھا جب تلک چار امام نہ آئے' جب یہ ائمہ اربعہ تشریف لائے تب دین اسلام مکمل ہوا۔ اگر کہیں کہ دین مکمل نہیں تھا ان چار اماموں کی آمد سے پہلے تو ان کو کہہ دو قرآن سچا ہے کہ دین اسلام کامل ہے، جو اس آیت کے خلاف کچھ کہے وہ جھوٹا ہے۔ اگر یہ حنفی دوست کہہ دیں کہ ائمہ اربعہ کی آمد سے پہلے اسلام کامل ہو چکا تھا تو پھر مجھے کہنے کا حق ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دین اسلام کو کامل پہنچا گئے ہیں تو پھر تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ تم اپنے امام اور ان کے ناموں پر فرقے بناؤ؟

اللہ کے رسول ﷺ کی بجائے اپنی نسبت دوسروں کے ساتھ جوڑنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ کوئی کہے میں شافعی ہوں، کوئی کہے میں حنفی ہوں، کوئی مالکی اور حنبلی کہلائے اور کہے کہ جو یہ نسبتیں رکھے صرف وہی مسلمان ہیں باقی کسی کا اسلام کسی کھاتے میں نہیں تو مجھے اس کی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ ان ائمہ اربعہ کی طرف نسبت نہ کرنا گمراہی ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ دین کو ادھورا چھوڑ گئے تھے؟

اس کو سمجھو۔ میں ان باتوں کا جواب بھی دونگا، ان کی طرح گالیاں نہیں دونگا۔ یہ لوگ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کے علاوہ اوروں کی طرف نسبت نہ کرنے کی وجہ سے گمراہ سمجھتے ہیں تو مجھے ایک سوال کا جواب دو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے والد یعنی دونوں باپ بیٹا مسلمان تھے تو کیا ان کے آباؤ اجداد مسلمان نہیں تھے؟ میں پوچھتا ہوں کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے باپ اور دادا اپنے آپکو حنفی نہ کہلاتے ہوئے ہدایت پر تھے یا گمراہی پر تھے؟ کیونکہ وہ تو حنفی نہیں تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ابھی امام نہیں بنے تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے تھے۔ کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کے باپ اور دادا مسلمان تھے مگر وہ اپنے آپکو مالکی نہیں کہلاتے تھے، ان کے بارے میں یاروں کا کیا خیال ہے؟

حضرات محترم! میں صاف کہوں گا کہ ابھی ائمہ اربعہ کا دنیا میں وجود بھی نہ تھا تو اسلام پہلے ہی مکمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو چکا تھا۔البتہ یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ اللہ کے دین کے خادم ضرور ہیں۔ان کا علم وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے ہیں۔ان بزرگوں نے اسی علم کو حاصل کیا اور دنیا ہی میں بلند مقام ومرتبہ پالیا۔پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے استاذ حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کے سامنے دوزانو ہو کے علم حاصل کرتے تھے تب یہ حماد بن أبی سلیمان رحمہ اللہ اپنے آپ کو حنفی ، مالکی یا شافعی وغیرہ نہیں کہلاتے تھے تو کیا وہ گمراہ تھے؟ عیاذاً باللہ!

حماد بن أبی سلیمان جس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے اور جس کی تعلیم دیتے تھے وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی زندہ ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور اپنی سنت چھوڑ گئے۔وہ سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام قیامت تک موجود اور زندہ رہے گی اور اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے والے اور پڑھانے والے آئے اور اپنی زندگی پوری کر کے اللہ کے پاس چلے گئے۔اسی طرح قیامت تک سنت کے خادم آتے رہیں گے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک زندہ وموجود رہے گی۔ان شاء اللہ تعالیٰ

اب یہ حنفی دوست کہتے ہیں کہ جس طرح دین ائمہ اربعہ نے سیکھا اور سمجھا اس طرح کسی اور نے نہیں سمجھا۔میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا جس طرح تم کہتے ہو کہ دین کو ان چار اماموں نے دوسروں سے زیادہ سمجھا تو پھر تمہارے بقول تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ دین کو سمجھا؟ہاں دلی طور پر یہ لوگ یہی سمجھتے ہوں گے مگر ڈر کے مارے اظہار نہیں کر سکتے۔پھر دوسرا سوال، اگر یہ جرأت کرتے ہوئے کہہ دیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے دین کو تھوڑا سمجھا ہے تو اپنے آپ کو بجائے حنفی وغیرہ کہلانے کے مسلکاً فاروقی ،عثمانی یا علوی کیوں نہیں کہلاتے؟اور حقیقت یہ ہے کہ یہ حنفی اور دیگر مقلد بھائی دلی طور پر سمجھتے ہیں کہ ائمہ اربعہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر دین میں تفقہ حاصل کر رکھا ہے،مگر اظہار ڈر کی وجہ سے نہیں کر سکتے۔ان کا عمل ......اور ائمہ کے بارے میں ان کے اقوال اسی بات کی چغلی کھاتے ہیں۔

اب میں تمہیں ایک پرلطف واقعہ سناتا ہوں۔جس دن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اس موقع پر بعدازاں میدان منٰی میں قیام فرمایا۔دریں اثناء کفار کے بیس پچیس کی عمر کے چند نوجوان ڈر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے مارے مکہ میں چھپے پھر رہے تھے۔ لیکن آخر دامن اسلام میں پناہ لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو خود بتایا کہ ہم پہاڑ کے دوسری طرف چھپے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے اذان دی، ہم چونکہ ابھی نوجوان تھے اس لیے اذان کی نقل کرنے لگے اور یہ آواز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے کانوں تک پہنچا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ان نوجوانوں کو پکڑ کر لے آؤ۔ صحابہ کرام ان کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سروں اور دلوں پر اپنا دست مبارک پھیرا، اس کی برکت سے ان کے دلوں کی گہرائی میں اسلام جاگزیں ہو گیا۔ چنانچہ سب لڑکے پختہ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا بچو! یہ بتاؤ تم میں ایک لڑکا بڑی خوبصورت اور زوردار آواز سے اذان کی نقل کر رہا تھا' وہ کون تھا؟ نوجوانوں نے ابومحذورہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور بزبان حال فرمایا کہ اے بچے! میں تجھے مکہ میں وہ مقام دینا چاہتا ہوں جو مدینہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ آپ نے اسے اذان سنانے کا حکم دیا۔ اس نوجوان صحابی نے عرض کی کہ آپ مجھے اذان کا طریقہ سکھلایئے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھا دیا اور کہا کہ چار مرتبہ با آواز بلند کہو:

''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' اس کے بعد دو دو دفعہ کہو:

''أشهد أن لا اله الا الله'' اور پھر ''اشهد أن محمد رسول لله''

مگر اپنی آواز پست رکھنا، پھر دوبارہ بلند آواز میں دو دو دفعہ یہی کلمات دہرانا۔ اس کے بعد دو دو دفعہ کہنا: '' حيّ على الصلوٰة '' اور '' حيّ على الفلاح '' پھر اس کے بعد کہو: ''الله اكبر، الله اكبر'' اور آخر میں کہو: '' لا اله الا الله''

اور اگر صبح کا وقت ہو تو '' حيّ على الفلاح '' کے بعد دو دفعہ 'الصلوة خير من النوم'' بھی کہنا۔

یہ طریقہ اذان سکھلانے والے استاذ حضرت محمد ﷺ تھے اور سیکھنے والے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ﷺ تھے۔ یہ صحابی اس وقت سے لیکر اپنی وفات تک حرم مکہ میں اسی طریقے سے اذان کہتے رہے اور اپنے بیٹے کو بھی یہی طریقہ سکھلایا اور اپنی جگہ مؤذن مقرر کر دیا۔ یہ وہ طریقۂ اذان ہے جو ہمارے ملک پاکستان میں عام مروج نہیں ہے۔ مگر آج یہ حنفی ہم کو الزام دیتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اذان سے پہلے اضافہ کیا مگر اہل حدیث نے اذان کے درمیان میں اضافہ کرتے ہوئے ترجیع والی اذان بنا رکھی ہے۔

پہلے اتنی سی بات ضرور یاد رکھو کہ جو اذان مکہ میں ترجیع کے ساتھ ہوتی تھی وہ بھی بالکل صحیح تھی اور جو اذان مدینہ الرسول ﷺ میں کہی جاتی تھی وہ بھی صحیح تھی' کیونکہ دونوں اذانوں کے طریقے خود رسول اللہ ﷺ نے سکھلائے تھے۔تو دونوں اذانیں جائز ہیں اور ان میں سے جو بھی اذان کہی جائے ہمارے تو دل خوش ہوتے ہیں اور ہمیں انہیں سن کر فرمان نبوی ﷺ یاد آتے ہیں۔مگر ہمارے ان یاروں کا کہنا ہے کہ ترجیع والی اذان صحیح نہیں ہے کیونکہ کوفہ میں اس طرح کی اذان نہیں دی جاتی تھی۔ اب دیکھتے جاؤ کہ ان سے کہا جاتا ہے کہ ترجیع والی اذان اللہ کے رسول ﷺ نے سکھلائی ہے اور صحابی رسول ﷺ نے ساری زندگی یہ اذان کہی تو یہ کیوں صحیح نہیں ہے؟

جو جواب ان کی کتابوں میں لکھا ہے اس کو سن کر آپ حیران ہوں گے اور وہ یہ ہے، لکھتے ہیں کہ ''فَعَلَهٗ تَعْلِیماً فظنّہ ترجیعاً'' کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو اسے یاد کرانے کی خاطر کلمات کو ترجیع سے کہلوایا تھا۔مگر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نہ سمجھتے ہوئے خیال کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے طریقہ اذان ترجیع والا سکھایا ہے۔استاذ اپنے منتخب کردہ شاگرد صحابی کو تو نہ سمجھا سکے مگر ان کے بعد آنے والے احناف نے یہ سمجھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی کیا مراد تھی۔عیاذاً باللہ

اے مسلمانو! تم اپنے علماء کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ خدارا اللہ کے رسول ﷺ کی عزت و مقام پر حرف لانے سے تو ڈرو کہ تم اپنے شاگردوں کو سمجھانے میں کامیاب ہو مگر اللہ کے رسول ﷺ نعوذ باللہ تم سے کم تر تھے کہ اپنے شاگردوں کو اپنی بات بھی نہ سمجھا سکے۔پھر وہ صحابی بھی نعوذ باللہ اتنے نااہل تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بات بھی نہ سمجھ سکے۔البتہ اب تم کو سمجھ آ گئی ہے کہ اب تم صحابہ سے بڑے علامہ بن گئے ہو!

سنو اے مسلمانو سنو! اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ جیسا معلم واستاذ اس دنیا میں کوئی نہیں آیا،کوئی جتنا بھی کامل بن جائے رسول اللہ ﷺ کی استعداد سے اس کی استعداد مل نہیں سکتی۔اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ایک ایک لفظ پہاڑ سے بھی زیادہ محکم معنویت رکھتا ہے مگر تم ساری زندگی سر مارتے رہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر بھی آپ ﷺ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں بن سکتے۔ الحمد للہ میں اہل حدیث ہوں اور یہ بات بڑے فخر سے کہہ رہا ہوں کہ دنیا میں کامل واکمل استاذ و معلم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر صحابہؓ کرام سے بڑھ کر دنیا میں کوئی قابل و فہیم شاگرد نہیں ہوسکتا۔ کاش! تم بھی اس بنیادی بات کا اقرار کرتے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# استاذ محترم رحمہ اللہ کا بحری سفر اور ذاتی یادداشتیں

فضیلۃ الشیخ المحدث الامام سلطان محمود نے 28 مئی 1956ء کو کراچی سے بذریعہ "سفینہ عرب" بحری سفر شروع کیا اور اسی سال حج کے فریضہ سے پہلی بار شرف یاب ہوئے، دوران سفر کی بعض باتیں اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے رہے یہاں چند یادداشتیں درج کی جاتی ہیں:

**28 مئی 1956ء:** آج 28 مئی ہے۔ چونکہ جہاز پر سوار ہوتے ہی مسافروں میں افراتفری مچ گئی تھی، تقریباً گیارہ بجے تک یہی حال رہا، اس لیے میں اپنے کمرے سے باہر نہ جا سکا۔ باوجود گرمی اور حبس کی شدید ترین تکلیف کے کمرہ میں رہنا پڑا۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر چائے پی اور ہوا کھانے کے لیے باہر نکلا، زندگی میں پہلا موقع تھا کہ سمندر کا یہ منظر دیکھا۔ جہاز کے نیچے چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا اور اوپر سے صرف آسمان جس کا عکس سمندر میں پڑ رہا تھا۔

جہاز نہایت آرام سے محو رفتار رہے، ایک سماں دیکھا تو محو نظارہ ہو گیا، اڑتی ہوئی مچھلی دیکھی جو جہاز کے قریب سے اڑتی اور تقریباً تین سے چار گز تک اڑتی چلی جاتی۔ چونکہ میں سطح آب سے تقریباً چالیس، پچاس فٹ کی بلندی پر تھا اس لئے دور سے اڑنے والی یہ مچھلیاں مجھے ٹڈی یا جنگل کی چھوٹی چڑیا کی طرح دکھائی دیتی تھیں اور اڑتے وقت سطح آب سے تین تین چار چار انچ اونچی معلوم ہوتی تھیں۔ عام طور پر ان کی اڑان سیدھی ہوتی تھی اور کبھی کبھی بعض مچھلیاں گول گول چکر بھی کاٹ لیتی تھیں۔ میں انہی کے نظارے میں مست تھا کہ جہاز کے دائیں جانب تقریباً ½ میل کے فاصلے پر پانی کی اَبْ لکیر پر نظر پڑی جس کی چوڑائی دور سے کئی گز کی معلوم ہوتی تھی، اس کے دونوں جانب تمام سمندر کا پانی گہرا نیلا دکھلائی دیتا تھا مگر وہ لکیر بیچ میں دودھ کی نہر معلوم ہوتی تھی۔

میں تقریباً ایک گھنٹہ اس کا نظارہ کرتا رہا، پھر یہ لکیر مدہم ہوتی ہوتی ختم ہو گئی لیکن دل میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو گئی کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿مرج البحرین یلتقیان و بینهما برزخ لا یبغیان﴾

اس نظارے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ سامنے دور دھواں دکھائی دینے لگا۔تھوڑی دیر بعد اس کے نیچے ایک سفید نقطہ نظر آیا، وہ دھواں جوں جوں قریب ہوتا گیا' سفید نقطہ پھیلتا گیا پھر اس میں کچھ نشان دکھائی دینے لگے اور زیادہ قریب آنے پر پتہ چلا کہ یہ بھی ہمارے ''سفینۂ عرب'' کی طرح ایک جہاز ہے جو ہماری طرف آرہا ہے۔آخر وہ جہاز ہمارے جہاز کے قریب سے بائیں جانب پانی کو چیرتا ہوا اور ﴿و تری الفلك فیه مواخر﴾ کی یاد دلاتا ہوا آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔اب تقریباً دس بجے ہیں، دھوپ کی تیزی کی وجہ سے اس تماشے کو چھوڑ کر کمرے میں آ گیا ہوں اور یہ نوٹ لکھ کر سو جانے کا پروگرام بنا رہا ہوں۔

**29 مئی 1956ء:** کل کا دن آرام سے گزر گیا۔کھانے پینے کا یہ پروگرام رہا (امید ہے کہ آئندہ بھی یوں ہی رہے گا) صبح سویرے بسکٹ اور چائے، ساڑھے گیارہ بجے دن دوپہر کا کھانا، چار بجے بسکٹ اور چائے، ساڑھے پانچ بجے رات کا کھانا، کھانے میں گوشت، چپاتی، دال چاول اور پیاز کا کچومر یا بے تیل کا اچار تھا۔کل سارا دن سمندر میں سکون رہا اور ہوا نرم چلتی رہی مگر شام کو یہ ہوا تیز ہونے لگی اور عشاء تک یہ تیز و تند آندھی بن گئی۔

اگر یہ آندھی کسی آبادی میں آتی تو مکانوں کی چھتیں اڑ جاتیں مگر جہاز تھا کہ سینہ تانے چلا جا رہا تھا۔تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔جہاز بری طرح ہچکولے کھا رہا تھا جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ سمندر میں طوفان آیا ہوا ہے، اسی وجہ سے میں بعد از عشاء جہاز کے اگلے حصے پر آ گیا اور تختوں پر بستر لگا کر سو گیا۔صبح ہونے سے پہلے آنکھ کھل گئی، وضو کیا اور نماز ادا کی۔صلاۃ فجر سے فارغ ہو کر روشنی ہوتے ہی جہاز کے اوپر آیا اور دیکھا تو ایسا لگا جیسے جہاز ایسے بلند ٹیلوں سے گزر رہا ہے جن کے سر برف سے ڈھکے ہوئے ہیں مگر یہ ٹیلے متحرک ہیں اور آن واحد میں لاکھوں کی تعداد میں بنتے اور بگڑتے ہیں۔

ان موجوں اور ان کے اوپر کی چمکیلی جھاگ کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی حسین پریاں پانی کے اسٹیج پر ناچتی ہوئی آتی ہیں مگر جہاز میں سفر کرنے والے بنی آدم سے شرما کر غوطہ لگا لیتی ہیں۔یہ غضبناک موجیں جب خوفناک اژدھوں کی طرح پھنکارتی ہوئی جہاز سے ٹکراتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ کوئی بم پھٹ گیا ہے اور پانی کے چھینٹے اوپر بیٹھے ہوئے تماش بین مسافروں کے کپڑوں کو تر کر دیتے ہیں۔حالانکہ وہ سطح آب سے چالیس فٹ کی بلندی پر ہوتے ہیں، میرے کپڑے بھی اسی وجہ سے بھیگ چکے ہیں۔

اس طوفان کی حالت میں بھی اڑنے والی مچھلیاں دیکھ رہا ہوں مگر آج ان اڑنے والی مچھلیوں میں سے بعض دَل عام اڑنے والی مچھلیوں سے بڑے بھی دیکھے گئے جو کالی کلیجی کے برابر دکھائی دیتے تھے۔معلوم ایسا ہوتا تھا کہ مچھلی اس سمندر میں ہر جگہ عام ہے۔اس وقت دس بجے قبل از دوپہر کا وقت ہے اور سمندر کی کیفیت وہی ہے، اگرچہ بعض مسافروں کو چکر آرہے ہیں اور ابکائیوں کی وجہ سے سخت تکلیف ہو رہی ہے مگر الحمدللہ میں اس وقت تک آرام سے ہوں اور طبیعت بشاش ہے۔عام صحت بالکل ٹھیک ہے۔صرف اتنی سی بات محسوس ہو رہی ہے کہ ٹھنڈا پانی اور برف نایاب ہے۔اللہ تعالیٰ ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔آمین

**30 مئی 1956ء:** آج بھی سمندر اور ہوا کی حالت وہی ہے البتہ موجوں کی کیفیت کل سے کچھ مختلف ہے۔کل بے ترتیب ٹیلوں کی طرح تھیں لیکن آج ان ٹیلوں نے دیواروں کی صورت اختیار کرلی ہے اور ان مرتب دیواروں کے سروں پر سفید جھاگ ایسی دکھائی دیتی ہے کہ گویا بڑے بڑے سفید اژدھے پہاڑوں کے اوپر لہراتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔اس وقت ''سفینۂ عرب'' ساحل کراچی سے تقریباً سات سو میل دور آچکا ہے۔سینکڑوں میلوں تک خشکی کا کہیں نام ونشان نہیں ہے، لیکن سفید بگلوں کا ایک جوڑا سطح آب سے تقریباً ایک دو فٹ کی اونچائی پر اڑتا دیکھ رہا ہوں۔(لکھنا موقوف کر دیا)

**31 مئی 1956ء:** کل جن پرندوں کا ذکر کر رہا تھا وہ سفید تھے مگر ان کے پروں کے پچھلے حصے میں سیاہ لکیر تھی جس کی وجہ سے ان کا حسن دوبالا ہو گیا۔یہ جوڑا جہاز کے آگے کافی دور تک اڑتا رہا بالآخر ایک طرف ہٹ کر دور سمندر کی لہروں کے پیچھے اوجھل ہو گیا۔اس وقت سمندر کی موجوں کی حالت یہ تھی کہ جہاز آٹھ آٹھ فٹ اونچے ہچکولے کھا رہا تھا یعنی کبھی آٹھ فٹ اونچا ہو جاتا اور کبھی آٹھ فٹ نیچے آجاتا۔یہ اندازہ میں نے اس پیمانہ سے لگایا ہے جو جہاز کے آگے لگا ہوا ہے۔شام کو سمندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بالکل پرسکون ہوگیا اور ''سفینۂ عرب'' نے عرب پہنچنے کی رفتار کو تیز کر دیا ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منزل پر پہنچنے کے شوق نے اسے بے قرار کر دیا ہے۔

آج اڑنے والی مچھلیاں بالکل ناپید ہیں، شاید ان کی اقلیم کی سرحد آ گئی اور انہوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔اب ان کے عوض ہماری رفاقت سفید پرندے کر رہے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ان میں بعض ایسے ہیں جن کے پروں کی لکیر سیاہ کی بجائے سرخ ہے جو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ انکے علاوہ اور کئی اقسام کے پرندے ہیں جو پانی سے اڑتے ہیں اور پانی ہی پر بیٹھ جاتے ہیں ان میں سے بعض کا رنگ سبز کائی کی طرح ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ پرندے پانی پر انڈے دیتے ہیں۔ ﴿واللہ اعلم بحقیقة الحال﴾

**یکم جون 1956ء:** سمندر میں بالکل سکون ہے، اگرچہ ہوا خاصی تیز ہے مگر لہریں نہیں اُٹھ رہیں۔

محو حیرت ہوں کہ یہ دریا ہے یا تصویر آب

عدن کے قریب آ جانے کی وجہ سے ہمارے دائیں بائیں بہت سے جہاز گزر رہے ہیں جو کافی فاصلہ سے گزرتے ہیں۔ ایک جہاز بہت قریب ہوکر گزرا اور اپنے پیچھے ایک لکیر سی چھوڑ گیا جو کافی دیر تک ایک وسیع اور صاف سڑک کی طرح دکھائی دیتی رہی۔ کہتے ہیں کہ آج شام تک سفینہ عدن سے گزر جائے گا' عدن نہیں ٹھہرے گا۔ آج ایک مچھلی دکھائی دے رہی ہے جس کا سر باریک اور دم کھگا مچھلی کی طرح پشت پر پیچھے کی طرف جھکی ہوئی ہے، ایک موٹا اور ٹیڑھا سا پر ہے جو کانٹے کی طرح دکھائی دیتا ہے اس پر چھوٹے چھوٹے فلوس ہوتے ہیں، پیلے رنگ کی چھوٹے سے قد والی مگر بہت موٹی اور وزنی ہے۔ پندرہ پندرہ سیر کی معلوم ہوتی ہے۔اس کے دَل کے دَل آتے ہیں اور جہاز کے آگے کھیلتے ہیں۔مچھلیاں بھاگتی ہوئی آتی ہیں اور سر ظاہر کر کے پھر زقند لگا کر چھپ جاتیں ہیں، اکثر مسافر ان کا تماشا دیکھنے کے لیے جہاز کے اوپر آ گئے، اب عرشے پر ٹھہرنے کو جگہ نہیں مل رہی۔

**2 جون 1956ء:** کل عشاء کے قریب ہمارا جہاز عدن کے قریب سے گزرا، دور سے بندرگاہ کی بتیاں عجب بہار دکھا رہی تھیں۔ ہمارے اور بندرگاہ کے درمیان ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دونوں سروں پر بجلی کے قمقمے روشن تھے جو جہازوں کے لئے راہ نما کا کام دے رہے تھے۔ یہ عروس البحر اہل عرب کی بستی ہے مگر افسوس کہ اس کے اصلی حق دار اس پر اختیار نہیں رکھتے۔ کبھی اپنا حق مانگتے ہیں تو بموں کی بارش ہوتی ہے۔ جہاز کے دائیں اور بائیں جانب سطح آب سے سر اٹھانے والی پہاڑیاں جو کبھی کبھی راستہ میں آجاتی ہیں عجب منظر دکھاتی ہیں۔ ان پہاڑیوں کا سلسلہ عدن سے شروع ہوا کبھی تو دس دس بارہ بارہ پہاڑیوں کا مجموعہ آجاتا ہے جو باوجود اکٹھے ہونے کے مختلف رنگ کی ہوتی ہیں۔

3 جون 1956ء: کل کے نشر کردہ پروگرام کے مطابق ٹھیک دس بجے قبل از دوپہر سائرن بجا کر اعلان کر دیا گیا کہ میقات احرام یعنی کوہ یلملم قریب آنے والا ہے۔ کپڑے دھونے، نہانے اور دوسری ضروریات سے فارغ ہو کر احرام کیلئے تیار ہو جائیں۔ میں پہلے ہی تیار ہو چکا تھا اس لیے اسی وقت احرام باندھ لیا اور باقی لوگ شام تک انہی مصروفیات میں رہے اور شام کو احرام باندھنے سے فارغ ہوئے۔

بعض لوگوں نے تو اس وقت احرام باندھا جب دوسری دفعہ سائرن بجا کر بتا دیا گیا کہ یلملم گزر گیا ہے اور یہ تقریباً دس بجے بعد از شام کا وقت تھا۔ اب جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں گیارہ بجے ہیں۔ آج ''سفینہ عرب'' سمندر کے اس حصہ میں سفر کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے جہاں کی موجیں جعفر طیار اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم کے سفینوں کو چوم چکی ہیں۔

میرا تصور مجھے سینکڑوں سال پیچھے لے جا کر دکھا رہا ہے کہ ان صحرانشینوں کی کشتیاں سواحل یمن اور ابی سینیا سے یثرب کا رخ کیے ہوئے جا رہی ہیں۔ یہی وہ صحرانشین ہیں جو اگرچہ غریب الوطن تھے مگر شاہوں کے درباروں میں ان کے جلال کی وجہ سے سناٹا چھا گیا تھا۔ اور ان کی صدائے حق سے دشت وجبل گونج اٹھے تھے۔ انہوں نے بنائے کعبہ توڑنے والے ابرہوں کو ایک مکہ والے کے پاؤں میں لا ڈالا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ

4 جون 1956ء: آج ہمارا جہاز تقریباً آٹھ بجے ساحل پر پہنچا۔ ہمیں سفارت خانہ پاکستان کی طرف سے حکم ملا کہ اپنا اپنا سامان ایک جگہ اکٹھا کر کے رکھ دیں اور جہاز سے جلدی اتر جائیں کیونکہ بسیں تمہارے انتظار میں کھڑی ہیں۔ یہ سامان عرب قلی تمہیں لا کر دیں گے۔ چنانچہ ہم جہاز کی سیڑھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے اترے تو چند قدم بھی ہمیں پیدل نہ چلنے دیا گیا اور بسوں میں سوار کر کے کسٹم شیڈ میں پہنچایا گیا۔

یہ راستہ صرف چند فرلانگ کا تھا، کسٹم شیڈ کے دروازے پر ہمارے پاسپورٹ چیک کیے گئے۔ کسٹم شیڈ میں ہمیں اپنے اپنے معلم کا انتخاب کرنا پڑا اور وہیں ہمارا سامان ٹرکوں کے ذریعے پہنچایا گیا۔ کسی کی کوئی چیز گم نہ ہوئی، وہیں سامان کا کسٹم ہوا۔ اس میں بھی مساہلت سے کام لیا گیا، کسی آدمی کو بھی تنگ نہیں کیا گیا۔ پھر معلمین کے کارندے اپنے اپنے حجاج کو بسوں پر سوار کر کے حاجی کیمپ لے گئے اور حجاج کا سامان بھی وہیں پہنچا دیا گیا۔

جہاز سے اترنے کے وقت سے لے کر حاجی کیمپ پہنچنے تک کا سارا کام گھنٹہ یا دو گھنٹہ میں بغیر کسی تکلیف کے انجام تک پہنچ گیا۔ حالانکہ ڈیڑھ ہزار حاجی تھے، نظم و نسق کے اس کمال کو موجودہ دور میں ایک معجزہ کہا جا سکتا ہے، جب سعودی حکومت کے اس نظم و نسق کا حکومت پاکستان کے نظم و نسق سے موازنہ کیا جائے تو شرم سے آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

حاجی کیمپ ایک نئی وسیع عمارت میں ہے جس میں ہزاروں آدمی آرام سے سما سکتے ہیں۔ وسط میں ایک عالی شان کشادہ مسجد ہے۔ یہ عمارت حکومت سعودیہ نے حجاج کے آرام کے لیے بنوائی ہے۔ اس میں پانی، صفائی، بجلی اور پنکھوں کا عمدہ انتظام ہے۔ اس میں ایک بازار بھی ہے جس میں کئی ہوٹل ہیں، حجاج کو اس بازار میں ضرورت کی ہر چیز مل سکتی ہے۔ یہیں حاجی کیمپ میں پاکستانی بینک کی ایک شاخ بھی ہے جس میں ہم نے حج نوٹ بدلوائے۔ حاجی کیمپ کی مسجد کا امام ایک نجدی عالم ہے جو اہل حدیث کے طریقے کے مطابق نماز پڑھاتا ہے اور خود بھی اہل حدیث ہے۔

**5 جون 1956ء:** کل کا بقیہ دن اور رات حاجی کیمپ جدہ میں رہے، یہاں حجاج کو تقریباً چوبیس گھنٹے ٹھہرنا پڑتا ہے اور ایسا کرنا کاغذات وغیرہ کی جانچ پڑتال کے لیے ضروری ہے۔ جب حجاج معلم کا انتخاب کرتے ہیں تو ان سے پاسپورٹ اور ٹکٹ وغیرہ لے لیے جاتے ہیں۔ پھر حاجی کیمپ میں پاسپورٹ واپس کر دیے جاتے ہیں اور ٹکٹ سفارت خانہ پاکستان میں امانت رکھ دیے جاتے ہیں جو واپسی کے وقت واپس کر دیے جاتے ہیں۔

شہر جدہ اب بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جا رہا ہے، مکانات نئی طرز کے بن رہے ہیں اور پختہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ پانی کا انتظام بہت عمدہ ہو گیا ہے۔ جدہ کی دھوپ اگرچہ تیز تھی مگر ہوا ٹھنڈی چلتی رہی، رات کو بھی اچھی خاصی خنکی تھی۔ رات کو ہم کمرے کے اندر سوئے، پنکھے چلتے رہے جس کی وجہ سے رات کو سردی محسوس ہوتی رہی، امید ہے آج مکہ روانہ ہو جائیں گے۔

(اسی حد تک ڈائری کے اوراق ہمیں مل سکے واللہ اعلم) (الاثری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# عقائد ونظریات

قرآن مقدس میں ہے:

﴿للّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا و ذرالذین یلحدون فی اسماءہ﴾ (الاعراف)

''اللہ کے لیے اچھے نام ہیں۔تم اس کو انھی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج راہ چلتے ہیں۔''

حدیث مبارک میں ہے:

[للّٰہ تسعة و تسعون اسما مائة الا واحدا من حفظھا دخل الجنة]

(صحیح بخاری رقم الحدیث: 6410)

یعنی اللہ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد رکھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔اللہ تعالیٰ کی صفات (اسماء) میں سات صفات ذاتی ہیں یعنی حیات' علم وقدرت ،ارادہ ،سمع ،بصر اور کلام۔دیگر صفات فعلی ہیں۔یہ سب صفات اللہ کی قدیم صفات ہیں۔ان میں کسی کو بھی حادث یا مخلوق کہنا درست نہیں ہے۔اور ان صفات میں اللہ کے مماثل کسی کو کہنا باطل اور شرک ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لیس کمثله شیٔ وھو السمیع البصیر﴾

''اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا ،دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ: 11)

اس سے واضح ہے کہ اگرچہ بعض اسماء میں لفظی اشتراک تو ہے مگر مخلوق کی صفات' وصف کمال میں اللہ کی صفات کی برابری نہیں کرسکتیں۔اس آیت سے مماثلت کی پوری نفی ہے۔مخلوق کی صفات محدود اور عطائی ہیں اور خالق کی صفات ذاتی اور اکمل جن کی کوئی حد نہیں ہے۔

شیخ مکرم رحمہ اللہ دوران درس اور خطبات جمعہ اور دیگر مواعظ حسنہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس نظریے کو بیان کیا کرتے تھے،اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**اللہ عرش پر ہے:** ہمہ اوست اور وحدۃ الوجود کے قائلین اللہ کو ہر چیز میں موجود گردانتے ہیں، شیخ مکرم رحمہ اللہ اس نظریے کو کفر اور ضلال قرار دیتے تھے اور نص قرآن سے ثابت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ عرش پر ہے، مخلوق سے بائن (علیحدہ)۔ البتہ اس کا علم وقدرت ہر جگہ ہے اور وہ اس معنیٰ میں ہر جگہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہے یہ دوری اور بعد کے اعتبارات مخلوق کے لیے ہیں۔ اس بارے میں آیت مبارکہ تلاوت فرماتے:

﴿نحن اقرب اليه من حبل الوريد﴾ (ق و القرآن المجيد)

''ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

صوفیہ کے مشہور مقولہ ''لاموجود الا ھو'' کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس جملے کا درست معنیٰ بھی بن سکتا ہے کہ اصل موجود جس پر فنا نہیں اللہ کی ذات ہے' اس کے سوا ہر چیز پر فنا ہے۔

﴿كل شئ هالك الا وجهه﴾ (القصص)

(ہر چیز ختم ہونے والی ہے اللہ کے وجہ کے علاوہ)

مگر گمراہ صوفیوں نے اس کا مفہوم ہمہ اوست کے انداز میں سمجھا جو ضلال وانحراف ہے۔ نیز ایک دن ہمارے استفسار پر فرمایا کہ صوفیا کے اس انداز کے جملوں کا اگرچہ تاویل کے ذریعے سے مفہوم درست بنالیا جائے مگر یہ اللہ کی ذات وصفات کے بارے میں انبیاء کے طرق دعوت الی اللہ واسماء سے ہٹے ہوئے ہونے کی بناء پر لوگوں کے عقائد کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی صفات کے اظہار میں انہی الفاظ ومعانی پر انحصار کیا جائے جو اللہ کے کلام یا انبیاء کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر اللہ کی معرفت کے لیے کسی کو یارا نہیں کہ وہ اس کی ذات وصفات کی صحیح پہچان کرا سکے۔ شرح کتاب التوحید میں شیخ مکرم رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''بعض غالی صوفیہ نے توحید کو توحید عامہ وتوحید خاصہ اور وحدۃ الوجود کے انداز میں بیان کیا ہے' جس کی تفسیر وہ ''ہمہ اوست'' کرتے ہیں۔ یہ گمراہی ہے اور بدعی اصطلاحات کو رواج دینا ہے اور کتاب وسنت سے انحراف ہے۔ قدماء صوفیہ ایسے عقائد سے بری تھے' جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کی توضیح فرمائی ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**استواء عرش پر:** عربی لغت میں استواء کا مفہوم استقرار ہے، یہ معلوم ہے۔ مگر اللہ کے لئے عرش پر استواء کی کیفیت کسی کو بھی معلوم نہیں اور کیسے کی بحث میں پڑنا مبتدعہ کا طریق ہے۔ اس بارے میں وہ امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور مقولہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

﴿الاستواء معلوم والکیف مجهول والسوال عنه بدعة﴾

استواء معلوم ہے، کیفیت مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ معتزلہ کا نام لے کر رد فرماتے تھے کہ وہ استواء کا معنیٰ استیلاء اور غلبہ لیتے ہیں۔ یہ اس کے لغوی معنیٰ سے انحراف ہے۔ قرآن پاک میں عرش اور استواد یگر مقامات پر بھی آئے ہیں، ارشاد ہے:

﴿ورفع ابويه على العرش وخروا له سجدا﴾ (یوسف)

”یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔“

اسی طرح ارشاد ہے:

﴿فاذا استويت انت ومن معك على الفلك فقل الحمدلله الذی نجانا من القوم الظالمين.﴾ (المؤمنون)

”جب تم اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھہر جائیں تو کہو سب تعریف اللہ کی جس نے ہم کو ظالم قوم سے نجات دی۔“

**قرآن پاک اللہ کا کلام اور قدیم ہے:** شیخ مکرم رحمہ اللہ نے جامعہ محمدیہ خان پور کے درس ختم صحیح بخاری کے موقع پر آخری باب کی تشریح فرماتے ہوئے کہا کہ امام بخاری کے دور میں بہت سے فتنے کھڑے ہو چکے تھے، کچھ لوگ قرآن کو اللہ کا کلام ماننے کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ قرآن اللہ کے فرشتوں کا کلام ہے، کلام الٰہی نہیں ہے۔ وہ لوگ مسلمان تھے لیکن ان کا نظریہ بدتھا اور کچھ ایسے بھی تھے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کے قائل تھے مگر یہ کہتے تھے کہ اللہ کی صفات تو انسان کی صفات سے ملتی جلتی ہیں۔ حالانکہ لیس کمثله شی (الایة) یعنی اللہ کی تو کوئی مثل ہی نہیں ہے۔ اس کی یہ صفات ہیں ہی نہیں جو انسان میں پائی جاتی ہیں۔ نیز اس کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ کی صفات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کی مخلوق سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے۔ مثلاً الحمد للّٰہ رب العالمین کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن اور صحیح احادیث سے یہ ثابت کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خالق کائنات بجمیع صفات ہے کہ اللہ خالق ہے اور اس کی صفات اسی کی ہیں۔ وہ مخلوق نہیں۔ یہ معتزلہ کا رد ہے۔ یعنی اللہ متکلم ہے، اللہ قدیم ہے یعنی کبھی اس پر عدم نہیں آیا ہے تو اس کی صفت بھی قدیم ہے وہ بھی ازل سے ہے۔ اسی طرح اللہ کا کلام قرآن پاک اس کی مخلوق نہیں بلکہ اس کی صفت ہے۔ جیسے اللہ قدیم ہے اس کی صفت قرآن بھی قدیم ہے۔ یہ بھی ازل سے ہے، بعد میں پیدا نہیں کیا گیا۔ وہ الفاظ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کیے ہیں وہ مخلوق نہیں ہیں۔

**مسئلہ ''لفظی بالقرآن مخلوق'':** اسی خطاب میں شیخ مکرم رحمہ اللہ نے آگے چل کر فرمایا کہ البتہ وہ الفاظ جو انسان بولے اور اوراق پر لکھے جائیں وہ مخلوق ہیں۔ اسی لیے محدثین فرمایا کرتے تھے:

﴿لفظی بالقران مخلوق و القران کلام اللّٰہ غیر مخلوق.﴾

''میں قرآن پاک تلاوت کروں تو یہ تلاوت مخلوق ہے (کہ میرا فعل ہے) مگر قرآن جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے وہ کلام اللہ ہے مخلوق نہیں ہے۔''

اس باب سے پہلے ایک اور باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فاجر، منافق انسانوں کی قرائتیں ان کے حلقوم کے نیچے نہیں جاتیں۔ یعنی وہ قرآن پڑھتے ضرور ہیں مگر اس کی تاثیر ان پر نہیں ہوتی۔ اس پر یہ حدیث پیش کی:

''ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی مثال اترجہ یعنی میٹھے سنگترہ کی طرح ہوتی ہے، اس سنگترے کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی بڑی لذیذ ہوتی ہے، لیکن فاجر بندہ قرآن کی تلاوت کرے تو اس کی مثال ریحانہ کی طرح ہے۔ جس کی خوشبو اچھی ہو لیکن ذائقہ کڑوا ہو۔''

یہ حدیث پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ انسان اگر تلاوت کرے تو یہ تلاوت مخلوق ہے۔ مگر جس کی تلاوت کی جارہی ہے یعنی قرآن کریم وہ مخلوق نہیں' کلام اللہ ہے۔

آخری حدیث پر درس بخاری رحمہ اللہ (جو دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار کراچی میں دیا) میں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مضمون کے بارے ارشاد فرمایا:

''البتہ ہماری تلاوت مخلوق ہے کیونکہ ہماری آواز اللہ کی مخلوق اور ہماری ادائیگی بھی مخلوق ہے۔ یہ ہمارا عمل ہے اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں جس کا خالق اللہ نہ ہو بلکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔''

**اللہ کی صفت علم یہ ہے کہ وہی عالم الغیب ہے:** شیخ محترم رحمہ اللہ شرح کتاب التوحید للبخاری صفحہ نمبر 39 میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود ہے اور مخلوق میں سے جس کو وہ جتنا علم دیتا ہے وہی جانتا ہے، اور حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے اس واقعے سے استدلال کیا۔ جو صحیح بخاری رحمہ اللہ میں روایت کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور (اس نے) چونچ سمندر میں ماری تو خضر علیہ السلام نے کہا: موسیٰ! میرا اور تمھارا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اتنا ہے جتنا اس چڑیا نے سمندر میں کمی کی ہے۔'' (صحیح بخاری حدیث نمبر:4725)

خطبات جمعہ میں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ﴿عالم الغیب والشهادة﴾ (المؤمنون) اللہ کی صفت ہے۔ یہ صفت کسی مخلوق کے لیے کتاب وسنت میں وارد نہیں ہوئی۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللّٰه وما یشعرون ایان یبعثون﴾

''کہہ دیجیے! جو آسمان اور زمین میں ہے اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی انہیں پتہ ہے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔'' (النمل)

نیز ارشاد ہے:

﴿فاطر السموات والارض عالم الغیب والشهادة﴾

''آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، غیب وحاضر کا جاننے والا ہے۔'' (الزمر)

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”غیب کی چابیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔“ (الانعام)

مفاتح الغیب کی تشریح میں یہ حدیث پیش کی:

﴿عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال مفاتح الغیب خمس لا یعلمها الا اللّٰہ۔ لا یعلم مافی غدٍ الا اللّٰہ و لا یعلم ماتغیض الارحام الا اللّٰہ و لا یعلم متٰی یأتی المطر و لا تدری نفس بای ارض تموت و لا یعلم متٰی تقوم الساعۃ الا اللّٰہ﴾ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4697)

یعنی غیب کی پانچ چابیاں ہیں:

1. کل کیا ہوگا؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
2. ہر مادہ کیا اٹھاتی ہے اور ارحام میں کیا کمی ہوتی ہے؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
3. بارش کب آئے گی؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
4. کسی نفس کو پتہ نہیں کس زمین میں مرے گا۔
5. قیامت کب واقع ہوگی؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

﴿قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا من حدثك انه یعلم مافی غد فقد کذب ثم قرأت و ماتدری نفس ماذا تکسب غداً.﴾ (صحیح بخاری: 4855)

”یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو تجھے بتائے کہ رسول اللہ ﷺ آئندہ کل کی بات جانتے ہیں' اس نے جھوٹ کہا ہے اور یہ آیت پڑھی کوئی نفس نہیں جانتا کل کہ کیا کرے گا۔“ (شرح کتاب التوحید للشیخ صفحہ نمبر 37,38)

**اللہ ہی علم وقدرت کے اعتبار سے حاضر وناظر ہے:** اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عرش پر ہے اور اپنی مخلوق سے بائن مگر علم وقدرت کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔ عرش پر استواء' قرآن مقدس سے ہم نے شیخ مکرم رحمہ اللہ کے الفاظ میں پہلے ثابت کیا ہے۔ علم وقدرت کے اعتبار سے ہر جگہ ہونے پر درج ذیل آیات سے استدلال کیا کرتے تھے:

﴿اللّٰہ بکل شیءٍ علیم﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اللہ ہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' (النور: 64)

﴿وھو علی کل شئ قدیر﴾

''وہی ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الملك)

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ علی کل شئ قدیر وان اللہ قداحاط بکل شئ علما﴾

''اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان اوران کی مثل زمین کو پیدا کیا۔ ان کے درمیان حکم اترتا ہے۔ تم جان لو یقیناً اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ ہی نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔'' (الطلاق: 12)

نیز ارشاد ہے:

﴿وما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلك ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا﴾

تین آدمیوں کی باہمی سرگوشی میں اللہ چوتھا ہے اور پانچ کے ساتھ وہ چھٹا ہے۔ اس سے کم ہیں یا زیادہ وہ جہاں بھی ہوں، ان کے ساتھ ہے۔ (المجادلۃ: 7)

اگر ہر ایک کے ساتھ انبیاء ورسل صالحین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ موجود اور ناظر ہوتے تو قرآن مقدس کا یہ انداز بیان نہ ہوتا۔

**اللہ کے لیے ید، وجہ، ساق، عین، قدم، ضحک، نزول:** شیخ مکرم رحمہ اللہ کا نظریہ اس بارے میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے مطابق ہے۔ طلبہ وعلماء کے خطابات میں معتزلہ وجہمیہ کی تردید کرتے تھے جو صفات کے منکر اور تاویل کے قائل ہیں۔ اس بارے میں امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ کہتے تھے کہ ان کی کاوشیں امت کے عقائد کے تحفظ کا باعث ثابت ہوئیں۔ ان کا کہنا تھا کہ کتاب وسنت اور صحابہ کرام وتابعین اور ائمہ حدیث کی روایات کی پابندی کرنا لازم ہے اور اس نقطہ نظر کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے، جس کے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ قائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھے۔ وہ آیات صفات میں کسی طرح کی تاویل وتحریف کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ بغیر تشبیہ مخلوق ان صفات کو اللہ کے لئے ثابت کرتے تھے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ شرح کتاب التوحید للامام البخاری رحمہ اللہ میں لکھتے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

اسماء اللہ وصفاتہ کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے بہت اچھا لکھا ہے۔ اس کا ذکر بہت مناسب ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام اس کی صفات کے مظہر ہیں وہ ''حی'' ہے۔ اس میں وہ صفت حیٰوۃ سے متصف ہے۔ وہ ''رزاق'' ہے۔ اس کے لئے صفت رزق متحقق ہے۔ علی ھذ االقیاس جملہ اسمائے مبارکہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں۔ صفات ذات اور صفات فعل۔ اس کو انھی صفات سے متصف کرنا چاہیے جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منقول ہیں، یا سلف صالحین امت کا اس پر اجماع واتفاق ہے۔ (الی) صفات باری تعالیٰ وجہ، ید، عین، استوا، ساق، ضحک، نزول وغیرہ احادیث وآیات سے ثابت ہیں۔ ان کو بغیر تشبیہ اللہ عزوجل کے لیے ماننا ضروری ہے۔ ہم اس کی صفات ذات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سے ان کے ساتھ متصف ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ یہ صفات اس کا غیر ہیں بلکہ یہ کہنا درست ہے کہ یہ اس کی صفات ہیں۔ اسم و مسمیٰ ایک ہی ہے، وہ الگ الگ نہیں۔''

**ایک عجیب واقعہ:** شیخ مکرم رحمہ اللہ شرح کتاب التوحید ص 29 میں لکھتے ہیں کہ تقسیم ہند سے پہلے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور بابو رام چندر کے مابین اس موضوع پر مناظرہ ہوا کہ ''الہ'' کا تصور قرآن میں مکمل ہے یا وید میں۔ بابو رام چندر نے اعتراض کیا کہ قرآن میں ''الہ'' کی سلبی صفات کا ذکر موجود ہے مگر ایجابی صفات مذکور نہیں ہیں۔ مولانا امرتسری رحمہ اللہ نے برجستہ یہ آیات مبارکہ اپنے مخصوص لہجہ میں تلاوت فرمائیں:

﴿هو الله الذى لا اله الا هو عالم الغيب و الشهادة هو الرحمن الرحيم ☆هو الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر سبحان الله عما يشركون ☆ هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى ☆ يسبح له مافى السموات والارض و هو العزيز الحكيم﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(ترجمہ) ''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، حاضر غیب، (سب کو) جاننے والا ہے، وہی سب سے بڑا رحم کرنے والا۔ بڑا مہربان ہے، (اور سنو اس کی معرفت یہ ہے کہ) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ دنیا کا (حقیقی) بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا، سب انگہبانی کرنے والا، وہی سب پر غالب (بگڑی) کو سنوارنے والا بہت بڑائی والا ہے جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے، وہی اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا، سب کی تصویریں بنانے والا ہے، نیک نام اسی کے لیے ہیں، آسمان وزمین کی کل چیز اس کے نام کی پاکی بیان کرتی ہیں، اور سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔'' (الحشر)

مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ رام چندر آیات سن کر جھومنے لگا اور اپنا اعتراض واپس لے لیا۔ مولانا امرتسری رحمہ اللہ مناظرہ میں کامیاب قرار پائے۔ اس وقت مسلمانوں کی خوشی دیدنی تھی۔''

شیخ مکرم رحمہ اللہ کے استاذ عالی قدر فضیلۃ الشیخ العلامۃ عبدالحق مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب شرح کتاب التوحید للامام البخاری رحمہ اللہ ص 67 میں لکھتے ہیں:

''محدثین متقدمین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا کہ کتاب وسنت میں جو صفات اللہ عزوجل وعلا کے لئے ثابت ہیں' ان کا اطلاق بغیر تشبیہ کیا جائے اور یہ کہ مخلوقات کے ساتھ وہ کسی بھی صفت میں مشابہ نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ہے ''لیس کمثله شیٔ''۔ متأخرین نے صفات باری تعالیٰ کی تاویل کی ہے یا سرے سے انکاری ہو گئے ہیں اور بعض نے تشبیہ ثابت کی ہے۔ یہ سب انحراف اور بے دینی ہے۔''

متأخرین سے مراد صحابہ وتابعین کے دور کے بعد آنے والے متکلمین اور بدعی فرقے ہیں۔ متأخرین محدثین بھی اسی نظریے پر قائم رہے جو اوائل کا تھا۔ شیخ مکرم امام ترمذی رحمہ اللہ کے درج ذیل نظریے کی پوری تائید فرمایا کرتے تھے اور بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالتے تھے۔ حدیث میں ہے:

﴿ان اللّٰہ یقبل الصدقة ویأخذها بیمینه فیربیها لاحدکم کما یربی احدکم مهره﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اللہ تعالیٰ صدقہ قبول کرتا ہے اور اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر اسے تمہارے لئے بڑھاتا ہے جس طرح تم اپنے بچھیرے کو پالتے ہو۔'' (جامع ترمذی ج 1 ص 23)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (ایضاً) اسی قسم کی روایات' صفات اور نزول باری تعالیٰ کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ یہ احادیث ثابت ہیں، ہم ان کو مانتے ہیں البتہ ان کی کیفیت کے بارے میں کوئی خیال تک ذہن میں نہ آنے پائے۔

ائمہ کرام مالک بن انس رحمہ اللہ، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اور عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ان احادیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہیں بلا کیف تسلیم کرو۔ اہل سنت والجماعت کے علماء کا یہ متفقہ مقولہ ہے۔ جہمیہ ان روایات کا انکار کرتے ہیں اور ید، سمع، بصر کی تاویل کرتے ہیں۔ نئی سطر سے اس بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے کتاب العلو میں لکھا ہے:

صفات موصوف کے تابع ہیں۔ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کی ذات بلا تمثیل وتشبیہ مانتے ہیں اسی طرح اس کی صفات بھی بلا تمثیل وتشبیہ جاننا ضروری ہیں۔

جہمیہ کا کہنا ہے کہ اگر ید، سمع، بصر وغیرھا صفات کو اللہ تعالیٰ کے لیے مان لیں تو اس سے اللہ سبحانہٗ کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ لازم آئے گی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام اسحاق بن ابراھیم کے حوالے سے اس کی تردید کی اور کہا ہے کہ تشبیہ تب لازم آئیگی اگر یہ کہیں کہ اللہ کا ''ید'' مخلوق کے ''ید'' کی طرح اور اس کی ''سمع'' مخلوق کی ''سمع'' کی طرح ہے۔ اگر یہ کہیں کہ وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ ہے مگر وہ ان باتوں میں کسی مخلوق کے مشابہ نہیں تو یہ تشبیہ نہیں ہے' جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير.﴾

اسکی مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿فيكشف عن ساقه فيسجد له كل مؤمن﴾

''اللہ اپنی ساق کھول دے گا اور سب مؤمن اسکے لئے سجدہ کریں گے۔'' (صحیح بخاری)

اس کی تشریح میں شیخ مکرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اس کے ظاہر پر ایمان لانا اور مراد کو اللہ کے سپرد کرنا ہی بہتر ہے۔تشبیہ اور تجسیم سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پاک ہے۔امام ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم شیوخ ظاہر لفظ پر جاری کرتے ہیں اور اس کے باطنی مفہوم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔" (فتح الحميد الباري شرح كتاب التوحيد للبخاري ص123)

**اعمال جزوِ ایمان ہیں؟:** مرجئہ اعمال کو ایمان کا جزو قرار دینے سے انکاری ہیں اور کہتے ہیں، زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ہی ایمان ہے اور ایمان میں کمی بیشی نہیں ہے۔شیخ مکرم رحمہ اللہ صحیح بخاری کی تدریس کے دوران اس نظریے کی پُرزور طریقے سے تردید فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ومحدثین رحمہم اللہ کے بیان کردہ عقیدے کو دلائل سے مستحکم کرتے تھے۔

ان کے نزدیک ایمان دل کی تصدیق، زبان سے اقرار اور اس کے مطابق عمل کا نام ہے۔معتزلہ بھی اسی کے قائل ہیں مگر وہ اعمال کو صحت ایمان کے لیے شرط قرار دیتے ہیں اور کسی بھی عمل کے توقف سے وہ ایمان سے مومن کو خارج کر دیتے ہیں۔مگر محدثین رحمہم اللہ اعمال کو ایمان کی تکمیل کے لئے شرط بتاتے ہیں اور عمل نہ کرنے کی صورت میں ایمان میں کمی کے قائل ہیں۔قرآن وحدیث اسی پر دال ہیں، جس کے داعی شیخ مکرم رحمہ اللہ بھی تھے۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبين وآتى المال على حبه ذوى القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب واقام الصلاة وآتى الزكواة والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصابرين فى البأساء والضراء وحين البأس اولئك الذين صدقوا واولائك هم المتقون.﴾

(ترجمہ) "نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرلو، بلکہ نیک وہ ہیں جو اللہ پر، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر، اور نبیوں پر ایمان لائے۔ اور باوجود اپنی محبت (ضرورت) کے مال رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، مسافروں، مانگنے والوں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں۔ اور وہ جو نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، عہد کرلیں تو اسے پورا کریں۔ سختی اور تکلیف اور جنگ میں ثابت قدم رہیں۔ یہ لوگ سچے ہیں اور یہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔" (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج1 ص7)

اس آیت مبارکہ میں اعمال وتصدیق کو"بر" کہا گیا ہے جو کہ ایمان ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "امور ایمان" کے زیر عنوان اس آیت مبارکہ کو تحریر فرمایا ہے۔

صحیح بخاری ج1 ص71 میں ہے:

﴿الایمان بضع وستون شعبة والحیاء شعبة من الایمان﴾

"ایمان کی ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں۔ حیا بھی ان میں سے ایک شاخ ہے۔"

اور سنن ثلاثہ میں ستر سے اوپر شاخیں ارشاد ہوئی ہیں۔ مسند ابوعوانہ میں ہے چھہتر یا ستر شاخیں ہیں (فتح الباری)۔ یہ حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ اعمال کو ایمان کی شاخ اور جزو قرار دیا گیا ہے، اور کسی بھی شاخ کے ٹوٹنے سے اصل ایمان کی نفی بے معنیٰ ہے۔ اسی بنیاد پر شیخ مکرم رحمہ اللہ ایمان کے زیادہ اور ناقص ہونے کے قائل تھے۔ کتاب الایمان للبخاری رحمہ اللہ کے متعلقہ ابواب میں اس کی مفصل بحث ہوتی تھی۔ وباللہ التوفیق۔

**عذاب قبر کے بارے میں:** شیخ مکرم رحمہ اللہ عذاب قبر ونعیم قبر کے قائل تھے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل کو غلط قرار دیتے تھے۔ البتہ یہ ضرور فرماتے کہ یہ سب کچھ عالم برزخ میں ہوتا ہے، جس میں میت ہے۔ اس کا جسم یا اجزاء جہاں بھی ہیں وہی اس کی قبر ہے اور اسی میں اس کا عالم برزخ ہے جو انسانوں اور جنوں سے پردے میں ہے۔ ہاں یہ گڑھا جس تک زندوں کی رسائی ہے اس کی دنیا ہے۔

شیخ مکرم رحمہ اللہ کے فرمان کی توجیہہ یوں کی جاسکتی ہے کہ جہاں مردے کے اجزاء ہیں اور اس کی وہ حیثیت جسے دنیا والے دیکھ رہے ہیں دنیا ہے۔ اور وہ حیثیت جس سے میت کو سابقہ ہے وہ برزخ ہے جبکہ اس کی کیفیت ہم سے پوشیدہ ہے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# محدث جلال پوری رحمہ اللہ کے مقامی رفقاء

**میاں محمد رمضان ولد میاں محمد وارث عرف واسو:** معاملہ فہم، غور وفکر کے عادی اور دکھی اور کمزور انسانوں کے ہمدرد تھے۔ 1920ء کے لگ بھگ مسلک اہل حدیث اپنایا اور خود کو احیاء عمل بالحدیث کے لیے وقف کر دیا۔ سوت فروخت کرنے کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کی محنت و پیہم کوشش سے کئی ساتھی مسلک مذکور کے حامل ہوئے' جس کے نتیجے میں قصبہ میں بحث ومناظرہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اکتوبر 1928ء میں مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ اور مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ کے مابین رفع یدین کے سنت نبوی ﷺ ہونے یا نہ ہونے پر مناظرہ ہوا۔ مناظرہ شاہی جامع مسجد میں ہوا، جس میں منصف مناظرہ فریقین کی رضا سے دیوان محمد غوث سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ دیوان صاحب نے فیصلہ مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کے حق میں دیا کہ وہ دعویٰ اثبات رفع یدین نماز کے متنازعہ مواقع میں ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس مناظرہ کی تفصیلات طے کرنے میں میاں محمد رمضان رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی جناب غلام رسول قریشی نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ یکم ربیع الثانی 1347ھ مطابق 1928ء بروز اتوار انجمن اہل حدیث جلال پور پیروالا کی تشکیل ہوئی، جبکہ پورے ملک میں اس انداز کی انجمنیں مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ امرتسری کی کاوشوں اور مشوروں سے بنائی جا رہی تھیں۔ اس کے پہلے سیکرٹری میاں محمد رمضان خواجہ قرار پائے۔ انھوں نے اپنی ذمہ داریاں اتنے اخلاص، اتنی دانائی اور کامیابی سے ادا کیں کہ جماعت کے کسی فرد کے لیے یہ سوچنا بھی محال تھا کہ کوئی دوسرا اس پیمانے پر یہ فرائض ادا کر سکتا تھا۔ نتیجۃً وہ تا زندگی اس عہدے پر متمکن رہے۔

مدرسے کے تمام مسائل سے خصوصی دلچسپی، طلباء کے لیے خوراک کے انتظامات اور اچھی رہائش مہیا کرنا ساری زندگی ان کا وتیرہ رہا۔ تقسیم کے وقت مہاجرین کی دیکھ بھال اور ان کی آبادکاری میں کوشاں رہے۔ اسی سلسلے میں ایک دن اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک روز وہ ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محلے میں گئے۔ ہمارے قرابت داروں کو زکوٰۃ دینی چاہی۔لیکن باوجودیکہ وہ لکڑیاں بیچ کر گزارہ کرتے تھے اور غربت وافلاس نے انھیں مفلوک الحال کر رکھا تھا، انھوں زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم محنت مزدوری کر کے کھائیں گے زکوٰۃ نہیں لیں گے۔میاں محمد رمضان مرحوم نے اس جذبے کی بہت تعریف کی۔

میں نے ان کے پاس شہر کے ان مساکین اور غرباء کی فہرست دیکھی تھی جن سے وہ تعاون فرمایا کرتے تھے۔ محلے میں کوئی بیمار پڑتا تو اہتمام کے ساتھ اس خیال سے طبع پرسی کے لیے جاتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔کسی مسئلے کی تحقیق کے لیے کوئی شخص ان کے پاس آجاتا تو اپنا ذاتی کام ترک کر دیتے اور مسئلے کے افہام میں لگ جاتے اور اسے اپنے لیے سعادت گردانتے۔

مدرسے کی عمارت میں خوبصورتی اور ڈیزائن کی بجائے انکی کوشش ہوتی کہ عمارت مضبوط بنے۔ ان کا کہنا تھا کہ مدارس کی عمارات روز روز نہیں بنتیں اور نہ عام لوگ اس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ جو چیز بھی بنے پختہ اور مضبوط بنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ مدت اس سے استفادہ کیا جاسکے۔طبیعت صلح جو پائی تھی۔بستی دین پور کے ایک مذہبی تنازع کو جو اہل حدیث و دیوبندی مسلک کے حاملین کے مابین ہوا تھا، موصوف اور حنفی عالم مولانا حسین احمد رحمہ اللہ باز دار (جو حضرت الاستاد ہی کے شاگرد تھے اور مسلکاً شاہ ولی اللہ کو زیادہ مفید سمجھتے تھے) نے بڑی خوش اسلوبی سے نبٹایا اور ایک مذہبی نزاع کے بارے میں جس میں نقصان کے اندیشے تھے، فریقین کو مناسب فیصلہ پر راضی کر لیا۔

سادہ خوراک اور لباس کے عادی تھے۔سرائیکی چولا اور چادر عام طور پر استعمال کرتے۔موسم سرما میں روئی سے بھری ہوئی جیکٹ پہنتے تھے اور سر پر پگڑی پہننے کے عادی تھے جو اس دور میں شرفاء کا لباس گردانی جاتی تھی۔ان کی پوری کوشش ہوتی کہ شیعہ حضرات قریبی مسجد اثناعشری کے لیے قبرستان میں تجاوز نہ کریں۔وہ اپنے سیاسی اثر و رسوخ کو استعمال کر کے تجاوز کرتے مگر سیکرٹری مرحوم اس کو ختم کرا دیتے مگر ایسے حکیمانہ انداز سے کہ نوبت دنگا فساد پر منتج نہ ہو۔اس میں کبھی کامیاب اور کبھی ناکام رہتے۔اکثر تجاوز سیکرٹری مرحوم کی وفات کے بعد ہوا۔

اس انداز کے مذہبی مناقشات میں موصوف کے پیچھے حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کی فراست اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشورے بھی کام کرتے تھے اور غلام رسول قریشی کی مدبرانہ تجاویز بھی ان کی راہنمائی کرتیں، جبکہ مولانا حسین احمد صاحب ﷫ بھی جو فضیلۃ الاستاذ ﷫ کے تلمیذ اور مسلک دیوبندی کے مدرسہ رحمانیہ عربیہ کے بانی تھے' ان معاملات میں ان کے مشیر رہا کرتے تھے۔

موصوف کی وفات پر مولانا حسین احمد ﷫ کا پہلا تبصرہ یہ تھا کہ ہم ایک تجربہ کار، معاملہ فہم اور سنجیدہ شخص کی راہنمائی سے محروم ہو گئے ہیں۔ مدرسہ کے ہر قسم کے معاملات میں کلی اختیارات حضرت الاستاذ العالی ﷫ کو حاصل تھے۔ سیکرٹری مرحوم خود کو تعمیل کنندہ کی حیثیت دیتے تھے اور انجمن اہل حدیث اس کے نفاذ کا ایک قانونی ادارہ تھا۔ چونکہ سبھی ارکان ایک دوسرے پر اعتماد کرتے تھے اس لیے کبھی باہمی مخالفت نہیں ہوئی۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ اساتذہ کے تقرر سے لے کر آمد وخرچ تک کے جملہ معاملات انجمن اہل حدیث کے روبرو پیش کرنے سے پہلے سیکرٹری مرحوم حضرت الاستاذ العالی ﷫ سے مشورہ کرتے اور فیصلہ اسی طرح کرالیتے جیسا کہ فضیلۃ الاستاذ ﷫ کا حکم ہوتا۔ کسی بھی ادارے کو صحیح طور پر چلانے میں اسی انداز کا اتفاق و اتحاد انتہائی ضروری ہوتا ہے ورنہ اختلاف کا شکار ہو کر اداروں کی مقصدی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

مرحوم کے فرزندوں میں سیٹھ شمس الحق ابتدا میں بعض مالی بے اعتدالیوں کا شکار رہے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک کھیل میں جیت گئے۔ ساتھیوں نے جو قریبی رشتہ دار تھے، انہیں شدید زخمی کر دیا بلکہ وہ قریب المرگ سمجھ کر مسجد کے ایک غسل خانہ میں پھینک گئے۔ سیکرٹری مرحوم کو پتہ چلا تو اپنے لڑکے کو ہسپتال لے گئے، علاج ہوا، تندرست ہو گئے مگر باوجود علم کے مجرموں کو سزا نہیں دلوائی کہ اس طرح قرابت داروں کے ساتھ تلخی بڑھ جائے گی۔ اس کے بعد شمس الحق کی زندگی کا رخ تبدیل ہو گیا اور وہ دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کرنے میں لگ گئے۔ مال بھی خوب کمایا اور دینی کام بھی خوب کیے۔

سیکرٹری محمد رمضان صاحب زندگی کے آخری لمحے تک دارالحدیث محمدیہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ بیماری کے ایام میں بھی بازار سے سبزی اور دالیں خرید کر لاتے اور اپنے گھر صاحبزادیوں سے پکواتے تھے۔ پوری زندگی سب دینی خدمات رضائے الٰہی کی خاطر سرانجام دیں۔ کوئی تنخواہ، مالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



منفعت اور کسی قسم کا کوئی مفاد حاصل کرنے کی سعی نہیں کی۔ بروز اتوار مورخہ 9 جون 1968ء وفات پائی۔ انجمن کے اجلاس منعقدہ 13 ربیع الاول 1388ھ مطابق 10 جون 1968ء کو تعزیتی قرارداد پاس ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:

''انجمن اہل حدیث جلالپور پیروالا کا یہ اجلاس میاں محمد رمضان خواجہ سیکرٹری انجمن کی وفات پر انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے اور دست بہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی وفات سے انجمن کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کرم گستری سے اس کا ازالہ فرمائے اور انجمن ہذا کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین)۔ اس کے علاوہ اجلاس ہذا ان کی چالیس سالہ بےلوث اور مخلصانہ خدمات اور انتھک سعی کو سراہتا ہے۔''

**سیٹھ شمس الحق:** سیٹھ شمس الحق سیکرٹری محمد رمضان کے بڑے بیٹے تھے جو ان کے بعد ارکانِ انجمن کے اتفاق سے سیکریڑی انجمن قرار پائے۔ موصوف نے اپنے والد کی طرح دارالحدیث محمدیہ کے معاملات میں خصوصی دلچسپی لی۔ سالانہ جلسہ کے انعقاد میں خاص طور پر سرگرم عمل رہتے تھے۔ مسائل کے افہام میں اپنے والد کے انداز پر کام کرتے تھے۔ کتب احادیث کے بعض تراجم بھی ان کے زیر مطالعہ رہتے تھے۔ شیعہ کے ساتھ اختلافی مخصوص مسائل میں ان کی معلومات بڑی وقیع تھیں اور انہیں اس بارے میں خصوصی درک حاصل تھا۔ کاروبار میں شریک ہونے والے تاجروں کو نماز باجماعت میں شریک کرنے کی کوشش کرتے۔ ہمارے دوست سیٹھ رفیق احمد نے اپنا تجارتی سفر انھی کی معیت میں شروع کیا تھا۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ اور تعلق خاطر انہیں ورثے میں ملا تھا۔ وہ راقم کے ساتھ بھی برادرانہ و مشفقانہ تعلق رکھتے تھے۔ طلباء کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ اساتذہ کی تنخواہ اور وظائف طلباء کی ترسیل میں ان کا رویہ انتہائی ہمدردانہ رہا۔ جامع مسجد اہل حدیث کی تعمیر کے موقعہ پر پہلی قسط کے طور پر پچاس ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ دیا اور دوسری قسط بھی اس کے لگ بھگ ادا کی۔ یاد رہے کہ مرکزی جامع مسجد کی جدید تعمیر میں تقریباً ساڑھے نولاکھ روپیہ صرف ہوا تھا جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقامی احباب جماعت ہی نے مہیا کیا تھا۔ ولِلّٰہِ الفضل

انہیں مسجد شریف کی مکمل عمارت دیکھنے کا بہت شوق تھا لیکن ابھی تعمیر ہو رہی تھی کہ سفرِ آخرت پیش آ گیا۔ لمبے عرصے سے دمہ کے مریض تھے، اگست و دسمبر کے مابین 1984ء میں وفات پائی۔

**علی اکبر شاہ:** انجمن اہل حدیث جو محلّہ خواجگان میں 1928ء سے مسلمانوں کی تعلیمی، تربیتی، اخلاقی اور تہذیبی خدمات سر انجام دے رہی ہے کے پہلے صدر علی اکبر شاہ رحمہ اللہ منتخب ہوئے اور آپ بھی اپنی وفات تک اسی عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ مشہدی سید خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت علی کی اولاد حسینی سے شجرہ نسب ملتا ہے، مکمل شجرہ نسب ان کے بھتیجے مولانا سید محمد قاسم صاحب فاضل دارالحدیث محمدیہ شیخ الحدیث دارالحدیث لودہراں کے پاس ہے۔ (ان کا مفصل تذکرہ تلامذہ محدث جلالپوری رحمہ اللہ میں تحریر ہوگا۔ ان شاءاللہ)

یہ خاندان جہلم کے مضافات ڈیرہ سیداں سے اس علاقے میں آئے۔ علی اکبر شاہ بسلسلۂ ملازمت جلالپور میں متمکن ہوئے۔ محلّہ خواجگان میں ان کا اپنا مکان تھا جو ان کی وفات کے بعد ورثاء نے فروخت کر دیا۔ وہ پہلے دیال سنگھ کی بس کمپنی میں ملازم تھے۔ پھر بعد از تقسیم پوری زندگی واحد بس کمپنی کی طرف سے اڈہ منیجر رہے۔ انتہائی امانت دار، خوش اخلاق، ہر دلعزیز، ملنسار اور اعلیٰ ذوق کے بزرگ تھے۔

صاف ستھرا لباس پہنتے اور سادہ خوراک کھاتے تھے۔ فارسی پر قدرت کاملہ حاصل تھی۔ سعدی رحمہ اللہ کے اشعار برمحل پڑھتے۔ کئی مواقع پر طلباء دارالحدیث محمدیہ کے ساتھ شعری مقابلے میں کامیاب رہتے اور مقابل ہار مان جاتے تھے۔ فارسی اور اردو میں شاعری بھی کرتے تھے، نمونہ کلام نہیں مل سکا۔ تبلیغی مہمات میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور جماعت اہل حدیث جلالپور کی سربراہی کا حق ادا کر دیا۔ مشکل ترین مواقع پر اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا جیسا کہ انجمن اہل حدیث کے فیصلوں سے عیاں ہے۔

1947ء میں ان کے ہم کار ایک سکھ اڈہ منیجر دیال سنگھ نے اپنے مکان کا کل ساز و سامان اس امید پر ان کے حوالے کر دیا کہ شاید کسی وقت دوبارہ حاصل کر سکے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے وہ گھریلو سامان محفوظ رکھا۔ ان کی وفات کے بعد مولانا قاسم شاہ رحمہ اللہ کا سامان کے مالک کے ساتھ انڈیا میں بذریعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خط وکتابت رابطہ ہوا تو مالک نے اس سامان کو فروخت کر کے ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کو کہا۔ چنانچہ سامان فروخت کر کے مستحقین میں تقسیم کر دیا گیا۔ دیال سنگھ کے بیٹے نے لکھا:

"اللہ وحدہٗ لاشریک لہ آپ کو علی اکبر شاہ صاحب کا نعم البدل بنائے۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے انڈیا میں بہت جائیداد حاصل ہوگئی ہے۔ لہٰذا مجھے اپنے ودیعت کردہ سامان کی احتیاج نہیں۔ آپ اسے جس طرح چاہیں استعمال کریں یا ضرورت مندوں میں تقسیم کریں"

طلباء کے ساتھ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی محبت اور ہمدردی دیدنی تھی۔ وہ انہیں اللہ کے دین کے محافظ قرار دیتے تھے۔ وقتاً فوقتاً ضرورت مند ساتھیوں کی امداد بھی کرتے تھے۔ چچازاد بھائی کے بیٹے سید قاسم صاحب کو پالا اور ان کی اعلیٰ تربیت کی جنہوں نے دارالحدیث محمدیہ میں علوم دینیہ میں "فاضل" کا درجہ حاصل کیا۔ اس دوران میں ان کی ضروریات مہیا فرماتے رہے بلکہ اپنے قریبی ساتھیوں کو ان کے بارے میں تعاون اور ہمدردی کی وصیت فرما گئے۔ ان کے یہ نامور بھتیجے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آج کل دارالحدیث محمدیہ لودھراں میں شیخ ہیں۔

علی اکبر شاہ رحمہ اللہ مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ کے کسی انداز میں سسرالی رشتہ دار تھے، جس کی وجہ سے مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ کی زرعی جائیداد کا تصرف انہیں حاصل ہوگیا' جسے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مولانا کی وصیت کے مطابق انجمن اہل حدیث کے نام قانوناً منتقل کرادیا۔ رجسٹرڈ روئیداد انجمن اہل حدیث ص 64 میں ہے:

"چاہ جندوڈہ خواجہ والا موضع موہانہ سندیلہ میں نصف حصہ یعنی تقریباً 56 کنال سے زیادہ زمین زراعتی انجمن اہل حدیث جلالپور پیروالا کا انتقال کاغذات مال سرکاری میں داخل خارج ہوگیا اور باقی زمین زراعتی بمع شاملات تقریباً 54 کنال کئی مرلے سید علی اکبر شاہ رحمہ اللہ صاحب کی تھی۔ شاہ صاحب مذکور نے انجمن اہل حدیث سے معرفت خاکسار محمد رمضان دو ہزار روپیہ لے کر بقیہ زمین مذکور کی بیع قطعی انجمن کو کردی۔ لہٰذا 28 جون 1944ء کو بنام انجمن اہل حدیث جلالپور پیروالا انتقال کاغذاتِ مال سرکاری داخل خارج ہوا۔ لہٰذا تمام زمین جو کہ چاہ جندوڈہ خواجہ والا موضع موہانہ سندیلہ شاہ صاحب مذکور کی تھی' اس تمام کی مالک بمع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شاملات انجمن اہل حدیث جلالپور پیروالا ہوگئی۔“

شاہ صاحب کے والد کرم شاہ کے بھائی عبدالحمید شاہ نے احمد پور شرقیہ میں تعلیم دین حاصل کی۔انھی کی بیٹی کے ساتھ علی اکبر شاہ رحمہ اللہ کا عقد نکاح ہوا جس سے ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا اور بچپن میں فوت ہوگیا۔بیوی کی وفات کے بعد دوسرا نکاح خواجگان برادری میں کیا' اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی' وہ بھی بچپن میں فوت ہوگئی۔

عبدالحمید شاہ کی اولاد لودھراں کے قریب آباد ہے جو مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ منگلا کی تبلیغ کے نتیجے میں مسلک عمل بالحدیث سے متأثر ہوئے اور پھر حاجی محمد یوسف کی رفاقت اور دوستی نے اس میں مزید نکھار پیدا کیا۔مولانا سید محمد قاسم صاحب نے اپنے مربی علی اکبر شاہ کے بارے میں اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

”وہ مسلک اہل حدیث کے شیدائی تھے۔علماء دین کے ساتھ بہت محبت کرنے والے' ملنسار، خوش طبع اور انتہائی ذہین اور زیرک تھے ،امین' دیانت دار' محلّہ داروں کے ساتھ ان کی تعلقات مثالی تھے۔فارسی زبان کے ماہر اور سلاست کے ساتھ بولنے پر قادر تھے،عربی زبان میں مہارت زیادہ نہیں تھی۔میرے مشفق ومہربان تھے اور مجھے طلبِ علم کے زمانے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں آنے دی۔جزاہ اللہ“

شیخ محترم رحمہ اللہ کے انتہائی قریبی دوست تھے ،حضرت شیخ انہیں شاہ جی کے خطاب سے ملقب کرتے تھے۔باہمی خوش مزاجی اور اعلیٰ ذوق کی حامل گفتگو سے جوان دوستوں کے مابین ہوتی ،ہم بھی محظوظ ہوتے تھے۔فارسی اشعار برمحل پڑھنے میں دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے۔شاہ جی رحمہ اللہ ایک عالم کا وعظ سننے میں مشغول تھے کہ فالج کا حملہ ہوا اور وہ مورخہ 29 اکتوبر 1957ء کو وفات پاگئے۔ یہ راقم کا پہلا تدریسی سال تھا۔

**میاں عبدالخالق زرگر ممبر انجمن اہل حدیث:** میاں عبدالخالق مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ والی کے نمازیوں میں سے تھے۔لمبا قد تھا ،سفید لباس پہنتے اور ہاتھ میں چھڑی رکھتے تھے، پڑھے لکھے نہیں تھے۔انجمن کے رجسٹر روئیداد میں انگوٹھا ثبت کرتے تھے۔لیکن مسائل دین سے خوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واقف تھے، آخر تک بہترین یادداشت پائی۔ مسلک عمل بالحدیث کی تبلیغ میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ انداز گفتگو دھیما اور مؤثر تھا۔ انھی کی تبلیغی کاوش کے نتیجے میں جماعت کے سرکردہ لیڈر میاں محمد رمضان اور غلام رسول قریشی نے مسلک اہل حدیث اختیار کیا۔ یہ دونوں عظیم ادارہ دارالحدیث محمدیہ کے بانیوں میں سے تھے۔ میاں صاحب بالعموم اذان سے پندرہ منٹ پہلے مسجد میں حاضر ہو جاتے اور صفائی کرتے تھے۔ تہجد گزار وشب بیدار تھے۔ ذریعۂ معاش کریانہ کی دوکان تھی۔ دستورالمتقی کے چند اوراق روزانہ اپنے ایک عزیز سے سنتے اور مسائل یاد کرتے تھے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے ساتھ والہانہ محبت تھی اور 1928ء کے مناظرے کی تفصیلات و جزئیات انہیں ازبر تھیں۔ یہ فقرہ ان کے عقیدہ وتوکل کی عکاسی کرتا ہے جو وہ بالعموم اپنے بچوں سے کہا کرتے تھے کہ تم نماز کی فکر کرو، تمہاری فکر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کرے گا۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد قریبی جنگل میں چلے جاتے اور لکڑیاں کاٹ کر لاتے، نوے سال کی عمر تک ان کا یہی معمول رہا۔ گائے پالنے کا شوق تھا۔ اس لیے دس بارہ گائیں ہمہ وقت ان کے پاس رہیں۔ دارالحدیث محمدیہ جہانشاہ والی منتقل ہو جانے کے بعد مسجد اہل حدیث مذکورہ میں مہاجر برادری کے بہت سے بچے قرآن پاک ناظرہ پڑھتے تھے۔ بچوں کا حسب عادت شور ہوتا اور بابا عبدالخالق آجاتے تو ان کا پہلا جملہ یہ ہوتا 'السلام علیکم' ہندوستانی چڑیو شور نہ مچاؤ۔ ہم نے ان کو کسی کو گالی دیتے یا برا بھلا کہتے نہیں سنا۔ مسجد میں آکر نوافل، ذکر اور یادالٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ ذلك ماعلمناه ولا نزكي على الله احدا.

مورخہ 9 ذیقعدہ 1354ھ مطابق 3 فروری 1936ء کے اجلاس انجمن میں موصوف کو مہتمم مدرسہ مقرر کیا گیا اور ان کے ذمے یہ کام لگائے گئے:

① مدرسے کی ہر قسم کی نگرانی کرنا۔

② طلباء کے خورونوش کا انتظام کرنا۔

③ کسی تنازع کی صورت میں فیصلے کرنا۔

④ امور مدرسہ کی نگرانی کرنا۔

⑤ اہم امور میں انجمن کی راہنمائی کرنا۔ (روئیداد اجلاس انجمن: ص 37)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**میاں اللہ بخش (نائب سیکرٹری):** انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں سے تھے، مدرسہ کے ساتھ خصوصی دلچسپی تھی۔طلباء کی ہمدردی اور ان کی خبر گیری میں معروف تھے۔ان کے والد میاں رحیم بخش بھی انجمن کے بانی رکن تھے۔جب وہاڑی کا دریائی نالہ آباد تھا اس وقت اس کے اردگرد کا علاقہ جنگل تھا، وہاں پورا سال پانی رہتا۔میاں رحیم بخش خواجہ اپنا مال (مویشی زیادہ تر گائیں) نشان لگا کر اسی علاقے میں چھوڑ دیتے۔جب دودھ کی ضرورت ہوتی تو جنگل سے اپنی نشان زدہ گائے پکڑ کر لاتے، گھر باندھتے اور کچھ مدت بعد پھر اسی جنگل میں چھوڑ دیتے۔

یہ قیام پاکستان سے بہت پہلے کی بات ہے۔ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے یہ علاقہ بتدریج آباد ہوتا گیا اور گائے رکھنے کا قدیمی انداز متروک ہوگیا۔البتہ میاں اللہ بخش کا مال مختلف کاشت کاروں کے پاس حصہ پر موجود ہوتا تھا۔فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ کے ساتھ اس خاندان کو خصوصی محبت تھی اور رہائش کے لئے انھی نے اپنے گھر کے ساتھ ایک قطعہ زمین دیا تھا جو بالآخر ان کی ملکیت میں دے دیا گیا۔

میاں رحیم بخش دوکانداری کرتے تھے اور ان کے فرزند انھی کی کمائی کھاتے تھے۔وہ لوگوں کو توحید وسنت کی باتیں بتاتے، بحث مباحثے چلتے اور جہاں بھی تبلیغی جلسے کی خبر سنتے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے وہاں پہنچ جاتے۔انجمن کے اجلاس میں شرکت کی کوشش کرتے۔گویا محمد رمضان سیکرٹری مرحوم کے دست راست تھے۔مورخہ 20 ذوالقعدہ 1382ھ مطابق 26 اپریل 1962ء کونشتر ہسپتال میں وفات پائی۔

پسماندگان میں ایک بیٹا ماسٹر خواجہ رازق بخش اور بیٹیاں چھوڑیں۔رازق بخش رحمہ اللہ ہمارے دوست تھے، ان کو بھی اپنے آباء واجداد کی طرح مدرسے سے خصوصی لگاؤ تھا۔مشکوٰۃ المصابیح تک میرے پاس پڑھتے رہے۔نمازی، ملنسار، محبت کرنے والے زندہ دل انسان تھے۔اسلامیہ ہائی سکول عام خاص باغ ملتان میں استاد رہے۔پسماندگان میں بیوہ، ایک بیٹا اور بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔

**منشی خان محمد:** منشی خان محمد انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں سے تھے۔پہلے پرائمری سکول شجاعت پور اور پھر ڈی بی ہائی سکول جلال پور میں پڑھاتے رہے۔ریاضی کے ماہر تھے۔عمدہ خوش نویس تھے۔انجمن اہل حدیث میں خزانچی کی حیثیت سے کام کیا۔انداز گفتگو دھیما، پروقار اور سنجیدگی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حامل تھا۔علی اکبر شاہ رحمہ اللہ اور استاذ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے خصوصی مراسم تھے۔

سکول میں تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرتے تھے، ان کا شمار صاحب حیثیت لوگوں میں ہوتا تھا۔خرچ کے معاملے میں انتہائی کفایت شعار تھے، وفات کے بعد اس وقت کے حساب سے بڑی دولت ورثے میں چھوڑی۔ دارالحدیث محمدیہ کے ساتھ سالانہ تعاون میں حصہ لیتے تھے اور ہنگامی چندہ جات میں بھی شیخ محترم رحمہ اللہ کے ارشاد پر بہت تعاون کرتے تھے۔

1928ء کے مشہور مناظرہ کے ایام میں مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ جونا گڑھی دہلوی اور مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ ملتانی انھی کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ان کا یہ کھلا مکان ان دِنوں جماعتی مہمات کے لئے مرکزی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

منشی صاحب رحمہ اللہ ماہر تیراک تھے۔خیر پور سادات ضلع مظفر گڑھ میں احناف کے ساتھ ایک مناظرہ سننے کے لیے بمعیت شیخ الحدیث رحمہ اللہ دریائے چناب کی طغیانی کے ایام میں کشتی پر سوار دریا عبور کر رہے تھے کہ منشی صاحب نے کشتی سے چھلانگ لگا دی، پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا، کشتی سے دور جانکلے۔باوجود پوری قوت صرف کرنے کے کشتی سے دور ہوتے چلے گئے۔ساتھیوں نے خطرہ محسوس کیا کہ یہ نہیں بچ سکیں گے۔ زندگی کے ایام باقی تھے، تیرتے تیرتے ہیڈ پنجند جا پہنچے اور دریا کے کنارے پر چڑھنے میں کامیاب ہوئے۔مورخہ 19 جنوری 1962ء مطابق 22 شعبان 1382ھ کو وفات پائی۔غفر اللہ معائبہ و خطایاہ برحمتہ

**صوفی کریم بخش:** صوفی کریم بخش انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں سے تھے، یہ دو بھائی کریم بخش اور عبدالغفار تھے۔صوفی صاحب ابتدا میں مڈل سکول گوگڑاں تحصیل لودھراں کے مدرس تھے۔مطالعے کے شائق اور اعلیٰ علمی وادبی صفات کے مالک تھے۔ان کا انداز تحریر بہت خوبصورت تھا۔نیک، زاہد اور صالح طبیعت کے مالک تھے۔صوم وصلاۃ کے پابند، مزاج میں نرمی و لطافت، ظاہری شکل وصورت میں بھی قدرت نے ان کو فیاضی سے حسن ووجاہت سے نوازا تھا۔ بعد ازاں وہ ڈی بی ہائی سکول جلال پور پیر والہ کے استاد بن کر آ گئے اور یہیں سے ریٹائر ہوئے۔

مشہور منکر حدیث و بانی مذہب انکار حدیث عبداللہ چکڑالوی کے فرزند مولوی ابراہیم رحمہ اللہ جو باپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے عاق ونافرمان قرار پائے اور جائیداد سے محروم کر دیے گئے تھے کی بیٹی سے صوفی صاحب کا عقد نکاح ہوا، اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن خانگی رفاقت خوبصورتی سے نبھائی۔ صوفی صاحب کے پاس مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ فارسی ترجمہ تقویۃ الایمان تھا جو کسی طرح ضائع ہوگیا۔

منکسر المزاج ، ذکر و اذکار میں مشغول رہنے والے صوفی کریم بخش رحمہ اللہ اکثر اوقات شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ،مشورے لیتے اور تبلیغی مہمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ دارالحدیث کے تعاون میں ان کا خصوصی مقام تھا۔ یہ لوگ علوم دینیہ کے معروف معنیٰ میں بہت بڑے علامہ نہیں تھے مگر اسلام کے مخلص پیروکاروں میں ان کا شمار ضرور ہوتا ہے جس سے قرون اولیٰ کے عظماء کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ رحمهم الله رحمة واسعة

**سیٹھ قادر بخش:** سیٹھ قادر بخش 1928ء میں انجمن کی تشکیل کے وقت نوجوان تھے۔ ان کے والد صاحب انجمن کے اساسی اجلاس میں شریک تھے۔ موصوف کو انجمن اہل حدیث کا قاصد مقرر کیا گیا جن کے ذمہ اراکین کو اطلاعات بہم پہنچانا تھا۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کی خدمت اور ان کے تحفظ کی ذمہ داری اور دیگر اراکین کی طرف سے سپرد کردہ ذمہ داریاں بھی ان کے سپرد ہوتی تھیں۔ کچھ مدت بعد اپنے والد صاحب کی جگہ انجمن کے رکن مقرر ہوئے۔ انجمن سے مخلصانہ تعلق، تجربہ، دنیوی وجاہت اور وقار کی وجہ سے سید علی اکبر شاہ صدر انجمن کی وفات کے بعد 1957ء میں باتفاق اراکین صدر انجمن منتخب ہوئے اور اپنی وفات تک یہ ذمہ داری نبھائی۔

1948ء میں جماعت کی تنظیم نو کے سلسلہ میں اس علاقے میں وقیع کردار ادا کیا، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے اور ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہر اجلاس میں شرکت کریں۔ سالانہ تبلیغی اجتماعات منعقد کرنے سے انہیں والہانہ شغف تھا۔ بعض علماء کرام کی جلسہ میں شرکت کی دعوت کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے تھے۔ حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ ، مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اور مولانا اسماعیل ذبیح کے شیدائی تھے، رحمهم الله جميعاً

دارالحدیث محمدیہ کی ترقی اور ضروری امور میں ان کی دلچسپی دیدنی ہوتی تھی۔ مدرسے کے کاموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں وقت صرف کرنے کو عبادت تصور کرتے تھے۔ انجمن کے زیر تولیت رقبے کی آمدنی حاصل کرنے کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ طلباء کے مسائل حل کرنے کے لیے انجمن اہل حدیث کو متحرک رکھتے اور کسی ایسی سرگرمی کو برداشت نہ کرتے جو مدرسے کے تنزل کا باعث بنے۔ کلمۂ حق کہنے میں بے باک تھے اور کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرنے والے عظیم انسان تھے۔ مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ کے ساتھ قریبی دوستانہ تعلقات تھے' جن کی ڈیرہ غازی خان میں وقیع خدمات ہیں۔

انجمن اہل حدیث کے اجلاس میں کسی بات پر بھائی محمد سلیم رحمہ اللہ کے ساتھ تلخی ہوگئی۔ وفات سے پہلے میں نے سیٹھ صاحب سے کہا کہ بھائی محمد سلیم اپنے تلخ الفاظ کی معذرت کر رہے تھے۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ فرمایا میرے دل میں تو کوئی بات نہیں تھی، انہیں معذرت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کی تلخی کسی ذاتی مقصد کے لئے نہیں تھی' مدرسے کے کاموں کے حوالے سے تھی' میں برا کیوں مانتا۔ اب یہ سب احباب اس جہاں میں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی مہربانیوں سے انہیں نوازے۔ سیٹھ صاحب نے 1990ء میں وفات پائی اور آبائی قبرستان چاہ خیرے والا میں مدفون ہوئے۔

**میاں عبدالسبحان صاحب رحمہ اللہ:** میاں عبدالسبحان نے عالم شباب میں 1947ء میں چک رسیداں سے ہجرت کی اور اکاں والی کے قافلہ کے ساتھ لاہور پہنچے' کیمپ مہاجرین میں وبائی امراض کی وجہ سے دو سگے نوجوان بھائی (مشیئۃ اللہ اور شہاب دین اور اسی طرح ایک چچازاد بھائی عبدل) لاہور میں فوت ہوگئے۔ راقم کے والد صاحب کو پتہ چلا کہ میرے عزیز دوست اور بھائی لاہور میں ہیں تو وہاں سے انہیں جلالپور لے آئے۔ آتے ہی مسلک کی مسجد کی تلاش شروع کر دی اور کامیاب ہوئے۔

فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ اور محمد رمضان سیکرٹری صاحب نے بہت ہمدردی اور موانست کا مظاہرہ فرمایا۔ چچا مرحوم نے جلالپور آتے ہی جامع مسجد اہل حدیث میں پانچ وقت کی اذان کہنی شروع کی اور دکان پر بیٹھنے لگے۔ تاکہ ذریعۂ معاش بنے۔ یہ سلسلہ وفات سے دو تین سال پہلے تک جاری رہا۔ آواز بہت بلند تھی، اس دور میں لاؤڈ سپیکر نہیں تھے' ان کی آواز کئی میل تک سنی جاتی تھی۔ راقم نے دھاڑی جھیل پر مغرب کی اذان سنی تھی۔ صبح صادق وکاذب کے فرق کا انہیں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ بروقت اذان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیتے۔اس دور میں شہر میں صبح کی اذان سب سے پہلے دیتے تھے جبکہ عام رواج سورج چڑھنے سے بیس منٹ پہلے کا تھا۔شروع میں کئی سال لوگ اعتراض کرتے رہے کہ میاں عبدالسبحان رات کے وقت اذان دیتا ہے۔مگران کاعمل بالحدیث کا جذبہ سرد نہ ہوا،لوگوں کو سمجھایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صبح صادق ہوتے ہی اذان کہی جاتی تھی اور آپ ﷺ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے۔اس کا نتیجہ ہے کہ اب شہر کی سب مساجد میں صبح صادق کے وقت ہی اذان کہنے کا رواج ہوگیا ہے بلکہ بعض لوگ وقت سے پہلے ہی اذان کہہ دیتے ہیں۔

مرحوم رمضان المبارک میں افطار کے لیے بھی بروقت اذان کہتے۔اس پر بھی اعتراض ہوئے مگر بالآخر پورے شہر کے لوگ مرحوم کی اذان پر روزے افطار کر لیتے تھے اور رائے عامہ نے تسلیم کرلیا کہ افطار کے لیے ان کا بتلایا ہوا وقت ہی درست ہے۔

ایک دن مولانا اسحاق صاحب کھیل کے میدان سے آئے،تھوڑی سی دیر ہوگئی،مؤذن صاحب کو انتظار کرنا پڑا کہ مقتدیوں میں مدرسے کے طلبہ کی کثیر تعداد شامل ہوتی تھی،امامت کے فرائض حضرت الاستاذ رحمہ اللہ ادا کرتے تھے،مؤذن کے زجر وتوبیخ کے کلمات کان میں گونجے۔مولانا اسحاق مرحوم بھی طبیعت کے تیز تھے،تنک کر جواب دیا اور بات نزاع وتکرار تک پہنچ گئی۔دونوں طرف چونکہ خلوص تھا اس لیے جلد ہی یہ باتیں نسیاً منسیاً ہوگئیں اور وہی روزانہ کا معمول پھر جاری ہوگیا۔ہندوستان میں دارالحدیث رحمانیہ کے بڑے بڑے علماء،فقہاء اور زہاد سے ملاقی تھے۔تہجد گزار اور اللہ کی یاد میں بہت رونے والے تھے۔ذکر واذکار کی پختہ عادت تھی۔فیما علمناہ و لاتزکی علی اللہ احدا۔

دورانِ تعلیم مجھے اکابر علماء کے واقعات سنایا کرتے جن سے علم دین حاصل کرنے کا جذبہ دو چند ہوجاتا۔اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم کے راستے پر گامزن کیا۔مولانا اللہ بخش کوموی رحمہ اللہ کے زہد وورع اور تقویٰ سے بہت متأثر تھے،مولانا نور محمد سوتروی کا تذکرہ بھی اچھے الفاظ میں کیا کرتے تھے۔مولانا عبیداللہ جو ہمارے چک کے بزرگ علماء اہل حدیث میں سے تھے،کے بہت مداح تھے۔مسلک حدیث کے مطابق زندگی بسر کرنے کے سلیقے انھی سے سیکھے تھے۔میں نے مولانا عبیداللہ صاحب رحمہ اللہ کو دیکھا تھا،اکثر وقت مسجد میں رہتے،کبھی نوافل میں مشغول ہیں تو کبھی قرآن پاک کی تلاوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمار ہے ہیں اور پھر ذکر واذکار میں مشغول ہیں۔انھیں دیکھ کر قرون اولیٰ کے مسلمان یاد آتے تھے۔

چچا مرحوم نے برادری میں بہت سی خلاف شرع رسموں کو ختم کیا غلط باتوں سے روکا۔حق بات کہنے میں بے باک تھے۔متعدد بار بلدیہ کے ممبر منتخب کیے گئے اور بلدیہ کے اجلاسوں میں حق بات کہنے سے کبھی تأمل نہیں کیا۔عادت تھی کہ جس بات کو درست سمجھتے اس پر ڈٹ جاتے اور دلائل سے اس کی حقانیت ثابت کرتے۔زندگی بھر کسی طرح کی مالی بے قاعدگی سرزد نہیں ہوئی۔لین دین کے معاملے میں ان کا دامن ہمیشہ صاف رہا۔1940ء سے سیاسی طور پر پورا خاندان مسلم لیگ کا حامی تھا۔پاکستان بننے کے بعد گھر بار چھوڑ کر پوری برادری سمیت ارض پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی۔اور جب بھی اس علاقے میں مسلم لیگ نے انگڑائی لی،ہم نے ان کا ساتھ دیا۔ہم پاکستان کا مطلب کیا،لاالٰہ الا اللہ،کے نعرے لگایا کرتے تھے۔ہمیں اب بھی خوب یاد ہے۔

**مولوی محمد سلیم** رحمہ اللہ: مولوی محمد سلیم راقم کے بڑے بھائی تھے۔1947ء میں والدین کی معیت میں ہندوستان سے پاکستان آئے اور جلال پور میں ابتدائی تعلیم مکمل کی۔براتی والا کے مدرسہ سبل السلام میں فارسی کتب اور اردو تعلیم حاصل کی اور 1949ء میں دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں درسی کتب پڑھنا شروع کیں۔ساتویں کلاس تک تعلیم مکمل کر کے گھریلو کاموں میں مشغول ہوگئے۔جنوبی بازار میں کپڑے کی دکان تھی۔

مسلک میں انتہائی پختہ،رسم ورواج اور بے فائدہ کاموں کو روکنے میں انتہائی متشدد تھے۔ان کی کاوش ومحنت سے کئی بری رسمیں ختم ہوئیں۔نماز انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے تھے اور جماعت میں شمولیت کی پابندی کرتے۔اذان ہونے پر گاہکوں کو چھوڑ کر نماز کے لیے چلے جاتے۔حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش کرتے،شرح منافع بہت کم رکھتے۔بناء بریں دوسروں کی طرح کاروبار بہت آگے نہ بڑھ سکا۔

چھوٹے بچوں کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آتے۔خوش طبعی کے طور پر اپنے ساتھیوں کے دلچسپ القاب رکھنے میں فائق تھے۔مگر خوش طبعی میں بھی حفظِ مراتب کا بڑا خیال رکھتے تھے۔کبھی کسی کی تحقیر نہیں کی۔انجمن اہل حدیث کے رکن کی حیثیت سے مسلک عمل بالحدیث کی مدتوں خدمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی۔ والحمدللہ۔

مصائب ومحن میں انسانی ہمدردی کا جذبہ حیران کن حد تک موجود تھا، 1973ء میں پانچوں دریاؤں کے بیک وقت سیلاب نے اس علاقے میں تشویش ناک صورت حال پیدا کردی تھی۔ دور دراز بستیاں پانی میں غرق ہورہی تھیں۔ محمد سلیم بھائی نے ڈرموں کی ''ترکی'' جو معمولی پانی میں کشتی کا کام دیتی ہے، تیار کرائی، اس پر چاول، چنے اور اچار وغیرہ رکھا اور چناب اور ستلج کے سنگم پر واقع دراب پور کے علاقے کا رخ کیا جہاں چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔

جلال پور سے اپنی بنائی ہوئی کشتی پر سوار ہوئے، عصر کے بعد دراب پور پہنچے، گھرے ہوئے لوگوں میں سامان خورونوش تقسیم کیا اور اسی وقت واپسی کا سفر شروع کردیا۔ پانی کا بہاؤ خوفناک حد تک ان کے خلاف تھا۔ چند میل چلے تو رات ہوگئی۔ پانی میں ڈوبے ایک ٹیوب ویل کے ستون کے ساتھ اپنی کشتی باندھ کر ساری رات وہیں گزار دی۔ صبح سفر شروع کیا اور دوپہر کے وقت جلالپور پہنچے۔

دراب پور سے تعلق رکھنے والے مولانا حافظ عبدالحمید کا بیان ہے کہ میں دارالحدیث میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے میرے نانا جی میرے لیے چھٹی لینے آئے، آپ نے تعلیمی ضیاع کے پیش نظر چھٹی دینے سے انکار کردیا۔ نانا جی مجھے ساتھ لے گئے، چچا محمد سلیم کی دکان پر پہنچے ان سے کہا کہ مولانا نے اس بچے کو چھٹی نہیں دی، میں اس کو مدرسہ سے واپس لے جارہا ہوں۔ موصوف ہمیں دکان پر ٹھہرا کر اسی وقت حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس لڑکے کے وارث اس کی تعلیم ختم کرادیں گے' آپ انہیں چھٹی دے دیں، آپ نے فرمایا چلو میں چھٹی دے دیتا ہوں، انہیں کہو کہ بچے کو جلدی واپس بھیج دیں۔ اس حکمت سے نانا جی کو منالیا اور سلسلہ تعلیم جاری رہا۔ آج انھی حافظ عبدالحمید کا دارالحدیث محمدیہ جلال پور کے اہم اساتذہ میں شمار ہوتا ہے اور وعظ وتبلیغ میں ان کا درجہ بہت اونچا ہے۔

بھنڈہ وینس کے طلباء جو مسلک اہل حدیث میں فائق مقام حاصل کرچکے ہیں، محمد سلیم رحمہ اللہ کی کاوش وسعی کے نتیجے میں مدرسے میں آئے تھے۔ محلّہ مہاجرین میں اہلِ حدیث کی مسجد نہیں تھی۔ مرکزی مسجد اہل حدیث محلّہ خواجگان دور تھی۔ بوڑھے اور کمزور افراد کا وہاں جانا مشکل ہوتا تھا۔ سلیم بھائی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب سے زیادہ لگن تھی کہ اس محلّہ میں مسجد بنی چاہیے، مگر کوئی مکان نہیں مل رہا تھا۔ آخر اپنے دوست اور دکان کے ہمسایہ کو آمادہ کیا کہ پیپل کے قریب والا مکان ہمیں دے، ہم مسجد تعمیر کر لیں گے۔ بریلویوں کی کوشش تھی کہ ان کو مسجد کی تعمیر کے لیے مکان نہ ملے۔ باوجودیکہ ان کا ہمسایہ بریلوی مسلمان تھا، قریبی تعلقات کی بنیاد پر مکان دینے پر آمادہ ہوگیا۔ رحمانی مسجد اہل حدیث کے نام سے نقشہ منظور کرایا گیا اور مسجد تعمیر ہوگئی تو بھائی سلیم نے خواب دیکھا:

''اس مسجد میں پرندوں کا غول آرہا ہے دانا دنکا چگتے ہیں اور اڑ جاتے ہیں۔''

مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ تعبیر واضح ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق یہاں سے فیض حاصل کرے گی۔ چنانچہ اسی وقت سے بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کا ادارہ اس مسجد میں قائم ہے جو مسلسل ترقی کر رہا ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ روبہ ترقی رہے گا۔ اس وقت ایک سو سے زیادہ لڑکے اور چالیس کے قریب بچیاں اس شاخ کے علیحدہ علیحدہ حصوں میں علمِ دین سے مستفید ہو رہی ہیں۔ سلیم بھائی نے 1988ء میں وفات پائی۔

**چوہدری عبدالرحیم:** چوہدری عبدالرحیم رحمہ اللہ طلبہ کے ساتھ شفقت و ہمدردی رکھنے والے مخلص کارکن تھے۔ وہاڑی جھیل پر طلبہ کے ساتھ کپڑے دھونے اور کھیل کود میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ کچھ مدت دماغی تکلیف میں مبتلا رہے پھر اللہ تعالیٰ نے تندرستی دی۔ مجالس وعظ کے اہتمام میں وہ بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ انجمن کے بانی ارکان میں نہیں تھے مگر سیکرٹری محمد رمضان رحمہ اللہ نے انجمن کو آگے جاری رکھنے کے عزم کے تحت ان کو ممبر بنایا۔ کافی مدت شریک انجمن رہے، آخری ایام میں مستعفی ہوگئے تھے۔

نماز التزام کے ساتھ پڑھتے تھے، کچھ مدت مالی پریشانیوں میں بھی مبتلا رہے، آخری ایام میں مالی پوزیشن ضروریات کے مطابق ہوگئی۔ وہ مہمانان دارالحدیث محمدیہ کے لیے جملہ ضروری سہولتوں سے مزیّن مہمان خانہ تعمیر کر کے دینے کا عزم رکھتے تھے جس کا انہوں نے میرے سامنے کئی بار ذکر کیا۔ اپنے بعض ذاتی معاملات میں راقم کے ساتھ کھل کر بات کرتے تھے۔ شادی نہیں کی تھی۔ 2 جنوری 1998ء اپنے گھر سوئے ہوئے تھے کہ چند نامعلوم افراد نے گلہ گھونٹ کر انھیں قتل کر دیا۔ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو اپنے خصوصی جوار رحمت میں جگہ دے۔

**مولوی خیر محمد:** انجمن اہل حدیث کے پہلے نائب صدر تھے، کئی سال اس عہدے پر کام کرتے رہے۔ بعض ناہمواریوں کی وجہ سے اس عہدہ سے معزول ہوئے، وہ اہل حدیث کی طرف سے کچھ مدت امام مسجد بھی مقرر رہے۔ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث کے مشہور مقدمہ میں جماعت کی مخالفت میں بیان دیا۔ انجمن اہل حدیث کے ابتدائی اجلاسوں میں شریک رہے تھے اور دستخط ثبت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عدالت میں ان کے مخالف بیان کو چیلنج کیا گیا۔ آخری دنوں میں جلال پور سے ترکِ سکونت کر گئے۔ لودھراں چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔

**میاں حیات محمد بستی دین پور:** انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں سے تھے اور جلال پور کی ایک نواحی بستی میں رہتے تھے، اب اس بستی کا نام بستی دین پور ہے۔ کپڑا بننے کی کھڈی پر کام کرتے تھے اور اعلیٰ قسم کے کھیس جنہیں اس علاقے میں خوبصورتی کی وجہ سے چاندنی کہا جاتا ہے تیار کر کے فروخت کرتے تھے۔ وہ بستر پر بچھانے کی چادروں پر انتہائی خوبصورت پھول بوٹے بناتے تھے۔ ان کی بستی اس فن کے ماہروں کی حیثیت سے معروف تھی۔ میاں حیات محمد پڑھے لکھے نہ تھے' انجمن کے اجلاسوں میں انگوٹھا لگاتے تھے، شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ اور تعلق تھا۔ اپنی بستی میں حاجی اللہ وسایا مرحوم کے ساتھ مل کر عمل بالحدیث کا جذبہ اجاگر کرنے کے لیے انتھک محنت کی۔ نتیجتاً کتاب و سنت کے داعیوں کی ایک جماعت تیار ہوتی چلی گئی دارالحدیث محمدیہ کی عمارت انھی جیسے سادہ مزاج لوگوں کی یادگار ہے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ اس عمارت میں رنگ بھرنے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے، اس کا بیش از بیش اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ ان شاء اللہ۔

**میاں محمد پناہ ولد میاں اللہ بخش سوداگر چرم:** میاں محمد پناہ انجمن کے بانی ارکان میں سے تھے۔ کچھ مدت محاسب کے عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ دیوان محمد غوث کے دوستوں میں ان کا شمار ہوتا تھا اور ان کے بعد دیوان غلام عباس کے ساتھ ان کے تعلقات بہت اچھے رہے۔ موضع کیکری میں خاصی مدت ٹھیکے پر زمینداره کرتے رہے۔

مہمان نواز تھے، طلباء سے بہت محبت کرتے تھے۔ علماء کرام جو وقتاً فوقتاً دارالحدیث کے مہمان بنتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ متصل اپنے مکان میں ان کی رہائش تھی۔1936ء ماہ فروری میں جماعت اہل حدیث کوفرقہ اہل تشیع کی طرف سے بذریعہ جناب دیوان سید محمد غوث چیلنج مناظرہ موصول ہوا۔مورخہ 3 فروری 1936ء کے اجلاس انجمن میں چیلنج مناظرہ منظور کیا گیااورشرائط ودیگر معاملات طے کرنے کے لیے درج ذیل اصحاب مقرر کیے گئے:(روئیداد انجمن اهل حديث :ص 39)

میاں محمد پناہ، میاں محمد رمضان سیکرٹری، منشی عبدالمالک، میاں واحد بخش تھہیم سے ابتدائی بات چیت ہوئی مگر دیوان صاحب نے اس وفد سے معذرت کرلی کہ حالات کا اقتضاء ہے کہ ہم اس قسم کے مباحثوں میں لوگوں کو نہ الجھائیں۔بعض جماعتی شخصی نزاعات میں بھی میاں محمد پناہ کو علی اکبر شاہ کے ساتھ ثالث منصف کے طور پر مقرر کیا گیا۔(روئیداد انجمن اهل حدیث :ص:43)

مقدمہ جامع مسجد اہل حدیث جہان شاہ والی کا فیصلہ درحق اہل حدیث ہونے کے بعد جماعت نے تعمیری ذمہ داری میاں محمد رمضان سیکرٹری اور میاں محمد پناہ کے سپرد کی تھی۔(ایضاً ص:62)ادارہ کے ساتھ قریبی تعلق آخر تک قائم رہا، 7 مارچ 1977ء کو وفات پائی۔

**چوہدری جندوڈہ:** چوہدری جندوڈہ انجمن کے بانی رکن تھے اوراس گروپ میں شامل تھے جنہوں نے دارالحدیث محمدیہ کی تأسیس کی اوراسے کام کرنے کے اسباب مہیا کیے۔طلبہ کی خوراک مہیا کرنے میں یہ بہت سخی واقع ہوئے تھے۔ملتان اورجلالپور کے مابین ان کی بس چلتی تھی، صاحب جائیداد تھے، سادہ مزاج تھے،محبت کرنے والے تھے،نماز وروزہ کے پابند تھے۔مہاجرین اوردیگرضرورت مندوں کی خدمت اورخبرگیری سے انہیں بہت خوشی ہوتی تھی۔شیخ محترم رحمہ اللہ سے بہت حسن عقیدت تھی، ان کی ضروریات کا خاص خیال رکھتے تھے۔

**میاں محمد عیسیٰ تھہیم:** میاں محمد عیسیٰ تھہیم انتہائی خوش مزاج اور دوستوں کی محفل میں خوشی کا رنگ بھرنے والے شخص تھے،عقیدہ وفکر کے اعتبار سے بہت راسخ تھے۔انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں ان کا نام شامل ہے،وہ پہلے اجلاس میں شریک تھے۔دارالحدیث محمدیہ کے ساتھ نسبت کے اعتبار سے ان کا شمار السابقین میں ہوتا ہے، چچا محمد عیسیٰ کے نام سے معروف تھے۔اپنا پورا خاندان بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی نہج پر استوار کیا۔ ان کے اہل خاندان دارالحدیث کے ساتھ وابستہ ہیں اور سالانہ تعاون میں اپنی استعداد کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ان کا اور ان کے فرزندوں میں میاں عبدالقادر تھہیم کا شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ قریبی تعلق رہا ہے۔میاں محمد عیسیٰ رحمہ اللہ نے بروز جمعرات مورخہ 2 رجب 1390ھ کو وفات پائی ، جبکہ میاں عبدالقادر جولائی 1987ء میں حج مبارک کے سفر میں جدہ میں فوت ہوئے اور جنۃ المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

**ملک احمد حسن کھاکھی:** ملک احمد حسن کھاکھی انجمن اہل حدیث کے تأسیسی اجلاس میں شریک تھے ، ان کا خاندان مدت مدید سے اہل حدیث مسلک سے منسلک ہے۔احمد حسن کے والد حافظ عبدالرحمٰن عالم دین اور حافظ قرآن تھے۔مولانا ابراہیم چکڑالوی کو جب ان کے والد نے مسلک عمل بالحدیث کی وجہ سے جائیداد سے محروم کردیا ،تو انہوں نے ملک احمد حسن کے پاس موضع ڈتن والی نزد خان گڑھ ضلع مظفرگڑھ میں اقامت اختیار کی۔ پھر وہاں سے حافظ صاحب کی معیت میں بستی قو میں نزد غازی پور علاقہ جلالپور چلے آئے اور وہاں سے منتقل ہوکر مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ کے قریب مکان موقوفہ مولانا جندوڈہ میں رہائش اختیار کی۔

ملک احمد حسن نے مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر دینی معرفت حاصل کی اور پورے علاقہ میں مسلک عمل بالحدیث کا پرچار کیا۔یہی وجہ ہے کہ جلالپور کے احباب جماعت نے ان کو انجمن کے پہلے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی اور وہ شریک ہوئے۔

ملک احمد حسن سادہ مزاج اور کم گو تھے' باوجودیکہ علاقے میں زمیندارہ اور نمبرداری انھی کے پاس تھی' کسی کو ان کی وجہ سے ادنیٰ سی تکلیف بھی نہیں پہنچی۔ پورے علاقے میں کاشت کاروں کے ساتھ نرمی اور خوش مزاجی میں معروف تھے۔انگریزوں نے پہلی جنگ عظیم میں ہر موضع پر لازم قرار دیا تھا کہ رنگروٹ بھرتی کرائیں مگر احمد حسن نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ میرے موضع کا کوئی فرد انگریزوں کی فوج میں بھرتی نہیں ہوگا جبکہ اردگرد کے زمینداروں نے بڑھ چڑھ کر انگریزوں کی خدمت کی۔

علاقائی زمیندار عموماً ہندوؤں کے مقروض تھے اور زمینیں ان کے ہاں رہن رکھی ہوئی تھیں۔مگر احمد حسن صاحب کا رقبہ کسی ہندو کے پاس کبھی رہن نہیں رکھا گیا، نہ وہ ہندوؤں سے قرض لیتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیونکہ سودی کاروبار کو وہ عمل بالحدیث کے جذبے کے تحت حرام سمجھتے تھے۔ اگر کبھی شدید ضرورت پڑی اور رقبہ جات سے آمدنی نہ ہوئی تو رقبہ بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرتے تھے، وہ ادھار لینے اور رقبہ رہن رکھنے کے قائل نہیں تھے۔

کھاکھی قوم بستی کے اردگرد احناف برادری کی پرانی گدیاں تھیں، ان میں سے ''بہلی'' میں مولانا عبداللہ بہلوی، غازی پور میں پیر عبداللہ شاہ اور ''پونٹہ'' میں مولانا غلام رسول پونٹوی کا حلقہ ارادت بڑا وسیع تھا۔ وہ بڑی شدت کے ساتھ ملک برادری کی تردید کرتے، لوگوں کو مسلک عاملین بالحدیث سے نفرت دلاتے۔ مگر مخالفتوں کے برعکس یہ قافلۂ تقویٰ بڑھتا گیا اور مسلسل بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ پورے علاقے میں کتاب وسنت کے شیدائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انداز فکر کے حاملین کا حلقہ وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ ان کی تربیت کا اثر ہے کہ موصوف کا پورا خاندان شیخ مکرم رحمہ اللہ کے مقرر کردہ اہداف میں معاون ومددگار ہے۔

**میاں اللہ بخش رحمہ اللہ بستی موچی والا:** میاں اللہ بخش انجمن کے اولین اجلاس میں شریک تھے۔ غازی پور علاقہ جلالپور کے قریب بستی موچی والا میں رہائش پذیر تھے۔ ملک احمد حسن رحمہ اللہ کے ساتھ قریبی دوستانہ تعلقات تھے، مسلک عمل بالحدیث قبول کیا۔ دس میل پیدل سفر طے کر کے جلالپور پیروالا مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں نماز جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔ خوش طبع اور خوش گفتار تھے اور ذریعۂ معاش اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے کمانا تھا۔ كان يأكل من كسب يده

شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ والہانہ تعلق رہا، انہوں نے اپنے علاقہ میں عمل بالحدیث کا جذبہ پیدا کرنے میں بہت محنت کی، ان کی اولاد اور قریبی رشتہ دار سلفی کردار اور مسلک کے حامل ہیں۔

**حاجی عبدالغفار زرگر اور حاجی عبدالستار زرگر:** حاجی عبدالغفار اور حاجی عبدالستار دونوں بھائی انجمن کے تأسیسی اجلاس میں شریک ہوئے تھے۔ حاجی عبدالستار کے فرزند مولوی عبدالعزیز جوانی ہی میں وفات پاگئے تھے۔ عبدالعزیز کے فرزند مولانا عبیدالرحمٰن نے شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں دوزانو ہوکر کتب احادیث پڑھیں اور اب حرم مکہ مکرمۃ میں بچوں کو قرآن پاک ناظرہ پڑھاتے ہیں۔

حاجی عبدالغفار کے فرزندوں میں عبدالوہاب میرے ہم جماعت تھے، آخر تک کتب پڑھیں مگر تعلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاصل کرنے کے بعد اس میدان کو چھوڑ دیا اور دنیاوی مشاغل میں انہماک ضرورت سے کچھ زیادہ ہوگیا۔ آج کل مختلف عوارض کا شکار ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انہیں صحت کاملہ دے اور انہیں دینی امور میں مشغولیت کی توفیق عطا فرمائے۔

**حاجی کریم بخش قریشی:** حاجی کریم بخش قریشی رحمہ اللہ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے، انجمن اہل حدیث کے رکن تھے، جوانی ہی میں وفات پا گئے۔ کاروبار اچھا تھا، بوڑھے والد نے اپنا مکان دارالحدیث کے لیے وقف کر دیا۔ ان کے والد بھی وفات پا گئے، مکان دارالحدیث کے مصرف میں ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ رحمهما الله رحمة واسعة

**حافظ غلام رسول قریشی:** حافظ غلام رسول قریشی رحمہ اللہ شیخ مکرم رحمہ اللہ اور میاں محمد رمضان کے ساتھی اور جماعتی امور میں مرکزی کردار ادا کرنے والے ذہین وفطین انسان تھے۔ مالی مشکلات میں گھرے رہے، جامع مسجد اہل حدیث کے مقدمے میں انہوں نے بہت کام کیا۔ پیدل سفر کرنا ان کا عام معمول تھا۔ کئی مرتبہ جلالپور سے گیلے وال تک پیدل گئے اور وہاں سے گاڑی پر سوار ہوکر ملتان پہنچے۔ یہ سفر مقدمہ مسجد کے سلسلے میں ہوتا تھا۔

**غلام حسین سمیجہ:** غلام حسین رحمہ اللہ سمیجہ اپنے خاندان کے واحد فرد تھے جو مسلک اہلِ حدیث کے حامل تھے۔ انجمن کے تأسیسی اجلاس میں ان کو اور قادر بخش صاحب کو نائب قاصد مقرر کیا گیا تھا۔ علوم دین کے ماہر تو نہیں تھے مگر دینی معارف سے انتہائی محبت تھی۔ ان کے بیٹے مولوی عبدالعزیز سمیجہ نے دارالحدیث سے 1947ء سے پہلے ہی سند فراغ حاصل کی اور ریاست بہاولپور میں مختلف مکاتب ومساجد میں پڑھاتے رہے۔ غلام حسین سمیجہ کی اولاد اب بھی دارالحدیث سے والہانہ محبت رکھتی ہے۔

**میاں جندوڈہ ولد میاں رحیم بخش خشت ساز:** میاں جندوڈہ بھی انجمن اہلِ حدیث کے بانی رکن تھے، خشت سازی کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے قصبہ سے باہر اینٹیں پختہ بنانے کے لئے ایک بھٹی بھی قائم کی تھی۔ گرمی ہو یا سردی اپنے کام میں لگے رہتے۔ ان کے فرزند صوفی عبدالمالک بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے والد کے کام میں ہاتھ بٹاتے اور سخت ترین محنت کے نتیجے میں حلال روزی حاصل کرتے تھے۔اسی میں سے طلبہ دارالحدیث کی خوراک بھی مہیا کرتے تھے۔

صوفی عبدالمالک نے محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ کتب صرف ونحو اور پھر قرآن پاک باترجمہ و کتب احادیث پڑھیں۔شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحیح بخاری پڑھتے رہے۔تہجد گزار اور سخی تھے۔ان کی اولاد مدرسہ کے معاونین میں اپنا مقام رکھتی ہے۔

**چوہدری اللہ جوایا:** چوہدری اللہ جوایا چوہدری جندوڈہ کے قریبی عزیز تھے، انجمن کے تأسیسی اجلاس میں شریک ہوئے تھے۔ بعدازاں بیماری کی وجہ سے زیادہ دلچسپی نہ لے سکے۔البتہ تبلیغی مہمات میں جماعت کے ساتھ رہتے تھے۔ہم نے انہیں بڑھاپے اور مرگی کی تکلیف میں مبتلا دیکھا ہے۔نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔کبھی کبھی نماز کی حالت ہی میں تکلیف ہوجاتی تو وہ گر جاتے تھے۔چوہدری عبدالعزیز کے سسر تھے جو عرصے تک انجمن اہل حدیث کے مشیر مال رہے۔

**سیٹھ کریم بخش سوداگر چرم:** سیٹھ کریم بخش انجمن کے بانی ارکان میں سے تھے،ہم نے ان کو تجارت کرتے دیکھا ہے۔کہتے ہیں کہ ابتدائی دور میں کاغذ سازی کا کام کرتے تھے، ان کے خاندان میں یہ صنعت معروف تھی۔ان کا بنایا ہوا کاغذ بہت مضبوط تھا اور پورے علاقے میں سپلائی ہوتا تھا۔مسلکی غیرت میں بہت تیز تھے۔کوئی ان کے سامنے یا نماز کے اوقات میں کسی طرح کی نعرہ بازی کردیتا تو یہ برداشت نہیں کرتے تھے اور بزور بازو اس کو روکتے تھے۔

ان کا فرزند سیٹھ قادر بخش بھی اس اجلاس میں شریک تھا، انہیں نائب قاصد کا عہدہ دیا گیا تھا جن کے ذمے انجمن کے ارکان کو اجلاس کی اطلاع دینا اور دیگر مختلف امور کی اطلاعات بہم پہنچانا تھا۔ علی اکبر شاہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد وہ انجمن اہل حدیث کے صدر مقرر ہوئے اور تاحیات اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔اب سیٹھ صاحب مرحوم کے پوتے خواجہ محمد اسماعیل ''صدر انجمن'' ہیں اور اپنی ذمہ داریاں کما حقہ نبھانے کی کوشش کرتے ہیں، وفقہ اللہ تعالیٰ

**صوفی خدابخش:** صوفی خدا بخش میاں عبداللہ جو جماعت کے اہم ترین افراد میں شمار ہوتے تھے اور مبلغانہ طبیعت پائی تھی کے بیٹے ہیں۔اس وقت انجمن اہل حدیث کے معمر ترین افراد میں ان کا شمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتا ہے۔خاموش طبع، مسلک عمل بالحدیث کے شیدائی، شیخ مکرم رحمہ اللہ کے انتہائی قریب رہنے والے بزرگ ہیں۔انہوں نے بچپن میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے ملاقات کی جبکہ وہ ایک علمی مباحثے کے سلسلے میں جلالپور تشریف لائے۔

اس دور کی کئی باتیں مجھے ان کے ذریعے ہی معلوم ہوئیں۔طلباء دارالحدیث محمدیہ کے ساتھ والہانہ الفت ومحبت یوں تو جماعت کے ہر فرد کو ہے مگر صوفی صاحب اس میدان میں سب سے آگے ہیں، خاموشی کے ساتھ خدمت کرنے کے قائل ہیں۔لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت کفایت شعار ہیں مگر دارالحدیث کی مالی خدمت میں ان کی اولاد جلالپور کے ساتھیوں میں سب سے فائق ہے۔

سادہ لباس، سادہ خوراک استعمال کرنے کے قائل ہیں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں سادگی کو اپنائے رہتے ہیں۔لگتا ہے کہ یہ کسی پچھلی صدی کے فرد ہیں۔راقم کی طرح ان کو بھی اپنے ایک جوان بیٹے کی جوانی میں وفات کا صدمہ سہنا پڑا۔خلیل الرحمٰن مرحوم مسلک اہل حدیث کے لئے بڑی غیرت و حمیت کا حامل نوجوان تھا، چند دن بیمار رہا اور وفات پا گیا۔اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے۔بڑھاپے میں ایسے صدمے اللہ سبحانہ' وتعالیٰ کی خصوصی کرم فرمائی ہی سے برداشت کئے جاسکتے ہیں۔اناللہ و انا الیہ راجعون

**چوہدری عبدالعزیز:** چوہدری عبدالعزیز انجمن اہل حدیث کے معمر ترین اراکین میں سے ہیں۔شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ خصوصی محبت و وابستگی رکھتے ہیں۔سرکاری ملازمت میں رہے اور ریٹائر ہوئے۔خوش خط ہیں، نرم طبعیت کے مالک ہیں۔منشی خان محمد مرحوم کے بعد مشیر مالیات کے عہدے پر کام کیا۔انجمن کے معاملات پر گہری نظر ہے، چوہدری عبدالرحیم رحمہ اللہ کے بڑے بھائی ہیں۔کارہائے خیر میں اپنی بساط کے مطابق حصہ لیتے رہے۔اب بھی اس میدان میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔وفقنا اللہ و ایاھم لمایحب ویرضاہ

یہ سب احباب جن کا مختصر تذکرہ آپ کے پیش نظر ہے، شیخ محترم رحمہ اللہ کے دینی منصوبوں کی مالی معاونت میں دست وبازو تھے جبکہ علمی میں ان کی معاونت میں شریک اساتذۂ گرامی قدر کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دارالحدیث محمدیہ کے اساتذۂ کرام

**مولانا الٰہی بخش شجاع آبادی:** مولانا الٰہی بخش شجاع آبادی شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ہم عمر تھے، دونوں ایک استاذ کے تربیت یافتہ تھے مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ تعلیم اکٹھے حاصل کی یا الگ الگ ادوار میں۔ مولانا الٰہی بخش کا سن پیدائش 1906ء بتایا جاتا ہے۔ بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ یتیمی میں آنکھیں کھولیں اور ابتدائی تعلیم شجاع آباد کے قریب چاہ خلیل والا پر مولانا خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ کے جاری کردہ مدرسے میں حاصل کی۔ ان کے خاندان کے افراد بتاتے ہیں کہ اس وقت مولانا خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ اسی مدرسے میں پڑھاتے تھے۔ اولاً ان سے اور پھر مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا صالح محمد سے تعلیم حاصل کی۔ تکمیل علوم کے لیے الشیخ عبدالحق محدث رحمہ اللہ الہاشمی کی خدمت میں احمد پور شرقیہ حاضر ہوئے اور قرآن پاک و کتب احادیث کا درس لیا۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ملتانی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور لاہور میں مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے دروس قرآن سے بھی استفادہ کیا۔ تکمیل علوم کے بعد شجاع آباد میں جامع مسجد اہل حدیث میں فرائض خطابت و امامت سرانجام دیتے رہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی جلالپور آمد سے پہلے ایک ماہ اور کچھ دن دارالحدیث محمدیہ میں بھی فرائض تدریس سرانجام دیے۔

چودہ سال ڈیرہ غازی خان بلاک نمبر 15 جامع مسجد اہل حدیث میں وعظ و ارشاد کی محفل کو رونق بخشی۔ وہ کلمۂ حق کہنے میں بے باک تھے۔ جامع مسجد کے متولی کے بیٹے نے سینما ہال کی تعمیر شروع کی تو خطبات جمعہ میں زوردار طریقے سے اس فعل شنیع کا رد کیا۔ متولی مسجد نے ایسے مواعظ حسنہ سے باز رہنے کی تلقین کی تو مولانا فرائض خطابت و امامت سے استعفا دے کر واپس شجاع آباد آگئے اور اپنے انداز سے کتاب و سنت کی ترویج و تعلیم میں لگے رہے۔

مولانا کے وعظ میں بہت تاثیر تھی کہ دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی باتیں دلوں میں اتر جایا کرتی ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وعظ وارشاد کی محافل سے علاقے کی ایک کثیر تعداد مستفید ہوتی رہی۔حق بات کہنے میں لا یخاف لومۃ لائم کے مصداق تھے۔علاقہ میں مروجہ نکاح بٹہ کی سختی سے تردید کرتے کیونکہ یہ عورتوں کا ادلہ بدلہ گھر کو تباہ و برباد کرنے کا باعث بنتا ہے،لہٰذا دین رحمت اسے کس طرح منظور و قبول کرسکتا ہے۔

قتل انبیاء کے مسئلہ میں بھی وہ عام علماء سے منفرد نظریہ رکھتے تھے اور دلائل تقریباً وہی ارشاد فرمایا کرتے جو شیخ مکرم رحمہ اللہ کے نظریات میں ہم نے ذکر کیے ہیں۔ڈیرہ غازی خان کے ایک جلسے میں جماعت کے ایک معروف اور پسندیدہ نعت گو شاعر ''صمصام'' نے اپنے مخصوص انداز میں حضرت ایوب علیہ السلام کے تذکرے میں کیڑوں کے ان کے جسم اطہر کو کھانے کا تذکرہ کر دیا۔مولانا فوراً سٹیج پر آئے اور ''صمصام'' سے معذرت کے ساتھ بڑی تفصیل سے واضح کیا کہ یہ بات لوگوں میں معروف ہے مگر کتاب وسنت میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔بالا جمال قرآن مقدس نے ان کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے وہی امت کی راہنمائی کے لیے کافی ہے،اس لئے اسرائیلیات بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

وقتاً فوقتاً وعظ وتقریر کے لیے شیخوپورہ،فیروز وٹواں،موڑ کھنڈا،نبی پور پیراں اور ارد گرد کے علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے۔وہاں ان کے احباب اور ملنے والوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔گھریلو ضروریات میں خود کام کرنا اور افراد خانہ کے ساتھ مل کر ان کا ہاتھ بٹانا معیوب نہیں سمجھتے تھے کہ یہی ان کے مقتدٰی و پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق زندگی تھا۔

دو شادیاں کیں،پہلی سے اولاد نہیں ہوئی،دوسری سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔بیٹی ان کی زندگی ہی میں وفات پاگئی۔مولانا خوش خوراک اور خوش لباس تھے،سر پر کلاہ پگڑی زیب تن کرتے تھے کہ یہی ان دنوں اشراف کا لباس تھا۔راقم الحروف کو متعدد بار زیارت کا موقع ملا،ان کے فرمودات بھی سنے،دھیمے اور مؤثر انداز میں گفتگو فرماتے تھے۔طبیعت میں بچپن اور مابعد کے طبعی عوامل کے زیرِ اثر تیزی تھی مگر علم وفضل کے رسوخ نے اس کو خوبی میں بدل دیا تھا۔جب بھی ان سے ملنے کا موقع ملا،دارالحدیث کے حوالے سے مسرت وانبساط کا اظہار فرمایا اور شیخ مکرم رحمہ اللہ کے بارے میں ضرور پوچھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شجاع آباد میں کسی بڑی علمی تربیت گاہ کے نہ ہونے پر افسوس کا اظہار کیا اور اپنے قریبی ساتھیوں کی بے ہمتی، بے رغبتی اور عدم دلچسپی کے شاکی رہے جبکہ احباب جماعت جلالپور کی خوش نصیبی کی تعریف کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ''دارالحدیث'' کی صورت میں ایک نعمت عظیمہ سے نوازا ہے''وذالك فضل الله يوتيه من يشاء'' شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی قرابت داری بھی تھی کہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی دوسری بیوی کے خاندان کے مولانا کے خاندان سے رشتے ناتے تھے۔

اس دور کے افاضل میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ، مولانا ظفر علی خان اور مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کے مداح تھے۔ اسی مناسبت سے ان کے نظریات میں انگریز دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اس کا اظہار بھی ہوتا ہوگا۔ اسی شہر میں احرار کے ایک جید لیڈر مولانا قاضی احسان احمد رحمہ اللہ بھی تھے۔ کبھی نہیں سنا گیا کہ ان کے مابین کبھی کوئی ٹکراؤ ہوا ہو۔

مولانا مرحوم رحمہ اللہ تقلید جامد کے منکر تھے اور قرآن پاک وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کے داعی و عامل تھے اور فہم قرآن وسنت میں فہم سلف صالحین (صحابہ و تابعین) ہی کو معتبر گردانتے تھے۔ اسی روش نے بعض ابنائے وقت کو ان کا مخالف بنا دیا جس کے نتیجے میں وہ بسا اوقات ''اہل حدیث'' پر کرم فرمائیاں کر دیتے تھے۔ مگر مولانا اپنے انداز سے اصلاح کی کوشش کرتے اور ان واعظین و مقررین کو دعوت دیتے جو کتاب وسنت کی روشنی میں اصلاحی انداز میں اپنا نظریہ بیان کر سکیں۔

شیخ مکرم رحمہ اللہ کے مواعظ حسنہ وقتاً فوقتاً شجاع آباد کی جامع مسجد اہل حدیث میں ہوا کرتے تھے اور راقم الحروف نے بھی وہاں خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر اللہ کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تبلیغ میں حصہ لیا ہے۔ وھو الموفق۔ مولانا نے مئی 1989ء میں وفات پائی۔ رحمه الله رحمة واسعة

**محدث جلالپوری رحمہ اللہ:** یہ کتاب محدث جلالپوری کے سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ آپ نے دارالحدیث محمدیہ میں 1934ء سے پڑھانا شروع کیا اور ایک سال کے وقفہ کے ساتھ تادم وفات اسی ادارہ میں فرائض تدریس و تعلیم و تربیت سرانجام دیے۔ ایک سال جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں رہے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے اصرار پر ایک سال کے لیے وہاں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور علماء کی ایک بہت بڑی تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ مولانا عبدالستار حسن حفظہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(شیخ الحدیث معہد الشریعہ والصناعہ کوٹ ادو) لکھتے ہیں:

''مولانا کی جامعہ سلفیہ میں تشریف آوری جامعہ کے لئے ایک اعزاز تھا۔ جامعہ میں مسند حدیث پر آپ کا فائز ہونا اس طرح محسوس ہوتا تھا جیسے آپ کا اصل منصب یہی ہے جس پر آپ رونق افروز ہو گئے۔ آپ جامعہ سلفیہ کے مہمان خانہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ کا کمرہ علماء، طلباء اور جماعتی حلقوں کی اہم شخصیات کی آمد ورفت کی آماجگاہ بن گیا اور یہ سلسلہ پورا سال قائم رہا، مولانا ہر ایک سے خندہ پیشانی اور سرور وانبساط سے پیش آتے۔ مولانا صاحب نے جامعہ سلفیہ میں نہایت مشغول ایام گزارے، آپ اگرچہ جامعہ میں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے تھے' سال کا گزر جانا معمولی بات تھی' تاہم آپ نے ایک ذمہ دار اور مسؤل کی حیثیت میں پورا سال بسر کیا۔ عام روش کہ درس حدیث دیا اور آرام کیا، پر اکتفا نہ کیا بلکہ جامعہ کی تمام تعلیمی، تنظیمی اور تربیتی سرگرمیوں میں بھرپور علمی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ نمازوں کی امامت خود فرماتے اور اس میں باقاعدگی فرماتے، طلبہ کی نمازوں میں حاضری پر خوب نظر رکھتے، اگر کبھی تساہل پاتے تو اسے کسی صورت گوارا نہ کرتے۔ ایسے رعب دار انداز سے تلقین کرتے کہ طلبہ مستعد ہو جائیں۔ طلبہ کی اخلاقیات پر گہری نظر رکھتے اور گاہے بگاہے تربیتی نقطۂ نظر سے خطاب فرماتے، طلبہ پر اس کا گہرا اثر ہوتا تھا۔''

کبھی کبھی سرزنش کے انداز میں گرجدار آواز اور دبدبے سے تلقین کرتے تو ہر شخص متأثر ہو جاتا اور اپنی کمی وکمزوری کا احساس کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرتا۔ طلباء میں ان کا احترام پائے جانے کے ساتھ ساتھ ان سے مرعوبیت اور ڈر بھی رہتا، ان کی خدمت میں کسی طالب علم کی پیشی اس کے لیے ندامت اور شرمندگی کا باعث بنتی۔

مولانا رحمہ اللہ نہایت رقیق القلب انسان بھی تھے۔ اپنے ہاتھ سے نہ سزا دے سکتے، نہ کسی کو سزا پاتے دیکھ سکتے تھے۔ اس کے باوجود رعب اور دبدبہ چھایا ہوا تھا۔ درس وتدریس میں رقت آمیز مناظر بھی دیکھنے میں آئے۔ صحابہ کرام کا تذکرہ کرتے یا فکر انگیز گفتگو فرماتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے اور حاضرین کی اکثریت بھی اشک بار ہو جاتی یوں ایک روح پرور منظر جھلملانے لگتا۔'' صحبت صالح ترا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صالح کنند'' اور ''احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا'' کے مصداق چند ساعات اور لمحات ایسی اجل شخصیت کی رفاقت میں گزر جائیں، یہ تصور ان کی خدمت میں بسر ہونے والے لمحوں کو بہت بڑی سعادت اور غنیمت جاننے کا پیش خیمہ بن جاتا تھا۔ اور ان کی رفاقت اور معیت میں بیٹھنے والے کے لیے علم وعمل کی روشنی پھیلی چلی جاتی تھی۔ اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا تھا:

مری زندگی کا حاصل مرے شوق کا سہارا
وہی لمحہ زندگی کا ترے ساتھ جو گزارا

جامعہ سلفیہ میں یوں مولانا مرحوم کی زندگی علماء وطلبہ کے لئے ایک مثالی نمونے کی حیثیت رکھتی تھی۔ جامعہ سلفیہ میں انہوں نے نہایت مصروف شب وروز گزارے، ہر روز نماز فجر کے بعد درس قرآن کا اہتمام فرماتے۔ سورۃ حجرات سے درس قرآن پاک کا آغاز کیا اور پورے سال میں بہ مشکل یہی سورۃ مکمل کر پائے، ان کے دروس نہایت گراں قدر تھے۔

اساتذہ اور طلباء نے ان کے دروس سے بھرپور استفادہ کیا، تقریباً پورا جامعہ ان کے اس درس میں بڑے اشتیاق سے حاضری دیتا اور اپنے دامنِ سماعت کو دینی اور علمی موتیوں سے بھرتا چلا جاتا۔ جامعہ سلفیہ نے ان کے اس درس کو محفوظ کرنے کا بھی اہتمام کیا تھا۔ عزیزی مولوی منیر احمد قمر جو ان دنوں جامعہ کے سینئر طالب علم تھے اور آج کل سعودی عرب ریاض میں ہیں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ وہ روزانہ درس قرآن ریکارڈ کرتے تھے اور پھر اسے مرتب کر کے اخبار اہل حدیث کے لیے بھیج دیتے تھے۔ ہفت روزہ اہل حدیث باقاعدگی سے قسط وار ان کی اشاعت کرتا رہا، اخبار کی فائلوں سے یہ درس حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ بہر حال جامعہ اور پوری جماعت نے بھرپور استفادہ کیا۔

مولانا مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جامعہ سلفیہ میں مثالی دن گزارے ہیں، میری زندگی کا وہ سنہرا سال تھا جو میں نے جامعہ میں بسر کیا۔ جامعہ کی انتظامیہ انہیں مستقل طور پر رکھنے کی خواہش مند تھی لیکن مولانا مرحوم نے اپنے جذبہ ایثار کے پیش نظر دارالحدیث محمدیہ جلالپور ہی میں پوری زندگی بسر فرمانے کا فیصلہ کیا، جسے انہوں نے عملی جامہ پہنایا، تاہم جامعہ سلفیہ سے وہ ہمیشہ والہانہ محبت کا اظہار فرماتے رہے اور وہاں بسر کردہ ایک سال کو تاریخی اہمیت کا حامل قرار دیتے رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مورخہ 4 نومبر 1995ء کو وفات پائی اور نماز جنازہ ان کے فرزند مولانا پروفیسر محمد یحییٰ نے پڑھائی، قبرستان چاہ خیرے والا میں مدفون ہوئے۔ نور اللہ مرقدہ وسقاہ

**مولانا عبدہ:** مولانا عبدہ رحمہ اللہ 1947ء میں تقسیم ملک کے وقت ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ سیکرٹری انجمن اہل حدیث میاں محمد رمضان کی خواہش تھی کہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے علماء میں سے معاون کی حیثیت میں تدریس کے لئے کوئی عالم مقرر کیا جائے تاکہ تعلیم و تربیت کے کام کو مزید منظم کیا جا سکے۔

پاکستان میں بھارتی علماء کی آمد سے ان کی اس دیرینہ خواہش کی تکمیل کی صورت نکلی، حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کے مشورہ سے وہ مولانا عبدہ کو لانے کے لیے تاندلیاں والا گئے جہاں ہجرت کے بعد مولانا تشریف فرما تھے۔ مولانا موصوف ضلع فیروز پور سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اس طرح مولانا موصوف نے 7 ربیع الثانی 1367ھ مطابق 18 فروری 1948ء کو دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں معاون استاذ کی حیثیت سے پڑھانا شروع کیا۔ مورخہ 25 اگست 1948ء کو مولانا مستعفی ہو گئے، اس سلسلے میں روئیداد انجمن ص: 70 میں یہ عبارت درج ہے:

"حضرت مولانا عبدہ صاحب مدرس دارالحدیث محمدیہ کا استعفا ملا ہے کہ ان کی بجائے کسی اور عالم کو تلاش کیا جائے۔ منظوری دی جائے تاکہ مدرسہ کی تعلیمی حالت کمزور نہ ہو جائے۔ فیصلہ باتفاق رائے منظور ہوا کہ جلدی امدادی عالم تلاش کیا جائے۔"

مولانا محترم رحمہ اللہ کی وفات پر مولانا محمد یوسف تحریر فرماتے ہیں:

"یقیناً احباب جماعت تک یہ جانکاہ خبر پہنچ گئی ہوگی کہ شیخ الشیوخ استاذ الاساتذہ فخر الاماثل بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد عبدہ الفلاح 30 جون 1999ء مطابق 15 ربیع الاوّل 1420ھ بروز بدھ انتقال فرما گئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

"مولانا مرحوم پاک و ہند کے علمی و دینی حلقوں میں معروف شخصیت تھے۔ عرصہ دراز سے علیل تھے۔ پیرانہ سالی اور علالت طبع کے باوجود تحقیق و تالیف کا شغل جاری رکھا جو علم و عمل سے وابستگی اور خدمت دین کا واضح ثبوت ہے، مولانا کی رحلت سے علمی دنیا میں جو خلا واقع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوا اس کی تلافی بظاہر ناممکن نظر آتی ہے۔الا ماشاء اللہ

مولانا مرحوم کی تمام تر توجہ علمی خدمات اور تدریس و تحقیق ہی پر مرکوز رہی ،مولانا مرحوم پاک و ہند کے مختلف دینی مدارس میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے ، دارالحدیث راجووال میں تین سال متواتر دورہ تفسیر کے لیے تشریف لائے۔ایک ہفتہ ٹھہرتے تھے ، پہلے پہر مولانا شیخ الحدیث حافظ عبداللہ بڈھیمالوی (م 1987ء) درس دیتے اور پچھلے پہر مولانا مرحوم درس دیا کرتے تھے۔

''دوران قیام مولانا کی طبیعت و مزاج مین اتنی سادگی دیکھنے میں آئی کہ علماء سلف کا زمانہ یاد آتا تھا۔اسی دوران حضرت نے دو علمی مقالے ''فہم قرآن کے بنیادی اصول'' اور '' تاریخ قرآن'' کے عنوان سے سپرد قلم کیے جو علم و تحقیق کا مرقع تھے' جنھیں دارالحدیث راجووال کی طرف سے شائع کیا گیا۔'' (الاعتصام : 30 جولائی 1999ء )

مولانا عبدہ کی شخصیت جماعت کے اہل علم طبقہ میں معروف ہے۔راقم نے بچپن میں مولانا کو دیکھا تھا' اس کے بعد ان سے ملاقات و زیارت اور استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔رحمہ' اللہ رحمۃ واسعۃ

**مولانا عبدالرحیم عارف رحمانی رحمہ اللہ:** کارکنان انجمن کی جستجو و تلاش جاری رہی اور بالآخر مولانا عارف رحمانی کو لانے کے لئے فضیلۃ الاستاذ المحدث رحمہ اللہ اپنے ایک دیرینہ ساتھی اور مخلص مبلغ جناب غلام رسول قریشی اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ منڈی عارف والا گئے اور مولانا کو جلالپور پیروالا میں تدریس کے لئے متعین کیا۔15 شوال 1367ھ کو مدرسے میں حاضری دی۔

مولانا موصوف دارالحدیث رحمانیہ دہلی سے متخرج تھے اور علوم معقول و منقول میں اونچے مقام پر فائز تھے۔کتاب منطق سلم العلوم پر ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اہم ترین نوٹ راقم نے ملاحظہ کیے ہیں۔کچھ مدت مدرسہ میں تعلیمی فرائض سرانجام دیے۔مورخہ پندرہ شعبان 1368ھ کو اس منصب سے خود ہی علیحدہ ہوگئے اور ذاتی کاروبار شروع کیا۔کچھ مدت دارالحدیث اوکاڑہ میں پڑھاتے رہے' وہیں وفات پائی۔

**مولانا عبدالحمید:** مولانا عبدالحمید ضلع مظفرگڑھ کے قصبہ کدنہ کے باشندے تھے، یہ بستی مجاہدین سرحد کے لئے ایک پناہ گاہ تھی۔حکیم عبدالمجید صاحب جو اس بستی کے رہائشی ہیں اور ، زہد و اخلاص کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دولت سے مالا مال ہیں، ان کا بیان ہے:

''مجاہدین جو انگریز کے خلاف سرحد میں سرگرم عمل تھے' اس بستی میں میاں گل محمد کے پاس ٹھہرتے تھے۔ میاں صاحب نے اپنے ایک کھیت میں ان کے لئے غار نما پناہ گاہ تعمیر کر رکھی تھی جس میں وہ دوران سفر آرام کرتے تھے اور اس علاقے سے حاصل کردہ امداد اپنے مراکز کو پہنچاتے تھے۔''

میاں گل محمد کے نام ایک مکتوب گرامی جو مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے لکھا تھا میرے پاس محفوظ ہے۔ اس میں ایک خواب کی تعبیر تحریر ہے۔ اس تحریر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ میاں گل محمد رحمہ اللہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے مداح تھے۔

مولانا عبدالحمید کدنوی رحمہ اللہ بلوچ قبیلہ کے فرد تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔ بلوغ المرام اور دیگر ابتدائی کتابیں محلہ قدیر آباد ملتان میں مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کے پاس پڑھیں۔ تکمیل علوم کے لئے جلالپور میں حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سند تکمیل حاصل کی۔ شوال 1368ھ سے مدرسہ دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں شعبہ ابتدائی علوم میں مدرس کی حیثیت سے تعیناتی ہوئی۔ زاہد، عامل، ملنسار اور محبت کرنے والے عالم دین تھے۔ بیمار طلباء کے علاج و معالجہ کے لیے ذاتی طور پر بھاگ دوڑ کرتے۔ ملتان دارالحدیث کے ایک سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے جانے والے طلباء جلال پور سے پیدل سفر کر رہے تھے، تاکہ شجاع آباد سے گاڑی میں سوار ہو کر ملتان پہنچیں۔ راستہ میں کئی بچے تھک گئے تو مولانا نے انہیں اپنے کندھے پر بٹھایا اور سفر جاری رکھا۔

وہاڑی جھیل پر کپڑے دھونے کے لیے جاتے تو کئی کمزور بچوں کے کپڑے خود دھو دینے میں عار نہ سمجھتے۔ سادہ خوراک کھاتے اور سادہ لباس پہنتے مگر انتہائی صاف ستھرا۔ بالعموم چادر، قمیص اور پگڑی کپاس کے سوت کی دستی بنی ہوئی زیب تن کرتے۔ پاؤں میں تکلیف کی وجہ سے بالعموم چمڑے کے موزے پہنتے تھے۔ مدرسہ کی طرف سے جیسی بھی خوراک مہیا ہوتی کبھی اعتراض نہ کرتے۔ ابتدائی کتب صرف ونحو پوری توجہ سے پڑھاتے تھے، فارسی کتب کی تدریس میں انہیں خصوصی درک تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ سعدی رحمہ اللہ کے کلام سے متاثر تھے، وعظ وتقریر میں فارسی اشعار پڑھنے کی عادت تھی۔ جلالپور سے کسی عذر کی بناء پر استعفا دیا تو مولانا عبدالشکور شاہ اثری کے چک بیریاں والے میں کافی مدت تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ شاہ صاحب سے انہیں خصوصی محبت اور پیار تھا، شاہ صاحب بھی ان کے مزاج اور افتادطبع کے مطابق ان کی خدمت بجالاتے۔ پچاس سال کی عمر کے لگ بھگ تھے کہ سینے کے کسی مرض میں بہت کمزور ہو گئے۔ بالآخر اسی مرض میں وفات پا گئے۔ پسماندگان میں بیوہ اور دو بیٹے جو دارالحدیث محمدیہ سے متخرج ہیں چھوڑ گئے۔ رحمہ اللہ راقم نے ان سے ہدایت النحو اور بلوغ المرام پڑھی تھی، بہت اچھے اور دن رات محنت کرنے والے مشفق استاذ تھے اور تدریس کو ایک عبادت اور مشن کے طور پر اپنائے ہوئے تھے۔

**مولانا عبدالقادر مہند رحمہ اللہ:** مولانا عبدالقادر مہند نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ مہند و گمانی نزد اوچ بہاولپور میں حاصل کی۔ مدرسہ گمانی اوچ کے اساتذہ کے پاس بھی پڑھتے رہے۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری کی ترغیب پر دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیر والا میں داخلہ لیا۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم حدیث کی تکمیل کی۔ قدیم فلسفہ، منطق اور فن نحو میں انہیں خصوصی درک حاصل تھا۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور سے علامہ کی ڈگری حاصل کی اور شوال 1369ھ سے دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں تعلیمی خدمات سرانجام دینے کے لئے مدرس مقرر ہو گئے۔

راقم نے ان سے نحو کی کتاب کافیہ پڑھی، ان دنوں کافیہ کی تدریس میں متن کے مالہ و ماعلیہ کو بڑے اہتمام کے ساتھ مدنظر رکھا جاتا تھا اور اساتذہ اس میدان میں خوب محنت کرتے تھے۔ ہدیۂ سعیدیہ بھی وہ بہت مہارت کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ طلباء کے ساتھ مشفقانہ رویہ رکھتے، عام لوگوں کے ساتھ میل جول بہت کم ہوتا، اکثر وقت مطالعہ اور کتب بینی میں گزرتا۔ اپنے ذوق کے مطابق مختصر سی ذاتی لائبریری بھی قائم کر رکھی تھی۔ دارالحدیث سے خود مورخہ یکم صفر 1371ھ کو استعفیٰ دیا اور علامہ کی ڈگری کی بنیاد پر ضلع بہاولپور کے مختلف سکولوں میں عربی پڑھاتے رہے، پھر رحیم یار خان میں ان کا تقرر ہوا۔ وہاں انہوں نے پہلی مسجد اہل حدیث بنائی، اس میں خطابت شروع کی، اللہ نے ان کی کوششوں میں برکت فرمائی۔ رحیم یار کی جماعت اہل حدیث ان کی کاوشوں سے ایک منظم جماعت ہے اور مسلک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہل حدیث کی خوب توسیع ہوئی ہے، ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہوئے اور وفات پائی۔

اپنی لائبریری کے لئے وصیت کی کہ چونکہ اولاد میں کوئی قابل ذکر فرد اس سے استفادہ کرنے والا نہیں ہے اس لئے یہ کتب دارالحدیث محمدیہ کی لائبریری میں جمع کرا دی جائیں۔ چنانچہ ان کے فرزند اور ایک وارث شخص فتاویٰ ابن تیمیہ 37 اجزاء اور تحفۃ الاحوذی سمیت اہم ترین کتب مدرسہ کی لائبریری میں جمع کرا گئے جو شعبہ تحقیق کی زینت ہیں۔

**مولانا عبداللہ رحمہ اللہ مظفر گڑھی:** مولانا عبداللہ نے ابتدائی تعلیم موضع کلر والی ضلع مظفر گڑھ میں حاصل کی۔ حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ نے اس علاقہ میں وقیع تبلیغی خدمات سرانجام دی ہیں۔ مولانا خلیل الرحمٰن (راؤوالا) کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں ایک اچھی خاصی تعداد عاملین بالحدیث کی تیار ہوئی۔ ان کے بعد مولانا عبدالحق محدث مکی رحمہ اللہ کے مواعظ حسنہ سے پورے علاقے میں تحریک عمل بالحدیث پروان چڑھی۔ پھر اچانک ان کے مکہ مکرمہ تشریف لے جانے کے بعد حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ نے بھرپور کوششوں سے اس علاقے میں جذبہ عمل بالحدیث بیدار کر دیا اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد نے تحصیل علم کے لئے مدرسہ دارالحدیث کا رخ کیا۔ ان میں مولانا عبداللہ بھی تھے (جو کلر والی کے معزز چھجڑا خاندان کے فرزند تھے)۔ وہ تعلیم دین حاصل کرنے جلالپور آئے۔

مولانا نے کچھ مدت صوفی عبداللہ اوڈاں والا کی جامعہ سے بھی کسب فیض کیا اور بالآخر سندِ تکمیل دارالحدیث محمدیہ جلالپور سے حاصل کی اور مدرسہ میں تدریسی خدمات کے لئے منتخب کئے گئے۔ مورخہ 23 ذوالقعدہ 1368ھ سے پڑھانا شروع کیا اور ماہ رمضان 1370ھ تک مدرسہ میں کام کرتے رہے۔

مولانا موصوف سے راقم نے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں۔ پختہ مزاج، کم گو اور اچھے اطوار کے مالک تھے۔ صاف ستھرا لباس پہنتے، ذکر و اذکار اور ادعیہ سے بھی خصوصی لگاؤ تھا۔ مختلف مقامات میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بالآخر راولپنڈی چک بازار کی مسجد اہل حدیث میں زندگی کے آخری لمحوں تک جماعت کی قیادت کی۔ قائدانہ استعداد کے حامل تھے، جماعتی امور میں بہت دلچسپی تھی اور تحریک عمل بالحدیث کے احیاء کے لیے وقیع کام کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جامعہ تعلیم القرآن والحدیث راولپنڈی کے سالانہ امتحانات کے موقع پر ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کا بہت احترام کرتے اور ہمارے ساتھ مشفقانہ برتاؤ فرماتے۔ ایک موقع پر اپنے اس قدیمی شاگرد کو خطبہ جمعہ کے لیے حکم دیا۔ وعظ وتبلیغ میں ان کا ایک مخصوص انداز تھا، جس کی تاثیر مسلمہ تھی، راولپنڈی کے احباب جماعت میں ان کے کردار کو مدتوں سراہا جاتا رہے گا۔ صحت بہت عمدہ رہی، آخری ایام میں سنا ہے کہ فالج کا حملہ ہوا اور سفرِ آخرت پیش آ گیا۔

**محمد رفیق اثری:** راقم الحروف کی پیدائش کا سال غالباً 1937ء ہے' یہ والدہ ماجدہ کے بتائے ہوئے سن کے حساب سے اندازہ ہے۔ (رشیداں والا) گاؤں وہ اولین مقام ہے جہاں کی خاک سے اس احقر کو زندگی کا پیغام ملا۔ یہ گاؤں دھمتان اسٹیشن سے ایک میل دور واقع ہے، جہاں سے دہلی بطرف مشرق بزرگوں کے بقول اسی کو ہے اور ریاست پٹیالہ کی آخری حدود پر واقع ہے' اس سے آگے ضلع حصار کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور ضلعی صدر مقام سنگرور موجودہ صوبہ ہریانہ میں ہے جس کا دارالحکومت چندی گڑھ ہے۔

1947ء میں خاندان کے ساتھ ہجرت کی اور اولاً ''پِیپَلتھا''، جو چک سے چھ میل دور مشرق کی طرف مسلمانوں کا قصبہ تھا، کی طرف گئے۔ عیدالاضحیٰ کے دوسرے دن وہاں سے قافلہ چلا جس کی نگرانی ہندو ملٹری کر رہی تھی، کوئی گھریلو سامان نہیں اٹھا سکے۔ معمولی خورونوش کا سامان ساتھ لیا اور چل پڑے، پندرہ دن کے پیدل سفر کے بعد قافلہ سلیمانکی ہیڈ سے پاکستان میں داخل ہوا اور ارض پاک میں آ کر پورے قافلے نے اطمینان کی سانس لی۔ وہاں سے لوگ مختلف سمتوں میں بکھر گئے، جس نے جدھر منہ اٹھایا' ادھر ہی چلا گیا۔ عجب افراتفری کا دور تھا۔

سردی کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ ایک ماہ ملتان میں ایک سڑک کے کنارے محلّہ قدیر آباد کے قریب پڑے رہے۔ ایک ماہ لودھراں اسٹیشن پر ڈیرہ رہا، پھر خانیوال اور ملتان آ گئے۔ وہاں سے پتہ چلا کہ گاؤں کے کچھ افراد جلالپور پہنچ چکے ہیں، لہٰذا سردی کا موسم گزارنے ادھر آ گئے اور سوچا کہ تسلی کے ساتھ کوئی معقول جگہ تلاش کریں گے' جہاں حلال روزی ومعاش کی جستجو کی جا سکے۔ مگر اس علاقے کی کشش اور تقدیر کے فیصلہ نے کہیں جانے نہیں دیا۔ اچھی طرح یاد ہے کہ سفری پریشانی اور حالات کی ابتری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں بھی بزرگوں نے اپنی کمزوریوں کو کسی کے آگے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

سیکرٹری محمد رمضان نے مجھے بتایا کہ میں آپ کی برادری کے بعض افراد سے ملا اور انھیں زکوٰۃ دینے کی کوشش کی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر زکوٰۃ واپس کر دی کہ ابھی ہم کما کر کھا سکتے ہیں، زکوٰۃ نہیں لیں گے اور نہ بچوں کو اس کا عادی بنائیں گے۔

والد صاحب میاں قائم الدین رحمہ اللہ ہندوستان ہی میں مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ سے علم دین حاصل کر چکے تھے اور عمل بالحدیث کے جذبے سے سرشار تھے۔ اس بارے میں ان کے دوست اور چچا زاد بھائی میاں عبدالسبحان رحمہ اللہ بھی وقیع معلومات رکھتے تھے۔ انھوں نے مجھے اور بڑے بھائی محمد سلیم کو حافظ حکیم نور محمد کی خدمت میں قرآن پاک پڑھنے کے لیے بھیجا۔ چند ماہ ان کے پاس پڑھتے رہے اور جب والد صاحب کو پتہ چلا کہ اس قصبہ میں جماعت کی مسجد اور مدرسہ بھی ہے تو ان کی خوشی دیدنی تھی۔

ہمیں دارالحدیث کے شعبہ تعلیم القرآن میں داخل کرادیا گیا۔ جناب مولوی خوشی محمد کے پاس قرآن پاک مکمل کیا تو فارسی کتب پڑھنے لودھراں کے قریب براتیوالا میں مدرسہ سبل السلام میں داخل ہو گئے۔ ہمارے گاؤں کے پندرہ کے قریب لڑکے اس مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ گلستان، بوستان اور پرائمری کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد قرآن و حدیث اور علوم کی تعلیم کے لیے دارالحدیث محمدیہ میں داخل ہوئے۔ بڑے بھائی محمد سلیم نے مسلم شریف اور متعلقہ علوم پڑھ کر سلسلۂ تعلیم ختم کر دیا اور گھریلو کاموں میں مصروف ہو گئے۔

راقم نے 1956ء میں سند فراغ حاصل کی اور مولوی فاضل کا امتحان چند ماہ کی تیاری کے بعد اچھے نمبروں میں پاس کیا۔ یکم شوال 1375ھ سے اسی مدرسہ میں تدریسی خدمات کے لیے پابند کر دیا۔ تعلیمی ایام میں سالانہ چھٹیوں کے موقع پر چند سال لاہور بھی جاتا رہا، جہاں مدرسہ تقویۃ الاسلام میں مولانا شریف اللہ خان صاحب سے الشمس البازغہ، سلم العلوم اور مسلم الثبوت کا درس لیا، جبکہ یہ کتابیں فضیلۃ الاستاذ العالی کے پاس بھی پڑھ چکا تھا۔ انداز تدریس چونکہ جداگانہ تھا اسلئے راقم کو اس سے تدریس کے مختلف اسالیب سمجھنے میں خوب مدد ملی۔

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی راہ نمائی اور بعض عقائد کی کتابوں کی تدریس سے جو اس احقر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو فائدہ پہنچا' اس کا اجر عظیم اللہ رب کریم ان کو ضرور عطا فرمائے گا۔ مولانا ہر سال سالانہ امتحانات کے موقع پر جلالپور تشریف لایا کرتے تھے۔ طلباء، اساتذہ اور منتظمین کے لئے ان کے مشورے بہت وقیع ہوتے۔ راقم نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔ مولانا نے اپنے اساتذۂ کرام سے حاصل کردہ اجازۃ الروایۃ کی اجازت راقم کو بھی عطا فرمائی۔ جزاہ اللہ

ابتدا ہی سے لکھنے پڑھنے کی طرف طبیعت کا میلان رہا ہے، وقتاً فوقتاً بعض رسائل کی تالیف ہوئی۔ مثلاً "جہاد اور ہمارے فرائض"، "اہل حدیث کون؟"، "ترجمہ ہدایت الناسک"، "ترجمہ اردو تبیان الادلة"، "التعليقات على المقاصد المهمه من الالفية"، "تعليق اسبال المطر على قصب السكر"، "ترجمہ اردو خطبہ حجۃ الوداع"، "فضائل ومسائل رمضان المبارک"، "ترجمہ السيف المسلول"، "مسائل قربانی"، "نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ"، "جنازہ پڑھنے کا طریقہ"، "فقاہت ابی هريرة رضی اللہ عنہ" اور "مقام معاویہ رضی اللہ عنہ" ہیں۔ یہ رسائل متعدد بار شائع ہو چکے ہیں۔

نیز مؤطا امام مالک کے حواشی بنام ضوء السالك چھپ چکے ہیں اور مشکوٰۃ المصابیح کی تعلیقات بنام التعليق النجيح على مشكوٰة المصابيح ابھی غیر مطبوع ہے۔ نیز ترجمہ اردو منهاج المسلم بھی متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجالس وعظ میں بھی گاہے گاہے شرکت کی جاتی ہے مگر یہ ملحوظ رکھتے ہوئے کہ تدریسی فرائض میں کمی نہ آئے۔ ابتداءً بعض تقریری وتحریری مناظرہ ومباحثہ کی طرف بھی دلچسپی رہی۔ اہل کشمیر کی آزادی کے لئے وقتاً فوقتاً عوام کو باشعور رکھنے کی غرض سے جب بھی شہر میں جلوس نکالے گئے جماعت اہل حدیث کی نمائندگی راقم نے کی۔

مورخہ 20 جون 1974ء کو شہر میں تمام دینی، سیاسی اور کاروباری تنظیموں کا ایک اجتماع مسجد نقشبندیہ میں ہوا جس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی اور انتخاب ہوا۔ راقم الحروف صدر مجلس عمل اور خواجہ قاری ارشاد احمد جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس تنظیم نے لوگوں میں عقیدہ ختم نبوت کو راسخ کرنے کے لیے خوب کام کیا۔

**انجمن شہریان کی تأسیس میں دلچسپی:** یہ تنظیم شہریان جلال پور کی خدمت کے جذبے سے قائم کی گئی تھی۔ اس کا بنیادی محرک یہ تھا کہ اس علاقہ اور شہر کی خدمت کے اہم اداروں پر دیوان غلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عباس بخاری اوران کی پارٹی کا مدتوں سے قبضہ تھا جبکہ شہر کی کوئی بھی ضروری خدمت سرانجام نہیں دی جاتی تھی۔معاشی ادارے مستحکم بنانے کی سعی کبھی نہیں کی گئی تھی۔تعلیمی اداروں کی حالت ناگفتہ بہ تھی اور صحت عامہ کے لیے ہسپتال کی کارکردگی صفر تھی۔امن عامہ کی صورت بھی مخدوش رہتی تھی ، اس کے ساتھ ساتھ شہر کی صفائی اور بنیادی سہولتیں بھی عوام کو دست یاب نہیں تھیں۔

اس وقت سیاسی تنظیموں میں سوائے جماعت اسلامی کے کوئی مؤثر تنظیم موجود نہیں تھی جو عوامی حقوق کے لیے زوردار آواز بلند کرسکتی۔جماعت اسلامی میں بھی صرف چند افراد تھے جو پروپیگنڈا کر سکتے تھے مگر عوامی طاقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے غیر مؤثر تھے۔البتہ فقہی مکاتب کے اکابرین کی حیثیت مسلمہ تھی۔حافظ فتح محمد کی مسجد میں شیعہ کے سوا شہر کے تمام اہم افراد جمع ہوئے اور فیصلہ کیا گیا کہ دیوان غلام عباس اوران کی بے اعتدالیوں کے خلاف اورعوام کے بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لیے شہر کی ایک ایسی غیر سیاسی تنظیم بنائی جائے جس کا مقصد مذہبی اختلافات سے قطع نظر جملہ اہلِ علاقہ کی ہمہ جہتی خدمت ہو۔قاری محمد یعقوب صدر اور خواجہ ارشاد احمد سیکرٹری منتخب ہوئے۔اراکین عاملہ میں اہم افراد یہ تھے، پیر ضیاء الدین ،محمد رفیق اثری ، چوہدری چراغ الدین ، حاجی نذیر احمد ، حاجی لعل دین ، صوفی قادر بخش ،عبدالرزاق ،محمد یاسین ،مولانا حسین احمد ، حافظ غلام نبی ،خواجہ محمد حسن وغیرہ۔

اس تنظیم نے کئی سال نہایت اہم کام سرانجام دیے۔کئی ناجائز سیاسی ماخوذین کی اخلاقی وقانونی امداد کی ، باہمی تنازعات کے تصفیے کرائے ،شہر میں صفائی کے انتظام کی درستی کے لئے جدوجہد کی اور عملۂ بلدیہ کو درست رخ پر ڈالا۔تحصیل وتھانہ میں کوشش کی کہ لوگوں پر زیادتی نہ ہو۔ناجائز محصول کی وصولی کے خلاف جدوجہد کی۔چند سال بعد یہ تنظیم اختلافات کا شکار ہوکر ختم ہوگئی۔باہمی مقدمات اور تنازعات کے تصفیے کی ذمہ داری راقم پر ڈالی جاتی رہی جبکہ دوسرے ساتھی معاونین ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں کئی ایک اہم فیصلے راقم نے لکھے اورحق داروں کو حق دلانے کے لیے مخلصانہ جدوجہد کی۔فللہ الحمد .

انداز تدریس اپنے استاذ فضیلۃ الشیخ سلطان محمود رحمہ اللہ سے سیکھا۔مدرسہ کے ابتدائی برسوں میں تدریس کے لیے سرائیکی زبان کو اختیار کیا گیا تھا۔اس لیے راقم نے پوری تعلیم سرائیکی زبان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاصل کی اور تدریس کے ابتدائی سال سرائیکی ہی میں بچوں کو کتابیں پڑھائیں۔ راقم کے مشورے پر حضرت الاستاذ العالی نے اردو زبان میں تدریس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ تقریباً پورے کورس کی کتب کی تدریس متعدد بار ہو چکی ہے۔

یہ عادت تو ابتدا ہی سے تھی کہ جونئی کتاب سامنے آجائے اسے پڑھنا ہے۔ حسن اتفاق سے اچھی کتابیں بھی ملتی رہیں اور مطالعہ کا شوق بھی مدتوں رہا۔ دوران تعلیم محترم نسیم حجازی کے ناول بھی پڑھے، شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ کی کتب کے مطالعہ کا شوق بھی مدتوں رہا۔ مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی کی اردو کتب زیر مطالعہ رہیں اور شورش کاشمیری کا رسالہ چٹان بھی پڑھنے کو ملا۔ مذہبی رسالوں میں اعتصام اور اہل حدیث کا ابتدا ہی سے خریدار ہوں اور جماعتی احوال جاننے کے لیے ایک نظر دیکھنا لازم سمجھتا ہوں۔

کتب احادیث کے مطالعہ میں فتح الباری، تحفۃ الاحوذی، عون المعبود، عمدۃ القاری، مرقاۃ المصابیح، المرعاۃ، شرح النووی، السندی، التعلیقات السلفیہ، بذل المجھود کو مفید پایا جن سے محدثین کے اسلوب کے مطابق حدیث فہمی کا ذوق بیدار ہوتا ہے۔

راقم نے پوری کتاب الضعفاء للعقیلی اپنے ہاتھ سے نقل کی تھی۔ اس میں یہ جذبہ کارفرما تھا کہ اہم کتاب میرے پاس ہونی چاہیے۔ اس وقت یہ کتاب غیر مطبوع تھی۔ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ مدینہ منورہ کے ایک ناشر ''النمنکانی'' کو فضیلۃ الاستاذ المحدث مولانا عطاء اللہ بھوجیانی نے مرحمت کر دیا تھا' ان کا ارادہ اسے طبع کرانے کا تھا مگر چند ماہ بعد وہ وفات پا گئے۔ دیگر چھوٹی کتب بھی اپنے قلم سے نقل کیں جو راقم کے پاس محفوظ ہیں۔ حضرت الاستاذ العالی کی وفات کے بعد ان کے علمی ورثہ کی حفاظت اور نگرانی راقم کے سپرد ہے، حتی المقدور اسے نباہنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں، واللہ ولی التوفیق۔

شیخ محترم ابتدا میں فتاویٰ املاء کرایا کرتے تھے۔ غالباً 1970ء کے بعد سے شیخ محترم کا معمول یہ ہو گیا کہ جو مسئلہ پیش ہوتا، راقم کے سپرد کر دیتے، جواب تحریر کر کے پیش کرتا تو اسے پڑھ کر دستخط فرما دیتے۔ بعض اوقات یہ خدمت دوسرے تلامذہ کے سپرد بھی کر دیتے تھے۔ دو مواقع یاد ہیں کہ دوبارہ لکھنے کو فرمایا۔ راقم نے ان فتاویٰ کو محفوظ رکھا ہے۔ عادت یہ تھی کہ رف تحریر اپنے پاس رکھ لیتا اور صاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خوش خط تحریر کر کے مستفتی کے حوالے کرتا۔اب مولانا محمد افضل اثری کے سپرد یہ کام کیا ہے کہ وہ اسے منقح ومنزہ کر کے قابل اشاعت بنائیں۔ وھوالموفق۔

شہر جلالپور میں قیام رمضان کے لیے حفاظ باہر سے بلانے پڑتے تھے۔شیخ محترم رحمہ اللہ اور صدر انجمن اہل حدیث کو اس طرف توجہ دلائی تو رحمانی مسجد اہل حدیث شعبہ ناظرہ کے ساتھ شعبہ تحفیظ کا اجراء ہوا جو بحمد للہ کئی سالوں سے کامیابی کے ساتھ جاری ہے اور پورے علاقہ کے لئے حفاظ کی ایک جماعت تیار ہو چکی ہے' جنہوں نے آگے متعدد مواقع ومواضع میں شعبہ ہائے تحفیظ شروع کر دیئے ہیں۔اب یہ شعبہ شہر کے بیرونی حصہ میں عیدگاہ اہل حدیث میں کام کرتا ہے۔شہر جلال پور میں لڑکیوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے جماعت کی طرف سے کوئی انتظام نہیں تھا، بعض مستورات گھروں میں اپنے طور پر جزوی خدمات سرانجام دے رہی تھیں اور وہ بھی ناظرہ قرآن کی تعلیم کی حد تک جبکہ اکثر اوقات تلفظ تک درست نہیں ہوتا تھا۔البتہ شیخ محترم کی پہلی اور دوسری اہلیہ نے مستورات کی ایک جماعت کو سرائیکی میں ترجمۂ قرآن پڑھایا تھا۔

اسلامیہ گرلز مڈل سکول محلّہ خواجگان کے نام سے لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کئی سال سے جاری ہے جس میں سرکاری نصاب کے ساتھ ساتھ قرآن پاک ناظرہ مع ترجمہ کی تعلیم کا بھی انتظام ہے' جبکہ شعبہ علوم للبنات بھی اس مدرسے کی ایک شاخ کے طور پر جاری کیا گیا ہے۔اس میں ترجمہ ومعانی قرآن پاک، نخبۃ الاحادیث ،صرف ونحو، بلوغ المرام پڑھائی جاتی ہیں۔اب باقاعدہ نصاب ''الثانویہ العامۃ والخاصہ'' پڑھانے کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔واللہ ہوالموفق۔

**ضروری تصحیح:** کاروان سلف میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ راقم نے ''جامعہ محمدیہ اوکاڑہ'' میں ایک سال فریضہ تدریس سرانجام دیا ہے' یہ درست نہیں ہے۔ میں وہاں کبھی مدرس مقرر نہیں ہوا۔1956ء سے آج تک مادر علمی ہی میں اس خدمت پر مامور ہوں۔

**مولانا اللہ یار:** مولانا اللہ یار 1372ھ میں دارالحدیث سے فارغ التحصیل ہوئے اور اپنی مادر علمی میں تدریسی خدمات سرانجام دینی شروع کیں۔قرآن پاک کے معانی پر گہری نظر اور صرفی ونحوی مباحث پر عبور رکھتے ہیں۔متواتر کئی سال سے تفسیری ترجمہ معانی القرآن الکریم انھی کے ذمہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلباء میں ہر دلعزیز ہیں۔ نرم طبیعت و منکسر المزاج ہیں عوام میں اپنی افتادِ طبع کی وجہ سے مقبول و محمود ہیں۔ اساتذہ کا انتہائی ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ فضیلۃ الاستاذ العالی رحمہ اللہ کے ساتھ عقیدت محمودہ کے حامل ہیں، درسیات پڑھانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور پورے مطالعے اور انہماک سے پڑھانا ان کا شیوہ ہے۔

تحصیل لودھراں کے قریب براتیوالہ ایک قدیمی بستی ہے جہاں مدتوں سے جماعت اہل حدیث کے افراد کتاب و سنت کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہیں۔ بلوچ برادری سے تعلق رکھنے والے ایک نیک سرشت بزرگ ''اللہ رکھا'' جمعہ پڑھنے کے لیے اس بستی میں آتے تھے۔ آپ مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ، مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ، مولانا عبدالحق مستوئی رحمہ اللہ اور مولانا محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے مواعظ حسنہ سنتے رہے۔ ذہن رسا پایا تھا، نیکی اور زہد کی طرف طبیعت مائل تھی۔ رواجی مذہب کو ترک کیا اور مسلک عمل بالحدیث سے پختہ تعلق قائم کیا۔ سرائیکی میں زہد و سلوک پر بہت اچھے شعر کہتے تھے، فکر آخرت پیدا کرنے میں ان کے اشعار کا اپنا رنگ تھا۔ مورخہ 18 ذوالقعدہ 1418ھ کو وفات پائی۔

سوز و گداز اور محبت بھرے لہجے میں علمائے اہل حدیث سے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سنتے تو دل میں شوق اٹھتا کہ میرے بچے بھی اسی طرح اللہ کے دین کے مبلغ بنیں۔ اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور اپنے بیٹے اللہ یار اور چھوٹے بیٹے محمد یار کو دینی علوم حاصل کرنے کے لیے وقف کر دیا جبکہ معاشی طور پر ان کی پوزیشن انتہائی کمزور تھی، چند بیگھے ایک زمیندار کے رقبہ کی بٹائی پر کاشت کرتے، بیلوں کے ساتھ کنوئیں سے پانی کشید کرتے اور اپنے زیر کاشت زمین کو سیراب کرتے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ محنت کی حلال روزی سے دو وقت کی روٹی اور لباس کا انتظام فرما دیتا تھا۔ مولانا اللہ یار نے ابتدائی تعلیم براتیوالا کے مدرسہ سبل السلام میں حاصل کی اور مزید تحصیل علوم کے لئے جلال پور کا رخ کیا اور 1957ء میں پہلی جماعت میں داخلہ لیا تو راقم کے پاس صرف و نحو اور دیگر متداول کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ تقریباً پورا کورس آٹھ سالہ راقم کے پاس پڑھتے رہے۔ صحیح بخاری، جامع ترمذی، توضیح و تلویح، شرح عقائد للنسفی اور دیوان متنبّی حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے پاس پڑھیں۔

دورانِ تعلیم ایک مثالی طالب علم تھے، ذکر و فکر کی عادت ابتدا ہی سے تھی۔ اساتذہ کا احترام و ادب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملحوظ رکھنا انکا شیوہ تھا۔ منکرات وفواحش سے اجتناب طبیعت کا حصہ تھا۔ اوقات تدریس میں اساتذہ کے سامنے تحصیل میں مشغول ہوتے تو دوسرے اوقات میں اگلے دن کی تیاری کے لئے مطالعہ کتب جاری رکھتے۔ فارغ التحصیل ہوئے تو فضیلۃ الاستاذ محدث جلالپوری رحمہ اللہ نے اپنے مدرسہ ہی میں تعلیم و تربیت کے لئے متعین فرمالیا اور لگاتار اب تک اسی شغل میں مصروف ہیں۔ ہر قسم کے گرم وسرد حالات آتے رہے مگر ادارے کے ساتھ وابستگی میں تزلزل نہیں آنے دیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اولاد نرینہ و مادینہ سے نوازا ہے۔ چھوٹے بچوں کے علاوہ دو بڑے بچے اپنے اپنے مشاغل میں مشغول ہیں۔ یوفقه الله و ایانا لمایحب ویرضاه .

**مولانا سید محمد قاسم:** مولانا سید محمد قاسم نے سکول سے آٹھ کلاسیں پاس کر کے دارالحدیث محمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1955ء میں سند فراغ حاصل کی اور اگلے سال دارالحدیث محمدیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ راقم نے سنن ابن ماجہ انھی سے پڑھی۔ انتہائی محنت اور توجہ کے ساتھ درسی کتب پڑھانے میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ تقریباً سب ہی کتبِ صحاحِ ستہ شیخ مکرم رحمہ اللہ پر قرأت وسماع کیں۔ علمی متانت، شخصی وجاہت اور زہد وتقویٰ میں بفضلہٖ تعالیٰ اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔ بوجوہ مدرسہ سے مستعفی ہوئے تو مختلف مدارس ومعاہد میں تدریسی فرائض انجام دیے اور اب دارالحدیث محمدیہ لودھراں میں علم وعرفان پھیلانے میں مصروف ہیں۔ جزاہ اللہ ووفقہ۔

**مولانا عبدالرشید:** مولانا عبدالرشید سن 1394ھ مطابق 1974ء تا شعبان 1401ھ مطابق جون 1981ء دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں زیر تعلیم رہے، یہیں سے سند تکمیل حاصل کی اور مدرس کی حیثیت میں تعیناتی ہوئی۔ شیخ محترم رحمہ اللہ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور مرقاۃ فی المنطق درساً پڑھیں۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کے اس مقولے پر عمل کیا کہ دینی اور تبلیغی کام ایک جگہ بیٹھ کر کیا جائے تو بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ احمد پور شرقیہ کے علاقے میں بستی ''ملکانی'' کے رہائشی ہیں۔

**مولانا عبدالحمید:** مولانا عبدالحمید شوال 1402ھ مطابق 1982ء میں دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں میاں باغ علی داراب پور کی کوششوں کے نتیجے میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخل ہوئے۔ 1410ھ مطابق 1990ء میں سند فراغ حاصل کی تو شیخ محترم رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ دارالحدیث محمدیہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تدریسی خدمت کے لئے وقف ہو جاؤ۔شوال 1411ھ سے تاحال اسی منصب پر کام کر رہے ہیں اور بقول ان کے شیخ محترم رحمہ اللہ کے اس فرمان پر عمل کر رہے ہیں کہ عبدالحمید وقت کی قدر کرو کیونکہ یہ اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس ، الصحة و الفراغ. (الحدیث)

**مولانا حافظ انس:** حافظ انس شوال 1407ھ مطابق 1987ء سے دارالحدیث میں مدرس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔جلالپور سے تین میل دور دیہات کے رہائشی ہیں۔شوال 1399ھ تا شعبان 1407ھ تک دارالحدیث محمدیہ میں زیر تعلیم رہے۔اساتذہ گرامی قدر سے استفادہ کیا۔شیخ محترم رحمہ اللہ سے صحیح بخاری، جامع ترمذی اور شرح جامی پڑھیں۔سادہ مزاج، کم گو اور علوم وفنون کی تحصیل میں محنت کرنے والے استاذ ہیں۔شیخ محترم رحمہ اللہ نے اپنے مدرسہ میں تدریس کے لئے ان کا انتخاب کیا اور یہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

**مولانا رب نواز دین پوری:** مولانا رب نواز کئی سال دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں پڑھاتے رہے جبکہ تعلیم بھی اسی مدرسے سے حاصل کی۔بوجوہ مستعفی ہوگئے اور معاشی سلسلے میں سعودیہ چلے گئے۔جلالپور کے قریب بستی دین پور کے رہائشی ہیں۔

**مولانا اسامہ عتیق:** مولانا اسامہ عتیق دارالحدیث محمدیہ میں 1995ء سے تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ابتدائی تعلیم اردو، عربی دارالحدیث محمدیہ ہی میں حاصل کی۔نصابی کتب کی تعلیم کا آغاز شوال 1401ھ مطابق 1981 سے کیا اور 1410ء میں سند تکمیل حاصل کی۔

1411ھ مطابق 1991ء سے معہد الشریعہ والصناعۃ کوٹ ادّو میں پڑھانا شروع کیا اور اسی اثناء میں جولائی 1993ء میں ڈیرہ غازی خان بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور 1995ء میں ''فاضل عربی'' کی سند حاصل کی۔شیخ محترم رحمہ اللہ کے پاس صحیح بخاری اور جامع ترمذی قرأت وسماع کی سعادت حاصل کی اور اب دارالحدیث محمدیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

**مولانا عبداللہ جاوید:** مولانا عبداللہ جاوید راؤ والا ضلع مظفر گڑھ کے قریب بستی ''مولوی'' کے رہائشی ہیں۔اس علاقہ کے لوگوں نے بڑی تعداد میں دارالحدیث محمدیہ اور شیخ مکرم رحمہ اللہ سے استفادہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔جاوید صاحب نے میٹرک کے بعد داخلہ لیا، پورا نصاب مدرسہ سال بسال پڑھا اور تکمیل کے بعد کئی سال مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔طلباء کے لیے انداز افہام بہت اچھا تھا۔دوسرے بھائیوں کے سکولوں میں ملازمت دیکھ کر انہوں نے بھی اسی طرف جانے کے ارادے سے مدرسہ سے استعفا دیا اور اب فیڈرل گورنمنٹ ہائی سکول بہاول پور میں مدرس ہیں۔ساتھ ہی حضرت حافظ عبداللہ بہاول پوری کی مسجد میں امامت وخطابت میں حسب ضرورت معاونت فرماتے ہیں۔

**مولانا غلام اکبر:** حنفی مدارس میں تعلیم حاصل کی، ذاتی مطالعہ اور کچھ دوستوں کی معاونت سے مسلک عمل بالحدیث قبول کیا اور شیخ مکرم رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ مجھے اپنے مدرسے میں تدریسی خدمات کا موقع دیں۔اس کے نتیجے میں دو یا تین سال دارالحدیث محمدیہ میں پڑھاتے رہے اور پھر ذاتی ضروریات کے پیش نظر استعفا دے دیا۔اب وہ مرکز الدعوۃ السلفیہ ستھیانہ بنگلہ ضلع فیصل آباد میں تدریسی خدمات میں مصروف ہیں۔جلالپور کے قریب موضع موتھا کے رہائشی اور صاحب علم انسان ہیں۔

**مولانا عبدالجبار ڈیروی:** مولانا عبدالجبار ڈیروی نے ڈگری کالج ڈیرہ غازی خاں میں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالحدیث محمدیہ میں داخلہ لیا اور سند تکمیل حاصل کی۔ دو تین سال بلا مشاہرہ پڑھاتے رہے اور ایسا متعدد بار ہوتا ہے کہ بعض ساتھی نصابی کتب پڑھنے کے بعد بھی مدرسہ میں رہائش رکھتے ہیں تاکہ مزید مطالعۂ کتب کیا جائے اور کچھ وقت درسی کتب پڑھائی جائیں کہ اس طرح اساتذہ کی نگرانی میں پڑھانے کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔کچھ مدت کیلیاں والا میں فرائض ابلاغ دین سرانجام دیتے رہے اور اب دارالسلام لاہور کے شعبۂ تحقیق سے منسلک ہیں اور منڈی وار برٹن جامع مسجد اہل حدیث میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

**مولانا عبیدالرحمٰن:** مولانا عبیدالرحمٰن مولوی عبدالعزیز ولد میاں عبدالستار زرگر کے فرزند ہیں۔ تعلیم قرآن وحدیث اساتذۂ دارالحدیث سے حاصل کی۔حسب معمول صحیح بخاری، جامع ترمذی شیخ مکرم رحمہ اللہ سے درساً پڑھیں۔کئی سال دارالحدیث محمدیہ کے شعبہ ناظرہ میں پڑھاتے رہے اور اب تقریباً پندرہ سال سے مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں ناظرہ قرآن پاک پڑھا دیے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مولانا حافظ محمد اسمٰعیل رحمانی:** حافظ محمد اسمٰعیل نے دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں مکمل تعلیم حاصل کی، شعبۂ تعلیم القرآن ناظرہ سے منسلک ہوئے اور ''رحمانی مسجد اہل حدیث'' میں بچوں کی ابتدائی تعلیم وتربیت میں مسلسل مصروف ہیں۔ناظرہ قرآن پاک پڑھانے میں ان کو خصوصی درک حاصل ہے، پورے محلے بلکہ شہر بھر کے اہم علاقوں سے بچوں کی ایک کثیر تعداد نے ان سے تعلیم وتربیت حاصل کی ہے۔

سادہ طبیعت اورنرم مزاج کے حامل ہیں۔شیخ مکرم رحمہ اللہ سے جامع صحیح بخاری، جامع ترمذی اور دیگر کتب درساً پڑھیں۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس شجرہ طیبہ کی آبیاری میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کے تلامذہ کو خصوصی توفیق سے نوازے۔آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# استفادہ کرنے والے ممتاز تلامذہ اور احباب جماعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# استفادہ کرنے والے ممتاز تلامذہ اور احباب جماعت

اب ہم بعض ان احباب وتلامذہ کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو شیخ محترم رحمہ اللہ کے انتہائی قریب تھے اور انھوں نے ملک کے مختلف علاقوں میں بھرپور انداز میں تبلیغ دین وخدمت اسلام کا کام کیا۔ بطور نمونہ چند ساتھیوں ہی کا ذکر ہوسکا ہے' البتہ کوشش کریں گے کہ آخر میں ان ساتھیوں کا اجمالی ذکر کردیں جنھوں نے حدیث مبارک کی کوئی کتاب حضرت الشیخ المکرم رحمہ اللہ سے درساً پڑھی ہے۔ وھوالموفق۔

اس مختصر مضمون میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ جنوبی پنجاب کے اس دورافتادہ علاقہ میں تحریک عمل بالحدیث کس طرح جاری رہی اور اس کے کیا اثرات ونتائج مرتب ہوئے جو مستقبل کے مسلکی مؤرخ کی تحقیق وجستجو میں رہنمائی کا کام دیں گے۔ وھوالموفق۔

**مولانا عبدالرزاق صاحب رحمہ اللہ بن مولانا الشیخ عبدالحق الہاشمی المکی:** مولانا عبدالرزاق شیخ مکرم رحمہ اللہ کے معزز دوستوں میں سے تھے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ اس مناسبت سے بھی ان کا احترام کرتے تھے کہ وہ شیخ صاحب کے استاذ گرامی نزیل مکہ مکرمہ کے بڑے فرزند تھے اور احمد پور شرقیہ میں رشد وہدایت کی تبلیغ اور مسلک عمل بالحدیث کے پرچار میں ان کے سچے جانشین تھے۔ مزید یہ کہ وہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے شاگرد بھی تھے۔

اضلاع بہاولپور، ملتان، مظفرگڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں بالعموم جماعت اہل حدیث کے سالانہ جلسوں میں مولانا کی شرکت ضروری سمجھی جاتی تھی۔ توحید باری تعالیٰ، سیرت اور فضائل ومناقب رسول اللہ ﷺ، فضائل صحابہ کرام اور مسلک اہل حدیث ان کے پسندیدہ موضوعات تھے جن پر وہ گھنٹوں تقریر کرسکتے تھے۔ خوبصورت آواز میں قرآن پاک واحادیث پڑھنا اور دلنشین اسلوب میں ان کا ترجمہ کرنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ جنوبی پنجاب کے سرائیکی وسیب (معاشرے) میں ان کی تقاریر کی دھوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھی، آج بھی اس علاقے کے لوگ ان کی تقاریر کی کیسٹیں سن کر بہت محظوظ ہوتے ہیں۔

قدیمی شرفاء کے انداز میں سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ خطابات جمعہ اور وعظ وارشاد کی مجالس میں وہ بالعموم شلوار قمیص زیب تن کرتے تھے۔ کبھی کبھی عرب شیوخ جیسا لباس بھی استعمال کرتے تھے۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کی معیت میں انہوں نے بھی 1956ء میں سفر حج کیا تھا۔ حجاز کے احوال وکوائف سنانے کا ان کا اپنا منفرد انداز تھا۔ جامع مسجد اہل حدیث جلالپور کی ایک مجلس وعظ میں مدینہ منورہ اور ساکنین مدینہ کے احوال پر مبنی ان کا ایک خطاب اتنا مؤثر تھا کہ سامعین وفورِ شوق سے بے تاب ہو گئے اور ان کے دل میں یہ تمنا انگڑائیاں لینے لگی کہ ہم ابھی اڑ کر مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔

احمد پور شرقیہ میں بھی ان کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا اور شہر کا عمومی طور پر لکھا پڑھا طبقہ ان کا شاگرد تھا۔ وہ دوستوں کے ساتھ بہترین تعلقات رکھنے کے قائل تھے۔ علوم قرآن وحدیث کی تعلیم اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی تھی۔ تعلیم کے بعد احمد پور شرقیہ کے گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی استاد کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ مولانا کے فرزند پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی لکھتے ہیں:

''اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن کا حسبِ دستور شدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ حضرت والد محترم حتی المقدور اس کانفرنس میں شرکت فرماتے تھے کیونکہ آپ کے والد محترم حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ سے خصوصی انس رکھتے تھے۔ خاندانی اور دینی روایات کو برقرار رکھنا حضرت والد محترم کا شیوہ تھا۔ جمعۃ المبارک کو میں اپنے مکرم و فاضل دوستوں کی معیت میں ماموں کانجن کی طرف روانہ ہوا۔ چک 196 گ ب کے قریب ہماری کار' پچھلا پہیہ نکلنے کی وجہ سے' حادثے کی شکار ہوگئی، حادثہ بہت ہی اندوہناک تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں معجزانہ طور پر محفوظ رکھا، پریشانی کے عالم میں جلسہ گاہ پہنچے۔ دوسرے دن ہمیں واپس آنا تھا۔ رات دو بجے گاڑی پر سوار ہونے لگے تو سامنے سے اباجی کا مسکراتا ہوا نورانی چہرہ نظر آیا۔ معانقہ ہوا۔ آپ نے مجھے پیار کیا۔ چند لمحے باتیں کیں مگر میں نے کار کے حادثے کی اطلاع نہ دی کہ مبادا پریشان ہو جائیں۔

رات کی تاریکی میں اسٹیشن پر باپ اور بیٹے کی یہ آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ فرشتۂ اجل آواز دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہا تھا کہ اب اپنے والد کو سینے سے لگا لو............ پھر............ تمھاری ملاقات............ جنازے کے تابوت سے ہوگی۔ گاڑی نے سیٹی بجائی اور حضرت والد محترم پھر کبھی لاہور آنے کا وعدہ فرما کر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ نے کانفرنس میں ''فکر آخرت اور شان صحابہ رضی اللہ عنہم'' کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ بڑی بلیغ تقریر فرمائی۔ بس یہ ان کا آخری خطاب تھا۔

اس شام تقریباً ساڑھے پانچ بجے محترم پروفیسر حافظ محمد ایوب کے فون کی گھنٹی بجی اور ابا جی کے سفر حیات کے خاتمے کی خبر دے کر خاموش ہوگئی، دل کا پہلا ہی دورہ ان کو'' دیار وفا'' لے کر چل دیا۔﴿انا للّٰہ و انا الیہ راجعون﴾

دن زندگی کے ختم ہوئے شام ہو گئی
پھیلا کے پاؤں سو گئے کنج مزار میں

آپ 26 جولائی 1924ء کو ریاست بہاولپور کے ایک قصبہ کوٹلہ شیخاں تحصیل احمد پور شرقیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ عظیم باپ کے عظیم فرزند تھے۔ آپ کے والد حضرت الشیخ ابو محمد عبدالحق الہاشمی محدث رحمہ اللہ بیک وقت متبحر عالم، مقرر، مدرس اور مصنف تھے' جن کے تبحر علمی سے برصغیر اور سرزمین عرب کے متعدد تشنگان علم نے یکساں پیاس بجھائی۔ اگر آج ان کی تصانیف منظر عام پر آجائیں تو آپ کو علمی دنیا میں شیخ الاسلام الامام عبدالحق مکی رحمہ اللہ کے نام سے یاد کیا جائے۔ آپ کے علمی کمالات وتفوق کی بناء پر حکومت سعودیہ نے آپ کو نہ صرف سعودی شہریت سے نوازا بلکہ حرم مکہ میں تدریس کا اعزاز بھی بخشا۔ آپ تادم آخر اس مقدس فریضہ کو ادا کرتے ہوئے 1972ء خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اللہ ان کے مقام کو بلند تر فرمائے۔

''حضرت والد محترم رحمہ اللہ نے جس مقدس علمی ماحول میں تربیت پائی وہ آج کی اس دنیا میں ناپید ہے۔ آپ نے اپنی تعلیم کا ابتدائی حصہ اپنے والد محترم سے مکمل کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالتواب محدث ملتانی، حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سلطان محمود مدظلہ العالی شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''حضرت والد محترم رحمہ اللہ نے ہمیں اپنے بچپن کا واقعہ سنایا کہ میری عمر چھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا محترم رحمہ اللہ نے مولوی محمد یار گڑھی والے سے مسلک اہل حدیث کی حقانیت پر مباہلہ کیا اور اس مباہلے کے لیے مجھے بازو سے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ اس وقت میں اپنے والد کا اکیلا فرزند تھا۔ مولوی محمد یار جو نہایت ہی متعصب بریلوی تھا اس مباہلے سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب کیا۔ ریاست بہاولپور میں سب سے پہلے مسلک سلف صالحین کا کلمۂ حق بلند کرنے والے حضرت مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ تھے۔ اس خاندان کو تبلیغ کے لئے انتہائی تکلیف دہ حالات سے دوچار ہونا پڑا مگر پُر خطر حالات کی پروا نہ کی اور اس روشن چراغ کو بلند کیے رکھا۔ آج اس علاقے میں بہت بڑی جماعت موجود ہے۔ ذالك فضل الله

''رب ذوالجلال کی طرف سے ہر شخص کو مختلف النوع صلاحیتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اس گلشن ہستی میں منعم حقیقی کی جانب سے ودیعت کردہ خصوصیات کے حامل اس کے بندے ایسے چراغ روشن کرتے ہیں جن کی ضیاء پاشیوں سے آنے والی نسلیں اپنی منزل کا سراغ پاتی ہیں۔ حضرت والد محترم انھی میں سے ایک ہستی ہیں۔ آپ کا علم وفضل، دین کو معاملات میں مقدم رکھنے، تقریر وتحریر میں مٹھاس اور فرائض دینی کو اخلاص نیت سے انجام دینے کا درس دیتا تھا۔ کسی نے آپ کو تنگ نظر اور متعصب نہیں پایا۔ آپ کسی تعصب کے بغیر نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں دوسرے مسلک کے لوگوں سے تعاون کرتے اور اپنا ایک مسلک رکھنے کے باوجود جو شخص بھی ان سے ملتا وہ ان کے علم وفضیلت اور شریفانہ طرز سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

''حضرت مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ نے حجاز مقدس ہجرت کے وقت آپ کو اپنی جگہ مسجد اقصیٰ اہل حدیث میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا فریضہ سونپا۔ آپ نے دعوت و ارشاد کا یہ فریضہ بڑی محنت اور جانفشانی سے ادا کیا۔ آپ کا انداز خطابت اپنے والد کا سا تھا اور آپ میں خطابت کی جملہ خوبیاں بخوبی پائی جاتی تھیں۔ وجاہت شخصی، فصاحت و بلاغت، خوش الحانی، گونج دار آواز، مجمع شناسی اور نکتہ آفرینی آپ کی شخصیت کا حصہ تھیں۔ آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تقاریر اور وعظ ونصیحت سے قلوب کو گرمایا اور منبر ومحراب سے کلمۂ حق قال اللہ و قال الرسول بلند کیا۔ آپ کی خوش خلقی، تواضع وانکسار، عالمانہ متانت، علمی بحث کے دل نشین انداز اور فکر انگیز اسلوب سے وہ لوگ بھی متأثر ہو جاتے تھے جن پر تاثیر کی توقع نہ ہوتی۔

شوق کی ایک نظر میں ہوئے وہ سب کامل
جن پہ صدیوں نہ ہوئی صدق و وفا کی تاثیر

''آپ سرائیکی زبان میں وعظ فرماتے اور اپنی خوش الحانی سے حاضرین وسامعین کے دل جیت لیتے۔ خطابت آپ کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی ہوتی۔ لوگ لمبی لمبی تقریریں سننے کے عادی نہیں مگر آپ کی طویل تقریروں میں حاضرین اس طرح لذت تقریر میں گم ہو جاتے کہ وہ تقریر کے ختم نہ ہونے کی خواہش کرتے۔ بڑے انہماک سے سنتے اور اثر قبول کرتے۔ یہ خداداد صلاحیت بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔ آپ نے تقریباً 38 سال تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ بہاولپور، ملتان مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے علاقے خاص طور پر آپ کی تبلیغ کا مرکز تھے۔ آپ کا وعظ قرآن وحدیث کے حوالوں سے مزین ہوتا تھا۔

آپ کے خاص موضوعات توحید، اتباع سنت اور شان صحابہ ہوتے۔ تبلیغ کا مثبت اور مدلل انداز، توحید ورسالت کے ٹھوس دلائل پر مبنی ہوتا۔ کبھی کسی پر کیچڑ نہیں اچھالی نہ کسی کی دل آزاری کی۔ یہ اسی کمال کا نتیجہ تھا کہ لوگ ان کی شخصیت کے گرویدہ تھے۔ آپ کی طبیعت کی سادگی اور درویشی اصحاب سلف کا نمونہ پیش کرتی۔ آپ اپنے والد محترم کی طرح بلند پایہ عالم، شیریں سخن، خطابت کے شہسوار اور اخلاق نبوی کا نمونہ تھے۔ فقیری اور درویشی آپ کی طبیعت کا خاصا تھی۔ آپ نے تبلیغ کو پیشہ نہیں بنایا بلکہ پوری زندگی ''مشن'' کے طور پر'' قال اللہ و قال الرسول'' کی مقدس صدا قریہ قریہ اور شہر شہر پہنچائی۔ اور اسی دعوت وارشاد ہی کے سفر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ لحنِ داؤدی کا مالک درویش ولی اللہ اپنی آواز سمیت منوں مٹی کے نیچے آرام فرما رہا ہے مگر اس کا جاری کیا ہوا مشن ان شاء اللہ جاری و ساری رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی خداداد صلاحیتوں کے مالک بہت کم لوگ پیدا ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ جانے والے چلے جاتے ہیں مگر ان کا خلا پر نہیں ہوتا۔ بعد کے لوگ اپنی جگہ ضرور پیدا کر لیتے ہیں مگر وہ مقام حاصل نہیں کر پاتے جو پہلے لوگوں کا ہوتا ہے۔

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

''زہد وتقویٰ ان کا طرز زندگی تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے سخت پابند تھے، میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے انہیں نماز تہجد کا پابند پایا۔ نوافل بہت زیادہ ادا کرتے اور آپ کی یہ انتہائی کوشش ہوتی کہ ہمیشہ باوضو رہیں۔ یوں آپ سلف صالحین کی زندہ تصویر تھے۔ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت اور نماز عصر کے بعد بخاری شریف کی قرأت کیا کرتے تھے۔ بخاری سے انہیں والہانہ عقیدت تھی، آج سے دو ماہ پہلے احمد پور شرقیہ کی ایک مسجد میں ایک دیوبندی ماسٹر محمد امین اوکاڑوی نے جب بخاری ومسلم پر رکیک حملے کیے تو آپ اس کے بعد اکثر روتے ہوئے پائے گئے۔ اس نے اپنی تقریر میں کہا کہ بخاری میں آدھی ضعیف احادیث ہیں اور امام بخاری اور امام مسلم اس طرح تھے (نعوذ باللہ من ذلك) تو آپ رحمہ اللہ انتہائی دکھ کے عالم میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فریا' یا الٰہی تیرے بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ پر اتہام لگایا گیا ہے علم اٹھ گیا ہے اس کی جگہ جہالت نے لے لی ہے۔ میں بخاری رحمہ اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تیرے دربار میں دست بدعا ہوں' توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین ''خطبے کے عالم میں روتے روتے ہچکی بندھ گئی، بس وہ قبولیت کی گھڑی تھی اس دعا کے ٹھیک ایک ماہ بعد آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

''وہ ایک ایسے عالم وفاضل تھے کہ جو شخص ان سے ملتا، وہ ان کے علم وفضل اور شریفانہ طرز زندگی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ یوں وہ ایک فرد نہیں بلکہ ایک انجمن تھے۔ ان کی زندگی کے آخری ایام اتنے پیارے گزرے کہ ہمیں امید واثق ہے اللہ تعالی نے یقیناً حضرت والد محترم کے درجات بلند فرما دیے ہوں گے۔

''وہ جب رخصت ہوئے تو ہر آنکھ اشکبار تھی، جنازہ اٹھا تو لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ بے مثال جنازہ تھا۔ ہر دل میں یہ خواہش اٹھی ''کاش یہ جنازہ میرا ہوتا''۔ ایسا اجتماع اور ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنازہ اس شہر کی تاریخ میں نہیں ہوا۔ یہ اس علاقے کے بے تاج بادشاہ کا جنازہ تھا جس نے لوگوں کے قلوب و اذہان کو محبت سے فتح کیا تھا۔ یہی فضا آپ کے قلب و روح کے لئے بہترین آرام گاہ بنی، ہم ایسے ہی آئینوں میں جو علم وفضل کی دولت سے مالا مال ہوں، زہد وتقویٰ میں بے مثال ہوں، کتاب وسنت کی محبت سے سرشار ہوں' اسلاف کی صورتیں دیکھ سکتے ہیں۔

''حضرت مولانا والد محترم رحمہ اللہ مرکزی جمیعت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ آپ کا شمار جماعت کے سرکردہ علماء میں تھا، آپ متعدد مرتبہ زیارت حرمین سے سرفراز ہوئے، اور سات حج بھی ادا کیے۔ اس سال بھی آپ کے لیے حج کا ویزا آچکا تھا مگر اللہ نے مستقلاً اپنے ہاں بلالیا۔

''آپ مقامی ہائی سکول میں 1944ء تا 1982ء عربی کے مدرس رہے۔ آپ کی وفات ماموں کانجن اہل حدیث کانفرنس میں خطاب سے واپسی پر 2 شعبان 1406ھ مطابق 12 اپریل 1986ء کو ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

''آپ نے آٹھ فرزند، تین بیٹیاں اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑی۔ آپ کی اولاد اور پھر ان کی اولاد مل کر 43 افراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور تمام افراد کنبہ کو دین کے راستے میں قبول فرما کر مرحوم کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین!

''آپ کے چار بھائی ہیں، آپ سے چھوٹے حضرت العلام الشیخ عبدالجمیل ابوتراب الظاہری عالم عرب کے مشہور مصنف، محدث، ادیب اور مؤرخ ہیں جو وزارۃ الاعلام جدہ میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ ان سے چھوٹے فضیلۃ الشیخ حضرت الفاضل عبدالوکیل الہاشمی مدرس بالمسجد الحرام ہیں، ان کا شمار سعودی عرب کے متبحر علماء میں ہوتا ہے۔ ان سے چھوٹے قاری عبدالولی اور پھر شیخ محمد ہاشم سعودیہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ (مضمون کی اشاعت کے وقت) بفضل اللہ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ حضرت والد محترم رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کی تربیت ایک شفیق اور دوست باپ کی طرح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی اولاد زیور تعلیم سے آراستہ ہے اور دینی جذبے سے بھی سرشار ہے۔ آپ کے بڑے بیٹے حافظ محمد اسحٰق ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی فاضل درس نظامی اور فاضل عربی ہیں۔ پاکستان آرمی میں خطیب ہیں۔ حاجی محمد زکریا کتب کا کاروبار کرتے ہیں۔ پروفیسر محمد ابراہیم ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ مقامی ڈگری کالج میں پروفیسر اسلامیات ہیں۔ حافظ محمد اسرائیل انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور شعبہ علوم اسلامیہ میں استاذ اور مسجد اہل حدیث نشتر ٹاؤن کے خطیب ہیں، محمد اسماعیل ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی اور مقامی جماعت کے ناظم بھی ہیں۔ محمد یوسف اور محمد سلیمان یونیورسٹی میں متعلم ہیں۔ محمد شعیب سکول میں زیر تعلیم ہے اور دو بیٹیاں بھی ابھی زیر تعلیم ہیں۔ اللھم نور قبرہ بنور التوحید والقرآن و اجعل قبرہ روضة من ریاض الجنة۔ آمین'' (الاعتصام 20جون 1986ء)

مولانا کے بڑے بیٹے حافظ محمد اسحٰق نے دارالحدیث محمدیہ سے تکمیل علوم کی سند حاصل کی۔ دوران تعلیم وہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے لاڈلے بیٹے کی حیثیت سے رہتے تھے اور تعلیم وتربیت حاصل کرنے میں وہ استاذ مکرم رحمہ اللہ کی خصوصی توجہ کے مرکز رہے۔ حافظ صاحب کے بیٹے حامد اسحاق نے بھی اس ادارے میں حاضر رہ کر سند فراغ حاصل کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس خاندان کو اپنے اسلاف کی روایات کے مطابق خدمتِ دین کی توفیق خصوصی عطا فرمائے۔ آمین۔

**حکیم جمال محمد قریشی** رحمہ اللہ: حکیم جمال محمد قریشی کا خاندان شجاعت پور تحصیل جلالپور کے قریب بستی چاہ حکیم یار محمد میں' قیام پاکستان سے پہلے سے آباد تھا اور کئی نسلوں سے علاقے کے طبی میدان میں معروف ومشہور ہے' جس کی کچھ تفصیل ہم نے تاریخ جلالپور میں تحریر کی ہے۔ اس خاندان کے ایک فرد حکیم جمال محمد ولد حکیم محمد امین تھے۔ انہیں بچپن میں دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ ابتدائی تعلیم (کتب فارسی وصرف ونحو) بستی پونٹہ کے ایک حنفی مدرسہ میں حاصل کی اور پھر دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں داخلہ لیا اور قرآن پاک کا ترجمہ، کتب صحاح ستہ اور علوم متعلقہ درساً محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے پاس پڑھیں۔ ابتدائی برسوں میں تکمیل علوم کرنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، 1359ھ میں سند تکمیل علوم حاصل کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فضیلۃ الاستاذ رحمہ اللہ کے ساتھ انہیں قلبی لگاؤ تھا، تعلیم مکمل کرنے کے بعد آبائی پیشہ طبابت میں نام پیدا کیا اور خلق حق تعالیٰ کی دعائیں لیں۔ ان کا مطب شجاعت پور اور خان بیلہ میں تھا اور ہم دوران تعلیم و بعد ازاں یہی دیکھتے آئے کہ حکیم صاحب جمعہ سے ایک گھنٹہ پہلے جامع مسجد اہل حدیث پہنچ جاتے، ان کا مدتوں یہی معمول رہا' وہ آٹھ نو میل کا سفر سائیکل پر کرتے تھے۔ افعال خیر میں بہت خرچ کرنے والے' نماز روزے کے پابند اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔

احباب جماعت جب بھی مدرسہ کے لیے یا تبلیغی مہمات کے لیے چندہ لینے حاضر ہوتے تو انتہائی مسرت کے ساتھ اپنا حصہ جمع کرا دیتے اور اپنے محبوب استاذ کی معرفت تعاون اس کے علاوہ ہوتا۔ بڑھاپے نے کمزور کیا تو اس احساس سے کہ اپنے علاقہ میں بچوں کی دینی تربیت درست نہ ہو سکے گی اور جمعہ کی حاضری بھی مشکل ہوگی' جلالپور میں جامع مسجد اہل حدیث کے قریب ایک مکان خرید لیا اور مستقلاً یہاں رہنے لگے۔ گھر کے ساتھ اپنا مطب بھی کھولا اور خان بیلہ کے مطب پر اپنے بڑے بیٹے کو بٹھا دیا۔ دوسرے بیٹے محمد قاسم کو دینی تعلیم کے لیے محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا جنہوں نے اساتذۂ دارالحدیث محمدیہ سے تکمیل علوم کی۔ 1974ء میں محدث جلالپوری رحمہ اللہ ایک سال کے لئے ''جامعہ سلفیہ'' فیصل آباد تشریف لے گئے تو حکیم محمد قاسم نے آخری سال کی تکمیل جامعہ سلفیہ میں حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کی۔

حکیم جمال محمد کی وفات سے ایک دن پہلے استاذ محترم رحمہ اللہ اور راقم الحروف ان کی طبع پرسی کے لیے گئے تو وہ پورے ہوش و حواس میں تھے۔ فرمانے لگے آج صبح سے میرے قلب میں کپکپی کی کیفیت طاری ہے۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ بھی ماہر طبیب تھے۔ کچھ مشورے دیے اور مناسب علاج میں راہنمائی کی مگر موت کا وقت اٹل ہے، بوقت نماز صبح مورخہ 16 دسمبر 1987ء کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

اس طرح ''دارالحدیث محمدیہ'' اپنے ایک قدردان، مخلص معاون اور ہمدرد ساتھی سے محروم ہو گیا، الحمدللہ کہ ان کی اچھی تربیت کے نتیجہ میں ان کی اولاد بھی ادارہ کے ساتھ ہر پہلو سے معاونت کرنا اپنا دینی، اخلاقی اور روحانی فریضہ سمجھتی ہے۔ یوفقھم اللہ وایانا لمایحب ویرضاہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مولانا شاکر محمد ڈیروی:** مولانا شاکر محمد ڈیروی' محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں، وہ 1937ء کے قریب جلالپور تشریف لائے اور تقریباً چھ سال تک پڑھتے رہے۔ سند تکمیل علوم حاصل کی۔ پھر دہلی چلے گئے' یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ دہلی میں کس محدث کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

دہلی سے واپس آئے تو ڈیرہ غازی خان میں خطابت و امامت کی ذمہ داری قبول کی۔ علم طب میں ماہر تھے اور ذریعہ معاش بھی اسی کو بنایا۔ حاضر جوابی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ علاقہ میں متعدد اہم مناظرے کیے، شرک و بدعت کی تردید میں قدرت نے انہیں بڑا ملکہ عطا فرمایا، اب بڑھاپے کی وجہ سے بہت کمزور ہیں اور چراغ سحری ہیں۔ راقم کو ان سے متعدد بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے، علمی رسوخ کے حامل خوش اخلاق حضرت شیخ محترم رحمہ اللہ سے بہت متاثر اور قدیمی احباب جماعت جلالپور کی محبت دین و مسلک کے بڑے مداح ہیں۔

سالانہ کانفرنس کے موقع پر مورخہ 12 مئی 1996ء کو جلالپور تشریف لائے۔ اس وقت صحت اچھی تھی، متخرجین دارالحدیث محمدیہ اور تلامذہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ایک اہم اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں مستفیدین علماء نے اس عہد کی تجدید کی تھی کہ ہم کتاب و سنت کی اسی صراطِ مستقیم پر جو شیخ مکرم رحمہ اللہ نے ہمیں دکھائی ہے، چلتے رہیں گے، اس کی تبلیغ کریں گے اور اس راہ میں ہر قسم کی مشکلات و تکالیف برداشت کریں گے۔ اس اجلاس میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کے سوانح حیات مرتب کرنے کا فیصلہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان کے فرمودہ افادات صحیح بخاری و جامع ترمذی کو بھی مرتب کیا جائے اور ان کی تقاریر و مواعظ کو کتابی شکل میں ترتیب دے کر عوام کے فائدے کے لیے شائع کیا جائے۔

مولانا شاکر محمد حفظہ اللہ کی دعا پر یہ اہم اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ مولانا شاکر محمد حفظہ اللہ کے والد مکرم مولانا عبدالعزیز واعظ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس' برصغیر ہند و پاک کے معروف علماء دین میں سے تھے۔ پوری زندگی وعظ و تبلیغ میں گزاری۔ وہ متحدہ ہندوستان کے جملہ اطراف میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے وعظ و ارشاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جلالپور بھی متعدد بار تشریف لائے۔ لودھراں کے علاقہ میں بھی ان کی تبلیغی مساعی کے اثرات محسوس کیے جا سکتے ہیں، قدرت نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بلند آواز سے نوازا تھا۔

قرآن پاک انتہائی پروقار لہجے میں پڑھتے تھے۔ان کے آبائی گاؤں کے قریب ہی پیر عادل کے مقبرہ پر ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے' اس میں نشاط وطرب کی محفلیں بھی سجتی ہیں۔ایک ایسی ہی محفل میں ہزاروں افراد کے مجمع کے سامنے ایک رقاصہ محو رقص تھی۔مولانا عبدالعزیز کو پتہ چلا تو بے چین ہو گئے اور اس منکر وفحاشی کے خلاف زبان سے جہاد کا فیصلہ کر لیا۔عین اس وقت جب کہ محفل رقص شباب پر تھی ایک طرف سے نمودار ہوئے اور انتہائی خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔مجمع دم بخود ہو گیا، کلامِ الٰہی کی آواز پر سناٹا چھا گیا اور رقاصہ ساکت و جامد ہو کر رہ گئی۔

کئی گھنٹے فسق وفجور کی قباحت اور اس کے مرتکب لوگوں کے لیے عذاب کے موضوع پر وعظ فرمایا اور ثابت کیا کہ فحاشی کے اطوار ختم کرنے کے لیے توبہ کے دروازے کھلے ہیں اور اللہ کی رحمت بے پایاں ہے۔موقع پر موجود لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں، ان کے دلوں میں خوف حق تعالیٰ اور فکر آخرت کی کسک پیدا ہوئی۔یوں واعظ نامدار نے حق تبلیغ ادا کیا۔اسی طرح ایک وعظ میں انہیں پتھر مارے گئے مگر حق گوئی سے باز نہ آئے۔اس واقعے سے متأثر ہو کر چار آدمیوں نے مسلک اہل حدیث قبول کرنے کا اعلان کیا۔ان میں ایک صاحب حاجی مانجھی کھوسہ بھی تھے، دیگر تین ان کے ساتھی۔چاروں نے اس علاقے میں توحید اور اتباع سنت کا علم بلند کیا۔

مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ مناظر بھی تھے، شیعہ، بریلوی اور دیوبندی مسلک علماء کے ساتھ بعض اہم مسائل پر ان کے علمی مباحثے بہت معروف ہیں۔ہندوؤں کے ساتھ بھی ایک مناظرہ کیا جس کی پورے علاقہ میں شہرت ہے۔مولانا کو ہندی زبان پر عبور حاصل تھا۔ڈیرہ کے چوک چورہٹہ کے رہائشی ہندوؤں سے ''گائے کا ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا خوردنی ہونا'' موضوع مباحثہ تھا۔

مولانا نے ہندوؤں کی کتابوں سے اپنے نظریے کی وضاحت کی اور گائے ذبح ہونے اور اس کے گوشت کے خوردنی ہونے کو فطرت انسانی ثابت کیا اور واضح کیا کہ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندو بھی گائے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔''مہابھارت'' سے ثابت کیا کہ گائے کا گوشت مہمانوں کی خاطر تواضع کے طور پر ویدوں کے دور میں استعمال ہوتا رہا۔ان کا مدمقابل ہندو ان کے دلائل کا رد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ کرسکا۔ مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ نے درج ذیل کتابیں تالیف کیں:

1 - السراج الوهاج في اصلاح فصل الخطاب :

یہ ڈیرہ غازی خان کے معروف حنفی عالم مولانا قاضی عبیداللہ کی کتاب ''فصل الخطاب'' کا جواب ہے۔

2 - العتاب في رد العقاب :

یہ قاضی صاحب موصوف کی کتاب العقاب کے رد میں ہے۔

کوٹ اڈو کا ایک مولوی اللہ بخش شاہ کبیری کہا کرتا تھا کہ اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں تو جائز ہے اور دلیل میں آیت ''لله المشرق و المغرب'' پڑھتا۔ اس نے اپنی مسجد کا رخ بھی مشرق کی طرف کرلیا۔ انگریزی دور میں ایسا ممکن تھا کیونکہ وہ ایسی تحریکوں کو خصوصیت سے تحفظ دیتے تھے جن سے مسلمانوں کی اجتماعیت میں خلل پڑتا ہو۔ اس دور کے علماء نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکے۔

مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ ڈیروی بھی تشریف لے گئے اور دلائل کے زور سے اسے خاموش کرادیا۔ بالآخر اسے محراب توڑ کر مسجد کا رخ کعبۃ اللہ کی طرف کرنا پڑا۔ مولانا عبدالعزیز کے ایک شاگرد مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ چھابری زیریں تھے۔ انہوں نے دینی تعلیمات پھیلانے میں بہت وقیع کام کیا ہے۔ سلیقے سے مسائل سمجھانے میں انھیں بڑی مہارت حاصل تھی۔ حاجی محمد حسن کھلول بھی ان کے شاگرد تھے، انہوں نے آپ سے ترجمہ قرآن پاک پڑھا اور مسلک عمل بالحدیث قبول کیا۔ مولانا موسیٰ صاحب کھکھل بھی ان کے شاگرد رشید تھے۔ کتب دین میں ماہر تھے۔ ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ قاری عبدالرحیم کلیم صاحب ان کے پوتے مسلک اہل حدیث کے داعی اور زبردست مبلغ ہیں اور مرکز التوحید کے مہتمم بھی ہیں۔

مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے مندرجہ ذیل چار شاگرد اس علاقے میں مسلک کے داعی کی حیثیت سے بہت معروف تھے۔ مولانا محمد موسیٰ، حاجی مانجھی، حاجی محمد حسن اور الٰہی بخش چڑھیا۔ ''وڈور'' کے اجتماع وعظ میں یہ سب ساتھی شریک تھے جبکہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ خطاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرما رہے تھے۔اس اثناء میں کسی نے رقعہ بھیج دیا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نا جائز؟ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿ اذاقریٔ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ﴾ اور ترجمہ کیا۔ حاجی مانجھی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ آگے ارشاد ربانی ہے ﴿ واذکر ربك في نفسك تضرعا وخيفة و دون الجهر من القول ﴾ الایۃ شاہ صاحب نے اس کا بھی ترجمہ کیا اور فرمایا جہری میں نہ پڑھے ، سری میں فاتحہ ضرور پڑھے۔ حاجی مانجھی نے کہا حنفی سری میں بھی نہیں پڑھتے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا یہ حنفی نہیں بلکہ جنفی ہیں۔

مولانا عبدالعزیز پہلوانی میں مشاق تھے ، پیر عادل کے ایک میلہ میں پہلوانوں کے دنگل میں پہنچ گئے اور فرمایا پہلے وعظ سنو پھر دیگر مشاغل۔ انہوں نے کہا نہیں پہلے تم ہمارے ساتھ تلیاں کھیلو، یہ کبڈی کے مشابہ اس علاقہ کا ایک معروف کھیل ہے۔مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کھیل میں اپنی مہارت دکھائی تو حاضرین کہنے لگے مولانا اب وعظ سنائیں' آپ واقعی پہلوان بھائی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مولانا عبدالعزیز کا نمونۂ کلام

نمبر 1 مسئلہ مؤلف فصل الخطاب کا اختلاف جو زحمت ہے، اس کو رحمت بتا کر نشان عقل قائم کر دیا، برادران اسلام! بھلا کوئی ایسا عاقل مرد بھی دنیا میں ہوگا جو اختلاف جیسے مرض مہلک کو رحمت کہتا ہو۔ کیا باپ بیٹے کے مختلف ہونے سے راضی ہے یا استاذ شاگرد کے اختلاف نظر کو شفقت سے دیکھتا ہے؟ لوگو! ایسا اختلاف خانگی ہو یا بیرونی' کوئی سا بھی ہو جس کو نظر تحسین سے دیکھا جا سکتا ہو تو بتلاؤ؟ اختلاف کی مذمت سے قرآن وحدیث پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان اقیموا الدین و لاتتفرقوا فیه﴾

''دین قائم رکھو اور فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ'' (سورۃ الشوریٰ)

خلاصہ یہ کہ دین میں فرقہ بازی جو اختلاف کا نتیجہ ہے مذموم ہے اور سنئے:

﴿و لاتکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا﴾

''اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو اختلاف کر کے جدا جدا ہو گئے'' (آل عمران)

اور سنئے:

﴿ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شیء﴾

''جو دین میں تفرقہ ڈال کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں'' (الاعراف)

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے تفرقہ اور اختلاف کو اچھا سمجھا یا عمل میں لایا اس سے نبی ﷺ علیحدہ ہیں اور سنئے:

﴿و اعتصموا بحبل اللّٰه جمیعا و لاتفرقوا﴾ الایة (آل عمران)

اللہ کی رسی اسلام یا قرآن کو بصورت اجتماعی مضبوط پکڑو، مختلف نہ ہو جاؤ، کیوں کہ تفرقہ بازی اسی اختلاف کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اختلاف نے لوگوں کی خوب گت بنائی ہے۔ جہاں اختلاف آیا وہ گھر ہو یا جماعت ضرور اجڑ گیا (اس کے بعد احادیث مبارکہ اختلاف کی مذمت میں درج ہیں، دیکھئے سراج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الوہاج فی اصلاح فصل الخطاب مؤلفہ مولانا عبدالعزیز ڈیروی ص3) یاد رہے کہ روایت ''اختلاف امتی رحمۃ'' رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس کا مضمون بھی قرآن پاک اور صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

**ضروری تنبیہ:** ہفت روزہ ''الاعتصام'' مورخہ 20 اگست 1971ء میں شیخ عبدالرشید ملتان کا ایک مضمون'' حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب بلوچ ڈیروی مرحوم'' چھپا تھا، جس میں مولانا عبدالعزیز ڈیروی اور ملک عبدالعزیز ملتان کو ایک ہی شخصیت ظاہر کیا گیا ہے۔ ابتدائے مضمون میں ہے کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس دھلی کے مشہور واعظ حضرت مولانا عبدالعزیز خان بلوچ مرحوم چورہٹہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔

بعد کے مضمون میں ان کو ملتان میں دارالحدیث محمدیہ کا مہتمم و ذمہ دار اور کتب'' اہتمام جنازہ خیرالانام'' فدک وغیرہ کا مؤلف لکھا گیا اور کہا گیا ہے کہ مولانا شاکر محمد صاحب ڈیروی و حافظ گل محمد ملتانی ان کے بیٹے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صدیقی صاحب نے دونوں بزرگوں کے احوال الگ الگ لکھے تھے' کسی طرح رسالہ کی ترتیب میں غلط فہمی سے ان کو ایک شخص بنا کر مضمون مکمل کر دیا گیا' جبکہ صدیقی صاحب کا مضمون جو حافظ عبدالمنعم صاحب نے استیصال التقلید وغیرہ رسائل کے ساتھ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں شائع کیا ہے اس میں لکھا ہے:

> ''خصوصاً حاجی سردار احمد پتافی کی سرکردگی میں مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ چورہٹہ والے اور مولانا عبدالمجید سوہدری کے ہمراہ رفض اور شرک و بدعت کے خلاف آپ (ملک عبدالعزیز ملتانی) کے تبلیغی دورے تو یادگار ہیں۔''

یاد رہے کہ مولانا عبدالعزیز ڈیروی واعظ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی وفات 1926ء میں ہوئی اور ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ ملتانی 1969ء میں فوت ہوئے۔ ملک صاحب ارائیں برادری کے فرد تھے، ان کا آبائی وطن چاہ خداداد نزد جنرل بس اسٹینڈ ملتان ہے اور اوّل الذکر بھٹہ خاندان کے فرد ہیں۔ ان کا خاندان بلاک چورہٹہ ڈیرہ غازی خان کے قریب آباد ہے۔ مولانا شاکر محمد ان کے فرزند ہیں جن کا شمار شیخ محترم رحمہ اللہ کے قابل ترین شاگردوں میں ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مولانا مشتاق احمد ڈیروی:** مولانا مشتاق احمد ڈیرہ غازی خان کے باشندے تھے اور بھٹہ برادری کے ایک فرد تھے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کے اولین دور کے تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے پوری کتابیں دارالحدیث محمدیہ میں پڑھیں اور مطابق 1357ھ میں سند تکمیل علوم حاصل کی۔ اضلاع ملتان، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے مختلف اہل حدیث مدارس میں فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے۔ مولانا عبدالتواب ملتانی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ خان پور کٹورہ اور دارالحدیث عام خاص باغ ملتان میں بھی پڑھاتے رہے۔ درسی کتب پڑھانے میں انہیں خصوصی درک حاصل تھا۔ راقم الحروف کی ان سے ملاقات نہیں ہوسکی، غائبانہ تعارف تھا۔ اپنے علاقہ میں کتاب وسنت کے ابلاغ اور مسلک اہل حدیث پھیلانے میں انہوں نے حکیمانہ انداز سے کام کیا ہے۔

مولانا مشتاق احمد مدرسہ دارالحدیث حافظ آباد میں بھی کئی سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ اس علاقہ میں ان کے تلامذہ کا ایک وسیع حلقہ ہے، ان میں مولانا داؤد حافظ آبادی اور مولانا حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی شامل ہیں، جماعت اہل حدیث کے معروف علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ مولانا مشتاق احمد رحمہ اللہ نے 1979ء میں وفات پائی۔

**مولانا عبدالرشید بقراط، مولانا عبدالکریم ڈیروی:** ڈیرہ غازی خان سے شمال کی طرف پندرہ میل یارو کھوسہ ایک قصبہ ہے۔ بھٹہ برادری کے ایک معزز گھرانے کے فرد جناب عبدالواحد نے اپنے بیٹے عبدالرشید کو تعلیم دین حاصل کرنے کے لئے جلالپور، شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ وہ 1366ھ میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے علاقے میں پہنچے، پوری زندگی مدرسہ کے ساتھ تعلق قائم رکھا، طبیب تھے اور طب ہی کو ذریعہ معاش بنایا، اپنے استاذ گرامی قدر کی ہدایات کے مطابق امامت و خطابت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ ان کے علاقے میں جہالت عام تھی، اسلامی شعور کو بیدار کرنے میں بہت محنت کی۔ 1995ء یا 1996ء میں وفات پائی۔

ان کے بھائی مولانا عبدالکریم بھی شیخ محترم رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ علم وفضل میں ان کا مقام ہے۔ کافی مدت اپنے علاقہ میں دینی کام کیا، اب ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بھی 1366ھ میں سند فراغ حاصل کی۔ یارو کھوسہ ڈیرہ غازی خان میں ایک معروف قصبہ ہے۔ راقم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الحروف پچھلے دنوں عزیزی مولانا قاری محمد عثمان اور عزیزی مولانا عبدالکریم کی معیت میں یارو کھوسہ گیا تھا۔ مسجد اہل حدیث کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر سے نہ دیکھ سکے۔ دروازہ کی ہیئت کذائی سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اب اس جگہ کوئی معروف شخصیت نہیں ہے جو تبلیغ دین و مسلک جماعت کے اساسی شعبہ کو چلا سکے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا

**مولانا محمد اسحاق ڈیروی:** ہم لوگ 1947ء کے غالباً دسمبر کے مہینے میں جلال پور پہنچے جب راقم کی عمر تقریباً دس سال تھی۔ قرآن پاک حافظ محمد خوشی محمد کے پاس پڑھا جبکہ دو پارے ہندوستان میں حافظ غلام نبی صاحب کے پاس پڑھ چکے تھے۔ اردو فارسی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مدرسہ سبل السلام براتیوالا اپنے متعدد ساتھیوں کے ساتھ پہنچے تو ان میں راقم کے بڑے بھائی محمد سلیم بھی تھے۔ بوستان تک فارسی اور پرائمری تک اردو اور ریاضی کے مضامین مولانا عبدالرحمٰن جلالپوری سے پڑھے، جو مدرسہ سبل السلام کے استاد تھے۔

1950ء میں صرف ونحو و دیگر علوم کی تعلیم کے لیے دارالحدیث محمدیہ جلالپور کی طرف مراجعت کی تو طلباء میں لمبے قد کے ایک جسیم ساتھی کو دیکھا جو مضبوط رسی کے ساتھ تانبے کی گھاگھر باندھ کر مسجد کے کنویں سے پانی نکال رہا تھا اور ایک زِیر زمین ٹینکی میں بھر رہا تھا تاکہ نماز کے وقت لوگ وضو کر سکیں۔ یہی وہ صاحب ہیں جن کا نام محمد اسحٰق ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے اور آخری سال کے طالب علم، خوش طبع، ملنسار، ہنس مکھ، محبت سے گفتگو کرنے کے عادی، فٹ بال کے ماہر کھلاڑی ہیں۔ باتوں باتوں میں شہر کے نوجوانوں سے گھل مل جاتے ہیں اور نوجوان بہت سی باتوں میں انہیں اپنا ہیرو سمجھتے ہیں۔

مگر خوش طبعی کی ان تمام باتوں کے باوجود اوقات تدریس میں کتابوں میں ایسے محو ہوتے گویا دنیا جہان سے بے خبر ہیں۔ عشاء کے بعد مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتے۔ میرا یہ پہلا سال تھا تو ان کا آخری سال۔ مولوی عبدالحکیم چاہ سیر والہ، مولوی محمد اسماعیل عزیز اور مولوی محمد شفیع (کلر والی) ان کے ساتھی اور ہم درس تھے۔ ان دنوں فٹ بال، کبڈی اور والی بال کھیلنے کا رواج تھا۔ موصوف کشتی اور تیراکی کے شائق بھی تھے۔ دوسرے طلبہ بھی اسی ماحول میں رہ رہے تھے۔ ان میں فٹ بال کے کھلاڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی تھے اور کبڈی، کشتی اور تیراکی کے دھنی بھی۔

مولانا محمد اسحاق فٹ بال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے، راقم الحروف بھی تقریباً پندرہ سال کھیل کے اوقات میں ان مشاغل میں حصہ لیتا رہا ہے۔ طلبہ دارالحدیث کی فٹ بال کی مستقل ٹیم تھی جس کے ہائی سکول جلال پور کی ٹیم سے دوستانہ میچ ہوتے تھے۔ وہاڑی جھیل میں تیراکی کے مقابلے عام معمول تھے۔ ایسے مواقع پر چودھری عبدالرحیم مرحوم کی طلبہ کے ساتھ خوش گپیاں، انعامات اور ہمدردیاں اس دور کے طلبہ کو یقیناً یاد ہوں گی۔

محدث جلالپوری رحمہ اللہ تفریح کے ان مشاغل سے منع نہیں کرتے تھے بلکہ خود بھی کھیل کے میدان میں ٹہلتے رہتے تھے اور بعض اوقات غلط کھیلنے والوں کو سمجھاتے تھے البتہ تعلیمی اوقات میں کسی طرح کی بیرونی مداخلت برداشت نہیں کرتے تھے۔ کھیلوں کے بارے میں معمول یہ تھا کہ سارے کھلاڑی اذان مغرب سے پہلے کھیل ختم کر کے مسجد کی طرف تیزی سے واپس آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے۔

مولانا محمد اسحٰق کئی سال تک جمعیت اہل حدیث ضلع ڈیرہ غازی خان کے امیر رہے۔ جماعت کے نظم میں رہ کر کام کیا اور زندگی بھر اپنی مادر علمی دارالحدیث جلالپور کے ساتھ تعلق قائم رکھا۔ وقتاً فوقتاً تشریف لاتے، جلالپور میں ان کے دوستوں کا بڑا وسیع حلقہ تھا دوستوں سے ملتے اور بیتے دنوں کے حوالے سے طلباء کو اپنے مخصوص انداز میں نہایت بیش قیمت نصیحتیں فرماتے۔ تبلیغی جلسوں میں شرکت کے لیے بھی تشریف لاتے تھے اور فکر آخرت اور اخلاص کے موضوع پر اپنے نہایت مؤثر خطاب فرماتے۔ وعظ میں شیخ سعدی رحمہ اللہ کا کلام پڑھتے اور سرائیکی اشعار میں اس کا ترجمہ سناتے۔

حضرت الاستاذ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ اپنی بستی شاہلی والی (اسحاق آباد) میں جو ڈیرہ غازی خان شہر کی حدود کے قریب ہی ایک آبادی ہے 'تعلیم القرآن ناظرہ کا بھی انتظام کر رکھا تھا اور جامع مسجد اہل حدیث بلاک نمبر 15 اور پھر بلاک نمبر 35 میں خطبات جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کبھی ڈیرہ غازی خان میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے تو مولانا مع جماعت ان کے پیچھے جمعہ پڑھتے۔

حق گوئی اور بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔ سچ بات کہنے میں کبھی کسی سے خوف نہیں کھایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے گھر اور بستی کے اردگرد کسی کو گانے بجانے کی اجازت نہیں دی۔ وفات سے چند ماہ پہلے جلالپور تشریف لائے۔ شوگر کے مرض نے ان کی صحت پر برا اثر ڈالا، چلنے میں دشواری محسوس کرتے تھے۔

ڈیرہ غازی خان ہلال کمیٹی کے رکن رہے۔ پورے ضلع کی جماعت ان کی قیادت میں کتاب وسنت کی تبلیغی مہمات میں فخر محسوس کرتی تھی۔ 25 دسمبر 1989ء کو رات بارہ بجے وفات پائی۔ اپنے اس راہنما دوست، ہمدرد اور مخلص ساتھی کے لیے دعا گو ہوں۔ اللھم اغفر له و ارحمه وعافه واعف عنه و اکرم نزله ووسع مدخله۔ آمین

**مولانا اللہ بخش ولد محمد حسن کھوسہ:** مولانا اللہ بخش بستی گورمانی والا موضع کوٹ ہیبت کے رہنے والے تھے۔ مولانا اسحاق ڈیروی رحمہ اللہ حصولِ علم کے لیے انھیں بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ آخری کلاسیں راقم الحروف کے ساتھ پڑھیں اور 1956ء میں تکمیل علوم کی سند حاصل کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے وسائل دنیا سے مالا مال کیا تھا۔ ڈیرہ غازی خان کے قبیلہ کھوسہ کے ممتاز فرد تھے۔ 1956ء میں ان کے والد فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد واپس آئے تو ان کے لیے فتح الباری کا نسخہ خرید لائے اسی پر وہ قرأت علی الشیخ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کا بہت احترام کرتے تھے۔

ہم نے اکٹھے ایک ہی سال سند فراغ حاصل کی۔ وہ اپنے گاؤں چلے گئے۔ پھر مدتوں ان سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ صرف ایک بار غالباً کسی سالانہ جلسے پر جلالپور آئے، ملاقات ہوئی۔ پرانی یادیں تازہ کیں۔ اپنے گاؤں میں وہ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ امام، خطیب، واعظ، مدرس، مفتی، مرشد اور راتوں کی تنہائیوں میں اللہ سبحانہٗ کے عبادت گزار، زاہد وسالک!

ان کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔ پابند مسجد تھے مسجد ہی میں اکثر اوقات گزارا کرتے تھے۔ بچوں اور بچیوں کی بہت بڑی تعداد نے ان سے قرآن پاک پڑھا، تربیت حاصل کی۔ علاقے کے بے شمار لوگوں نے ان کے ذریعے فہم کتاب وسنت حاصل کیا۔ وہ حق کے اعلان وابلاغ میں لایخاف فی اللہ لومة لائم کی زندہ تصویر تھے۔ وہ ڈیرہ غازی خان کے شمالی علاقے میں دور دور پہاڑی بستیوں تک وعظ ونصیحت کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔ اس علاقے میں قیمتی رقبے کے مالک تھے، آمدنی بہت تھی۔ دینی مہمات وخدمات کے عوض کبھی کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ وذلك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کماعلمناہ ولانزکی علی اللہ احدا۔

1932ء میں پیدا ہوئے اور 1995ء میں وفات پائی۔ پچھلے سال ان کے آبائی گاؤں جانے کا اتفاق ہوا۔ ان کے بچے ملے، باپ کی طرح اچھے اخلاق وعادات کے مالک۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ میں ان کے والد کا ہم جماعت ہوں اور ہم نے ایک ہی سال اپنے شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث پڑھی تھیں۔

**مولانا محمد ابراہیم ڈیروی ثم احمد پوری:** ڈیرہ غازی خان کے یہ ساتھی حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی خدمت میں کتب احایث پڑھنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ مولانا محمد اسحاق کے ہم سبق بھی تھے، کتب فنون نہیں پڑھتے تھے۔ ان کا شوق قرآن پاک اور کتب احادیث وفقہ پڑھنے کا تھا، جس میں وہ کامیاب تھے۔ جو کچھ استاذ محترم رحمہ اللہ سے سنتے لکھتے جاتے تھے۔ 1371ھ میں فارغ ہونے کے بعد جامع مسجد اہل حدیث ٹاہلیاں والی احمد پور شرقیہ میں خطیب مقرر ہوئے۔ وہیں شادی کی۔ مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ کے ہم زلف تھے۔ عمر بھر اسی مسجد میں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتدریس میں مشغول رہے۔

سادہ طبیعت، درویش صفت، کسی سے نہ الجھنے والے، باذوق اور نیک سیرت بزرگ ہیں۔ راقم الحروف ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا تو یہ آخری سال کی کتابیں پڑھتے تھے۔ سونے کے اوقات کے سوا سارا وقت پڑھنے میں صرف کرتے' کھیلنے کے لیے بھی بہت کم جاتے تھے۔ جامع مسجد ٹاہلیاں والی احمد پور شرقیہ کی ایک معروف مسجد ہے' اس کے نام زرعی رقبہ وقف ہے اور وقف کرنے والے کے ورثاء وراثتاً اس کے متولی ہوتے ہیں۔ مولانا خدمت خطابت وامامت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ عمر کا تقاضا یہی ہے، بیمار رہتے ہیں، بہت کمزور ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے۔ وقتاً فوقتاً ان کے سلام ودعا پہنچتے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

**حاجی مانجھی اور مولانا عطاء اللہ:** یہ عہد ماضی کا قصہ ہے۔ کھوسہ برادری کے ایک اہم فرد پیر قتال ڈیرہ غازی خان کے میلہ میں شریک ہیں۔ دوستوں کے ساتھ میلہ کی گہما گہمی میں مست ہیں کہ اچانک ایک دلدوز منظر دیکھتے ہیں کچھ ظالم لوگ ایک درویش عالم مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کو پتھر مار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے ہیں۔ وہ ایک جگہ کھڑے ہیں۔ لوگوں سے تڑپ تڑپ کر کہہ رہے ہیں لوگو! اللہ کے دین پر آجاؤ۔ بے حیائی اور غنڈہ گردی چھوڑ دو، بزرگوں کی قبروں پر جاؤ مگر شرک کے کاموں سے اجتناب کرو، اس کائنات کا پیدا کرنے والا، ہر قسم کی ضروریات مہیا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، وہ پوری دنیا والوں کی زبانیں جانتا ہے، ہر ایک کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اسی کو پکارو، اسی کی جناب میں ہاتھ پھیلاؤ اسی کے آگے تڑپو۔ اسی کے سامنے آنسو بہاؤ، اسی پر ریجھ جاؤ۔ اسی سے مانگو اور سب کچھ پالو لیکن اس کی عاجز، محتاج، بے جان، بے نوا اور لاچار مخلوق کے درباروں پر جا کر ان سے امداد طلب نہ کرو۔ یہ ناجائز ہے۔ یہ بزرگ، نیک لوگ اور اللہ کے دوست تمہاری پکار سے بے خبر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ ﴿وھم عن دعاء ھم غافلون﴾ ''اور وہ قیامت کے دن اس شرک سے انکار کر دیں گے''

حاجی مانجھی نے یہ منظر دیکھا تو تڑپ اٹھے۔ طائف والوں کا طرز عمل یاد آگیا' سینے کا دریچہ کھل گیا۔ بے قرار ہو کر آگے بڑھے۔ مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اپنی باہوں میں لے لیا۔ انھیں نادان ظالموں کے پتھراؤ سے بچالیا۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا کہ ہم اللہ کا حکم اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو ماننے والے لوگ ہیں۔ ہم شرک کی نجاستوں سے نفرت کرتے ہیں۔ یہی وہ موقع تھا جب حاجی مانجھی مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کے گرویدہ ہوئے اور انھیں وعظ و نصیحت کے لیے رہ رہ کر اپنے علاقے میں بلانے لگے۔ یہ ... رنگ لایا اور حاجی مانجھی ہمہ تن دین و دعوت کے کام میں لگ گئے پھر انھوں نے دین حق کی تعلیم کے لئے طلبہ کی ایک بڑی تعداد شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں جلالپور روانہ کی۔ انھی میں ان کے یتیم نواسے عطاء اللہ بھی تھے جنھوں نے دارالحدیث محمدیہ سے سند تکمیل حاصل کی اور اپنے علاقہ میں توحید و سنت کا پرچم بلند کر دیا۔ اب وہ کئی برس سے متحدہ عرب امارات میں اتباع سنت کے چراغ روشن کر رہے ہیں۔

قریبی تاریخ میں حاجی مانجھی چوک چورہٹہ کوٹ ہیبت کے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسلک عمل بالحدیث اپنایا اور پوری قوت اور بے باکی سے اس کی تبلیغ شروع کی۔ عمل کے اعتبار سے بہت اعلیٰ معیار کے حامل تھے، شیخ محترم رحمہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ وقتاً فوقتاً ان کے علاقے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تقریر وخطبہ جمعہ کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔

**حاجی حسام الدین ڈیروی رحمہ اللہ:** حاجی حسام الدین ڈیروی شیخ محترم رحمہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ ان سے ذاتی تعلقات کی بنا پر شیخ محترم تعطیلات میں کئی سال جامع مسجد اہل حدیث بلاک نمبر 15 (ڈیرہ غازی خان) میں رمضان المبارک میں درس دیتے رہے ہیں۔ یہ ابتدائی برسوں کی بات ہے۔ ایک مدت تک ڈیرہ غازی خان کی مذکورہ مسجد ہی میں جمعہ ہوا کرتا تھا اور شہر کے سب اہلِ حدیث اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ مولانا عبدالجبار، مولانا الٰہی بخش شجاع آبادی، مولانا ابوحفص عثمانی، مولانا محمد اسحٰق اور مولانا مشتاق احمد اپنے اپنے اوقات میں اسی مسجد میں فرائض خطابت سرانجام دیتے رہے۔

شیخ حسام الدین رحمہ اللہ علمائے دین کی خدمت اور مسلک کی تبلیغ میں پیش پیش رہتے تھے۔ حالات کے اقتضاء کے مطابق شیخ محترم رحمہ اللہ اور حاجی شیخ حسام الدین رحمہ اللہ نے باہمی مشورے سے چوک چورہٹہ، بلاک چورٹہ، یارو کھوسہ، وڈور اور گجروالا میں خطبات جمعہ شروع کرائے۔ حاجی صاحب موصوف ملتان کے باشندے تھے اور تجارت چرم کے سلسلے میں ڈیرہ غازی خان میں متوطن ہوئے۔ ان کی اولاد و احفاد اب بھی اسی علاقے میں رہتی ہے۔

**مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ:** مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ شیخ محترم رحمہ اللہ محدث جلالپوری کے نسباً قریبی رشتہ دار اور بہنوئی ہیں۔ عمر میں ان سے چھوٹے تھے۔ 1920ء میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے، یہ خاندان ڈیرہ غازی خان سے منتقل ہوکر اوچ کے مغرب میں دس کلومیٹر کے فاصلے پر رہائش پذیر ہوا تھا۔ ثوری صاحب رحمہ اللہ نے اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ گمانی میں حاصل کی۔ درس نظامی (صرف ونحو، فقہ، اصول فقہ، حدیث واصول حدیث، منطق وفلسفہ، تفسیر اور علوم قرآن) کی تکمیل دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں قیام پاکستان سے کئی سال پہلے کر چکے تھے۔ مولانا عزیز زبیدی کی معیت میں دہلی کے مدرسہ زبیدیہ محلّہ نواب گنج میں داخلہ لیا اور مولانا عبدالمجید محدث سے سنن اربعہ درساً پڑھیں۔ حضرت مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ وہاں ایک سال رہے اور 1947ء کے حوادث سے کچھ پہلے وطن واپس آکر ''جامعۂ عباسیہ بہاولپور'' سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''علامہ'' کی ڈگری لی اور ریاستی مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

دوران تعلیم ہی فنون احادیث پر مشتمل کتب کے مطالعے کا شوق تھا۔ سند و رجال حدیث ان کا خصوصی موضوع تھا۔ اس موضوع پر جو کتاب ملتی گہری نظر سے اس کا مطالعہ کرتے اور حاصل مطالعہ ان کے سینہ میں محفوظ ہو جاتا۔ معتد بہ رجال کے بارے میں معلومات ازبر تھیں۔ سند کی باریکیوں پر گفتگو فرماتے تو گھنٹوں سلسلۂ گفتگو جاری رہتا۔ سکول کے اوقات تدریس کے علاوہ ان کا عمومی وقت مطالعہ میں گزرتا تھا۔ سالانہ ایام تعطیل میں ملک کی اہم لائبریریوں میں جا کر رات دن مطالعہ کرتے تھے۔

پشاور کی ایک لائبریری کے بارے میں بتایا کہ وہاں سنن ابی داؤد کے اہم مخطوطے محفوظ ہیں۔ راشدی سندھی اکابر کی لائبریری کی معلومات ازبر تھیں اور کئی اہم مخطوطات پر انہوں نے علمی کام کیا تھا۔ کتاب الضعفاء للعقیلی مکمل اپنے ہاتھ سے نقل کی اور دوسری جلد کے رجال پر مفید تعلیقات تحریر کیں جو فضیلۃ الشیخ بدیع الدین رحمہ اللہ کی لائبریری کی زینت ہیں۔

مولانا ثوری رحمہ اللہ کو اپنی مادر علمی دارالحدیث جلالپور کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا۔ سال میں دو تین مرتبہ ضرور تشریف لاتے، سند و رجال کے حوالے سے اساتذہ کی راہنمائی فرماتے اور بعض مشکل مقامات میں فضیلۃ الشیخ محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے راہنمائی لیتے تھے۔

جامعہ اثریہ فیصل آباد میں کتاب ''مسند ابی یعلی'' کی تعلیق وتخریج میں مولانا ارشاد الحق حفظہ اللہ کی بحیثیت استاذ راہنمائی کی۔ اس کتاب کے اہم حصہ کی تخریج انھی کی ہے۔ انہوں نے اپنا قلم اپنے اسی لائق شاگرد کے حوالے کر دیا اور انہیں اس میدان کے شاہسواروں میں شامل کرایا۔

فضیلۃ الاستاذ العالی رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے گہرے مراسم تھے۔ گھریلو اور ذاتی معاملات میں ان سے مشورہ کے لئے جلالپور تشریف لاتے۔ بسا اوقات اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ اپنے آبائی وطن میں تعلیم دین کے لیے کوئی کوشش نہ کر سکے۔ بہرحال ان کے خاندان کے کئی افراد علوم کتاب وسنت میں مہارت حاصل کر چکے ہیں اور دور دراز علاقوں میں حق کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ دینی تڑپ کے زیر اثر ان کی اہلیہ اور محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی ہمشیرہ نے اپنی قیمتی آبائی زمین میں سے مسجد و مدرسہ کے لیے جگہ وقف کی جس پر فضیلۃ الاستاذ مولانا عبداللہ ناصر کی رہنمائی میں مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور ابتدائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انتظامات تعلیم وتربیت مولانا ثوری رحمہ اللہ کے عزیز مولانا ریاض احمد کر رہے ہیں۔ جو دارالحدیث محمدیہ جلالپور ہی کے فیض یافتہ ہیں۔

عنفوان شباب میں ملتان میں مولانا عبدالتواب محدث ملتانی رحمہ اللہ کا کتب خانہ ان کے لیے ذہنی غذا کا کام دیتا تھا۔ جب بھی ان کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا، محدثین کے علمی کارناموں پر گفتگو ہوتی اور رجال کے بارے میں بیش از بیش معلومات حاصل کرتے۔ مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ ' میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے آخری ایام کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے انہیں اپنے ہاتھ سے سند حدیث عطا کی اور مولانا عبدالتواب محدث رحمہ اللہ نے بھی مولانا ثوری رحمہ اللہ کو اجازۃ الروایۃ بقلم خود لکھ کر دی، جس کا فوٹو شامل اشاعت ہے۔

مولانا ثوری رحمہ اللہ راقم کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ جب بھی تشریف لاتے، بالعموم لائبریری کے سلسلے میں خدمت کا موقع عنایت فرماتے۔ اساتذہ کی ایک محفل میں کتب ستہ کے اسلوب تصنیف پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اساتذہ کرام طلباء کے لیے سند کے بارے میں بھی محدثین ہی کے اسلوب کی نشاندہی کریں تاکہ متن حدیث کے تحفظ میں جو متنوع کام ہوا ہے اس کی حقیقت جاننے والے علماء و ماہرین زیادہ سے زیادہ متخرج ہوں۔ ازراہ مہربانی مولانا ثوری رحمہ اللہ نے اس گناہ گار کو بھی اجازۃ الروایۃ اپنے قلم سے لکھ کر عنایت فرمائی جس کا فوٹو شامل اشاعت ہے۔

سرکاری ملازمت میں خاصی مدت ہائی سکول دھوڑ کوٹ میں' جو ہیڈ پنجند کے قریب دریائے ستلج کے جنوب میں ایک اہم مقام ہے' پڑھاتے رہے اور آخری برسوں میں ہائی سکول چنی گوٹھ میں فرائض تدریس سرانجام دیے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مختلف لائبریریوں میں مطالعہ کرتے یا ذاتی گھریلو مشاغل میں مصروف رہتے تھے۔ انھی دنوں انہوں نے متعدد اہم کتابیں تالیف کیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

''الرد التقی علی الجوهر النقی ''ایسی ضخیم کتاب ہے' اس میں ابن الترکمانی (م 750ھ) کی الجوھر النقی کا محدثین کے انداز پر رد ہے۔ سید محب اللہ شاہ رحمہ اللہ اور پیر سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ برادران کی ترغیب پر یہ کام شروع ہوا تھا۔ ان کی لائبریری میں ابتدائی کام ہوا، چند ماہ مکتبہ دارالحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمدیہ جلالپور پیروالا میں بھی کام کرتے رہے اور تکمیل جامعہ علوم اثریہ جہلم میں ہوئی۔ مخطوطہ جہلم میں ہے۔

دوسرا وقیع کام انہوں نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے وفی الباب کی تخریج کا کیا ہے جو ابھی تک غیر مطبوع ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن چیمہ شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ لودھراں نے اس کی تبئیض ونظر ثانی کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

تخریج و تعلیق علی کتاب القراۃ للبیھقی رحمہ اللہ کا مکمل مسودہ راقم کو مولانا رحمہ اللہ کی کتابوں سے مل گیا ہے۔ تصحیح و تنقیح مکمل ہو چکی ہے جلد ہی طبع کی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ

الاکمال فی ذکر من له روایة فی مسند الامام احمد من الرجال الشیخ ابو المحاسن محمد بن علی بن الحسین بن حمزة الحسینی المالکی (م 765ء) کی کتاب ہے۔ مولانا ثوری رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تحقیق کرتے ہوئے ہر راوی کے تذکرے پر حدیثہ فی المسند فی صفحہ کذا کے انداز میں مسند کے متعلقہ مقام کی نشاندہی کی ہے اور دیگر کتب رجال سے راوی کے بارے میں مزید معلومات درج کی ہیں۔ غیر مطبوعہ ہے اور دارالحدیث محمدیہ جلالپور کی لائبریری کی زینت ہے۔ (رقم 161 الرجال)

کتاب الضعفاء للعقیلی طبع ہونے سے پہلے مولانا نے راشدی کتب خانہ میں کتاب کو اپنے ہاتھ سے نقل فرمایا اور اس کی جلد ثانی جو نصف آخر پر مشتمل ہے کے رجال پر تعلیقات تحریر فرمائیں۔ یہ کتاب پیر بدیع الدین رحمہ اللہ کے کتب خانے کی زینت ہے۔

المعجم الصغیر امام ابو یعلی کی مکمل تخریج و تعلیق کی۔ یہ امام ابویعلی کی حدیث کی مختصر معجم ہے۔ مولانا ثوری رحمہ اللہ نے پوری کتاب اپنے ہاتھ سے لکھی اور حواشی میں تخریج احادیث کی جس سے احادیث کی استنادی حیثیت قوی ہوتی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مولانا عبدالرحمٰن چیمہ (لودھراں) کے پاس ہے۔

تعلیق کتاب الاغتباط مختلط رواۃ پر محررہ یہ ایک اہم کتاب ہے۔ مولانا نے اس کی تحقیق کی ہے اور مفید حواشی رقم فرمائے ہیں۔ غیر مطبوع راقم کے پاس محفوظ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رش السحاب فيما ترك الشيخ مما في الباب ، وفي الباب کی جن احادیث کی تخریج میں محدث مبارک پوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی میں لم اجدہ تحریر فرمایا' مولانا ثوری رحمہ اللہ نے ان احادیث مبارکہ کی تخریج کردی ہے اور یہ چھپ گئی ہے۔

فهرس الاصحاب الذين ذكرهم الترمذي تحت قوله وفي الباب، اس کی اہمیت نام ہی سے ظاہر ہے اور شائع ہو چکی ہے۔

کتاب القراءۃ للبیہقی کے رجال کی ایک فہرست مولانا ثوری رحمہ اللہ نے مرتب فرمائی ہے جو راقم کے پاس غیر مطبوع محفوظ ہے' اسے کتاب کے ساتھ شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ واللہ الموفق

اخطاء في تعليقات العلل المتناهية في الاحاديث الواهية، ''محدث'' لاہور کی ایک ہی اشاعت میں یہ اغلاط اس لیے شائع کرائی گئیں کہ جن کے پاس (العلل) ہے وہ تصحیح کرلیں۔

تعلیق جزء رفع الیدین للبخاری مولانا ثوری رحمہ اللہ کی تعلیقات کے ساتھ یہ رسالہ طلباء دارالحدیث محمدیہ نے شائع کیا تھا۔ ''کاروان سلف'' میں جلاء العینین پیر بدیع الدین جزء رفع الیدین اور تعلیقات الثوری کی اشاعت طلباء مذکور کی طرف منسوب ہوگئی ہے جو درست نہیں ہے۔

تعليق جزء القرأة للبخاري، یہ تعلیقات امام بخاری رحمہ اللہ کے قابل قدر رسالے کے ساتھ فضیلۃ الاستاذ مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ نے شائع کی تھی۔

تعليق فتح الغفور في وضع الايدي على الصدور، مفید مباحث پر مشتمل یہ تعلیقات طلباء دارالحدیث جلالپور نے شائع کر کے مفت تقسیم کی تھیں۔

الالزامات على الصحيحين' امام ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی (م385ھ) کی تالیف ہے' جس میں صحیحین کے بعض رجال پر جرح کی گئی ہے۔ مولانا ثوری رحمہ اللہ نے اس کا مفصل جواب دیا اور ثابت کیا ہے کہ اس کتاب میں وارد اعتراض کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف درست ہے۔ اس کتاب کا مسودہ سیلاب کے پانی میں خراب ہوگیا تھا۔ بیان خطاء من اخطاک علی الشافعی للبیہقی رحمہ اللہ۔ ابھی یہ کتاب چھپی نہیں تھی کہ مولانا نے اسے مخطوطہ سے نقل فرمایا، تحقیق کی اور اس پر مفید تعلیقات تحریر کیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طبقات المدلسین للحافظ ابن حجر رحمہ اللہ، مدلس رواۃ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس کتاب پر مولانا ثوری رحمہ اللہ نے مفید حواشی تحریر فرمائے ہیں، جامعہ علوم اثریہ جہلم کی لائبریری شعبہ مخطوطات میں محفوظ ہے۔

مولانا ثوری رحمہ اللہ نے اپنے شیخ حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی وفات سے تقریباً ایک برس بعد مورخہ 24 رجب 1417ھ مطابق 4 دسمبر 1996ء کو اپنے آبائی گاؤں میں وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ کی امامت راقم نے کی۔

**مولانا عبدالعزیز ولد میاں محمد یار:** مولانا عبدالعزیز موضع حافظ والا تحصیل جلالپور پیروالا میں ایک عالم ہو گزرے ہیں ان کا نام مولانا محمد یار لا ثانی تھا۔ فقہ حنفی اور معقولات کے ماہر تھے۔ احناف برادری میں دور دور تک ان کا شہرہ تھا۔ موجودہ مکاتب فکر کے اعتبار سے حنفیہ بریلویہ سے ان کے عقائد زیادہ قریب تھے۔ پورے علاقے میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے تھے۔ میاں محمد یار چنڑ بھی ان کے شاگرد تھے۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کے بیٹے حافظ عبدالعزیز نے قرآن پاک کس استاذ کے پاس حفظ کیا تھا' البتہ فارسی کتب کی تعلیم کے لئے مولانا غلام رسول پونٹوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر مسجد موہانہ والی محلہ خواجگان جلال پور کے ایک قدیمی مدرسہ میں جو حافظ فتح محمد کے زیر اثر تھا داخلہ لیا اور ''زلیخا'' تک فارسی اور شرح جامی تک کتب نحو اسی مدرسہ میں پڑھیں۔

طلبہ کی عادت کے مطابق وہ ایک دن مسجد اہل حدیث جندوڈہ والی میں قائم شدہ نئے مدرسہ کے طلبہ و اساتذہ کو جانچنے آئے۔ اتفاقاً طلبہ اس وقت شرح جامی ہی کا درس لے رہے تھے۔ حافظ عبدالعزیز نے دونوں مکاتب کے درس میں بڑا واضح فرق محسوس کیا اور اس سبق میں روزانہ شریک ہونے کی اجازت طلب کی، جو کشادہ دلی کے ساتھ دے دی گئی۔ ان کے اساتذہ کو پتہ چلا تو ''وہابیہ'' کے مدرسے میں جانے کی سختی سے ممانعت کردی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حافظ صاحب اور ان کے چند ایک ساتھی اپنا مدرسہ چھوڑ کر محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے مدرسہ میں داخل ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصے میں توحید و سنت کے مبلغ بن گئے۔

دارالحدیث محمدیہ میں داخلہ کے بعد کتب احادیث ستہ درساً محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ صاحب اس مدرسے کے چند ابتدائی مستفیدین میں سے تھے اور حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی پہلی شادی کی برات میں شامل ہوکر ''مہند'' تحصیل احمد پور شرقیہ گئے تھے۔ان کے موضع حافظ والا میں جسے لوگ کھنڈن پیر بھی کہتے ہیں، مولانا یار محمد لاثانی اور مولانا محمد نواز کا اثر و رسوخ تھا' جن کی وجہ سے عاملین حدیث کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا اور مساجد میں ان کا داخلہ ممنوع تھا۔حافظ صاحب نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے ایک مخلص ساتھی مولوی فیض اللہ کو جو بہت مؤثر برادری لانگ کے ایک معزز گھرانے کے فرد تھے ترغیب دلائی کہ ہمیں اس علاقے میں اللہ کے دین کے ابلاغ کا کام کرنا چاہیے۔

مولانا فیض اللہ لانگ، مولانا غلام اللہ خان آف راولپنڈی اور مولانا عبدالغنی آف رحیم یار خاں سے متأثر تھے مگر تقریر و وعظ کے میدان میں کمزور تھے۔اس کے برعکس حافظ صاحب پختہ ذہن کے شعلہ بیان خطیب تھے۔سرائیکی زبان میں بات سمجھانے اور مشکل بات کو تمثیلات و محاورات میں بیان کرنے کی بڑی قدرت رکھتے تھے۔مولانا فیض اللہ لانگ نے ان کی رفاقت کو غنیمت جانا اور برلب نہر چودہ کنال رقبہ مسجد اہل حدیث بستی میریں کے نام وقف کردیا۔دونوں ساتھیوں نے مل کر بہت بڑی مسجد تعمیر کی اور مدرسہ دارالحدیث محمدیہ کی بنیاد ڈالی، حافظ صاحب بیس پچیس سال اسی درس گاہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

چند میل کے فاصلہ پر جہان پور کی آبادی ہے۔وہاں کا زمیندارہ ایک قدیمی شیعہ لنگاہ خاندان کا ہے۔ان کے اکابر انگریز دور میں کرسی نشین رہے اور قیام پاکستان کے بعد ان کا اردگرد کے علاقے پر اثر و رسوخ رہا اور انہوں نے سیاسی طور پر اپنے مقابلہ پر کسی کو نہ آنے دیا۔جہان پور میں مقامی ''کربلا معلیٰ'' موجود ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اصل کی نقل ہے۔یہاں ہر سال شیعہ برادری کے ذاکر اپنے انداز میں مجالس ومحافل ذکر قائم کرتے ہیں۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ ان کی مجالس میں اکیلے ہی چلے جاتے تھے۔میزبانوں کو پتہ چلتا تو انہیں بیٹھنے کے لیے اپنے علماء کے برابر کرسی دیتے اور پھر مختلف مسائل پر قابل شنید گفتگو ہوتی۔زمیندارہ اثر و رسوخ کی وجہ سے عام لوگ شورش نہیں کرسکتے تھے چنانچہ فریقین کی باتوں سے لوگ بہت محظوظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتے تھے۔ایک موقع پر شیعہ ذاکر نے کہا کہ ہماری پارٹی کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے اور ابراہیم علیہ السلام بھی شیعہ تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:﴿وان من شیعته لابراهیم﴾الایة(الصافات).

حافظ صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وان فرعون علافی الارض و جعل اهلها شیعا﴾

''فرعون نے زمین میں سرکشی کی ہے اور باشندوں کو کئی گروہ بنادیا ہے۔''(القصص:4)

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شئ﴾

''ان لوگوں سے جنہوں نے دین میں تفرقہ کیا اور گروہوں میں بٹ گئے،ان سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔''(الانعام: 159)

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا﴾

''ہم ہر گروہ سے ان کو الگ کریں گے جو رحمٰن پر زیادہ سرکش تھے''( مریم: 69)

آیاتِ مقدسہ کا سرائیکی زبان میں ترجمہ کیا تو شیعہ عالم پر اتنی آیات سن کر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ لاجواب ہو گیا۔صاف ظاہر تھا کہ ان آیات میں لفظ''شیعہ'' مذمت کے پیرائے میں آیا ہے۔ایک دوسرے موقع پر ایام محرم میں جہان پور ہی میں مسئلہ میراث پر بحث ہو گئی۔حافظ صاحب نے شیعہ و سنی کتب سے حوالے دینے شروع کیے تو شیعہ عالم کہنے لگا کہ ہم محرم کے بعد گفتگو کریں گے۔اب تو ہم غم حسین رضی اللہ عنہ کے لیے''تڈہ'' بچھائے بیٹھے ہیں۔یعنی زمین پر چٹائی بچھا کر وقفِ الم ہیں۔

حافظ صاحب کے چاہ چنڑ والا پر ایک شیعہ سے مختلف مسائل پر گفتگو اور علمی مباحثہ طے ہوا۔تاریخ اور وقت کا تعین ہو گیا،فریقین نے اپنے اپنے علماء کو دعوت دینے کا فیصلہ کر لیا۔اہل حدیث کی وکالت محدث جلالپوری رحمہ اللہ کو کرنا تھی جو مقررہ وقت پر پہنچ گئے مگر شیعہ عالم تشریف نہ لائے۔یہ 1950ء یا اس کے بعد کی بات ہے۔مولانا فیض اللہ بھی مسلک عمل بالحدیث سے متعلق ہو چکے تھے اور دونوں اصحاب مل کر ہر سال تبلیغی جلسے منعقد کرتے تھے جس میں بالعموم مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ خلف الرشید شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مکی رحمہ اللہ اور حضرت الاستاذ العالی جلالپوری رحمہ اللہ اور طلباء و اساتذہ دارالحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمدیہ جلالپور ضرور شرکت کرتے تھے۔

حافظ صاحب کی عادت تھی کہ وہ مقامی زمینداروں اور معززین کو دعوت دیتے تھے۔ ایسے موقع پر وہ مناظرانہ طریقوں سے پرہیز کرتے ہوئے حضرت الاستاذ العالی سے کسی مسئلے کے بارے میں دریافت کرتے' جواب میں مسئلے کی پوری تفصیلات بیان ہوتیں۔ شریک مجلس معززین اپنے شبہات پیش کرتے اور روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش کرتے۔ یہ علمی، تبلیغی اور تربیتی محفل گھنٹوں قائم رہتی اور اس کے اثرات پورے علاقے میں پھیل جاتے۔ ان محفلوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی برسوں میں پورے علاقے میں اہل حدیث کے خلاف نفرت کا جذبہ ماند پڑ گیا اور مسائل وفتاویٰ کے لیے دارالحدیث محمدیہ جلالپور ہی کی فیصلہ کن حیثیت مسلم ہوگئی۔ یہ مسلمہ حیثیت آج تک بدستور برقرار ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ برقرار رہے گی۔ و ذلك فضل الله يوتيه من يشاء .

حافظ صاحب تقاریر اور علمی مجالس کنٹرول کرتے تو ان کے جلیل القدر ساتھی مولانا فیض اللہ مہمانوں کی خاطر تواضع میں مشغول رہتے۔ ہم نے خود دیکھا کہ شدید سردی، میں کھیتوں میں پانی منجمد ہو جاتا، نہر کا پانی بھی انتہائی ٹھنڈا ہوتا صبح کی اذان کے فوراً بعد اور پھر نماز پڑھتے ہی نہر کا یخ پانی عبور کر کے اپنے گھر سے پکے ہوئے کھانے، چائے اور لسی پینے والوں کے لئے لسی لاتے تھے۔ نہر پر اس وقت پل نہیں تھا' کمر تک اور بعض جگہ اس سے بھی زیادہ پانی ہوتا مگر مہمان نوازی کی دھن میں مولانا یہ تمام تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ بڑھاپے میں آخر دم تک ان کا یہی معمول رہا۔ مسجد نہر کے مغربی کنارے پر تھے۔ اور ان کا گھر مشرقی کنارے پر ہے۔ اب اس جگہ پل تعمیر ہو چکا ہے، اس لیے آنے جانے میں آسانی ہوگئی ہے۔

مولانا فیض اللہ کو تفسیر قرآن سے بڑا شغف تھا' مشکل مقامات کا حل انہیں خوب یاد تھا۔ مولانا عبدالعزیز پر یہاروی جنوبی پنجاب کے جید عالم دین تھے' ان کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ مفید علمی کتابوں سے علماء واقف ہیں۔ کوٹ ادو کے قریب ان کا گاؤں تھا جسے پر یہار کہتے ہیں۔ پر یہاروی صاحب جوانی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر الجلالین کے انداز پر لکھی ہے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ مولانا فیض اللہ کے پاس تھا۔ رحیم یار خان میں مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ کے پاس دورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن پڑھنے کے لئے گئے تو مولانا عبدالغنی نے ان سے یہ مخطوطہ استفادہ کے لئے لیا اور پھر بار بار طلب کرنے کے باوجود انھیں واپس نہ کیا۔ غالباً وہ مخطوطہ مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ کی لائبریری کی زینت ہوگا۔ یہ بات مجھے مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ ہی نے بتائی تھی۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ نے حدیث کی کتب حضرت الاستاذ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھیں۔

زہد وسلوک میں ان کا مقام بہت اونچا تھا، تہجد گزار اور شب بیدار تھے۔ اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ موج زن تھا، خیرات بہت کرتے تھے۔ دارالحدیث محمدیہ کی سالانہ امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

حافظ عبدالعزیز کی مجالس وعظ میں بڑی حکمت عملی سے کام لیا جاتا۔ پہلی تقریر مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ کی ہوتی۔ وہ اپنے شیریں اور دل پسند انداز بیان سے لوگوں کی توجہ کا رخ اپنی طرف پھیر لیتے۔ اس طرح بہت بڑا مجمع حاضر ہو جاتا تھا۔ پھر محدث جلالپوری رحمہ اللہ کا بیان ہوتا۔ عام طور پر مسلک اہل حدیث پر خطاب ہوتا جس میں عقائد اہل حدیث کا بیان، اتباع سنت کی اہمیت اور اہل حدیث پر عائد کردہ الزامات کا شافی جواب دیا جاتا۔ شیعہ مسائل اور بریلوی عقائد پر نام لیے بغیر شاندار نقد فرماتے۔ یہ سلسلہ مدتوں جاری رہا پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس مسجد کی یہ محفل سونی ہوگئی۔ مولانا حافظ عبدالعزیز اس جگہ کو بوجوہ ترک کر کے چلے گئے اور بہاولپور کے قریب چک نمبر 6 میں بطور خطیب کام کرتے رہے۔ بعد ازاں قصبہ مڑل کے قریب چاہ بڈھے والا میں بھی تدریس وخطابت کے فرائض سرانجام دیے۔

ان کے مشورے اور کوشش سے لاڑ (جو ملتان کے جنوب میں ایک اہم مقام ہے) میں برلب سڑک مخیّر احباب جماعت نے پلاٹ لیے اور بہت بڑی جامع مسجد اہل حدیث اور مدرسہ عثمان بن عفان کی تاسیس ہوئی۔ کئی سال سے یہ مدرسہ علاقہ بھر میں کتاب وسنت کی تدریس کا مرکز ہے۔ حافظ صاحب اور ان کے ساتھیوں کا جب تک اس مدرسہ وجامع مسجد سے تعلق رہا، راقم الحروف بھی ان کے ساتھ شریک مشورہ ہوتا رہا۔ والحمدللہ

اب یہ مدرسہ وجامع مسجد اہل حدیث لشکر طیبہ والوں کے زیر انتظام ہے۔ حافظ صاحب جہاں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جاتے، مسلکی تبلیغ میں پیش پیش رہتے اور کسی اہم مسئلہ پر گفتگو کا موقع نکال لیتے تھے۔ملتان کے قریب قاسم بیلہ میں ان کے چند مخلص دوست رہتے تھے، ہر سال ملاقات کے لیے ان کے پاس جاتے تھے۔ایک دن ان کی برادری کے ایک حنفی پروفیسر سے مسئلہ قراءۃ سورۃ فاتحہ خلف الامام پر علمی مباحثہ طے کر آئے اور اپنی وکالت کے لیے راقم الحروف کو مقرر کیا۔

پروفیسر صاحب تشریف لائے، سلجھے ہوئے، علمی وقار مہذب گفتگو اور آداب مجلس سے خوب آگاہ وآشنا انسان تھے۔ پانچ پانچ منٹ کی گفتگو میں بڑے سلیقے سے اپنے دلائل بیان کیے۔راقم نے بھی اپنی باری پر اس بارے میں آیات قرآنیہ اور احادیث کی تشریح وتوضیح کی۔تقریباً دو گھنٹے کی اس علمی گفتگو کے بعد پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ آپ کے بیانات سے مجھ پر کئی نئی باتیں منکشف ہو کر سامنے آئی ہیں' میں اس مسئلے پر غور کروں گا، ان شاء اللہ۔پھر دوستانہ ماحول میں علیک سلیک کے بعد تشریف لے گئے۔

اسی طرح موضع شجرا تحصیل شجاع آباد میں ان کی تبلیغ سے صوفی خدا بخش اپنے خاندان سمیت اہل حدیث ہوئے اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا اعلان کر دیا۔مقامی عالم نے حافظ صاحب کو گفتگو کا چیلنج دیا جو منظور کر لیا گیا۔حافظ صاحب راقم الحروف کو اپنے ساتھ لے گئے، کتابوں کی گٹھڑی بھی ساتھ تھی۔کئی میل پیدل سفر کر کے ان کے ڈیرے پر پہنچے، رات وہیں بسر کی، چیلنج کرنے والے عالم تشریف لائے اور کتابیں لانے کا وعدہ کر کے گئے تو واپس ہی نہیں آئے۔حافظ صاحب نے بخاری شریف کی ایک حدیث کی تشریح فرمائی اور پھر مسلک کی پر جوش وضاحت کی۔

راقم الحروف نے غالباً سورۃ العصر کی توضیح کی تھی۔مخاطبین میں صوفی خدا بخش کے افراد کنبہ شامل تھے۔مسلک حق کا یہ داعی آخری ایام میں بیماری اور کمزوری کے باعث چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا، بالآخر 19 ستمبر 2000ء مطابق 18 جمادی الثانی 1421ھ کو وفات پائی۔راقم الحروف نے ہائی سکول ''ملہاں'' کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ہزاروں لوگ جنازے میں شریک ہوئے۔اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه

ان کے ساتھی مولانا فیض اللہ لانگ ان سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے، ان کی نماز جنازہ محدث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جلالپوری رحمہ اللہ نے پڑھائی اور رات گئے تک قبرستان حافظ والا میں دعا بعد التدفین کے لیے بیٹھے رہے۔ قبر پر دیر تک دعائے مغفرت کی اور ان کے بیٹوں کو اپنے والد کے طریق پر کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔

**مولانا عبدالعزیز زبیدی:** مولانا عبدالعزیز زبیدی مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ کے ہم سبق تھے، جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مکاتب میں حاصل کی اور قرآن پاک وحدیث کی تعلیم حاصل کرنے محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں سے سند فراغ حاصل کر کے مدرسہ زبیدیہ میں داخل ہوئے اور فارغ التحصیل ہوئے۔ مدرسہ زبیدیہ میں مولانا عبدالمجید پنجابی اور مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ پڑھاتے تھے۔ دونوں ساتھیوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملا۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ نے واپس آکر جامعہ عباسیہ بہاولپور میں داخلہ لیا۔ مولانا عبدالعزیز زبیدی منڈی وار برٹن ہائی سکول میں عربی کے استاد مقرر ہو گئے اور عمر بھر کی خدمت کے بعد وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ مرحوم زبیدی صاحب کے نام سے معروف ہیں۔ زندگی کا اکثر حصہ جماعت اسلامی میں رہ کر خدمات اسلام کے لیے وقف رکھا' مگر جذبۂ عمل بالحدیث اس دور میں بھی درخشاں رہا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے ساتھ قریبی مراسم تھے۔ لاہور آتے تو ان سے ضرور ملتے۔

کچھ مدت ''ہفت روزہ اہل حدیث'' کے مدیر بھی رہے اور ان کی ادارت میں رسالہ نئی علمی جہات سے متعارف ہوا۔ غائبانہ تعارف جلالپور کے حوالے اور ''اہل حدیث'' کے مدیر کی حیثیت سے تھا' لاہور جانا ہوا تو اتفاقاً ملاقات ہوئی اور وہ بھی مجھ سے متعارف ہوئے۔ بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ مجھے بھی خوشی تھی کہ استاذ بھائی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، خوب سیر حاصل علمی اور معاشرتی ملاقات ہوئی۔

جلالپور کا تذکرہ آیا تو پرانی یادیں لے بیٹھے، احباب جلالپور کا طلبہ کے ساتھ خلوص، کتاب وسنت سے گہرا شغف، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا جذبہ، حضرت استاذ محترم کی مہربانیاں، محمد رمضان سیکرٹری کی محنت ومحبت، سیٹھ قادر بخش کا خلوص اور علاقائی رواج پر اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے بھائی رفیق! میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا بہت مدارس دیکھے، بہت سے قصبوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور شہروں میں گھوما، بھانت بھانت کے لوگ ملے مگر جو خوبیاں جلالپور میں جلوہ گر دیکھیں ان کی نظیر کہیں نظر نہیں آئی۔"

زبیدی صاحب رحمہ اللہ کا خط بہت عمدہ ہے، ان کی لکھی ہوئی کتاب "تنویر العینین فی مسئلہ رفع الیدین" دارالحدیث محمدیہ کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کے پہلے صفحے پر لکھا ہے:

"کتب ابو سعید عبدالعزیز ساکن جتوئی 1357ھ"

اسی کے ساتھ ایک دوسری کتاب بھی محفوظ ہے جو غالباً ان کے ساتھی مولانا عبدالحق مستوئی رحمہ اللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ عرصۂ دراز سے مولانا زبیدی صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ حضرت الاستاذ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی وفات پر میں نے انہیں لکھا کہ اپنے تأثرات تحریر کر کے ارسال فرمائیں تو ایک مختصر مکتوب میں شدید بیماری کے سبب یہ فریضہ ادا کرنے سے معذوری کا اظہار فرمایا۔ مولانا ثوری رحمہ اللہ کی طرح زبیدی صاحب کو بھی علامہ عبدالتواب محدث ملتانی رحمہ اللہ نے اپنی سند کی اجازت اپنے قلم سے لکھ کر دی تھی۔ اس کا ذکر انہوں نے مجھ سے کیا تھا۔ کئی کتابوں کے مؤلف ہیں جن میں مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کی ہے۔

مولانا زبیدی صاحب کے بارے میں "اہل حدیث" میں ان کی بیماری کا تذکرہ آتا رہا۔ ان سے ملنے کی تمنا تھی' اللہ تعالیٰ نے یہ تمنا 28 ستمبر 2001ء کو پوری کردی، آنکھوں کے آپریشن کے سلسلے میں لاہور جانا پڑا۔ اتوار کی چھٹی سے فائدہ اٹھا کر زبیدی صاحب سے ملنے گیا۔ صبح دس بجے کے قریب ان کی رہائش گاہ نیو کرول پہنچا۔ انہوں نے دروازہ کھولا۔ ملاقات ہوئی۔ پہچان نہ سکے۔ تعارف کرانے پر پہچانا، بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ خیر و عافیت پوچھنے کے بعد میں نے حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کی خدمت میں ان کے ایام اقامت کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

"میری پیدائش 1925ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ جتوئی میں حاصل کی۔ پھر مولانا عبدالحفیظ کے پاس "کاندھ" ضلع مظفر گڑھ میں فارسی، صرف اور نحو کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ملتان میں مولانا محمد شفیع ملتانی رحمہ اللہ سے کتب فقہ پڑھیں۔ وہ بہت بڑے حنفی عالم تھے۔ میں ان سے بہت متأثر تھا۔ محلّہ قدیر آباد میں مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ محدث نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کتابوں کی فروخت کے ساتھ مسلک کتاب وسنت کی تبلیغ کا کام شروع کر رکھا تھا۔ ان کے پاس آنا جانا ہوا تو کچھ مدت کے بعد مسلک عمل بالحدیث قبول کر لیا' اور انھی کے مشورے سے جلالپور پیروالا میں حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شرح جامی، بیضاوی اور کتب صحاح ستہ ان کے پاس پڑھیں۔ پھر مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالعزیز سعیدی کی معیت میں دہلی مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ (1944ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے صحیح بخاری، مسلم، مؤطا اور بیضاوی درساً پڑھیں۔ مولانا موصوف فن حدیث کے بڑے ماہر تھے، قوت حفظ لاجواب تھی اور مزاج انتہائی سادہ تھا۔''

دہلی سے فارغ ہو کر زبیدی صاحب نے اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ارائیں فیملی میں شادی کی، جبکہ وہ خود برادری کے فرد ہیں۔ اولاد نہیں ہوئی، دوران ملازمت پورا عرصہ منڈی وار برٹن ہائی سکول میں پڑھاتے رہے۔ تدریس کے علاوہ ہفت روزہ ایشیاء، محدث، اہل حدیث، تنظیم اہل حدیث اور الاعتصام جیسے جلیل القدر جرائد کے مدیر رہے۔

میرے استفسار پر بتلایا کہ انہوں نے فضیلۃ الشیخ العالی مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے حکم پر صحیح بخاری کی عربی میں مختصر شرح لکھی ہے۔ جماعت اسلامی میں شمولیت کے بارے میں فرمایا کہ حکیم عبداللہ صاحب جہانیاں منڈی کی ترغیب پر جماعت کی طرف متوجہ ہوا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کا لٹریچر پڑھا تو ان سے متأثر ہوا اور ضوابط کے مطابق جماعت اسلامی کا رکن بنا اور آج تک رکن جماعت اسلامی کی حیثیت سے جماعتی اجتماعات میں شرکت کرتا ہوں۔

ان کا کہنا تھا کہ اسلامی نظام کی جدوجہد میں جماعت کا شریک کار رہوں گا مگر مسلک کے بارے میں میرا نظریہ محدثین رحمہم اللہ کا سا ہے، عقائد میں بھی اور اعمال میں بھی۔ حدیث وسند حدیث کے بارے میں میرا نظریہ مولانا مودودی رحمہ اللہ کے مخصوص نظریات سے مختلف ہے جس کا میں وقتاً فوقتاً اظہار کرتا رہتا ہوں۔ میرے سوال پر بتایا کہ ذوق حدیث مجھے حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کی تربیت سے حاصل ہوا۔ میری نظر میں اس میدان میں وہ اپنے ہم عصر علماء سے بہت آگے تھے۔ ان کا انداز تربیت ہی ایسا تھا کہ حدیث کا ذوق خود بخود پیدا ہو جاتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



راقم نے پوچھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی کبھی زیارت ہوئی ہے؟ تو فرمایا کہ مولانا سید داود غزنوی رحمہ اللہ جیل میں تھے' ان سے ملاقات کے لیے مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ تشریف لائے تو زیارت کا موقع ملا۔ وہ انتہائی خوش گفتار اور جید عالم تھے اور پورے برصغیر میں ان کا شہرہ تھا۔

مولانا زبیدی رحمہ اللہ نے کسی دینی مدرسہ میں باقاعدہ فرائض تدریس سرانجام نہیں دیے مگر انفرادی طور پر اپنی مسجد میں جامع ترمذی، مشکوٰۃ اور دیگر کتب وقتاً فوقتاً پڑھاتے رہے۔ منڈی وار برٹن میں اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو سکول میں مولانا زبیدی رحمہ اللہ سے دین سیکھتے رہے۔ وہ ان کے انداز تربیت، اچھے اخلاق اور علمی ثقاہت کی تعریف کرتے ہیں۔ زبیدی صاحب عرصہ دراز تک بیمار رہے اور مسلسل بیماری نے انھیں اتنا کمزور کر دیا تھا کہ چلنے کی سکت بھی نہیں رہی۔ ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے ذریعے پتہ چلا کہ آپ وفات پا گئے۔ آپ کی وفات مورخہ 27 مئی 2003ء کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

**مولانا عبدالحق بن محمد یار مستوئی:** مولانا عبدالحق تحصیل احمد پور شرقیہ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ 1946ء میں تربیت گاہ محدث جلالپوری رحمہ اللہ میں داخلہ لیا جس کی ضیاء پاشی کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا تھا۔ سند فراغ حاصل کی تو براتیوالا کے مدرسہ سبل السلام میں، جو مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ اور مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ مرحوم کے زیر انتظام تھا، مدرس کی حیثیت سے پڑھانا شروع کیا۔ بچوں کی دینی تربیت کے ساتھ بڑوں کی اصلاح و تربیت کی طرف بھی پوری توجہ فرمائی۔ قرآن پاک و دیگر متعلقہ کتب کی تدریس سے جو وقت بچتا، دیہاتیوں کے پاس کھیتوں میں پہنچ جاتے اور نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔ سگریٹ اور حقے کے شدید نقصانات سے آگاہ کرتے اور مسلک عمل بالحدیث کی حقانیت واضح فرماتے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں علاقے میں مسلک کی لہر پیدا ہوئی جو ان کے جانے کے بعد بھی مسلسل بڑھتی چلی گئی۔

سرکاری ملازمت کا شوق دامن گیر ہوا۔ جامعہ عباسیہ کے آخری سال میں داخل ہو گئے سندِ ''علامہ'' حاصل کی۔ مڈل سکول جیلن والی میں مدرس مقرر ہوئے۔ پھر مڈل سکول ترنڈہ میں تبادلہ ہوا۔ اساتذہ و طلبہ میں عمل بالحدیث کی تلقین کی' وہ مسلک کتاب وسنت کی ترویج میں کسی مصلحت کے قائل نہیں تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا حبیب اللہ گمانوی کی برادری مستوئی بلوچ کے فرد اور مولانا کے قرابت دار تھے۔ مولانا منظور احمد نعمانی سے متعدد موضوعات پر ان کے تحریری مناظرے ہوتے رہے۔ دلائل کے اظہار و استدلال کی مضبوطی میں ان کا جواب نہ تھا۔ ادب و انشاء میں بھی دسترس حاصل تھی۔ بہت خوش خط تھے۔ تبلیغ دین و مسلک کے شیدائی تھے، خود کو محبّ السنۃ لکھا کرتے تھے، ان کے مضامین صحیفۂ اہل حدیث کراچی میں چھپتے رہے۔

خوش اخلاق، ملنسار، محبت کرنے والے اور بڑے مہمان نواز تھے۔ مطالعۂ کتب کے بہت شائق اور اپنی ذاتی کتب خرید کر پڑھنے کے عادی تھے۔ ان کی کچھ کتابیں دارالحدیث محمدیہ جلالپور کی لائبریری کی زینت ہیں اور بہت سی کتابیں ان کے ان پڑھ وارثوں نے سستے داموں بیچ ڈالیں۔ عین عالمِ شباب میں وفات پا گئے۔

**شیخ عبداللہ احمد پوری:** شیخ عبداللہ نے ستر سال کی عمر میں قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ محدث مکی رحمہ اللہ نے ہمارے شیخ گرامی قدر کو حکم دیا کہ انہیں ترجمہ و معانی قرآن پڑھایا کرو۔ دس پارے تک تو انہیں خاصی محنت کرنی پڑی' بعد ازاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کا ذہن کھول دیا، وہ سادہ ترجمہ خود کرتے اور ضرورت کی باتیں ان کو بتانی پڑتیں۔ شیخ محترم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس مرد بزرگ کو دیکھ کر میں حیران ہوتا کہ جوان عمر کے لوگ بھی اس قدر محنت نہیں کر سکتے جو یہ بوڑھا کر رہا ہے۔ میں نے ایک دن ان کے بارے میں معلومات دریافت کیں تو انہوں نے فرمایا میں نومسلم ہوں، پندرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ میں خیر پور ٹامیوالی کا باشندہ تھا، پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ سلسلۂ تعلیم ختم کر کے ریلوے مال گودام کا منشی بنا۔ کبھی کبھی رات کو بھی ڈیوٹی دینی پڑتی۔ وہاں مسلمان مزدور بھی تھے۔ ان کو نماز پڑھتے دیکھتا تو حیران ہوتا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ بعض لوگ ایک کتاب کھول کر محبت و دل جمعی سے پڑھتے تھے۔ ایک دن میں نے ان کی کتابوں میں دعا کی کتاب دیکھی جس میں ترجمہ لکھا تھا اور اس میں اپنے رب سے مانگنے کی دعائیں لکھی تھیں۔ میں بھی جب اکیلا ہوتا تو وہ کتاب اٹھا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑھنے لگتا تھا۔''

شیخ عبداللہ احمد پوری کی اسلام سے دلچسپی بڑھتی گئی۔ انہوں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تم اٹھتے بیٹھتے ہو، زمین پر ماتھا رکھتے ہو، یہ سب کیا ہے؟ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ وہ بتلاتے کہ ہمارے مذہب میں اسے نماز کہتے ہیں، نماز کے ذریعے اپنے پیدا کرنے والے مالک سے ہم باتیں کرتے ہیں۔ یہ ہمارے مذہب میں ضروری ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا موت کے بعد اسے سزا ملے گی' اور ایسا کرنے والوں کے لیے خوشیاں ہونگی۔ مجھے یہ کام اچھے لگنے لگے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں بھی ایسا کروں۔ میں نے نماز اور دعا کی کتاب حاصل کی اور طریقہ سیکھ کر خفیہ طور پر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ریلوے اسٹیشن کے قریب مال گودام سے سو قدم کے فاصلے پر ایک مسجد کا نشان بنا ہوا تھا جس کے اردگرد تقریباً دو فٹ اونچی دیواریں تھیں اور اردگرد جھاڑیاں تھیں۔ میں نے اپنی عبادت کے لیے یہی مقام منتخب کر لیا۔ کسی نے خوب کہا ہے:

پاس آکر لے گئی خود دورئ منزل مجھے

چند بار ایسا بھی ہوا کہ میں اپنی چارپائی پر سوتا مگر صبح دیکھتا کہ اسی مسجد کے احاطہ میں پہنچ چکا ہوں۔ میں اس صورت حال میں مجبور ہو گیا کہ اس دین کو اپنا لوں، چنانچہ ملازمت ختم کی اور ماں باپ کو اطلاع دیے بغیر احمد پور چلا آیا۔ اتفاق سے ایک اہل حدیث عالم سے ملاقات ہوگئی' ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اسی شہر میں کاروبار شروع کر دیا۔ یہیں شادی ہوگئی۔

ان کے دو بیٹے تھے اور دو بیٹیاں، ان میں سے ایک بیٹی کا نکاح حاجی عبدالرحمٰن صاحب ٹھیکیدار سے ہوا۔ ان کے بطن سے پیدا شدہ ایک لڑکی کا نکاح مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ سے ہوا جن سے مولانا کی سب اولاد بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔

**شیخ عبدالرحمٰن نومسلم انگریز:** شیخ مکرم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص فوجی گورا تھا جسے میں نے پہلی بار نواب صادق محمد خاں والی ریاست بہاولپور کے ساتھ دیکھا۔ عید الفطر کا موقعہ تھا، شوق ہوا کہ احمد پور کی بجائے اس دفعہ عید ''ڈیرہ نواب'' میں نواب صاحب کے ساتھ پڑھیں۔ چند دوستوں کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ ہم دوسری صف میں ایسی جگہ بیٹھ گئے جس کے سامنے پہلی صف میں نواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صاحب اوران کے مصاحبین کو نماز میں شریک ہونا تھا۔نواب صاحب کے پہلو میں ایک شخص کو کھڑے دیکھا جو سفید شلوار، سفید ململ کا کرتہ پہنے ہوئے تھا' اور سر پر سفید ململ کا پٹکا (پگڑی) تھا۔

یہ لباس اس دور میں مسلم شرفاء کا تھا مگر یہ شخص انگریز تھا۔اس نے نواب صاحب کے ساتھ عید کی نماز پڑھی، ہم نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔معلوم ہوا کہ یہ نواب صاحب کی فوج میں میجر کے عہدہ پر فائز ہیں اور اسلام قبول کر چکے ہیں، ان کا نام مسٹر میسی تھا۔وہ پشاور چھاؤنی میں انگریزی فوج کے میجر کے عہدے پر فائز تھے۔انھوں نے ایک دن ایک مسلمان فوجی کو دیکھا کہ وہ سخت گرمی میں گراؤنڈ کے اردگرد ننگے پاؤں اور ننگے سر دوڑ رہا ہے۔استفسار پر بتایا گیا کہ اسے کسی کوتاہی پر ڈیڑھ گھنٹہ گرمی میں دوڑنے کی سزا دی گئی ہے۔اس نے دوڑ ختم کی۔ ہاتھ منہ دھویا اور نماز میں مصروف ہوگیا۔اس سے فارغ ہو کر اپنی بیرک کی طرف جانے لگا تو میجر میسی نے اسے بلایا اور پوچھا کہ سزا کے بعد تم نے یہ کیا کیا ہے؟

اس نے جواب دیا، میں مسلمان ہوں، اس وقت میری عبادت کا وقت ہوگیا تھا۔میجر صاحب نے پوچھا تم نے ہاتھ منہ دھویا مگر پانی پیا نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

مسلم فوجی نے جواب دیا یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اس مہینہ میں اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ دن میں کوئی چیز کھائیں نہ پئیں۔

میجر صاحب کو بڑی حیرت ہوئی۔ پوچھا، اسلام کیسا مذہب ہے؟ اس میں تمہیں کیا کیا کرنا پڑتا ہے؟ مسلم فوجی نے کہا کہ میں مذہبی علم سے پورے طور پر واقف نہیں ہوں۔والدین اور علماء سے سنا ہے کہ اس دنیا کے خالق و مالک نے ہم انسانوں کو پابند کیا ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں۔ پانچ وقت اللہ کے آگے جھکیں۔سال میں ایک ماہ روزے رکھیں اور یہ سب کچھ ہمیں اس نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے ذریعے بتایا ہے۔

میجر میسی کے دل میں اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی جستجو پیدا ہوئی۔بازار میں انگریزی میں اسلام کے بارے میں لٹریچر تلاش کیا، مگر نہ ملا۔ بہت تلاش کے بعد انہیں محمد پکتال کا انگریزی ترجمۂ قرآن مل گیا۔پوری توجہ سے اس کا مطالعہ کیا۔جمعہ کے دن چھاؤنی میں ایک مسجد میں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلمان فوجیوں کے لیے تعمیر کی گئی تھی گئے۔ امام مسجد سے کہا، میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، مجھے اسلام سکھائیں۔ امام صاحب ڈر گئے کہ کہیں حکومت برطانیہ کا عتاب نازل نہ ہو جائے۔ مگر میجر صاحب نے ان سے کہا میں اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور اس کی تمام تر ذمہ داری میری ہے۔ امام صاحب نے انہیں کلمۂ اسلام پڑھایا اور اسلام کی بنیادی باتیں بتائیں۔ جب تبدیلیٔ مذہب کا چرچا انگریز افسروں میں ہوا تو اس کی اطلاع وائسرائے ہند کو دی گئی۔ اس نے حکم دیا، اسے واجبات ادا کر دو اور ملازمت سے فارغ کر دو۔

میجر صاحب ملازمت سے فراغت پا کر لاہور چلے آئے۔ اسٹیشن کے قریب ایک مسجد کے امام صاحب کی راہ نمائی میں اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل علامہ عبداللہ یوسف علی سے ملے۔ ان دنوں لاہور میں انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوتا تھا، جس میں بڑے بڑے امراء بھی شریک ہوتے تھے۔ اس سال 1930ء میں یہ جلسہ نواب صادق محمد رحمہ اللہ والی ریاست بہاولپور کی زیر صدارت ہو رہا تھا۔ نواب صاحب تشریف لائے اور انجمن کی امداد کے لیے ایک لاکھ روپے کا گراں قدر عطیہ دیا۔

علامہ عبداللہ یوسف نے میجر میسی کا تعارف نواب صاحب سے کرایا اور بتایا کہ ان کا اسلامی نام عبدالرحمٰن ہے۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے، انھیں اپنے ساتھ لے آئے اور میجر کے منصب پر فائز کر دیا۔ بعض مصاحبین نے نواب صاحب کے سامنے وائسرائے ہند کی ناراضی کا اندیشہ ظاہر کیا تو نواب صاحب نے سرائیکی میں بڑی سی گالی دے کر کہا: ''یہ میرا کیا بگاڑ لیں گے۔'' میجر عبدالرحمٰنؒ جون 1942ء میں فوت ہوئے۔

شیخ مکرم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ عجب اتفاق ہے جس پہلے نومسلم کا احوال مجھے معلوم ہوا، ان کا نام عبداللہ تھا اور دوسرے کا نام عبدالرحمٰن۔ اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث یاد آ گئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

ان احب اسمائکم الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمٰن

''تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ محبوب نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔" (صحیح مسلم کتاب الاداب باب مایستحب من الاسماء)

**مولانا محمد صدیق بڈانی:** تحصیل علی پور کا ایک اہم قصبہ خیر پور سادات ہے، موضع بڈانی میں بڈانی بلوچ برادری کی ایک کثیر تعداد آباد ہے۔ مولانا محمد صدیق اسی برادری کے فرد تھے۔ 1938ء کی بات ہے، جلالپور پیر والا میں مجلس احرار کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں حنفی علماء کرام کی ایک کثیر تعداد شریک ہوئی۔ ان میں مولانا محمد صدیق بڈانی بھی تھے۔ بہت اچھا وعظ کہتے تھے۔ جچے تلے الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں انہیں بڑی قدرت حاصل تھی۔ استاذ محترم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جن دنوں میں مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم ساکن بستی گمانی کے پاس فارسی پڑھا کرتا تھا' ان دنوں ایک جلسہ مولانا مرحوم نے منعقد کیا تھا۔ اس میں مولانا محمد صدیق صاحب بھی بحیثیت واعظ شریک تھے، ان دنوں ان کی جوانی کا عالم تھا اور موصوف نے بہت خوبصورت اور باوقار تقریر کی تھی۔

کانفرنس سے وقت نکال کر وہ جامع مسجد اہل حدیث تشریف لائے، اس وقت شیخ مکرم رحمہ اللہ درس صحیح بخاری رحمہ اللہ دے رہے تھے۔ اختتام درس کے بعد ملے۔ کچھ مسائل پوچھتے رہے، رات بھی مدرسے میں گزاری، صبح جاتے ہوئے عرض کی میں بھی مشکوٰۃ شریف پڑھنا چاہتا ہوں' اجازت ہو تو حاضر خدمت ہو جاؤں؟ شیخ کے درس بخاری کے دوران حدیث رسول ﷺ کی کشش وانجذاب نے اس عمر میں معروف عالم اور مقبول واعظ کے دل کو ایسا متوالا کیا کہ اپنی حیثیت اور مرتبے کا احساس بھی نہ رہا جو قبول حق میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتا ہے' حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے بے اختیار اپنے سے کم عمر شیخ کے حضور حاضر ہوئے اور بصد ادب زانوئے تلمذ تہ کیے۔

تین ماہ میں کتاب الصلوٰۃ کے اختتام تک مشکوٰۃ شریف پڑھی اور واپس گھر چلے گئے۔ چھ ماہ بعد جلالپور آئے تو بتایا کہ جب گھر پہنچا اور عمل بالحدیث شروع کیا تو میری برادری مخالف ہو گئی۔ اور ان کا بڑا مولوی الٰہی بخش میرا سخت مخالف ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے مناظرہ کا چیلنج دیا ہے جسے میں نے قبول کر لیا ہے اور تاریخ بھی مقرر کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے' آپ میرے ساتھ تعاون کریں اور جلالپور کے احبابِ جماعت کے ساتھ مقررہ تاریخ پر تشریف لائیں، مولانا عبدالعزیز ملتانی بھی تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لائیں گے، مولانا عبدالرحمٰن بن مولانا خلیل الرحمٰن مظفر گڑھی ساکن راؤوالا نے کتابیں مہیا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

تاریخ مقررہ پر شیخ مکرم رحمہ اللہ مع پینتیس احباب جماعت خیر پور سادات پہنچ گئے۔ مولانا عبدالعزیز ملتانی بھی پہنچ گئے اور آدمی بھیج کر راؤوالا سے مطلوبہ کتابیں بھی منگوالی گئیں۔ احناف کی طرف سے مولانا حبیب اللہ آف گمانی تشریف فرما تھے۔ ان کی کوشش تھی فریقین میں مصالحت ہوجائے، مناظرہ نہ ہوتو بہتر ہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ نے تائید فرمائی اور کہا کہ مولوی محمد صدیق اور مولوی الٰہی بخش حنفی سے عہد لیا جائے کہ اختلافی مسائل میں الجھیں نہ ایسے مسائل اچھالیں۔ ہر شخص اپنے اپنے مسلک پر عمل کرتا رہے اور امن کے ساتھ وقت گزارے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوا تو مولانا حبیب اللہ کی امامت میں سب نے نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ کی معیت اور سرکردگی میں علماء احناف کی ایک جماعت پہنچ گئی ان میں مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا غلام رسول محدث مظفر گڑھی، مولانا عبدالخالق نڑھانوی اور مولانا محمد علی شاہ پیلی راجن والے بھی تھے۔ ان کی تشریف آوری کے بعد اہل حدیث علماء کو پیغام پہنچا کہ شرائط مناظرہ طے کریں۔ یوں مصالحت والی باتیں یک طرفہ طور پر یکسر ختم ہوگئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوگیا اور ادھر صرف جلالپور سے آنے والے احباب تھے اور بس!

اہل حدیث کی نمائندگی کرنے والے دوعلما مولانا محمد صدیق بڈانی اور مولانا غلام رسول صاحب نے گفتگو شروع کی۔ شرائط طے کرنے کے لیے اہل حدیث کی طرف سے شیخ مکرم رحمہ اللہ نمائندہ تھے۔ مسئلہ تقلید و مسئلہ رفع الیدین پر مناظرہ ہونا طے پایا۔ دلائل میں صرف قرآن و حدیث ہی مسلمہ اصول قرار پائے۔

مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ نے اجماع اور اقوال علماء کو دلیل میں پیش کرنے کے لئے فرمایا تو شیخ مکرم رحمہ اللہ نے جواب دیا مجھے تو اس سے کوئی اختلاف نہیں، مگر آپ یہ سوچ لیں کہ کیا ان مسائل میں اجماع کا حوالہ مل سکے گا اور مل بھی جائے تو کیا وہ واقعے کے مطابق ہوگا؟ مولانا نے اس شرط پر اصرار نہیں کیا۔ اہل حدیث وکیل نے کہا کہ ان مسائل میں ائمہ اربعہ کے اقوال پیش کیے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ ائمہ اربعہ کے اقوال کو حجت شرعی کے طور پر مانیں گے؟ جواب دیا گیا کہ آپ جو حیثیت ائمہ ثلاثہ کے اقوال کو دیتے ہیں، ہم وہی مقام چاروں اماموں کے اقوال کو دیتے ہیں۔

حنفی وکیل نے فرمایا انھی کی تقلید کا مسئلہ تو زیر بحث ہے پھر ان کے اقوال کیوں؟ اہل حدیث کی طرف سے جواب دیا گیا: اس لیے کہ پتہ چل جائے تقلید کے بارے میں خود یہ ائمہ کرام کیا فرماتے ہیں۔ بحث وتکرار کے بعد مولانا غلام محمد گھوٹوی کے فرمانے پر حنفی وکیل نے اس شرط کو تسلیم کرلیا۔ یہ بھی طے پایا کہ مسئلہ تقلید میں مدعی حنفی عالم اور مسئلہ رفع یدین میں مدعی اہل حدیث عالم ہیں۔ پہلی تقریر پندرہ پندرہ منٹ کی ہوگی اور پھر پانچ پانچ منٹ کی۔

احناف کی طرف سے مناظر مولانا غلام محمد گھوٹوی تھے اور اہل حدیث کی طرف سے مولانا ملک عبدالعزیز ملتانی۔ مولانا غلام رسول محدث فریق اول کی معاونت کررہے تھے اور ہمارے شیخ مکرم رحمہ اللہ فریق ثانی کے معاون تھے۔

علمائے کرام کی تقریروں کی تفصیلات معلوم نہیں ہوسکیں اس مناظرے کا بڑا بابرکت نتیجہ نکلا۔ پہلے تو مولانا محمد صدیق بڈانی اپنے گاؤں میں اکیلے تھے، اس مناظرے کے بعد پوری بستی کے لوگوں نے حنفی علماء کے سامنے اعلان کردیا کہ انہیں اصل حقیقت معلوم ہوگئی ہے چنانچہ اب تقلید کو ترک کرکے عمل بالحدیث کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں یوں یہ پوری بستی قافلہ عمل بالحدیث کے ساتھ ہوگئی الحمد للہ! اب یہاں کے باشندے مسلک عمل بالحدیث کے داعی ہیں اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ سچ ہے:

لاتزال من امتی امة قائمة بامر الله لایضرهم من خذلهم ولا من خالفهم (الحدیث) (صحیح بخاری، رقم: 3639)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم کو قائم رکھے گی جو انھیں چھوڑ دے یا مخالفت کرے ان کا نقصان نہیں ہوگا۔

**مولانا خدا بخش:** مولانا خدا بخش جام پور کے مضافات لنڈی پتافی کے رہنے والے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دارالحدیث کے اجراء کو ابھی تین سال ہوئے تھے کہ برادران احناف (دیوبندی و بریلوی) نے اس مدرسہ کو ناکام کرنے کے لئے مسجد مہانڑاں والی میں (جو طلبہ دارالحدیث کی اقامت گاہ کے قریب مشرق میں واقع ہے) مدرسہ قائم کیا، ایک مشہور و معروف عالم مولانا غلام محمد رانا کو مدرس مقرر کیا گیا۔ یہ اس وقت فقیہہ اور حافظِ ہدایہ کے نام سے معروف تھے۔ اتفاق یہ ہوا کہ فقیہہ صاحب ایک ہفتہ کی چھٹی پر گئے تو اس مدرسہ کے طلبہ کا ایک گروپ اسباق سننے کے لیے دارالحدیث میں آ گیا۔ یہ طلبہ اسباق کی سماعت کے بعد خاموشی سے واپس چلے گئے۔

انھی میں ایک طالب علم مولوی خدا بخش بھی تھے۔ انہوں نے الفیۃ ابن مالک پڑھنے کی خواہش کی، شیخ مکرم رحمہ اللہ نے ان کو یہ کتاب پڑھانا شروع کی تو ان کے منتظمین نے سبق چھوڑنے کے نتیجہ میں انہیں اپنے مدرسہ سے خارج کر دیا۔ وہ جلالپور سے چلے گئے وہ شیخ مکرم رحمہ اللہ سے آنسو برساتی آنکھوں کے ساتھ رخصت ہوئے اور آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا۔

نئے سال کے آغاز میں وہ آ گئے۔ داخلہ لیا اور پورے سال سکون کے ساتھ بقیہ کتب پڑھتے رہے۔ بعض طلبہ سے مسلکی اختلاف ہوتا رہتا جو ایک فطری بات تھی مگر انہوں نے حوصلہ نہ ہارا۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ سے بھی مسلکی گفتگو ہوتی تھی مگر وہ بالآخر خاموش ہو جاتے۔ شیخ گرامی قدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دور میں جب وہ میرے پاس پڑھا کرتے تھے میں نے علم غیب کے مسئلہ پر ان سے کہا آپ علماء کرام سے اس بارے میں استفسار کریں اور خود بھی غور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر پانی پلا رہے ہیں، ایک گروہ پانی پینے کے لئے آیا مگر اللہ کے فرشتے ان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جناب میں عرض کریں گے:

هولاء رجال من امتي (الحديث)

''یہ لوگ میری امت کے افراد ہیں۔''

اللہ کی طرف سے جواب ملے گا:

انك لا تدري ما احدثوا بعدك مازالوا امرتدين منذ فارقتهم. (الحديث)

''یعنی آپ کے بعد انہوں نے جو نئی باتیں بنائیں، آپ نہیں جانتے۔ آپ کے جدا ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد یہ لوگ (دین) سے منحرف ہوتے رہے۔''

اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو قیامت کے دن تک ان لوگوں کی خرابیوں کا علم نہیں تھا۔

مولانا خدابخش نے اس پر غور کرنے کا وعدہ کیا اور پھر تکمیل علم کے لیے ''بریلی'' چلے گئے۔ وہاں سے فارغ ہوکر آئے تو جلالپور میں ''مسجد حافظ فتح محمد صاحب'' میں مدرس متعین ہوئے۔ اس دوران جلال پور کے بریلوی گدی نشین کے صاحبزادے پیر اللہ بچایا المعروف فتح محمد قادری بھی ان کے پاس پڑھتے رہے۔ مولانا متعدد بار اپنے استاذ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں آتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ آپ نے حدیث ﴿انك لا تدری ما احدثوا بعدك﴾ کے بارے میں فرمایا تھا اس کا مجھے جواب معلوم ہوگیا ہے۔ مسلم شریف میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں: أما شعرت ما عملوا بعدك (رقم:5972)

یہ استفہامی کلمہ خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کے احداث کا علم تھا۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ نے فرمایا اگر آپ ﷺ کے علم میں تھا کہ ان لوگوں نے خرابیاں کی ہیں جس کی وجہ سے سفارش نہ کرنے دی جائیگی تو آپ سفارش کیوں کرتے؟ رہا ''أما شعرت'' کا استفہام تو یہ استفہام تقریری ہے جس میں مخاطب سے کلام (مثبت یا منفی) کا اقرار کرانا مقصود ہوتا ہے۔ یعنی کلام مثبت میں اس کا اقرار کرانا اور منفی ہو تو منفی کا اقرار کرانا ہوتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث میں ہے:

اما علمت یا عمرو ان الاسلام یهدم ما کان قبله و ان الهجرة تهدم ما کان قبلها. (الحدیث)

اس کا واضح مقصد یہی تھا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ نہیں تھا کہ اسلام اور ہجرت پہلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ تب ہی اس نے اسلام قبول کرنے سے پہلے شرط لگائی کہ میری غلطیاں معاف ہوجائیں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

اماشعرت انا لا ناکل الصدقة (الحدیث) (صحیح بخاری، رقم: 1491)

''یعنی اے حسن! کیا تم نہیں جانتے کہ ہم صدقہ کی چیزیں نہیں کھاتے؟''

مطول شرح تلخیص المفتاح ص 216 میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هذه الكلمات الاستفهاميه للتقرير بايلاء المقربه الهمزة اى بشرط ان يلي الهمزة مايحمل المخاطب على الاقرار به۔

ترجمہ: ''استفهاميه کلمات اثبات کے لیے بھی آتے ہیں بشرطِ کہ ہمزہ (استفهاميه) اس جملہ پر داخل ہو جس کا مخاطب سے اقرار کرنا مقصود ہے۔''

**احباب بستی دین پور:** بستی دین پور کا قدیمی نام ''باندریں'' تھا۔ اس بستی کے رہائشیوں میں ایک صاحب میاں حیات محمد مسلک حدیث کے عامل تھے۔ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر بستی میں قربانی کے جانوروں کی صفات پر بحث چل نکلی۔ حنفی علماء نے فرمایا کہ چھ ماہ بھیڑ کا بچہ قربانی کے لائق ہے اور بکری ایک سال کی ہو اور گائے بھینس دو سال کی ہو تو قربانی ہو سکتی ہے۔ لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک چل کر پہنچ سکتا ہو وہ بھی جائز ہے اور کان تھوڑا سا کٹا ہو تو بھی جائز ہے، آدھا کٹا ہو تو ناجائز ہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ نے اس فتویٰ کی تصحیح فرمائی کہ بھیڑ کا بچہ ایک سال کے لگ بھگ ہو، اور بکری، گائے اور اونٹنی کا بچہ دوندا ہونا شرط ہے۔ دلیل میں یہ حدیث پیش کی:

لاتذبحوا الا مسنة .

''یعنی مسنہ ہی ذبح کرو۔'' (صحیح مسلم)

مسنہ اس جانور کو کہتے ہیں جو دانت توڑ دے جسے ثنی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ کتب لغت میں مرقوم ہے۔ لنگڑا جانور بھی قربانی کے لائق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لنگڑے جانور کی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو' قربانی سے منع کیا اور کان کو غور سے دیکھنے کا حکم دیا ہے کہ یہ آگے پیچھے سے کٹا ہوا نہ ہو۔ اس کے جواب میں فقہ کی کتابوں کے حوالے دیے گئے جس میں بعض علماء کے اقوال ہیں' احادیث مبارکہ سے استدلال نہیں ہے۔

بستی کے لوگ بار بار علماء کی خدمت میں گئے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق کرنی چاہی مگر ہر مرتبہ جواب میں وہی ڈھاک کے تین پات۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ بالآخر میرے پاس آئے اور اعلان کیا ہم لوگ آج کے بعد ان مسائل میں حدیث مبارکہ پر عمل کریں گے کیونکہ یہاں آتے ہیں تو حدیث نبوی ﷺ دکھائی جاتی ہے اور وہاں جاتے ہیں تو مولویوں اور اماموں کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ چار پانچ خاندانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے سربراہ ملک محمد انور مرحوم، حاجی اللہ وسایا مرحوم، ملک غلام مصطفےٰ مرحوم اور مولوی نور محمد اہل حدیث ہو گئے۔

ایک شخص جو اس وقت کے مشہور دیو بندی پیر حافظ محمد موسیٰ نقشبندی کا خلیفہ اور دست راست تھا' اس کا نام محمد بخش تھا۔ وہ حضر و سفر میں حافظ صاحب کے ساتھ رہتا تھا، اب اس نے اپنا نام ''عبدالکریم'' رکھا اور زندگی بھر ہمارے ساتھ رہا۔ بوقت وفات نرینہ اولاد میں ایک بچہ چھوڑ گیا جو ہمارے مدرسہ میں پڑھا اور مختلف مقامات پر فرائض تبلیغ و تدریس سرانجام دیتا رہا۔ انھی صاحب کا نام مولوی عبدالرحیم ہے۔ انہوں نے خطابت کے علاوہ سالہا سال تک الجامعہ السّلفیہ فیصل آباد میں بحیثیت استاذ کام کیا۔''

مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ انتہائی خوبصورت وعظ فرمایا کرتے تھے۔ فکر آخرت پر ان کا بیان انتہائی مؤثر اور دل نشین ہوتا تھا۔ ہر موضوع پر بہت ہی مؤثر دل آویز اور رلا دینے والا وعظ فرماتے تھے۔ کتب نحو میں ان کی مہارت مسلمہ تھی اور جامعہ سلفیہ میں بھی انھی مضامین کی تدریس ان کے ذمے تھی۔ راقم نے بھی اس مضمون کی راہ نمائی میں ان کی مدد کی تھی جبکہ صحیح بخاری، جامع ترمذی اور شرح جامی شیخ مکرم رحمہ اللہ کے پاس پڑھی تھیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کئی سال تک ''عبداللہ والا'' ضلع لودھراں کے مدرسہ میں پڑھاتے اور خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ وہاں ان کے مواعظ حسنہ کی بہت شہرت تھی۔ پھر فیصل آباد جامعہ سلفیہ میں تدریسی خدمات کے لیے مامور ہوئے اور وہیں چند سال پہلے فوت ہو گئے۔ جنازہ ''دین پور'' میں راقم الحروف نے پڑھایا' اپنے خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رحمه الله رحمة واسعة

میاں حیات محمد کے ایک فرزند مولوی عبدالحی بھی دارالحدیث سے سند یافتہ ہیں۔ زاہد، نیک اور خوش اخلاق عالم دین ہیں۔ عرصے تک کراچی میں تبلیغ دین کی مہم میں مصروف رہے ہیں۔ طویل بیماری کے بعد بتقاضاء الٰہی وفات پا چکے ہیں۔

اسی بستی کے مولوی نور محمد کے ایک بیٹے مولوی حبیب الرحمٰن نے بھی علوم دین میں سند تکمیل حاصل کی۔ کئی سال ملتان میں مختلف مقامات پر خدمت دین میں مصروف رہے۔ پھر بہادر پور میں مستقل طور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر تدریسی خدمات میں مشغول رہے۔ وعظ و تدریس اور تحقیقی مسائل میں ان کا اپنا ہی رنگ تھا۔ تقریباً پندرہ بیس سال انہوں نے اس بستی میں جذبہ عمل بالحدیث کی آبیاری کی۔ چند سال دل کے عارضہ میں مبتلا رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ ان کو غریق رحمت کرے۔ آمین

ان سب ساتھیوں کا شمار شیخ مکرم رحمہ اللہ کے حسنات ہی میں ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی اولاد کو دین متین کی حفاظت و خدمت میں انھی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

درحقیقت ''دارالحدیث محمدیہ'' کے احیاء، آبیاری اور ترقی میں جماعت بستی دین پور کا بھی اتنا ہی گرانقدر حصہ ہے جتنا کہ جلالپور کی دونوں برادریوں' مہاجرین وانصار کا!

**مولانا حکیم عبدالحمید ولد حکیم احمد الدین:** حکیم احمد دین اپنے علاقہ موضع جھلاریں ضلع مظفر گڑھ کے ایک معروف طبیب تھے، علاج معالجہ کے سلسلہ میں دور دور تک ان کا شہرہ تھا، دیوبندی مکتب فکر سے تعلق تھا۔ علماء کرام کی تقاریر اور مواعظ حسنہ سننے کا شغف تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ اللہ تعالی ان کی اولاد کو بھی دینی علوم سے بہرہ ور فرمائے۔

فضیلۃ الاستاذ محدث جلالپوری رحمہ اللہ تبلیغ کے وقتاً فوقتاً موضع کلروالی، جتوئی، علی پور اور جھلاریں ضلع مظفر گڑھ جایا کرتے تھے۔ حکیم صاحب کو متعدد بار ان کے ارشادات سننے کا موقع ملا اور پھر نجی مجالس میں اپنے شبہات اور عاملین حدیث کے بارے میں لوگوں کے مغالطات کا شافی جواب پایا۔ ان کے پوتے قاری خلیل الرحمٰن مہتمم جامعۃ الاحسان کراچی کے الفاظ میں:

> ''چند مجلسوں میں شرکت کے بعد محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے اخلاق فاضلہ، علم وحکمت سے لبریز تقریروں اور پروقار شخصیت نے دادا جی کو اتنا متاثر کیا کہ وہ دیوبندی نظریات سے تائب ہو گئے اور مسلک حقہ اہل حدیث کو قبول کر لیا۔''

حکیم احمد دین کا اصل نام احمد بخش تھا، ان کے فرزند مولانا عبدالحمید کا بیان ہے کہ استاذ جی نے ایک دن فرمایا کہ اب تم اس طرف آ ہی گئے ہو تو پورے پورے آؤ، احمد بخش نام درست نہیں ہے، احمد دین کہلاؤ۔ اسی دن سے حکیم احمد دین کے نام سے معروف ہوئے۔

حکیم صاحب نے اپنے بیٹے عبدالحمید کو تعلیم دین کے جلالپور بھیجا۔ وہ اس سے پہلے قرآن پاک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ناظرہ کوٹلہ گاموں شاہ کے مکتب میں پڑھ چکے تھے اور پندرہ برس کی عمر میں 1942ء میں گورنمنٹ ایجوکیشن بورڈ پنجاب سے مڈل کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ دارالحدیث محمدیہ جلالپور سے تکمیل علوم کی سند حاصل کی اور کتب احادیث درساً محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

مولانا عبدالحمید کہا کرتے تھے:

''ہم نے بلوغ المرام اور قدوری دونوں حضرت الاستاذ رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ ہمارے ساتھ حنفی طلبہ بھی پڑھا کرتے تھے، لیکن استاذ رحمہ اللہ کا طریقہ یہ تھا کہ حدیث کی کتاب بلوغ المرام سے جس دن جو بات پڑھاتے اسی دن قدوری جو فقہ کی کتاب ہے میں سے وہی باب پڑھاتے اور دونوں کا موازنہ فرماتے۔ دونوں کتابوں میں درج مسائل کا تضاد سامنے لاتے اور اس کے بعد ارشاد فرماتے یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے، تمہیں جو مسئلہ بہتر لگے اسے اختیار کرلو۔ اس طریقۂ تدریس سے طلبہ کی بہترین ذہن سازی ہوتی تھی، شخصی تقلید کی جڑ کٹ جاتی تھی اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے محبت بڑھ جاتی تھی۔''

مولانا عبدالحمید تقسیم سے پہلے ہی فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ مولانا عبدالحمید کے فرزند قاری خلیل الرحمٰن (مہتمم جامعۃ الاحسان کراچی) لکھتے ہیں:

''استاذ جی رحمہ اللہ کے حسن تربیت کا یہ اثر تھا کہ آپ روزانہ بلاناغہ قرآن مجید میں سے ایک پارہ ضرور فجر کی نماز کے بعد تلاوت فرماتے، بعد ازاں آدھا پونا گھنٹہ تفسیر فتح البیان کا مطالعہ کرتے اور دعا پر اختتام فرماتے۔ سفر میں بھی حمائل ہمراہ رکھتے اور جب فرصت ملتی تلاوت میں مصروف ہو جاتے، قرآن کے حافظ نہیں تھے مگر تلاوت میں روانی اور تلفظ کی درستی حفاظ سے کم نہ تھی۔''

1951ء میں بورڈ آف یونانی اینڈ آیورویدک سسٹم آف میڈیسن آف پاکستان سے سند حاصل کی۔ خاندانی شہرت طبیب کی حیثیت سے تھی' اپنے مطب پر بھی کام کیا اور کچھ عرصہ گورنمنٹ اسکول ٹیچر بھی رہے اور پھر علاقہ میں پٹواری بھی بنے مگر حکیم و پٹواری مولانا عبدالحمید کے سسر محمد دین نے جو پرانے زمانے کے تجربہ کار حکیم تھے مشورہ دیا کہ آپ طب کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیشہ اختیار کریں، پٹوار چھوڑ دیں۔ اس صائب مشورے پر نوجوان نے توجہ نہ دی۔ چند دن بعد کسی تبلیغی سلسلہ میں محدث جلالپوری رحمہ اللہ جھلاریں آئے تو حکیم محمد دین رحمہ اللہ نے یہ تذکرہ چھیڑ دیا۔ استاذ جی رحمہ اللہ نے فرمایا: عبدالحمید! مشورہ نیک ہے، ماننے میں دیر نہ کرو۔ چنانچہ ملازمت سے استعفا دیا اور آبائی پیشہ طبابت اختیار فرمایا۔

مطب پر بیماروں کا مجمع ہوتا، دوست جمع ہوتے تو اکثر دینی اور علمی باتیں ہوتی رہتیں۔ فکر آخرت کی تلقین کے ساتھ بیماروں میں توکل علی اللہ کا جذبہ بیدار فرماتے۔ دوستوں کی محفل میں اخلاقی مسائل چھیڑتے تو عمل بالحدیث کے حق میں دلائل کا انبار لگا دیتے۔ ان کی فکر، محنت اور کاوش سے علاقہ کی بڑی تعداد متأثر ہوئی۔

ایک دن ان کی ملاقات مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی کے والد صاحب سے ہوئی جو آزاد منش اور صائب الرائے بزرگ تھے۔ مسئلہ توحید میں عقلی و نقلی دلائل تک ان کا ذہن رسا تھا۔ حکیم عبدالحمید نے اتباع سنت و علم حدیث کی اہمیت واضح کی اور مشورہ دیا کہ اپنے بچے محمد صدیق کو تعلیم حدیث کے لئے جلالپور بھیجئے، وہ راضی ہو گئے اور حکیم صاحب اس بچے کو دارالحدیث محمدیہ میں استاذ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں لائے جو کچھ مدت بعد اس علاقہ میں بہت بڑے مصلح، مقرر اور استاذ حدیث کے نام سے معروف ہوئے' ان کا تذکرہ شامل اشاعت ہے۔

حکیم عبدالحمید علم کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ علم سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ ان کا بیٹا خلیل الرحمٰن تیسری کلاس ہی میں تھا کہ فیصلہ کر لیا اس کو مدرسہ میں داخل کرانا ہے، بیٹے نے گھر چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اس کی ماں اور نانی نے بھی مخالفت کی کہ اتنی سی عمر میں بچے کو گھر سے باہر نہیں بھیجنا چاہیے مگر انہوں نے اپنی بات پوری کی اور اپنے بیٹے کو کم عمری ہی میں بچے کو مدرسے میں داخل کرا دیا۔

حکیم عبدالحمید کا خط بہت خوبصورت تھا۔ بتایا کرتے تھے کہ اپنے زمانۂ طلبِ علم میں حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے فتاویٰ اپنے ہاتھ سے لکھا کرتا تھا' اسی وجہ سے ساتھی طلبہ مجھے کاتب صاحب کہا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قاری خلیل الرحمن نے ایک دن اپنے والد سے عرض کی کہ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کا تبلیغی طریقہ جس میں دوسرے مسالک کے بارے سخت تنقید سے اجتناب کیا جاتا ہے زیادہ بہتر ہے یا جناب حافظ عبداللہ بہاولپوری کا انداز درست ہے جس میں مسلکی شدت وحمیت بہت زیادہ ہے۔ حکیم عبدالحمید نے جواب دیا:

"بیٹے! یہ استاذ جی رحمہ اللہ کی نرمی کا نتیجہ تھا کہ تیرے دادا اہل حدیث ہو گئے تھے اگر وہ حافظ صاحب کی سختی دیکھ لیتے تو دوبارہ کسی اہل حدیث کی مجلس وعظ میں شرکت نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کی سختی اور نرمی اپنے اپنے ماحول اور مخاطبین کی مناسبت کے اعتبار سے ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کے اسالیبِ تبلیغ کے نتائج ایک ہی ہیں۔"

وعظ وتبلیغ کے میدان سے ہٹ کر کتاب وسنت کے ماہرین اور راسخ فی العلوم افراد تیار کرنے میں محدث جلالپوری رحمہ اللہ کا کام بہت وقیع اور وسیع ہے جبکہ جدید علوم کے واقفین میں حافظ صاحب نے مؤثر انداز سے کام کیا ہے۔ اگر یہ دونوں فکر اکٹھی ہو جائیں تو بہت مفید اور مثبت نتائج نکلیں گے۔

حکیم عبدالحمید کئی سال سے اپنا قدیمی علاقہ جھلاریں چھوڑ کر لودھراں میں مقیم ہو گئے تھے۔ نقل مکانی کے اسباب کا علم نہیں ہو سکا، محدث جلالپوری رحمہ اللہ زندہ تھے تو ہر سال جلالپور آتے، دو دفعہ انہیں لودھراں میں دور سے دیکھا جبکہ میں ویگن میں سوار تھا جو جلالپور جا رہی تھی۔ اس کے بعد ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اپنے جلیل القدر مربی استاذ رحمہ اللہ کی رحلت کے چند ماہ بعد 16 جون 1996ء کو وفات پا گئے۔

حکیم صاحب کے بھائی عبدالقادر جدیدی بھی کچھ دن یہاں پڑھتے رہے، شعر وشاعری سے دلچسپی تھی۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی کہی ہوئی ایک غزل بھی ان کے پاس تھی جو احمد پور شرقیہ کے ایک مشاعرے میں داد وصول کر چکی تھی۔

جدیدی صاحب نے اپنے استاد محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی مدح میں بھی نظمیں لکھی تھیں۔ افسوس، وہ ہمیں نہ مل سکیں، ان کے ناشناس ورثاء نے ضائع کر دیں۔ جدیدی صاحب خوش مذاق، ہنسنے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ظریف طبع ساتھی تھے۔ ہر سال دو سال بعد جلالپور آتے اور محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے مہمان ہوتے۔ ہمارے ساتھ خوب محفلیں جمتیں۔ جہانیاں منڈی ہائی سکول میں استاذ تھے۔علم وحکمت کے موتی لٹانے والے یہ لوگ بھی ''کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت'' کے تحت اس عالم میں چلے گئے، جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کی بارش ارزانی فرمائے۔آمین

**مولانا عبدالشکور اثری:** مولانا عبدالشکور اثری میرے ہم جماعت ساتھی تھے،کئی سال اکٹھے دارالحدیث جلالپور میں پڑھتے رہے۔علم وفضل میں ان کا مقام بہت اونچا ہے، دقیق مسائل پر گہری نظر ہے اور مطالعہ کے شیدائی ہیں۔حضرت الشیخ المکرم رحمہ اللہ کے ساتھ انہیں والہانہ محبت ہے۔اپنے مکتوبات میں انہیں الامام کے لقب سے ملقب کرتے ہیں شیخ محترم رحمہ اللہ کی مدح میں اثری صاحب نے ایک عربی نظم بھی لکھی ہے۔

تعلیمی اوقات میں وہ سبق یاد کرنے ، دہرائی کرنے اور متعلقہ کتابوں کے مطالعہ کے علاوہ کسی اور کام سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بے مقصد باتوں سے اجتناب اور طلبہ ساتھیوں کے جھگڑوں، مباحث وتکرار سے دوری ان کا شیوۂ زندگی رہا۔تکمیل علوم کے بعد سانگلہ ہل میں خطیب وامام مقرر ہوئے۔ توحید و اتباع سنت پر مدلل انداز میں گفتگو فرماتے ہیں ،فکر آخرت کے موضوع پر بڑی مؤثر تقریر کرتے ہیں۔

چک بیریاں نزد ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ان کا خاندان آباد ہے۔صوفی عبدالملیک نے اس چک کی مسجد اہل حدیث کو مدتوں آباد رکھا۔مولانا عبدالحمید کدنوی رحمہ اللہ بھی مولانا اثری صاحب کی ترغیب پر اس چک میں پڑھاتے رہے جبکہ مولانا محمد صدیق مظفرگڑھی بھی اس چک میں خطیب وامام رہے۔

مولانا اللہ بخش کوموی رحمہ اللہ اکثر اس چک میں مواعظ حسنہ کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

میرے قابل احترام ساتھی سید عبدالشکور نے مولانا عبداللہ محدث بڈھیمالوی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر صحیح بخاری کی قراءت وسماع سے مشرف ہوئے جبکہ راقم یہ فیض حاصل نہ کرسکا۔شاہ صاحب نے حضرت حافظ عبداللہ رحمہ اللہ کی دختر سے نکاح کرکے اپنے علمی رشتہ کو قرابت داری کے ذریعے بھی مضبوط کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعض اہم کتابوں کی نشرو اشاعت میں شاہ صاحب نے بڑا وقیع اور اہم کام کیا ہے۔کتاب الضعفاء للعقیلی رحمہ اللہ اور الکامل لابن عدی رحمہ اللہ شاہ صاحب نے طبع کرائیں تو ان کے لیے دل سے دعائیں نکلیں۔تحقیق مسائل میں شاہ صاحب کی معلومات بہت وسیع ہیں اور اب مرکز الدعوۃ السلفیہ ستھیانہ بنگلہ میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس میں مشغول ہیں۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کی زندگی میں شاہ صاحب ہر سال کسی نہ کسی بہانے جلالپور تشریف لاتے تھے اصل مقصد ملاقات شیخ ہوتا اور ہمیں زیارت کا موقع مل جاتا تھا۔گزشتہ سالانہ امتحان کے موقع پر ہم نے ان کو بلایا تو خوشی خوشی تشریف لائے اور پرانی باتیں یاد کرتے رہے۔حضرت الشیخ المکرّم کے فضل ومرتبہ پر اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ سب طلبہ محظوظ ہوئے۔

طلبہ سے خطاب میں نہایت قیمتی نصیحتیں کیں۔ بالخصوص نماز میں اقامت کے حوالے سے بعض ضروری باتوں کی طرف متوجہ کرتے رہے۔شاہ صاحب فکر محدثین کے حامل ہیں اور اس معمولی سا انحراف بھی برداشت نہیں کرتے۔امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن القیم رحمہ اللہ کے شیدائی ہیں اور ان کی کتابوں کے مطالعے کو رسوخ فی العلم کے لئے ضروری گردانتے ہیں۔ذکر واذکار اور وظائف یومیہ کے التزام میں ان کا استقلال قابل رشک ہے۔حضرت شیخ محترم رحمہ اللہ کی تربیت، مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ کدنوی کی مصاحبت، صوفی عبدالمالک کی رفاقت اور مولانا عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ سے خصوصی تعلقات کے گہرے اثرات شاہ صاحب کے معمولات زندگی سے عیاں ہیں۔اللہ سبحانہٗ تعالیٰ روز افزوں علم اور حسنِ عمل کی توفیق سے نوازتا رہے۔آمین

**مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی:** مولانا محمد صدیق میرے ہم درس ساتھی اور شیخ محترم رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص ہیں۔انھوں نے ضلع مظفر گڑھ کے بعض علاقوں میں تبلیغی مساعی میں شیخ محترم کے دست راست کی حیثیت سے کام کیا۔روہیلاں والی سے مغرب میں چار میل کے فاصلہ پر موضع ماہڑہ کے ایک موحد فرد جام غلام محمد کا فرزند محمد صدیق ابتدائی ایام میں دینی تعلیم سے کوسوں دور' جنگل میں جانور چرانے اور بانسری بجانے والا چرواہا تھا۔مولانا حکیم عبدالحمید جھلاریں کے توجہ دلانے پر شیخ محترم رحمہ اللہ کے اس علاقہ میں بار بار تبلیغی دوروں کے باعث ان کے والد صاحب کو خیال آیا کہ اپنے فرزند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمد صدیق کو دینی علوم سے بہرہ ور کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے والد کے حکم پر دارالحدیث میں داخلہ لیا۔

مولانا محمد صدیق صاحب بیس سال کی عمر میں جلالپور آئے، انتہائی ذہین اور علوم دین میں دسترس حاصل کرنے کے جذبے سے سرشار تھے۔کئی سال ہم دونوں شیخ محترم رحمہ اللہ کے پاس پڑھتے رہے۔مولانا محمد صدیق نے سند فراغ حاصل کر کے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا اور محدث کبیر مولانا محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قراءت وسماع صحیح بخاری سے شرف یاب ہوئے۔

مظفر گڑھ شہر میں مسلک اہل حدیث کا کوئی با قاعدہ ادارہ نہیں تھا اور ضلعی جماعت کے پروگرام میں یہ بات سرفہرست تھی کہ مظفر گڑھ شہر میں مدرسے کا اجراء کیا جائے۔احباب جماعت کی نگاہ انتخاب شیخ محترم رحمہ اللہ کے حکم سے مولانا محمد صدیق پر پڑی اور جھنگ موڑ کے قریب مدرسہ و مسجد کے لئے جمعیت اہل حدیث ضلع مظفر گڑھ نے زمین حاصل کی۔کئی سال تک دارالحدیث محمدیہ مظفر گڑھ مولانا محمد صدیق صاحب کے زیر نگرانی بڑی کامیابی سے کام کرتا رہا۔راقم الحروف سالانہ امتحان کے لئے تقریباً پندرہ سال وہاں جاتا رہا۔جماعت کے انتشار اور بعض نادانوں کی کج فہمی کے باعث یہ ادارہ غیر مؤثر ہوگیا اور شعبہ علوم حدیث کی تدریس کا یہ ادارہ اب تعلیم القرآن ناظرہ وتحفیظ کی حد تک محدود ہے بلکہ اب مجاہدین چندہ کی یلغار کے نتیجے میں یہ شعبہ بھی بند ہونے کو ہے۔

مولانا محمد صدیق نے وعظ وارشاد کے ذریعے اپنے علاقہ میں مسلکی بیداری پیدا کی، احناف کا سخت رد عمل ہوا۔موضع ماہڑہ میں مولانا کی کوششوں سے میراں پور کے رئیس وزمیندار ملک حسن علی بھابھہ رحمہ اللہ نے مسلک اہل حدیث قبول کرلیا اسی پر مقامی احناف نے مناظرے کے چیلنج دینے شروع کردیے۔مولانا صدیق نے انتہائی جرأت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ایک مباحثہ کے لیے راقم الحروف کو مدعو کیا۔سورۂ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ پر پہلے مولانا سلطان محمود منڈ ھیرہ سے گفتگو ہوئی، وہ جواب نہ دے سکے تو حنفی علماء نے مولوی احمد بخش مظفر گڑھی کو مباحثہ کے لئے منتخب کرلیا۔دلائل کے لیے دس دس منٹ مقرر ہوئے۔راقم الحروف نے سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کے دلائل پر سیر حاصل بحث کی، حنفی مولوی ان کا توڑ نہ کرسکا۔اس کے منہ سے ایک صحابی کے بارے میں ناروا الفاظ نکل گئے۔راقم نے گرفت کی تو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معذرت کرنی پڑی۔ دواڑھائی گھنٹے کے اس علمی مباحثے کے بعد مجلس برخواست ہوئی تو علاقے میں عمل بالحدیث کی تحریک مضبوط تر ہوگئی۔ اس خفت کو مٹانے کے لیے پورے موضع میں ایک بڑے مناظرے کے انتظامات ہونے لگے۔ بستی نون والا جو مولانا محمد صدیق کے آبائی گھر کے قریب ہی ایک بستی ہے کی یونین کونسل کے چیئرمین جام رب نواز نے مناظرے کے منصف کی ذمہ داری قبول کرلی اور کہا کہ فریقین اپنے اکابر علماء کو مدعو کریں جو اس مسئلہ پر دلائل کی روشنی میں گفتگو فرمائیں۔

احناف نے مولانا قاضی شمس الدین گوجراں والا اور قاضی عصمت اللہ و دیگر علمائے مظفر گڑھ کو مدعو کیا۔ اہل حدیث نے مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد رفیق مدن پوری اور شیخ محترم رحمہ اللہ مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ وراقم الحروف محمد رفیق اثری کو بلایا۔

اہل حدیث کی طرف سے مولانا روپڑی رحمہ اللہ اور احناف کی طرف سے قاضی عصمت اللہ مناظر مقرر ہوئے۔ معین مناظر اہل حدیث کی طرف سے محمد رفیق اثری اور احناف کی طرف سے مولانا عبدالرحمٰن منڈھیرہ تھے۔ جام رب نواز چیئرمین نے انتظامی امور سنبھالے۔

پہلی تقریر مولانا عبدالقادر روپڑی نے کی اور مسلک اہل حدیث کی وضاحت میں آیت قرآنی اور حدیث مبارک پڑھی۔ حنفی عالم نے اپنے موقف کی توضیح میں روایات اور آیت قرآنی کی تلاوت کی۔ مولانا روپڑی بار بار مطالبہ کرتے رہے کہ جس طرح میں نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مقدسہ سے پیش کی ہے اسی طرح قاضی صاحب سورۃ فاتحہ کی صراحت کے ساتھ ممانعت دکھائیں۔ وہ نہ دکھا سکے اور آخر میں ایک ضعیف السند روایت پیش کر بیٹھے جس میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھو تو نماز ہو جاتی ہے۔ روپڑی صاحب نے کتاب دکھانے کا مطالبہ کیا۔ پہلے کتاب دکھانے سے انکار رہا، بالآخر اسی کتاب سے روپڑی صاحب نے روایت کا ضعف ثابت کیا۔ اس کے بعد مجلس مباحثہ برخواست ہوئی تو چیئرمین صاحب نے جو منصف تھے اور انتظامی معاملات کنٹرول کر رہے تھے اعلان کیا کہ ہم علماء کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں، طرفین کے علماء نے بہت سلجھے ہوئے انداز میں اپنے اپنے موقف پر دلائل دیے ہیں، ہم نے فریقین کے دلائل نہایت توجہ سے سنے ہیں اور اس فیصلے پر پہنچے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے ان کے ساتھ حاضرین کی ایک کثیر تعداد نے بھی علمائے اہل حدیث کا موقف تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔

مولانا محمد صدیق نے اس مباحثہ کے انتظامات میں بہت مؤثر کردار ادا کیا۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سمیت ملتان کی طرف روانہ ہوئے تو مولانا قاضی شمس الدین اور قاضی عصمت اللہ صاحب نے بھی ان کے ساتھ ملتان تک سفر کیا کیونکہ ان کے پاس واپسی کی سواری کا انتظام نہیں تھا۔ حضرت شیخ نے دورانِ سفر ان دونوں حنفی علماء کی تعظیم کا خاص خیال رکھا اور اپنے معتقدین کو ان کے احترام کے منافی بات کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ اس مناظرے میں مولانا روپڑی رحمہ اللہ کا بیان عالمانہ جرأت و بے باکی کا شاہکار تھا۔ موصوف نے اپنے دلائل کے استحضار کی اعلیٰ صلاحیت اور فریق ثانی کے دلائل پر مضبوط گرفت قائم رکھی۔

مولانا عبدالہادی کھاکھی، مولانا عزیز الرحمٰن کھاکھی: بستی ''تومیں'' جلالپور سے تقریباً دس میل دور شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس بستی کے مولانا عیسیٰ صاحب نے مولانا خلیل الرحمٰن فیروز پوری کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل علوم کی۔ وہ پہلے شجاع آباد کے قریب اور پھر راؤ والا مظفر گڑھ میں مقیم ہوئے۔ وہ علوم معقول ومنقول کے ماہر تھے۔ مولانا عیسیٰ صاحب نے اپنی بہن کا رشتہ ازدواج محدث جلالپوری شیخ محترم رحمہ اللہ سے کیا۔ یہ شیخ محترم رحمہ اللہ کی دوسری بیوی تھیں جن سے اولاد نہیں ہوئی۔

اسی بستی کے حافظ عبدالرحمٰن نمبردار ملتان میں مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دینی تربیت حاصل کی۔ غالباً انھی ایام میں مولانا عبداللہ چکڑالوی کے متبع سنت بیٹے مولانا ابراہیم رحمہ اللہ بھی اس بستی میں کچھ مدت مقیم رہے۔ یہ بستی غازی پور قصبہ کے بالکل قریب واقع ہے۔ حافظ صاحب کے فرزند نمبردار احمد حسن مسلک اہل حدیث کے شیدائی اور مبلغ تھے۔ 1928ء میں انجمن اہل حدیث جلالپور کے تأسیسی اجلاس میں شریک ہوئے اور 1932ء میں وفات پائی۔ ان کے پوتے مولانا عبدالہادی اور مولانا عزیز الرحمٰن نے دارالحدیث محمدیہ میں قرآن وحدیث کے علوم پڑھے اور سند فراغ حاصل کی۔

مولانا عبدالہادی کو قدرت نے جری دل عطا کیا ہے، اظہار حق میں لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے مصداق ہیں جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن دھیمے انداز میں اظہار حق اور تبلیغ دین کے قائل ہیں۔1973ء میں مولانا حبیب الرحمٰن آزاد متخرج دارالحدیث محمدیہ جو بصیرہ ضلع مظفرگڑھ کے رہائشی ہیں۔اس بستی میں دوستوں سے ملاقات کو آئے تو ایک حنفی مولوی صاحب سے مباحثہ طے کرلیا۔اہل حدیث کے ذمے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا لزوم اور حنفی کے ذمے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ثابت کرنا طے پایا۔احناف کی طرف سے مولانا سعید احمد چتروڑگڑھی اور اہل حدیث کی طرف سے محمد رفیق اثری مناظر مقرر ہوئے۔مقررہ تاریخ پر دونوں طرف کے علماء وعوام اکٹھے ہوگئے۔

مولانا سعید احمد چتروڑگڑھی نے مناظرہ کرنے سے انکار کردیا۔ان کی موجودگی میں ان کی طرف سے مولوی احمد بخش مظفرگڑھی نے مباحثہ میں حصہ لیا۔پہلی تقریر راقم کی تھی۔میں نے اپنے دلائل پیش کیے۔امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی چند احادیث مبارکہ پیش کیں، فریق مخالف مطلق قراءۃ کی ممانعت کی بات کرتے رہے۔شرائط کے مطابق ممانعتِ فاتحہ کی کوئی روایت نہ دکھا سکے۔آخری تقریر راقم کی تھی۔اس میں گزشتہ دلائل کو دہرانا تھا جیسا کہ قانون مناظرہ تھا چنانچہ راقم نے پندرہ احادیث دہرائیں جن سے واضح تھا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی جبکہ حنفی عالم اپنی شرط کے مطابق ایک حدیث بھی پیش نہیں کرسکے۔جس میں صراحۃً حکم ہو کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھیں۔مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی نے فرمایا:

"مولوی رفیق صاحب! آپ نے ہمیں "کھوتے" پر کیوں سوار کررکھا ہے۔ہم تو فاتحہ پڑھنے نہ پڑھنے کو برابر سمجھتے ہیں، پڑھنے سے بھی نماز ہوجاتی ہے اور نہ پڑھیں تب بھی ہوجاتی ہے۔اس موضوع پر کبھی میں خود بحث کروں گا۔"

شیخ محترم رحمہ اللہ نے برجستہ فرمایا کہ ہم اس موضوع پر گفتگو کے لیے حاضر ہیں، جب اور جہاں چاہیں ہمیں بلالیں۔علمی انداز میں افہام وتفہیم ہوجائیگی۔اس مجلس کے بعد احناف برادری کے متعدد خاندانوں نے اعلان کردیا کہ آئندہ ہم امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھا کریں گے۔

مولانا عبدالہادی کے دارالحدیث محمدیہ اور شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کو شاید الفاظ میں بیان نہ کیا جاسکے۔ان کا پورا خاندان شیخ محترم رحمہ اللہ کے لیے اپنے ہی خاندان کی طرح تھا کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بستی کی ایک فاضلہ ان کے عقد نکاح میں تھیں اور محترمہ کے خاندان کو مسلک کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا۔ مولانا عبدالہادی نے مشکل ترین حالات میں بھی شیخ محترم رحمہ اللہ کے احکام کی بجا آوری کی۔ جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق تھے۔ وہ اب متعدد بیماریوں کا شکار ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے، وہ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے۔

**حافظ عبدالمنعم بن مولانا عبدالباقی رحمہ اللہ:** ملتان میں ماضی قریب میں جس خاندان نے علمی کتب کی نشر واشاعت اور تدریس میں گراں قدر حصہ لیا وہ حضرت الشیخ مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کا خاندان ہے۔ قرآن پاک، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ اور دیگر معقولات پر مشتمل کتب اچھے معیار پر چھاپنا ان کا طرۂ امتیاز ہے اور تدریسی، تربیتی وتبلیغی خدمات مزید برآں ہیں۔

مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ سلفی بن مولانا قمرالدین بن بدرالدین کی ولادت 14 جمادی الثانی 1288ھ مطابق 1871 بروز جمعرات اور وفات 9 رجب 1366ھ مطابق مئی 1947ء میں ہوئی۔ آپ نے پوری زندگی نشر واشاعت کتب اور تدریس قرآن پاک و حدیث مبارکہ میں گزار دی۔ (الاعتصام 14 مئی 1971ء) حضرت مولانا ملتان کے تاریخی علمی خاندان اویسیہ کے گل سر سبد تھے۔ ان کے خاندان کا بڑا حصہ صوفی مسلک پر قائم ہے۔ اور ساتھ ہی ملتان میں علوم دینیہ خصوصاً علم فرائض کی اہم ترین درسگاہ کا وارث ہے جبکہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت' تدریس اور بذریعہ کتب ترویج کے لیے منتخب فرمالیا۔ ان کے شاگردوں میں ان کے پوتے مولانا عبدالرافع، مولانا ابوحفص عثمانی، مولانا محمد ابراہیم کدنوی، مولانا عبدالاحد چنگوانی، مولانا شاکر محمد ڈیروی، مولانا حافظ عبدالسلام جھنگوی، حافظ احمد یار حویلی بہادر شاہ، مولانا عبدالمتین جھنگوی اور مولانا عبدالرشید جھنگوی وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی علوم دین کے بہت سے طلبہ نے ان سے استفادہ کیا۔

وہ اس دور میں عرب ملکوں سے عربی کتب منگواتے اور علم دوست احباب تک پہنچاتے تھے۔ انہوں نے شیخ سید نذیر حسین رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحاح ستہ پڑھیں اور اجازۃ الروایۃ حاصل کی۔ شیخ محمد راغب الطباخ الحلبی (م1370) نے بھی ان کو روایت حدیث کی اجازت دی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا قمرالدین رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ محمد منیر دمشقی (م 1369) اپنی کتاب انموذج من الاعمال الخیریۃ ص: 87 میں لکھتے ہیں:

سلفی العقیدۃ و المذھب وله اختیارات حسنة فی نشر الکتب العلمیة النافعة وھو یبیع الکتب النافعة الصحیحة فلا یقبل ما یضر بالاخلاق ویمس الدین الاسلامی۔

''مولانا عبدالتواب مسلک اہل حدیث کے حامل تھے، مفید علمی کتابوں کی نشر واشاعت میں ان کا اعلیٰ معیار ہے۔ درست معلومات کی حامل مفید کتابیں ہی فروخت کرتے ہیں۔ دین اسلام اور اخلاق کے منافی کتب کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔''

مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ علماء دین کی قدر کرنے والے، مہمان نواز اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ تذکرہ علماء بھوجیان صفحہ: 155 میں مولانا عبدالعظیم انصاری لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کو مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی کے بارے میں پتہ چل گیا کہ حج بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں، وہ گھر سے بہت سا کھانا پکوا کر اور پھل فروٹ لے کر اسٹیشن پہنچے، تپاک سے ملے اور کھانا پیش کیا۔ مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ قصیر القامت اور نحیف البدن تھے، لیکن ان کا علمی مقام بڑا بلند تھا اور عمل میں سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ اہل حدیث علماء وعوام سے انہیں بہت الفت تھی۔ میں نے سندھ سے ایک دفعہ خط لکھا کہ مجھے حدیث کی کتاب ترغیب وترہیب بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ چند روز بعد ایک بہت بڑا ریلوے پارسل موصول ہوا جس پر کوئی ادائیگی نہ کرنی پڑی، کھولا تو مطلوبہ کتب کے علاوہ متعدد دیگر مطبوعات بھی تھیں۔ میں نے اظہار تشکر کیا تو جواب میں لکھا کہ ترغیب وترہیب کی قیمت جب چاہے دے دینا باقی کتب مفت ہیں۔ سبحان اللہ! علم پروری کا کتنا حسین طریقہ تھا جو اس فقیر خدامست نے دل کی تونگری کے بل بوتے پر ساری عمر اختیار کیے رکھا۔''

مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ خوش نویس تھے اور خط نسخ ونستعلیق کے بہترین خطاط تھے، ان کے ہاتھ کی مرقومہ کئی کتب علماء کے پاس یادگار کے طور پر محفوظ ہیں۔ ''الفیۃ الحدیث'' ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی شیخ محترم رحمہ اللہ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اجازۃ الروایۃ جو انہوں نے مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ کو لکھ کر دی تھی کا عکس زیر مطالعہ کتاب میں شامل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عبدالواسع رحمہ اللہ بھی جید عالم دین تھے۔ میں نے ان کی زیارت کی ہے آپ ٹانگوں سے بوجہ وجع المفاصل معذور تھے۔ محلّہ قدیر آباد کے مکتبہ سلفیہ میں مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کا جاری کردہ تھا میں بیٹھے رہتے۔ ہر مطلوبہ کتاب جو مکتبہ میں موجود ہوتی اس کی فوراً نشاندہی کرتے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ تراویح میں قرآن پاک محلے کی مسجد میں سنایا کرتے تھے۔ مولانا عبدالواسع رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عبدالباقی رحمہ اللہ بھی ناشر کتب کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ بیرون بوہڑ گیٹ فاروقی کتب خانہ کے نام سے انہوں نے اپنا کاروبار شروع کیا۔ تلاش رزق حلال کے ساتھ ان کے پیش نظر اصل غرض کتب مفیدہ کو لوگوں تک پہنچانا تھا۔ انہوں نے متعدد کتابیں مسلک اہل حدیث کی تائید میں شائع کیں۔

مسلکی و جماعتی درد ان کے رگ و ریشہ میں بھرا ہوا تھا۔ ایک بار جلال پور سے دو بچے عبدالرحمٰن اور محمد قاسم کسی طرح ان کے پاس کتب خانہ پہنچ گئے۔ استفسار پر پتہ چلا کہ یہ جلالپور کے رہائشی ہیں اور ملتان دیکھنے آئے ہیں۔ ان کو چائے پلائی، کھانا کھلایا اور خود واپس جلالپور روانہ کیا کہ کہیں گم نہ ہو جائیں یا کسی کے ہتھے نہ چڑھ جائیں۔

مولانا عبدالباقی رحمہ اللہ کے شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ گہرے مراسم تھے، علمی کتابیں فروخت کرنے کے علاوہ اس لیے بھی کہ ان کا تعلق اہل حدیث علماء کے ایک بہت بڑے خانوادے سے تھا۔ انہوں نے پاکستان میں پہلی بار مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا ترجمہ قرآن مولانا داؤد راز رحمہ اللہ کے تفسیری حواشی کے ساتھ شائع کیا۔ مولانا عبدالعزیز ملتانی کی کتب بھی جو شیعہ کے رد میں ہیں' شائع کیں۔ مولانا عبدالباقی رحمہ اللہ نے اپنے دونوں بیٹوں حافظ عبدالمنعم اور حافظ عبدالصبور کو کتب احادیث پڑھنے کے لیے جلالپور شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ حافظ عبدالمنعم نے سند تکمیل کے علاوہ بہت فائدہ حاصل کیا۔ حافظ صاحب کا بیان ہے:

> ”مجھے کتب احادیث مبارکہ کے احسن انداز پر شائع کرنے کا جذبہ اساتذہ دارالحدیث کے توسل سے عطا ہوا ہے اور اس میں استاذ محترم محمد رفیق اثری حفظہ اللہ کی تربیت کا خاص طور پر اثر ہے اسی سلسلے کی پہلی کاوش الفیۃ الحدیث کی طباعت ہے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوران تعلیم شیخ گرامی قدر کے ذاتی کام، خوردونوش و دیگر امور کی ذمہ داری حافظ عبدالمنعم کے سپرد تھی جسے وہ بہت خوش اسلوبی سے نبھاتے تھے۔تبلیغی مجالس میں شرکت کے لیے بھی حافظ صاحب ساتھ جاتے تھے۔سند تکمیل حاصل کرنے کے بعد ملتان میں اپنے والد گرامی کا کاروبار سنبھالا اور اس میں بہت وسعت پیدا کی۔مہمان نوازی اور علماء کی خدمت کا جذبہ بھی اپنے دادا مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ سے وراثتاً پایا ہے۔شیخ محترم رحمہ اللہ سالانہ امتحان کے سلسلے میں راولپنڈی جاتے تو پانچ بجے شام کے قریب راولپنڈی جانے والی ٹرین پر سفر کرتے۔ان کے ساتھ راقم الحروف اور دیگر اساتذہ دارالحدیث بھی ہوتے تھے۔شام کا کھانا اسٹیشن پر حافظ صاحب اہتمام کے ساتھ پہنچاتے تھے۔

اسی طرح راقم الحروف ایک آپریشن کے سلسلے میں ہفتہ بھر ہسپتال میں رہا۔حافظ صاحب تواتر کے ساتھ دونوں وقت کا کھانا میرے اور میرے تیمارداروں کے لیے پہنچاتے رہے، جزاہ اللہ خیراً۔

دارالحدیث سے انہیں خصوصی لگاؤ ہے، تقریباً پندرہ سال سے ہر کلاس میں اوّل آنے والوں کو خصوصی انعامات سے نوازتے ہیں اور اپنے فاروقی کتب خانہ کی شائع کردہ درسی کتابیں دارالحدیث کی لائبریری کے لیے ہدیۃً پیش کرتے ہیں۔علاوہ ازیں ہر سال طلباء و اساتذہ کے لئے خصوصی دعوت طعام کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔دارالحدیث محمدیہ کے مدیر تعلیم بھی ہیں اور اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔جزاہ اللہ خیراً۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کی بیماری کے ایام میں حافظ صاحب کی پریشانی، بھاگ دوڑ علاج معالجے اور صحت یابی کی مہم میں جدوجہد دیدنی تھی حالانکہ وہ خود بھی بیمار تھے۔اللہ سبحانہٗ انہیں اس جذبۂ خدمت کی جزائے خیر عطا کریں کہ یہ سب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کے ناتے تھا۔

”من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان“ (ابوداؤد الترمذی)

ترجمہ: ”جس کی محبت وبغض اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے لیے دیتا ہے اور نہیں بھی دیتا اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ محترم کی وفات پر جنازہ میں میری شمولیت مجھے استاذ محترم رحمہ اللہ کی شفقت اور محبت کی یاد دلاتی ہے۔ اتفاق سے وفات کے وقت میں سفر پر تھا اور گھر والوں کے علم میں نہ تھا کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔ حافظ عبدالخبیر وفقہ اللہ نے اندازہ سے رات ایک بجے جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں مجھے فون پر اطلاع دی اور صبح میں ملتان کی فلائٹ نہ ملنے کی بناء پر بہاولپور بذریعہ فوکر ایئر پورٹ پہنچا اور یہاں سے حافظ سلیمان منگلا نے بذریعہ جیپ مجھے جنازہ سے چند منٹ پہلے جلالپور پہنچا دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# خاندان کی اہم شخصیتوں کا ذکر جمیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مولانا عبدالغفار ملتانی:** مولانا عبدالتواب کے بھائی مولانا عبدالغفار جید عالم دین اور مبلغ اسلام تھے، کلمہ حق کہنے میں بے باک تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انہیں جری دل عطا کیا تھا۔ انہیں پتہ چلا کہ ایک مغرور شخص امیر بخش کھوکھر ملازمین کی عورتوں سے خدمت لیتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا۔

مولانا ملتان سے چلے۔ دس پندرہ میل کا پیدل سفر کیا۔ اس کے ڈیرہ پر گئے۔ دیکھتے ہی فرمایا: تم اللہ کی عبادت نہیں کرتے، اپنے نوکروں کی بیویوں سے خدمت لیتے ہو، اللہ کے عذاب سے ڈرو، اس کا مواخذہ بہت سخت ہے۔ زمیندار نے رعونت کا مظاہرہ کیا اور نامعقول جواب دیا تو مولانا نے اس کو زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ متکبر کا غرور ٹوٹا، اور اس تادیب کی ایسی برکت ہوئی کہ اس شخص کی زندگی میں انقلاب آ گیا اور وہ نماز روزے کا پابند بن گیا۔ یہ بات اس زمیندار نے خود مولانا عبدالباقی رحمہ اللہ سے عام وخاص باغ کے ایک جلسہ عام کے موقع پر کہی۔

مولانا عبدالغفار ہر میلے اور عرسوں کے مواقع پر چلے جاتے۔ توحید باری کے موضوع پر تقریر فرماتے، انہیں ایذائیں دی جاتیں، لوگ گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے مگر وہ کلمۂ حق کہنے سے باز نہ آتے۔

**مولانا عبدالودود:** مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کے دوسرے بیٹے مولانا عبدالودود رحمہ اللہ کو بھی راقم الحروف نے دیکھا ہے۔ پختہ ذہن کے عالم تھے۔ بعض مسائل میں یگانہ تھے، مولانا عبدالرحمٰن پنجابی اور ڈاکٹر تقی الدین ہلالی کے شاگرد تھے۔ حق گوئی اور بے باکی ان کا طرہ امتیاز تھا۔

مولانا عبدالودود کا سوہن حلوہ بہت مشہور ہے۔ انہوں نے اس تجارت میں کمال دیانت وامانت کا مظاہرہ کیا اور حلوے کا اعلیٰ ترین معیار مدتوں قائم رکھا۔ حتی کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے سوہن حلوے کا ذائقہ زبان زد عام ہے۔ ملتان اور مضافات کے لوگ اس حلوے کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اب خاندان کی دونوں شاخوں کے ارکان نے انھی کے نام پر سوہن حلوہ کی تجارت کو بے حد وسعت دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسجد اہل حدیث قدیر آباد میں پوری زندگی خطابت وامامت بغیر معاوضہ سرانجام دی۔ اسلامی شعائر کے احیاء اور اپنے قبیلے میں سلف صالحین کے طرز عمل کی ترویج میں ان کی مخلصانہ محنت کو بہت دخل ہے۔

③ عبدالصبور بن مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ 15 جمادی الاخری 1332ھ کو پیدا ہوئے۔ خاندانی روایت کے مطابق بلا کے ذہین تھے۔ بچپن ہی میں قرآن پاک حفظ کرلیا سولہ سال کی عمر میں درس صحیح بخاری اپنے والد گرامی مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ سے پڑھا اسی اثنا میں ثلاثیات بخاری کی عربی میں شرح لکھی جو مصر سے مطبوع ہوئی اور علماء حدیث کے ہاں متداول ہے اور اس سے ان کے علمی کمالات کا اندازہ ہوتا ہے۔ عین عالم شباب میں 19 صفر 1349ھ کو وفات پائی۔ علامہ محمد منیر مصری (ص:88) لکھتے ہیں:

”کان له ابن نجیب اصغر اولاده درس العلوم الآلیة و تلقی الصحاح الست و تفسیر القرآن و حفظ القرآن و مع هذا کله کان عاقلا،لبیبا،ذکیافطنا کنا نرجو ان یکون فی المستقبل من اهل العلم العالمین بید ان ربه اراده فاختارله الحیاة الباقیة لاالحیوة الغانیة۔“

”ان کا ایک فرزند اولاد میں سب سے چھوٹا تھا۔ علوم آلیہ کے ساتھ صحاح ستہ، تفسیر قرآن میں بھی ماہر تھا اور قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ وہ عقیل، فہیم، دانا، زیرک اور عقلمند تھا۔ توقع تھی کہ مستقبل میں بڑے علماء میں ان کا شمار ہوگا۔ مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ اسے فانی زندگی سے نکال کر حیات جاودانی عطا کردی۔“

نماز جنازہ مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ نے جہراً پڑھائی اور انتہائی اخلاص سے دعائیں مانگیں جوان شاءاللہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہونگی۔

**مولانا کرم الدین ومولانا بشیر احمد حفظہ اللہ:** بستی ”نوناری“ احمد پور شرقیہ سے تقریباً پندرہ میل دور بطرف مغرب واقع ہے۔ مولوی عبداللہ اسی بستی کے امام اور پیر تھے۔ دینی مسائل میں عام لوگ ان کی طرف مراجعت کرتے تھے۔ انہوں نے اس دور کے رواج کے مطابق اپنے بیٹے مولوی حکیم کرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الدین کو علوم متداولہ پڑھائے۔ 1930ء میں اسی بستی میں مولانا عبدالحق صاحب احمد پوری ثم مکی کا وعظ وارشاد اور اپنے قرابت داروں سے ملاقات کے لیے آنا ہوا۔

مولانا کرم الدین نے ان کے مواعظ حسنہ سنے تو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافہ ہوا۔ غالباً مولانا محدث مکی رحمہ اللہ کے مشورے سے انہوں نے اپنے بیٹے بشیر احمد کو 1935ء میں دارالحدیث محمدیہ جلالپور، شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا بشیر احمد حفظہٗ اللہ کا کہنا ہے:

> ''تھوڑے عرصے کے بعد مجھے احادیث کے سمجھنے کا ادراک ہوا اس کا اظہار میں چھٹی کے موقع پر اپنے والد اور ان کے دوستوں کے سامنے کرتا۔ مجھے جامد شخصی تقلید سے نفرت ہونے لگی۔ کئی سال اس عظیم ادارے میں پڑھتا رہا اور سند فراغ حاصل کی۔ مگر ابھی تک میں نے مسلک اہل حدیث کے حامل ہونے کا اپنی بستی میں تذکرہ نہیں کیا تھا۔ سند تکمیل حاصل کرنے کے بعد گھر آیا تو ایک دن مغرب کی نماز میں آمین بالجہر اور رفع یدین کی احادیث مبارکہ پر عمل کیا، دادا جان مولانا عبداللہ غضبناک ہوگئے، مجھے ڈانٹا، میرے والد اور ان کے چند دوستوں نے جو اس مسلک سے متاثر تھے، میرا ساتھ دیا۔ مگر اس مسجد میں ہمیں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔''

مولانا بشیر کے والد مکرم مولانا حکیم کرم الدین، حاجی غلام حسن، حاجی امام بخش، حاجی محمد یار، جام عبداللہ، جام عبدالکریم اور مولوی نور دین نے کھل کر مسلک اہل حدیث کا ساتھ دیا اور بستی کی مسجد میں نماز سے منع کیے جانے کی وجہ سے دوسری مسجد کی جگہ حاصل کی اور مسلک اہل حدیث کے مطابق نمازیں شروع کر دیں۔ اس دوران مولانا بشیر احمد اور حاجی غلام حسن رحمہ اللہ کئی بار جلالپور آئے اور فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے ان کی ہمت افزائی فرمائی اور ہر ممکن تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔

مولانا کرم دین درمیانہ قد کے بزرگ تھے، مہمان نوازی اور مسافروں کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی انتہائی قریبی دوستانہ تعلق داری تھی۔ اسی حوالے سے وہ شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ بھی بہت محبت کرتے تھے' اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت کے لیے بھی ان کا انتخاب فرمایا تھا۔ اس علاقے میں اوچ کے قریب ہونے کی بناء پر علم وفضل کا چرچا رہا مگر سلف صالحین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے عقائد سے رفتہ رفتہ دوری ہوتی گئی۔ متأخرین صوفیا کے غلو کی وجہ سے عقائد ونظریات میں بڑی افراط وتفریط پیدا ہوگئی تھی۔ بعض معاملات میں ہندوانہ عقائد اور رسم ورواج بھی مروج تھے۔

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ الہاشمی، مولانا محمد عیسیٰ نورپوری، مولانا خیر محمد ٹھل حمزہ رحمہ اللہ اور مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہم اللہ نے پورے علاقہ میں عقائد کی درستی کے لئے بہت کام کیا اور اوّل الذکر نے اتباع سنت نبوی کے جذبے سے عوام کو روشناس کرایا یوں بستی نوناری پورے علاقے میں مرکز ہدایت وعرفان بن گئی۔

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اس بستی کے قریب کوٹلہ شیخاں میں جوان کا آبائی گاؤں ہے، تکمیل علوم کے بعد تین سال قرآن پاک اور احایث مبارکہ کی تعلیم دیتے رہے اور بعد ازاں احمد پور شرقیہ تشریف لے گئے۔

مولانا کرم الدین اور ان کے فرزند مولانا بشیر احمد نے اپنی بستی میں دینی مدرسے کا اجراء کیا جس میں ابتدائی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا گیا۔ مولانا کرم الدین سال میں دو چار دفعہ شیخ محترم رحمہ اللہ کو اس علمی معہد میں بلاتے تھے اور پھر متعدد جگہوں پر ان کے تبلیغی مواعظ کا انتظام کیا جاتا تھا۔ عام طور پر شیخ محترم رحمہ اللہ اس علاقہ میں گھوڑی پر سوار ہوکر جاتے تھے جس کا انتظام حاجی غلام حسن کیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب متدین اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مسلک حقہ کے شیدائی اور اسلام کے خلاف کسی بھی رواج اور طور طریقے کو سختی کے ساتھ رد کرنے کے قائل تھے۔ ان مجالس وعظ میں شرکت کے لیے شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ راقم بھی کئی بار اس علاقے میں گیا ہے۔

حاجی صاحب کے ساتھ مولوی نوردین اور مولوی عبدالغفار بھی اس تبلیغی مہم میں ان کے شریک کار تھے۔ موضع پلہ ھشمیرا میں تراویح کے موضوع پر ایک علمی مباحثے کا موقعہ آیا، شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ راقم الحروف بھی تھا۔ مولانا محمد علی شاہ پپلی راجن والے ایک معروف فاضل شخصیت تھے اور شیعہ مسلک کے مغالطات زائل کرنے میں انہیں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ حنفی علماء کی معیت میں تشریف فرما تھے، جمعہ کا دن تھا، شاہ صاحب انتہائی احترام وعقیدت کے ساتھ شیخ محترم رحمہ اللہ سے ملے۔ عوام کا بہت بڑا مجمع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مباحثہ سننے کے لئے موجود تھا۔نماز جمعہ کا وقت ہوا تو شیخ محترم رحمہ اللہ سے تبادلۂ خیال کے بعد شاہ صاحب نے اعلان فرمایا کہ وقت کا محدث ہمارے سامنے ہے' آج ہم ان کے پیچھے جمعہ پڑھیں گے۔ اس طرح مسلک حنفی کا معروف مسئلہ کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا، شاہ صاحب کے اس اعلان حق سے کافور ہوا اور پورے علاقے میں خطبات جمعہ ونماز جمعہ کا آغاز ہو گیا۔

نماز جمعہ کے بعد تقاریر ہوئیں۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے مسلک اہل حدیث کی وضاحت فرمائی۔شاہ صاحب نے فضائل صحابہ کے موضوع پر تقریر کی۔اس طرح یہ مباحثہ تلخی سے پاک رہا اور اخوت ومحبت کے قابلِ رشک مظاہرے کے طور پر سامنے آیا۔

مولانا کرم الدین نے 1975ء میں وفات پائی۔ان کے بعد ان کے فرزند نے خود کو اس علاقے میں تبلیغ دین کے لیے وقف کر دیا۔انہیں حنفی بزرگوں کی طرف سے شدید ردعمل کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اتباع سنت کے قافلے کو منظم کرتے رہے اور اپنے بھائیوں، فرزندوں اور متعلقین واحباب کو دارالحدیث محمدیہ میں کتاب وسنت اور متعلقہ علوم میں دسترس کے لیے جلالپور بھیجتے رہے۔مولانا بشیر احمد کے بھائی مولانا شبیر احمد نے بھی اس معہد علمی میں داخلہ لیا تھا اور 1959ء میں سند فراغ حاصل کی۔شیخ محترم رحمہ اللہ سے انہوں نے صحیح بخاری و جامع ترمذی و دیگر کتب کا درس لیا اور سند تکمیل کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی۔

مولانا بشیر احمد کے فرزند مولانا ثناء اللہ نے بھی اسی ادارے میں تعلیم حاصل کی اور 1971ء میں سند تکمیل حاصل کی۔مولانا ثناء اللہ انتہائی ذہین نوجوان تھے۔ان کے بڑوں کے ساتھ قریبی تعلقات اور تبلیغی مہمات کی ضرورت کے پیشِ نظر شیخ محترم رحمہ اللہ نے ان کی تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی تھی۔ مولانا عبدالرحمٰن چیمہ کا بیان ہے کہ کچھ دن ایسے بھی آئے کہ حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ ثناء اللہ پر اس کے بعض شہریوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے نالاں رہے۔مگر اسی دوران ہم نے دیکھا کہ جامع ترمذی کی تدریس میں اس کی طرف خصوصی توجہ فرما رہے ہیں اور اس کے شبہات خوش دلی کے ساتھ حل کر رہے ہیں۔

میں نے ایک دن عرض کیا کہ ثناء اللہ کے طرز عمل پر آپ نالاں ہیں، اس کے باوجود کتابوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تدریس کے موقع پر آپ اس پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں؟ فرمایا: بات یہ ہے کہ اب اسے احساس نہیں ہے کہ میں اس پر سختی اور اس کی نگہداشت کیوں کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ جب اسے احساس ہو اور کوئی ضرورت پیش آئے تو اس کا دامن ضروری معلومات سے خالی نہ ہو۔

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد انہوں نے بھی سکول ٹیچری اور ذاتی کاروبار میں دلچسپی رکھی مگر دینی مسائل میں درک کے باعث وہ فریضۂ ابلاغ میں بھی پیش پیش ہیں۔ان کا کہنا ہے:

''حضرت الاستاذ رحمہ اللہ نے اللہ کے فضل سے درس و تدریس کا سلسلہ جلالپور سے شروع کیا اس کے نتیجے میں انھوں نے ڈویژن ملتان، ڈویژن بہاولپور اور ڈویژن ڈیرہ غازی خان وغیرہ میں مسلک اہل حدیث کی مضبوط بنیاد ڈالی۔حقائق دین سے لوگوں کو متعارف کرایا۔ تدریس، مباحثہ اور تقاریر کے ذریعے پورے علاقے میں سلفی انقلاب کی نوید دی۔اب تو ہمارے علاقے میں خود حنفی علماء بھی حنفیت کی بات کرتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔میں دارالحدیث کو ایک یونیورسٹی کے مقام پر دیکھتا ہوں جس کے فیض یافتہ اسلامی علوم کے ماہرین پاکستان و بیرون ملک خدمات اسلام میں مصروف نظر آتے ہیں۔''

مولانا بشیر احمد حفظہ اللہ ان کے بھائی مولانا شبیر اور ان کے فرزند مولانا ثناء اللہ مالی وسائل کی قلت کے باوجود اس علاقے میں مدارس کے انتظام، مساجد کی تعمیر اور مجالس وعظ و ارشاد کے لیے اپنے دوستوں کے تعاون کے ساتھ کوشاں ہیں۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔

**مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ:** ریاست بہاولپور میں مبارک پور ایک قدیمی قصبہ ہے اس کے قریب ایک ''چک لوہاراں'' ہے جو مولانا عبدالقادر کی جائے پیدائش ہے، ریاست کے قدیمی نظام قضا سے متعلق ایک خاندان کے فرد قاضی غلام فرید کے پاس مولانا نے ابتدائی تربیت اور فقہ و متعلقہ علوم میں دسترس حاصل کی۔ان کے دو بھائی اور بھی تھے، چھوٹے بھائی کا نام مولوی عبدالمالک تھا۔حنفیت میں تینوں متشدد تھے اور ایک دوسرے کو منع کرتے کہ مولوی عبدالحق غیر مقلد کے پاس نہیں جانا۔اتفاقاً مولانا عبدالقادر کو کسی موقع پر اسی غیر مقلد کی باتیں سننے کا موقع مل گیا جو دل کی گہرائیوں سے نکلیں اور اثر انداز ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا نے فیصلہ کرلیا کہ علم حدیث اسی شخص کے پاس درساً پڑھنا ہے۔ کتب صحاح ستہ کا درس لیا اور پھر مسلک عمل بالحدیث کے داعی بن گئے۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے قریبی دوست تھے اور ہر سال ملاقات کے لیے جلالپور تشریف لاتے، یوں ہمیں بھی زیارت کا موقع ملتا تھا۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ ان کے کھانے کا انتظام اپنے گھر پر کرتے تھے۔ وہ خود کھانا لاتے اور اپنے مخلص ساتھی کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

مزاج کی سادگی کے حامل تو تھے ہی لباس بھی سادہ زیب تن کرتے تھے۔ انگریزی مشینوں کا بنا ہوا کپڑا پہننا کبھی گوارہ نہ کیا۔ ہم نے انہیں ہمیشہ دستی کھڈیوں پر بنا ہوا کھدر کا موٹا کپڑا پہنے دیکھا۔ شلوار نصف پنڈلی تک ہوتی تھی، سر پر مختصر سی پگڑی اور جسم پر سرائیکی وضع کا چولا زیب تن ہوتا۔

سند و رجال پر گہری نظر تھی۔ معجم صغیر کی تبویب بھی کی تھی اور مؤطا محمد کے رجال کی فہرست بھی ان کے ہاتھ کی مرتب شدہ راقم نے دیکھی ہے۔ بائبل کا مطالعہ انہوں نے گہری نظر سے کیا تھا اور جہاں جہاں عہد نامہ قدیم و جدید میں اسماء و صفات و عبودیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے، اس پر مشتمل ایک کتاب بھی مرتب کی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا:

> ''یہ کتاب مجھ سے مولوی عبدالقادر آزاد نے جو بہاولپور میں مقیم تھے لی اور ''حاصل مطالعہ'' کے نام سے طبع کرائی مگر اس پر مؤلف کی حیثیت سے انہوں نے اپنا نام لکھ دیا۔''

راقم نے یہ مطبوعہ کتاب ان کے پاس دیکھی تھی جس پر واقعی مولانا عبدالقادر آزاد نے اپنا نام درج کر رکھا تھا اور دیباچے میں صرف یہ لکھا کہ اس کتاب کی ترتیب میں مولانا عبدالقادر چک لوہاراں نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔

راقم نے مولانا سے عرض کیا کہ آپ ان سے احتجاج کریں تو فرمایا: نہیں! اللہ کے ہاں تو میرا اجر محفوظ ہے، اس کو سب کا علم ہے۔ بہاولپور میں مقیم تھے تو مولانا کبھی کبھی اتوار کے روز عیسائیوں کے چرچ بھی جاتے تھے تاکہ ان کے انداز تبلیغ کا مطالعہ کریں۔ بعض مسلمان جو نافہمی میں عیسائیت کے قریب ہو رہے تھے، مولانا کی مساعی سے راسخ مسلمان بن گئے۔ حق بات کہنے میں مولانا بے باک اور ''لا یخافون لومة لائم'' کی زندہ تفسیر تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی خطابت سے کون واقف نہیں، دورانِ خطابت مرحوم نے ایک روایت کا ترجمہ اپنے مخصوص انداز میں کیا تو مولانا عبدالقادر نے اسی وقت توجہ دلائی کہ شاہ صاحب یہ روایت سنداً ضعیف ہے، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمائی۔ مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کے خلوص نے اثر دکھایا۔ شاہ صاحب بہت خوش ہوئے، اللہ کے حضور معذرت کی اور مولانا کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری راہنمائی کی۔ کئی مقامی احباب نے بتایا کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جب بھی اس علاقے میں تشریف لاتے تو اپنے مخصوص لہجے میں بلند آواز سے فرماتے ''هل فيكم عبدالقادر'' کیا تم میں عبدالقادر ہے؟ میں کوئی غلط بات نہ کہہ بیٹھوں۔

احمد پور شرقیہ کی جماعت اہل حدیث کے ارکان غزنوی خاندان کے ایک عظیم فرزند مولانا محمد اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کی استقبال کے لیے اسٹیشن پر جمع تھے۔ ان میں مولانا عبدالقادر بھی تھے۔ مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ تشریف لائے تو باری باری سب سے معانقہ و مصافحہ فرمایا۔ مولانا سے معانقہ ہوا تو مولانا عبدالقادر نے چپکے سے ان کے کان میں حدیث ''اَعْفُوا اللُّحٰی'' سنائی کیونکہ سید غزنوی رحمہ اللہ کی داڑھی اطراف سے ترشی ہوئی تھی۔ سید صاحب رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے اور اصلاح کا وعدہ فرمایا۔

مولانا جلالپور تشریف لاتے تو کئی بار ایسا ہوتا کہ ہمسایہ میں کوئی سالانہ جلسہ یا عرس ہو رہا ہوتا، وہاں چلے جاتے۔ اگر کسی عالم کی طرف سے غلط یا موضوع روایت بیان ہو جاتی تو اسی وقت مقرر کو اس کی غلطی سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ ان کا اندازِ تفہیم اس قدر مہذب اور سلجھا ہوا ہوتا تھا کہ بعض اوقات مقرر معذرت کا انداز اختیار کر لیتے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ منتظمین مجلس سے اٹھا کر اس برگزیدہ عالم کو باہر چھوڑ گئے کہ یہ رنگ میں بھنگ ڈالتا ہے۔

ایک دفعہ مولانا نے ہمیں بتایا کہ ایک رات میں احمد پور شرقیہ کی مسجد اہل حدیث ٹاہلیاں والی میں کچھ ساتھیوں کے ہمراہ سویا ہوا تھا کہ دو آدمی آئے اور کہا ہماری بچی کی شادی ہے' نکاح پڑھانے کے لیے تشریف لے چلیں۔ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ مجھے مسجد سے مشرق کی طرف ایک جگہ لے گئے جہاں لوگ خوشیاں منا رہے تھے۔ دولہا موجود تھا۔ مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ مٹھائی تقسیم ہوئی۔ پھر وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگ مجھے واپس مسجد تک چھوڑ گئے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو پورا منظر غائب تھا۔ان کا بیان تھا کہ غالباً مسلمان جنات کی شادی کی رسم تھی۔مولانا کے فرزند عبداللہ نے بھی ہمارے سامنے اس کی تائید کی کہ ایسا ہوا تھا۔

اپنے گاؤں کی مسجد میں ان کا معمول تھا کہ صبح درس قرآن ارشاد فرماتے تو نماز عشاء کے بعد درس حدیث مبارک دیتے تھے۔روزی کے انتظام کے لیے گھی کی تجارت کرتے تھے، بستیوں میں قابل اعتماد ساتھیوں سے گھی خریدتے، اکٹھا کرتے اور شہروں میں جا کر فروخت کرآتے۔شہر کے لوگ پورے اعتماد کے ساتھ ان سے خالص دیسی گھی خریدتے تھے۔انہیں دیسی گھی کی پہچان میں بڑی مہارت تھی۔خرید وفروخت کے اس سفر میں وہ تبلیغ دین اور اظہار کلمۂ حق سے کبھی غافل نہ رہتے۔ 87 سال کی عمر میں 17 ستمبر 1971ء کو فوت ہوئے۔ہمیں ایک ہفتہ بعد اطلاع ہوئی تو شیخ محترم' قاضی محمد عمر دین پوری اور راقم الحروف گھوڑیوں پر سفر کر کے ان کی بستی پہنچے، ان کے صاجزادوں سے اظہار افسوس کیا۔پوری بستی کے لوگ ان کی وفات سے غمگین تھے کہ ہم اللہ کے ایک ولی اور زاہد و سالک شخصیت سے محروم ہوگئے ہیں۔پسماندگان میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔

لوگوں نے ہمیں بتایا کہ ان کا ایک فرزند کسی مقدمہ میں پھنس گیا، مقدمہ سچائی پر مبنی تھا، مخالف فریق نے عدالت میں کہا کہ اگر ان کا والد یہ کہہ دے کہ میرا بیٹا اس جرم میں ملوث نہیں ہے تو ہم مقدمہ واپس لے لیں گے۔مولانا کی طلبی ہوئی۔عدالت کے استفسار پر فرمایا: اس معاملے میں میرا بیٹا قصور وار ہے۔اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے۔اس فدائے صداقت کی یہ گواہی سن کر عدالت کا جج سناٹے میں آ گیا اور حاضرین دم بخود رہ گئے۔انھیں یوں محسوس ہوا جیسے ماضی کا غبار چھٹ گیا ہے اور ان کے سامنے قرن اول کی کوئی برگزیدہ ھستی جلوہ نما ہوگئی ہے۔جسے سچائی کی عظمت کے آگے اپنے لخت جگر کی بھی پروا نہیں ہے۔یکا یک جج مولانا کے بیٹے سے مخاطب ہوا کہنے لگا: تم کتنے جلیل القدر باپ کے بیٹے ہو، تمھیں شرم آنی چاہیے اور پسر نوح بننے سے گریز کرنا چاہیے......اس تنبیہ کے بعد جج صاحب نے یہ مقدمہ قانون کے مطابق نمٹا دیا۔

دارالحدیث محمدیہ جلالپور اور محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنی ساری کتابیں مدرسے کی لائبریری کے لیے وقف فرما دیں جو اس عظیم ادارے کے لیے باعث فخر ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اس ولی کی قبر کو منور فرمائے۔ آمین

**مولانا رحیم بخش راؤ والا:** شیخ محترم رحمہ اللہ کے انتہائی قریبی حلقہ احباب میں مولانا رحیم بخش کا نام بھی آتا ہے۔ مولانا رحیم بخش کھاکھی برادری کے فرد تھے۔ ان کے والد کا نام میاں حسن بخش تھا۔ حضرت شیخ کو بھی مولانا سے محبت تھی۔ کبھی صرف ان سے اور باقی احباب سے ملنے کے لئے تعطیلات میں علاقے کا سفر فرماتے اور کہتے کہ یہ سفر الحب فی اللہ کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ہے۔

مولانا رحیم بخش نے حضرت الاستاد کی آبائی زمین پر اپنے ہاتھ سے آم کا باغ لگایا جو کئی سال تک ثمر آور رہا، پھر ضائع ہو گیا۔ مولانا خلیل الرحمٰن فیروز پوری جب ''بستی مولوی'' نزد راؤ والا میں مقیم ہوئے تو مولانا نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم دین حاصل کیے اور پھر دیہاتی ماحول کے مطابق مقامی لوگوں کو قرآن پاک پڑھانا اور نماز روزے کے مسائل سکھانا شروع کر دیے۔ وہ مسجد اہل حدیث راؤ والا میں امام وخطیب تھے۔

وقتاً فوقتاً ملاقات کے لیے جلالپور تشریف لاتے تھے۔ وہ اپنے علاقے کا خصوصی تحفہ (بھے) بھی لاتے تھے جو راؤ والا کے قریب ایک جھیل میں وافر مقدار میں پیدا ہوتا تھا اور شیخ محترم رحمہ اللہ اس کا سالن بڑے شوق سے تیار کراتے اور اپنے دوست مہمان کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے۔

**مولانا خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ فیروز پوری کے بارے میں:** شجاع آباد کے بعد مولانا خلیل الرحمٰن نے راؤ والا ضلع مظفر گڑھ کو اپنا ٹھکانہ بنایا تھا جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ وہ اس علاقہ میں کسی غرض سے آئے تو مولوی امام بخش (جو ''چاچڑ والا شریف'' والوں کے مرید تھے) کے پاس ٹھہرے۔ مولانا نے درس قرآن دیا تو مولوی امام بخش نے مسلک عمل بالحدیث قبول کر لیا اور مولانا کو مستقلاً اس علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ مولانا نے ''چاہ عاقل والا'' پر رہائش اختیار کر لی اور قرآن وحدیث کی تدریس شروع کی۔

مولانا خلیل الرحمٰن کا اصل وطن ضلع فیروز پور کا ایک گاؤں ''اگولی بھٹیاں'' تھا۔ آپ راجپوت بھٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم غالباً ”لکھوکے“ میں مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی سے حاصل کی۔ مولانا بدرالدین اور مولانا عبدالرحمٰن بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہ تینوں دوست ریاست رام پور میں مولانا سید امیر احمد سہسوانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے تھے اور احادیث مبارکہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کو سعادت جانتے تھے۔ نزھۃ الخواطر جلد 7 صفحہ 137 میں لکھا ہے:

”نحو وعربیت کی کتابیں مولوی قمرالدین اور حافظ نور محمد مرادآبادی کے پاس پڑھیں، منطق و حکمت مولوی عبدالعزیز امروہی، سید امیر احمد اور مولوی عبدالکریم رامپوری سے حاصل کی فقہ و حدیث کی تعلیم مولانا اکبر علی محدث رامپوری سے پائی اور پھر ملتان کے قریب ایک بستی میں متوطن ہوئے۔ مولانا خلیل الرحمٰن عامل بالحدیث تھے‘ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے تھے۔“

ملتان کے قریب جس بستی میں متوطن ہونے کا تذکرہ ہے وہ شجاع آباد کے مشرق میں بجلی گھر کے قریب بستی خلیل والا کے نام سے معروف ہے۔ اسی بستی کے ساکنین اور قریب ہی بستی ابراھیم والا وغیرہ میں اس مسلک کے افراد پائے جاتے ہیں۔ شہر شجاع آباد میں بھی ایک تعداد موجود ہے۔ جلالپور پیروالا کے مضافات کی ایک بستی تومیں کے مولانا محمد عیسیٰ بھی مولانا کے پاس پڑھتے رہے تھے۔ اس خاندان کے افراد میں یہ جذبہ آج تک موجود ہے جس کا تذکرہ ہم مولانا عبدالہادی کھاکھی کے تذکرہ میں کرآئے ہیں۔ اس کے بعد ضلع مظفرگڑھ کے علاقہ راؤ والا میں رہائش اختیار کی جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ مولوی امام بخش کی ترغیب پر وہاں تشریف لے گئے۔ مولوی امام بخش مولانا عبداللہ جاوید کے دادا تھے جو دارالحدیث محمدیہ سے فارغ التحصیل ہیں اور کچھ مدت دارالحدیث میں مدرس کی حیثیت سے پڑھاتے بھی رہے اور اب ہائی سکول بہاولپور میں عربی مدرس کی حیثیت سے متعین ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن بن مولانا خلیل الرحمٰن کے شاگرد مولوی دین محمد (راؤ والا) نے مجھے بتلایا کہ مولانا خلیل الرحمٰن مولانا بشیر احمد سہسوانی عمری کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان کے پاس پڑھتے رہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ اور مولانا بشیر احمد سہسوانی کے مابین ایک تحریری مناظرے میں مولانا خلیل الرحمٰن فیروزپوری واسطہ تھے۔ مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے مولانا بشیر احمد رحمہ اللہ کے بارے فرمایا تھا کہ ان کا حافظہ اتنا تیز ہے کہ جس کتاب پر نظر پڑ جاتی ہے فوراً یاد ہو جاتی ہے۔ اس تحریری مناظرہ کا تذکرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نزہۃ الخواطر جلد 8 ص 236 میں بھی ہوا ہے۔

ملک عبدالرشید سوہدری لکھتے ہیں:

''آپ (مولانا سہسوانی) کے زمانۂ تعلیم بھوپال میں والا جاہ نواب صاحب اور مولانا عبدالحی لکھنوی کے درمیان تحریری مناظرہ شروع ہوا جس میں طرفین کی طرف سے متعدد رسالے لکھے گئے۔مولانا عبدالحیؒ نے لکھا کہ نواب صاحب کی بجائے مولانا محمد بشیر سہسوانی میرے مقابلے میں کتابیں لکھ رہے ہیں۔مولانا سہسوانی نے اس کا جواب دیا۔'' (اہل حدیث 30 جنوری 1981ء)

اگر مولانا دین محمد کی مراد یہی مناظرہ ہے تو 1307ھ سے پہلے مولانا فیروز پوری بھوپال میں تھے کہ نواب صاحب کی وفات اسی سن میں ہوئی۔اس علاقے میں مسلک اہل حدیث کا تعارف غالباً انھی کی وجہ سے ہوا۔ان کے علم وفضل کی دور دور تک شہرت تھی اور تشنگان علوم بستی راؤ والا میں پہنچتے تھے۔

صحیفہ اہل حدیث کراچی مورخہ 10 جنوری 1993ء کے شمارہ میں ایک مضمون چھپا ہے جس میں مولانا خلیل الرحمٰن کے بارے میں مرقوم ہے کہ سید اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے انہیں ضلع ملتان میں جہادی اور تبلیغی مہمات کے لئے متعین فرمایا تھا' یہ درست نہیں کیونکہ سید اسماعیل شہید رحمہ اللہ 1246ھ مطابق 1830ء میں جام شہادت نوش فرما گئے تھے اور حافظ محمد لکھوی کی خدمت میں مولانا خلیل الرحمٰن صاحب کا جانا اور پھر مولانا سہسوانی کی خدمت میں حاضر ہونا یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔جب تکمیل علوم کے بعد ملتان آئے تو ہوسکتا ہے کہ تحریک مجاہدین کے ساتھ ان کا کوئی خفیہ رابطہ ہو جیسا کہ تھل میں جماعت اہل حدیث کے بعض افراد کا مجاہدین کے ساتھ اس قسم کا رابطہ اور تعاون تھا۔مولانا بشیر احمد سہسوانی کی پیدائش شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے بعد 1254ھ مطابق 1838ء میں ہوئی۔لہٰذا ان کے شاگرد کو شاہ صاحب کی طرف سے جہادی مہمات اور تبلیغ دین کے لیے مقرر کرنا چہ معنی دارد؟

مولانا خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ کے فرزند مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے 1940ء میں وفات پائی۔مولانا عبدالرحمٰن کی زندگی ہی میں مولانا عبدالحق احمد پوری ثم مکی رحمہ اللہ اس علاقے میں وعظ وتبلیغ کے لئے تشریف لاتے تھے۔1934ء میں جلالپور آنے کے بعد شیخ محترم رحمہ اللہ نے بھی اس علاقے میں اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تبلیغی مساعی جاری فرمائیں۔

شیخ محترم نے 1935ء میں حافظ عبدالستار اعوان شاگرد مولانا عبدالحق محدث مکی رحمہ اللہ کی دعوت پر بستی راؤ والا جامع مسجد اہل حدیث میں ایک بلیغ اور مؤثر وعظ فرمایا۔ حافظ صاحب موصوف حضرۃ الشیخ کے ہم جماعت و ہم درس تھے۔

**میاں ولی محمد کلر والی:** راؤ والا کے بعد عاملین حدیث کی تبلیغی مساعی کا دوسرا مرکز بستی کلر والی میں قائم ہوا جہاں میاں ولی محمد نے سلسلہ ابلاغ دین شروع کرایا۔ 1940ء کے بعد اس علاقے کے کثیر افراد نے دارالحدیث محمدیہ کا رخ کیا اور ہر سال دس پندرہ لڑکے داخلہ لیتے رہے۔ آج ایک بڑی تعداد اس علاقے میں ادارہ ہذا سے سند تکمیل حاصل کرنے والوں کی وجود میں آگئی ہے۔ جن میں:

مولانا عبداللہ راولپنڈی، مولانا محمد راؤ والا، مولانا عبدالحکیم، مولانا محمد اسماعیل، ماسٹر مولانا محمد شفیع، مولانا ماسٹر عبداللہ، مولانا عبدالمالک، مولانا عبدالکریم خلیفہ، مولانا عبدالرحمٰن رحمانی، مولانا عبیدالرحمٰن قاضی، مولانا محمد اقبال قاضی، مولانا حافظ کلیم اللہ، مولانا عطاء اللہ صاحب شیخ الحدیث کلیۃ البنات ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد اسماعیل ذبیح مظفر گڑھی، مولانا محمد صدیق، مولانا حافظ سلطان محمود، مولانا دوست محمد، مولانا جمیل الرحمٰن داود، مولانا ماسٹر عبدالستار، مولانا عبدالرحمٰن بلال، مولانا عبداللہ عبدالستار قمر، مولانا اللہ بخش اترا، مولانا عبدالرحمٰن اترا اور مولانا عبدالجبار ولد حافظ حکیم عبدالغفار جو دارالسلام میں تحقیق و تصنیف کے میدان میں وقیع کام سرانجام دے رہے ہیں، مولانا عبداللہ جاوید، مولانا محمد عباس اعوان، مولانا عبداللہ اعوان، مولانا محمد زکریا اترا اور مولانا محمد قاسم اترا، ان کے علاوہ بھی ایک کثیر تعداد ہے جو دارالحدیث سے سند تکمیل علوم حاصل کر چکی ہے اور یہ سب علماء مختلف علاقوں میں تدریسی، تبلیغی اور تربیتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کے دور سے تاحال ادارہ دارالحدیث محمدیہ کے ساتھ پورے علاقے کی وابستگی قائم ہے۔ مقامی احباب نہ صرف اپنے نونہالوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہاں بھیجتے ہیں بلکہ دامے، درمے و سخنے بھی تعاون فرماتے رہتے ہیں۔ بستی کلر والی کی جامع مسجد میں مولانا عبداللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صاحب تلمیذ مولانا عبدالرحمٰن راؤ والا مدتوں فرائض خطابت و امامت انجام دیتے اور تبلیغی مہمات میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔تین روزہ مجالس وعظ میں ملک بھر کے علماء کرام کی ایک بہت بڑی تعداد اس جگہ حاضر ہوتی تھی جن میں شیخ الحدیث جلالپور کا اپنا ایک منفرد مقام ہوتا تھا' ان مجالس کی صدارت انھی کے ذمہ ہوتی تھی۔ راقم الحروف کو بھی کئی بار ان کے ساتھ جانے کا موقع ملا اور ان کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

عام لوگ مسلک سنت کے ساتھ محبت کرنے والے، دینی مزاج کے حامل اور تکلفات سے ہٹ کر زندگی بسر کرنے والے ہیں۔دریائے چناب کے مغربی کنارے کا یہ علاقہ انتہائی زرخیز ہے، مختلف انواع کے پھل اس علاقے میں وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں، آم اور کھجوروں کا تو یہ خصوصی علاقہ ہے۔گندم بھی خوب پیدا ہوتی ہے۔مشرق میں دریائے چناب بہتا ہے تو مغرب میں دس بارہ میل دور دریائے سندھ رواں دواں ہے۔ زمین کی طرح لوگوں کے اذہان بھی زرخیز ہیں۔ بادلوں کی رم جھم شروع ہو جائے اور دھیمی دھیمی ہوا چل پڑے تو کیف وسرور کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں اور بے ساختہ رب کائنات کی فراوانیٔ انعامات پر حمد وثنا اور تشکر کے کلمات مومن کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

اس علاقہ (مابین النهرين العظيمين) میں بھی علماء احناف نے عاملین بالحدیث کے خلاف متعدد بار شدید ردعمل ظاہر کرنے کی کوشش کی مگر کتاب وسنت کے شیدائیوں کے مقابلہ میں وہ کبھی نہ ٹھہر سکے۔میراں پور اور نون والا کے معروف ومشہور مباحثوں میں واضح شکست کی طرح رُکَن والی میں بھی انہیں خفت کا سامنا کرنا پڑا جس کی تفصیلات سے علاقہ کے لوگ واقف ہیں۔

دریائے سندھ کے کنارے اترا سندیلہ میں بھی ایک قدیمی علمی اور دینی مرکز قائم ہے اور اب چند برسوں سے مولانا حافظ محمد اسماعیل جھبیل رحمہ اللہ اور دوسرے کچھ احباب جماعت نے اس علاقہ میں تعلیم القرآن ناظرہ وحفظ کا انتظام کیا ہے۔موضع ماہڑہ اور قرب وجوار میں بھی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیاں جاری ہیں۔مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی نے اس علاقہ میں مؤثر کام کیا ہے۔کلر والی کی زمیندار چھجڑا برادری کے احباب جماعت نے تحفیظ القرآن کا عمدہ انتظام کیا جس میں قاری عبدالمجید نے کئی سال فرائض تدریس سرانجام دیے اور قراء کی ایک جماعت اس علاقے میں تیار ہوئی۔اسی طرح راؤ والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں بھی تعلیم القرآن کا انتظام ہے اور مدرسۃ البنات الاسلامیہ کی تعمیر کا کام شروع ہے۔

اترا سندیلہ میں بھی حفظ القرآن کے مدرسے موجود ہیں۔ اسی طرح دیگر متعدد مقامات میں بھی تعلیم وتربیت کتاب وسنت کے ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ فللہ الحمد. یہ سب شیخ محترم رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔ جزاہ اللہ خیراعنا وعن جمیع المسلمین.

علی پور ضلع مظفر گڑھ کے چوہدری محمد خالد نے قیام پاکستان کے بعد اپنے ساتھی بعدازاں سندھ ہائی کورٹ کے جج جناب محمد شفیع محمدی کے ہمراہ شیخ محترم رحمہ اللہ کو وعظ وتبلیغ کے لیے مدعو کیا۔ پھر انہوں نے پہلی مسجد اہل حدیث قائم کی تو اتفاق سے حضرۃ الشیخ کے فرزند پروفیسر محمد یحییٰ صاحب اس وقت علی پور کالج میں پڑھاتے تھے۔ اس مسجد کا پہلا خطبۂ جمعہ انہوں نے دیا۔ بعدازاں وہاں پر سالانہ جلسے ہوتے رہے، ایک مدرسہ بھی قائم ہے اور شیخ محترم رحمہ اللہ کی مساعی اور ان کے مشوروں کو اس میں بہت بڑا دخل ہے۔ اس پورے علاقے میں شیخ محترم رحمہ اللہ نے مستحکم انداز میں کتاب وسنت کی تربیت کے لیے زمین ہموار کردی ہے۔ اب اس علاقے کے ذمہ داروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے منصب کو پہچانیں اور اختلافات سے بچ کر ابلاغ دین کا کام کریں۔ بستی بڈانی خیر پور سادات میں بھی اہل حدیث افراد موجود ہیں، وہاں کے مناظرہ کی کچھ تفصیل شامل اشاعت ہے۔

**حافظ عبدالستار راؤ والا:** حافظ عبدالستار راؤ والا میں پہلے شخص ہیں جن کی وجہ سے شیخ محترم رحمہ اللہ کا اس علاقے میں تعارف ہوا۔ عمر میں دونوں تقریباً برابر تھے اور دونوں فضلیۃ الشیخ عبدالحق محدث احمد پوری مکی رحمہ اللہ کے پاس علوم احادیث پڑھتے رہے۔ 1934ء میں شیخ محترم رحمہ اللہ جلالپور کے ہو رہے اور حافظ صاحب اپنے وطن مألوف راؤ والا ضلع مظفر گڑھ میں آ گئے۔

1935ء میں شیخ مکرم رحمہ اللہ ان کی دعوت پر راؤ والا گئے اور احباب جماعت سے تعارف ہوا۔ حافظ صاحب زہد وسلوک اور دینی شغف میں حصۂ وافر کے حامل تھے۔ کئی بار شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ راقم الحروف بھی راؤ والا گیا اور دیگر احباب کے ساتھ حافظ صاحب کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حافظ صاحب کے نواسے مولانا عبدالجبار ڈیروی کا شیخ محترم رحمہ اللہ کے خاص تلامذہ میں شمار ہوتا ہے، انہیں خدمت شیخ میں بہت قریب رہنے کا موقع ملا ہے۔ عصری علوم سے بھی شناسائی ہے، شعری ذوق بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رکھتے ہیں۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے ان کی تربیت پر خصوصی توجہ مبذول فرمائی، شاید اس میں وہ حق دوستی بھی کارفرما ہو جوان کے نانا محترم کے ساتھ شیخ مکرم رحمہ اللہ کو حاصل تھا۔ حافظ صاحب کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

حاجی اللہ وسایا تھہیم خان بیلہ: خان بیلہ تحصیل جلالپور میں ایک اہم قصبہ ہے۔ ہمیں یہاں کی تقریباً ڈیڑھ سو سال تک کی تبلیغی مہمات کا علم ہو سکا ہے۔ مولانا سلطان محمود اس علاقے کے بہت بڑے اور معروف عالم تھے، ان کے علمی روابط نواب صدیق حسن رحمہ اللہ اور اس دور کے دیگر اکابر عاملین بالحدیث کے ساتھ تھے۔ نواب صاحب کی مطبوع کتب کا ایک ذخیرہ اب بھی جماعت کی لائبریری میں موجود ہے۔ انہوں نے فارسی میں ایک کتابچہ لکھا تھا جس میں بچوں کے لیے خط کتابت کی فارسی میں مشق کرائی جاتی تھی جس کی اس دور میں ضرورت تھی۔ یہ مولانا عبدالغفار محمدی کے زیر تحویل ہے۔ مولانا سلطان محمود خان بیلوی مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ ملتانی کے ہم عصر تھے۔ ہوسکتا ہے انھی سے علم حاصل کیا ہو۔ ایک گمان یہ بھی ہے کہ انہوں نے جلالپور کے مولانا جندوڈہ رحمہ اللہ کے پاس تعلیم حاصل کی تھی، یا شاید دونوں بزرگوں سے استفادہ کیا۔

حاجی اللہ وسایا کے خاندان کے اکابر نے مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا۔ بیسویں صدی کی ابتداء میں بعض گروہی مشکلات سے بھی دو چار ہوتے رہے جس کے دوران یہ حضرت پورے استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے۔ حاجی صاحب موصوف وقتاً فوقتاً شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ خاندان ہی کا کوئی فرد آ گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد شریف حاجی صاحب کے بڑے فرزند ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ والد گرامی فرمایا کرتے تھے محمد شریف! میں نے تمہارے لیے حلال ذرائع سے حاصل شدہ جائیداد چھوڑی ہے مگر اس سے بھی بڑی جائیداد مجھے میرے گرامی قدر شیخ محترم رحمہ اللہ بالقابہ سے حاصل ہوئی اور وہ ہے عقائد و اعمال سلف صالحین، جس تک رسائی اسی کو حاصل ہوتی ہے جسے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے خصوصی کرم و مہربانی سے نوازے۔

شیخ محترم رحمہ اللہ خان بیلہ میں تبلیغی مہمات میں تشریف لے جاتے تو حاجی صاحب موصوف کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مہمان ہوتے۔ وہ مسلک عمل بالحدیث میں انتہائی پختہ تھے۔ اور لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم کی تصویر۔ جامع مسجد اہل حدیث خان بیلہ شروع ہی سے عاملین حدیث کی تولیت میں تھی۔ ایک موقع پر کچھ مدت کے لیے ان کو اسی مسجد میں آنے سے روک دیا گیا۔ حاجی صاحب موصوف نے اپنا خاندانی اثر ورسوخ بروئے کار لا کر عاملین حدیث کو مسجد کی تولیت اور نظم ونسق کی ذمہ داری واپس کرائی۔

خان بیلہ میں 1956ء میں مولانا غلام اللہ صاحب دیوبندی اور مولانا محمد عمر اچھروی بریلوی کے مابین مسئلہ علم غیب پر مناظرہ ہوا تھا۔ ہم بھی اس میں شریک تھے۔ بریلویوں کی ناروا زیادتیوں کو رد کرنے میں حاجی صاحب موصوف کے اثر ورسوخ نے مؤثر کردار ادا کیا تھا۔ مناظرے کی تفصیل راقم نے ''تاریخ جلالپور'' میں تحریر کی ہے۔

**مولانا عبدالغفار محمدی:** مولانا عبدالغفار محمدی کا شیخ محترم رحمہ اللہ کے معروف تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے دارالحدیث سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد کچھ مدت دارالحدیث محمدیہ کے شعبہ ناظرہ تعلیم القرآن میں بچوں کو تعلیم دی۔ پھر اپنے آبائی گاؤں خان بیلہ واپس آ گئے جہاں فی سبیل اللہ امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ سادہ طبیعت، تبلیغ دین کے جذبہ سے سرشار، محبت کی سوغات بانٹنے والے صاحب ذوق عالم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سنن وآداب زندگی پر کسی طرف سے بھی اعتراض آئے، وہ تحریر وتقریر میں اپنی صلاحیتوں کا سرمایہ اعتراض وتنقید کو رد کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ تقلید، اتباع سنت، مسئلہ تعداد قیام رمضان، رفع الیدین فی الصلوۃ اور دعا بعد الجنازہ وغیرہ مسائل پر ان کے تحریری مناظرے معروف ہیں۔ احناف کے تین سو پچاس سوالات کے جواب میں ان کی اہم کتاب طبع ہو چکی ہے۔

ان کے فرزندوں میں مولانا داود سلمہ، علم وفضل کے حامل اور بہت اچھے مدرس اور خطیب ہیں، کئی سال سے المعہد العلمی (کراچی) میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اپنے والد صاحب کے معاشی معاملات میں بھی ممد ومعاون ہیں۔

**میاں باغ علی کھوکھر داراب پور:** 1947ء میں مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے آنے والوں میں کھوکھر برادری کے کچھ افراد بھی تھے۔ ان میں میاں باغ علی ولد محبوب علی چک حیدر والا کے رہائشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھے جو جمال پور ضلع حصار کے قریب ایک گاؤں تھا۔اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ ''بگڑ'' قصبہ کے مسلم باشندوں کی سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ خوب جھڑپیں ہوتی تھیں اور مسلمان انہیں ناکوں چنے چبوایا کرتے تھے۔میاں باغ علی اوران کا خاندان ''بگڑ'' والوں کے قافلے میں نواب لال خان کی قیادت میں شامل ہوکر پاکستان پہنچے۔

ہندو ملٹری نے راستہ میں ان کا تمام سامان چھین لیا تھا۔ یہ لوگ منٹگمری، حجرہ شاہ مقیم، پاکپتن اور لودھراں میں بھی کچھ دن رہے۔ پھر جلالپور کے ایک موضع داراب پور میں مقیم ہوئے اوراسی موضع میں ان کی زمینوں کے تبادلہ میں کچھ متروکہ رقبہ انہیں الاٹ ہوا۔ یہ خاندان کس طرح مسلک عمل بالحدیث میں شامل ہوا؟ ان کا اپنا بیان ہے کہ ہمارے ایک قریبی رشتہ دار حافظ عبدالعزیز ولد کمال کھوکھر گھر سے نکل گئے اور مولانا اللہ بخش کوموی کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم دین کی معرفت حاصل کی۔ وہ مولانا کے حکم پر یا مقامی جماعت کی ضرورت کے پیش نظر چک پتی پور میں جو غالباً ضلع لدھیانہ میں ایک گاؤں تھا امام وخطیب مقرر ہوئے اور ساتھ ہی بچوں کو تعلیم قرآن پاک بھی دیتے تھے۔

وہ اپنے گاؤں کے بچے محمد صدیق، عبدالغنی اور عنایت کو ساتھ لے گئے، ایام تعطیل میں یہ اپنے گھر آئے اور گاؤں کی مسجد میں رفع یدین کی اور بلند آواز سے آمین کہی تو پورے گاؤں میں کھلبلی مچ گئی اور لوگ انھیں مارنے پیٹنے کو دوڑے۔ مولانا عبدالعزیز نے اپنا مسلک قرآن پاک پڑھ کر اور احادیث سنا کر واضح کیا اور بتایا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ماننے والے اور آپ ﷺ کے طریقے سے محبت کرنے والے ہیں۔ ان کی تقریروں کے بعد لوگوں کا غضب فرو ہوا اور چھٹیوں کے بعد تعلیم کے لیے جانے والوں میں باغ علی بھی شامل تھے۔ تین چار ماہ مولانا عبدالعزیز کے زیر تربیت رہے اور ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے اپنے گھر آئے تو پاکستان آنے کے لیے ہجرت کا معاملہ درپیش ہوا۔

موضع داراب پور' جلالپور پیروالا سے مغرب میں واقع ہے اور دریائے ستلج اس کے جنوب میں بہتا ہے، کسی زمانے میں جب دریا آزاد چلتے تھے اس علاقے میں سال کے اکثر حصے میں پانی رہتا تھا، بناء بریں سرکاری کاغذات میں اس کا نام موضع درآب پور معروف ہوا۔ ہم نے اس موضع کو اس پوزیشن میں دیکھا ہے کہ فصل گندم اس میں خوب ہوتی تھی، کپاس سیلاب کی وجہ سے تباہ ہوجاتی تھی۔ تین چار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سال پہلے تک یہی پوزیشن تھی۔ داراب پور میں کھجوروں کے بہت باغات ہیں اور اوسط قسم کی کھجوریں وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہیں۔

''ستلج'' کے خشک ہونے کے نتیجہ میں اب باغ سوکھتے جا رہے ہیں، دریائے چناب مغرب میں آٹھ نو میل دور بہتا ہے۔ سیلاب کے دنوں میں اس علاقے تک پانی پہنچ جاتا ہے تو علاقہ شاداب ہو جاتا ہے۔ میاں باغ علی نے ہجرت کے بعد جلالپور میں محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے ملاقات کی اور اپنے علاقے میں تبلیغی مہمات شروع کرنے کی درخواست کی۔

چنانچہ کھجوروں کے درختوں کی بہار کے زمانے میں جبکہ وہ پیلے، ہرے اور رنگ برنگے ہاروں سے لدے ہوتے ہیں اور اللہ جل وعلیٰ کے حسن صنعت کی شہادت دے رہے ہوتے ہیں' محدث جلالپوری رحمہ اللہ نے انھی درختوں کے سائے میں ایک کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرمانا شروع کیا تو علاقہ میں ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا گیا کہ وہابی آ گیا ہے۔ اسے بھگاؤ۔ محدث جلالپوری رحمہ اللہ نے اپنا بیان مکمل کیا، سلجھے ہوئے انداز میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنائیں۔ مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت واضح کی۔ سرائیکی زبان کی مٹھاس اور محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے زور بیان اور جرأت و بے باکی کے ساتھ اپنی بات کہنے کے دلکش اسلوب نے ایسا سماں باندھا کہ مخالفت میں آنے والے لوگ مسحور ہو کر بیٹھ گئے اور وعظ سے مستفید ہوئے۔ پھر جب نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد جلالپور روانہ ہوئے، تو دس میل آنے جانے کا سفر گھوڑی پر کیا کہ ان دِنوں موٹر سائیکل اور بسوں کا اس علاقے میں تصور تک نہ تھا۔ اس وقت تو علاقہ کے زمیندار اور وڈیرے خاموش رہے' تاہم محترم مہمان کے واپس ہونے کے بعد باغ علی کو پکڑ لیا اور خود ان کے سسر نے ان کو درانتیوں سے خوب مارا تاکہ آئندہ اہل علاقہ کے خلاف ایسی جرأت نہ کرے۔

جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ دعوت وعزیمت کا کام لینا چاہتا ہے وہ ایسی دشواریوں اور ناہمواریوں کی کب پرواہ کرتے ہیں۔ اگلے سال پھر کھجوروں کی ضیافت کی دعوت دیے آئے' پھر وہیں جلسہ ہوا' تقاریر ہوئیں۔ ایک دیوبندی مولوی محمد شریف اور مولوی عبدالقادر نے غیر مقلدین کے خلاف بغض وعناد بھرے سوالات کیے اور معقول جواب پا کر خاموشی اختیار کی۔ چند سال کی محنت کے بعد وہاں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جماعت کتاب وسنت کے داعیوں کی وجود میں آ گئی۔ باغ علی کی پٹائی کرنے والے سسر بھی جوان کے ماموں بھی تھے حضرت شیخ کے پرجوش مرید وحامی بن چکے تھے۔

باغ علی نے اپنے خاندان کے بچے دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں تعلیم وتربیت کے لیے بھیجے۔ان میں سب سے پہلے محمد افضل اور عبدالرشید تھے جو رشتہ میں ان کے بھانجے ہیں۔ دونوں نے تکمیل علوم کے بعد سند فراغ حاصل کی۔ مولانا محمد افضل نے کراچی میں تبلیغ کا وقیع کام کیا اور کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالرشید علاقے میں تبلیغ ومواعظ حسنہ کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور سکول میں عربی ٹیچر ہیں۔ اب چند سال سے جامعہ ربانیہ شجاع آباد کے مہتمم بھی ہیں۔ میاں باغ علی نے اپنے گھر کے قریب اپنے ذاتی رقبہ میں جماعت کے تعاون سے مسجد اہل حدیث تعمیر کرائی جو سیلاب کی وجہ سے گر گئی، پھر دوبارہ تعمیر کی گئی۔ سیلاب کی وجہ سے اس میں بھی دراڑیں پڑ گئیں۔ اسے گرا کر اب تیسری مرتبہ ادارہ تعمیر المساجد گوجرانوالہ کے تعاون سے انتہائی مضبوط اور پختہ مسجد زیر تعمیر ہے اور اس کے ساتھ مزید رقبہ بھی مسجد کے لیے وقف ہے۔

مولانا عبدالستار تونسوی نے تقریباً تیس سال پہلے اس علاقے میں ایک زوردار تقریر اہل حدیث کے خلاف فرمائی! نہایت گھٹیا جملے کسے اور مغلظات سے نوازا یہاں تک کہ گوہ کھانے والا بھی قرار دیا۔ مقامی جماعت کی دعوت پر محدث جلالپوری رحمہ اللہ اور مولانا محمد حسین شیخوپوری تشریف لائے۔ تقاریر ہوئیں۔ اور مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کی گئی اور بتایا گیا کہ جس لفظ کا ترجمہ ''گوہ'' کیا گیا وہ ضب ہے اور ضب سانڈے کو کہتے ہیں جو حلال ہے۔ جس نے اس کا معنی، گوہ کیا ہے اس نے غلطی کی ہے اور عربی لغت کی سب کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے کہ یہ سانڈا ہے۔ دیکھئے لسان العرب، المنجد، القاموس وغیرہ۔ مدینہ منورہ میں اب بھی سانڈا کو ضب کے نام سے فروخت کیا جاتا ہے۔ البتہ حنفی برادری کو چاہیے کہ وہ کوے کی حلت کو کتاب وسنت سے ثابت کریں کیونکہ فقہ حنفی کی کتابوں میں کوے کو حلال قرار دیا گیا ہے۔

مولانا محمد حسین شیخوپوری کی تقریر عوام کے لیے بڑی دلچسپ اور وقیع تھی۔ ان کے چٹکلے لطائف اور ہلکے پھلکے تفہیمی انداز میں نکتہ آفرینی سے لوگوں نے مسلک کے بارے میں بہت اچھا تاثر لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یادر ہے کہ عربی زبان میں گوہ کے لئے ''وَرَل'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے المنجد

کچھ مدت بعد قیام رمضان میں تعداد رکعات کی بحث مولانا محمد شریف دیوبندی نے چھیڑ دی اور مؤطا کا حوالہ دیا۔ میاں باغ علی جلالپور سے مؤطا امام مالک لے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے بیس رکعت کا ثبوت مانگا، مگر مولوی محمد شریف صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت کا کہتے رہے۔ حاضرین نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا حکم مؤطا مالک میں گیارہ رکعت مع وتر کا ہے، بیس رکعت کا حکم ثابت نہیں ہو سکا۔

ایک جنازہ میں امام نے اونچی آواز سے فاتحۃ الکتاب اور ادعیۂ مبارکہ پڑھیں۔ حاضرین جنازہ میں شورش برپا کر دی گئی کہ یہ نیا طریقہ ہے۔ میاں باغ علی جلالپور آئے اور دار الحدیث سے فتویٰ حاصل کیا جس میں رسول اللہ ﷺ سے جہراً نماز جنازہ پڑھنا ثابت کیا گیا۔ لوگوں میں فتویٰ کی تقسیم سے بے چینی دور ہوئی۔

حیاۃ النبی ﷺ کے موضوع پر مسلک اہل حدیث کو مطعون کیا گیا تو راقم الحروف اور دیگر علماء حدیث نے مؤثر انداز میں مسلک کی ترجمانی کی۔

داراب پور کے قبرستان شاہ مہر علی میں ایک شیعہ ملنگ نے جھنڈا گاڑا اور شرک و بدعت کا دھندا شروع کر دیا۔ میاں باغ علی، محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے ملے اور اس نئے فتنے کے سدباب کے بارے میں مشورہ کیا تو اسی قبرستان میں تبلیغ کا پروگرام مرتب کر لیا گیا۔

جلالپور سے داراب پور تک کا سفر گھوڑ سواری کے ذریعہ طے ہوا اور آگے پیدل سفر کیا گیا۔ اس موقع پر مقامی دیوبندی علماء اور رانا اور شیخ برادریوں کے اہم افراد بھی میاں باغ علی کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔ قبرستان کے قریب جنازہ گاہ میں تقاریر شروع ہوئیں۔ مقامی علماء کی تقاریر میں ملنگ بولتا رہا۔ مگر جب محدث جلالپوری رحمہ اللہ نے اپنا بیان شروع کر کے عقیدۂ توحید کا اظہار کیا، شرک کی تردید فرمائی اور پھر فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مناقب بیان کیے، تعزیے، جھنڈے اور غیر اللہ کے لئے نذر نیاز باطل بتلائی اور رسوم ہائے مخترعہ کی تردید فرمائی تو ملنگ مذکور پر سناٹا چھا گیا۔ وہ خاموشی سے تقریر سنتا رہا اور پھر اپنا اڈہ چھوڑ کر اڑن چھو ہو گیا۔ اس طرح سب جھنڈے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وغیرہ ختم ہو گئے۔

اس برادری کے افراد متخرجین میں جنھوں نے دارالحدیث محمدیہ جلالپور سے سند فراغ حاصل کی، مولانا محمد افضل، مولانا عبدالرشید، مولانا غلام رسول، مولانا محمد عباس، مولانا گلزار احمد، مولانا عبدالحمید، مولانا سعید احمد، مولانا عبدالجبار وغیرہ شامل ہیں۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے اوڈاں والا سے تکمیل علوم کی سند حاصل کی اور وہیں مدرسہ میں استاذ کے منصب پر فائز ہیں۔ اب بھی اس برادری کی ایک بڑی تعداد مدارس اہل حدیث میں زیر تعلیم ہے۔ وفقنا اللّٰہ و ایاھم لمایحب ویرضاہ .

اس علاقے میں محدث جلالپوری رحمہ اللہ، راقم الحروف محمد رفیق اثری، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا علی محمد صمصام، مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی، مولانا محمد علی کوٹ کبیری اور دیگر علماء اہل حدیث وقتاً فوقتاً فریضۂ تبلیغ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ وھو الموفق .

**مولوی دین محمد سنجرانی:** جلالپور سے پندرہ کلومیٹر دور مغرب میں ایک موضع کوٹ امام دین کے نام سے معروف ہے۔ یہ علاقہ فرنگی راج سے پہلے ریاست بہاولپور میں شمار ہوتا تھا۔ دریائے ستلج اس موضع کے درمیان بہتا ہے۔

سنجرانی بلوچوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس موضع میں آباد ہے۔ تنگ دستی اور غربت عام ہے۔ فصل گندم اب تک اچھی ہوتی رہی تاہم زرعی رقبے کا ایک بڑا حصہ دریا برد رہتا ہے۔ جہالت اور بے علمی کا راج ہے۔ قرآن پاک ناظرہ پڑھانے کے چند مدارس موجود ہیں مگر معانئ قرآن کی تفہیم کا کوئی انتظام ہے اور نہ کوئی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ تقریباً ایک صدی پہلے کا قصہ ہے۔ سنجرانی قبیلے کا ایک فرد دین محمد خان اس علاقے کا باسی تھا، غنڈہ گردی میں ملوث تھا، آوارہ منش، چور اچکے اس کے دوست تھے۔ خود اس نے بھی احکام شرع سے واقفیت کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کی۔ وہ اچانک ہندوؤں کے خلاف ایک لڑائی میں قید ہو گیا، جالندھر میں مولانا خان بہادر فاضل دارالعلوم دیوبند سے اس کی جیل میں واقفیت ہو گئی۔ ان سے قرآن پاک پڑھانے کی درخواست کی مولانا نے کہا شرط یہ ہے کہ داڑھی سنت کے مطابق رکھو اور مونچھیں کٹواؤ۔ شرط منظور کر لی گئی تو جیل ہی میں قرآن پاک ناظرہ اور اردو کتابیں ان سے پڑھیں۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے علاقے میں واپس آئے تو یہاں مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبدالحق محدث مکی رحمہ اللہ کے مواعظ حسنہ جاری تھے۔ مولانا کی سرائیکی زبان کی مٹھاس والی تقریریں انتہائی مؤثر ہوا کرتی تھیں۔ قدرت نے حضرت مولانا کو ظاہری و معنوی وجاہت سے نوازا تھا۔ آواز میں جادو کی سی تاثیر تھی۔ چند مواعظ میں شرکت کی تو انھی کے ہو گئے۔ ان کی خدمت میں احمد پور پہنچے۔ قرآن کریم کا ترجمہ اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں۔ حدیث کی کتاب مشکوۃ المصابیح پڑھی تھی کہ خاندانی مجبوریوں کی وجہ سے اپنے موضع واپس آ گئے۔

کچھ مدت جلالپور پیروالا میں مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ والی میں امام وخطیب رہے۔ یہ سلسلہ موقوف ہوا تو اپنے علاقے میں گھی اور شہد کی تجارت کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی جگہ بجگہ فی سبیل اللہ قرآن پاک پڑھانا شیوۂ زندگی قرار دے لیا۔ اس پر وہ کوئی اجرت نہیں لیتے تھے، دوستوں کی محفلوں اور برادریوں کی رسمی مجالس میں شریک ہوتے تو وعظ وتبلیغ شروع کر دیتے۔

علاقہ کے زمیندار اور جاگیردار اپنے جابرانہ اطوار، رسہ گیری اور ظلم وفساد کی وجہ سے ہمیشہ ان کے مخالف رہے، وہ انہیں ستانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ان کی زندگی کا ایک مشن یہ تھا کہ عوام بالخصوص قرابت داروں سے شرکیہ رسمیں، بدعت بھرے رواج اور لایعنی اطوار ختم کرائے جائیں۔ اس میں وہ ایک حد تک کامیاب ہوئے۔ وہ بہت خوددار تھے، لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم کی ایک زندہ مثال۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ان کا اپنا ایک مقام تھا۔

1935 کی بات ہے، وہ جلالپور کے مشہور مقدمہ جامع مسجد اہل حدیث جہانشاہ والی میں بھی گرفتار ہوئے اور آخر تک جماعت سے تعاون کرتے رہے۔ وہ علاقے کے مخصوص طبعی احوال سے متاثر تھے۔ زندہ دل انسان تھے۔ شکاریات کے ماہر تھے۔ گھوڑسواری آبائی پیشہ تھا۔ تیراکی میں مہارت تھی۔ حضرت محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ وہ ہر جمعہ پیدل یا گھوڑے پر پندرہ میل کا فاصلہ طے کر کے نماز جمعہ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھتے تھے۔ ہم نے جب ان کی زیارت کی، اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور اپنے مخصوص انداز میں گزشتہ احوال سنایا کرتے تھے۔

مولانا موصوف عمر میں شیخ مکرم رحمہ اللہ سے بڑے تھے۔ الحب فی اللہ کا مضبوط رشتہ دونوں کے درمیان قائم تھا۔ ضروری معاملات میں آپ سے مشورہ کرتے تھے۔ مولانا کے متعدد نواسے دارالحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمدیہ میں شیخ عالی قدر رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سند تکمیل علوم حاصل کر چکے ہیں۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے یہ قریبی دوست نومبر 1972ء میں فوت ہوئے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں، غفر اللہ لہ۔

**مولانا عبدالکریم ولد خدا بخش منگلا:** مولانا عبدالکریم لودھراں کی منگلا برداری کے غالباً پہلے شخص تھے جو مسلک عمل بالحدیث سے متعارف ہوئے۔ مولانا ابراہیم جلالپوری اور مولانا عبدالحق احمد پوری ثم مکی وقتاً فوقتاً ساندھی والا آتے رہتے تھے' جو ان کی آبائی رہائش گاہ کے قریب واقع ایک بستی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مسلکی تعارف انھی کے ذریعہ ہوا اور پھر مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ ملتانی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کتب احادیث پڑھیں۔ راقم نے انہیں دس گیارہ سال کی عمر میں اس وقت دیکھا تھا جب انہوں نے اونٹ ذبح کیا اور مدرسہ سبل السلام براتیوالا کے طلباء کو مدعو کیا تھا۔ طلبہ کے ساتھ شفقت اور محبت ان کی ایک ایک ادا سے ٹپکتی تھی۔

بستی عبداللہ والا میں خطبہ جمعہ، عیدین اور پانچوں نمازیں خود پڑھاتے تھے اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ مولانا عبدالکریم کے والد بھی اس مسجد میں خطیب تھے اور بلا تنخواہ یہ فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اپنا ذاتی رقبہ تھا جسے خود کاشت کرتے تھے' اسی سے گزراوقات ہوتی تھی۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ ان کا دوستانہ تعلق تھا۔ اس حوالے سے بھی کہ وہ ایک ہی شیخ مکی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور اس بناء پر بھی کہ جلالپور کے مولانا ابراہیم کے ساتھ ان کی قرابت داری تھی۔ انہوں نے اپنی ہمشیرہ کا عقد نکاح مولانا اسماعیل فرزند مولانا ابراہیم کے ساتھ کر دیا تھا۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کی تبلیغی مساعی اور تربیتی طریقے پر بے حد خوش ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو تعلیم دین کے لئے دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں داخل کرایا۔ بڑے بیٹے حافظ محمد عیسیٰ جو 1947ء سے پہلے ہی سند فراغ حاصل کر کے جا چکے تھے اور ان سے چھوٹے مولانا محمد یحییٰ ہمارے ساتھ پڑھتے رہے اور سند تکمیل حاصل کی۔ سب سے چھوٹے مولانا عبدالرحمٰن حماد بھی اپنے والد کی وفات کے بعد اسی مدرسے میں داخل ہوئے' وہ راقم کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں۔ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کا ان کے ساتھ بھی انتہائی مشفقانہ تعلق تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا عبدالرحمٰن دارالحدیث لودھراں میں فرائض تدریس سرانجام دیتے ہیں۔ بستی عبداللہ والا میں بھی انہوں نے اپنے آباء واجداد کی روایت کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ وہاں مدرسہ تحفیظ القرآن قائم ہے جس میں ان کے عزیز قاری محمد جعفر جو قرات و تجوید کے ماہر ہیں پڑھاتے ہیں، اس مدرسہ سے سینکڑوں حفاظ فارغ ہو چکے ہیں۔

مولانا عبدالکریم اخلاق کریمہ کے مالک اور تہجد گزار تھے۔ مسائل کے افہام و تفہیم میں عام لوگوں کے ساتھ ان کا رویہ بہت نرم ہوتا تھا، اس پورے علاقے میں وہ مرشد کے لقب سے معروف تھے۔

ایک دفعہ کا قصہ ہے، ان کی بستی عبداللہ والی میں گانے بجانے کی ایک محفل جاری تھی علاقے کے بڑے بڑے زمیندار شریک تھے' میر محفل اور میزبان ملک عبدالکریم منگلا تھے۔ مولانا اس محفل میں تشریف لے گئے اور فکر آخرت پر ایسا وعظ فرمایا کہ سناٹا چھا گیا۔ شریک محفل لوگوں کی بڑی تعداد تائب ہوئی، میزبان محفل ملک عبدالکریم مقامی مسجد کے مؤذن بن گئے اور پھر کبھی ایسی محفل نہیں رچائی۔ مولانا عبدالکریم صاف ستھرا سفید لباس زیب تن کرتے تھے۔ 1953ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ ان کے شاگرد صوفی کریم بخش بلوچ عرف تاراباؤ بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میدان عرفات میں مولانا سارا دن عبادت اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے، انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی، شام کو بخار ہو گیا۔ مزدلفہ میں انہیں اپنے کندھے پر اٹھا کر لے گیا۔ رات مزدلفہ میں بسر کی۔ مغرب وعشاء اور صبح کی نمازیں ادا کیں انہیں پھر کندھے پر اٹھایا اور منیٰ لے آیا۔ یہاں آتے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ﴿اناللّٰہ و انا الیہ راجعون﴾

مولانا علی محمد صمصام بھی جو پنجابی زبان کے خوبصورت نعت گو اور معروف واعظ ہیں اور اپنے وقت میں جماعتی جلسوں کی رونق ہوا کرتے تھے' اسی سال حج کے لیے گئے ہوئے تھے۔ انہیں مولانا عبدالکریم کی وفات کا علم ہوا تو انہوں نے تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مدد کی۔ منیٰ میں جنازہ پڑھا گیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

**حاجی محمد یوسف لودھراں:** حاجی محمد یوسف کا شمار شیخ محترم رحمہ اللہ کے انتہائی قریبی اور مخلص ساتھیوں میں ہوتا تھا۔ دینی، تبلیغی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے کاموں میں تو ان کا ایک دوسرے کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعاون مثالی تھا ہی، نجی گھریلو امور اور ذاتی معاملات میں بھی وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی تھے۔ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا انہیں ایک دوسرے کا مونس اور غمخوار ہی پایا۔

حاجی محمد یوسف 1920ء میں پیدا ہوئے، منگلا برادری کی اس علاقے میں زمینداری تھی اور حاجی صاحب اپنے موضع کے نمبردار تھے۔ بچپن ہی سے دینی شغف تھا، والد گرامی ملک فیض اللہ ولد کریم بخش بہت نیک اور شرع کے مطابق زندگی بسر کرنے والے شخص تھے۔ اپنے نونہال کو قرآن پاک کے حفظ کے لیے بستی دھانہ کے حافظ قاضی عبدالقیوم کے سپرد کیا۔ چھ سال کی عمر میں حافظ قرآن بن گئے پھر ساتویں کلاس تک گورنمنٹ ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ زمیندار خاندان کا فرد ہونے کے باعث معاشی خوش حالی تھی۔ اب حج بیت اللہ کے لیے دل مچلنے لگا، اللہ نے توفیق بخشی۔ 1937ء میں جبکہ وہ سترہ سال کے تھے حج بیت اللہ کیا۔ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مابین حجاج ان دنوں قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے۔

حاجی محمد یوسف بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور ہزاروں عقیدت مندوں کی معیت میں صحراؤں کا یہ سفر پورا ہوا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن دوران سفر ہم راستے سے بھٹک گئے، منزل کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کدھر ہے، وسیع و عریض ریگستان میں پھنس گئے۔ یقین ہو گیا کہ یہ زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ اندازے سے ایک طرف چلتے رہے، اتفاقاً ایک آبادی سامنے آ گئی۔ پتہ چلا کہ ہمارا راستہ قریب ہی ہے ایسی خوشی شاید ہی کبھی نصیب ہوئی ہو۔ راستے میں اگرچہ ڈاکوؤں کے اندیشے ہوا کرتے تھے مگر نئی حکومت سعودیہ نے ان پر قابو پا لیا تھا، اس لیے انہیں اس قسم کے کسی خطرے سے دوچار نہ ہونا پڑا۔

حجاج کی اتنی تعداد نہیں تھی جتنی اب ہے، جی بھر کے طواف ہوتا تھا، تقبیل حجر اسود میں کوئی مشکل پیش نہ آتی تھی البتہ مطاف کے ارد گرد ان دنوں پتھر ہی پتھر ہوتے تھے، قریب ہی حجاج کی رہائش کے لیے بیرکیں ہوتی تھیں جن میں حجاج خود اپنے کھانے پکانے کا انتظام کرتے تھے۔

خاندانی روایات کے مطابق کہ منگلا برادری کے افراد راجستھان سے ہجرت کر کے اس علاقے میں آئے تھے، مسلکاً رواجی انداز کے مسلمان تھے اور ان کے بزرگوں کو فقہی مکاتب کا کوئی پتہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ حاجی محمد یوسف مکہ مکرمہ میں عبدالشکور گھڑی ساز کے پاس بیٹھتے تھے۔ ان کی دکان مسجد حرام کے باہر تھی، وہ اہل حدیث تھے اور غالباً دہلی کی طرف سے آئے تھے۔ ان کی باتیں حاجی صاحب کو بہت پسند آئیں اور اس مسلک کے لیے ان کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوا گیا۔

1935ء سے بہت پہلے ان کی آبادی کے قریب ہی ساندھی والا میں مولانا ابراہیم (م1919ء) اور ان کے بیٹے مولانا محمد اسماعیل (م1944ء) کی آمد و رفت تھی اور بستی ساندھی والا کے ملک اللہ دتہ کی بیٹی سے مولانا ابراہیم کا نکاح ہوا تھا جن سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ اس رشتے سے مولانا ابراہیم مولانا عبدالحق محدث مکی رحمہ اللہ کے ہم زلف بھی تھے۔ ملک اللہ دتہ صاحب کی دوسری بیٹی کا عقد نکاح مولانا مکی رحمہ اللہ سے ہوا لیکن ان سے کوئی اولاد نہ تھی۔ حاجی صاحب کے سسر مولانا عبدالکریم مسلک اہل حدیث کے حامل تھے، وہ مولانا ابراہیم رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحق محدث مکی رحمہ اللہ سے علم حدیث پڑھتے رہے تھے۔

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے واعظ مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ جو ڈیرہ غازی خان کے ایک معزز گھرانے کے فرد تھے، مواضع ساندی والا، پوکھر والا اور براتیوالا میں برائے وعظ و تبلیغ تشریف لایا کرتے تھے (دیکھئے اخبار اہل حدیث امرتسر ج:25 شمارہ :42 مورخہ 24 اگست 1928ء مطابق 8 ربیع الاول 1347ھ)

ساندی والا میں عاملین حدیث قدیم دور سے موجود تھے۔ ملک اللہ دتہ مذکور نے جامع مسجد اہل حدیث کے لئے سولہ ایکڑ رقبہ بھی وقف کیا تھا جو اب محکمۂ اوقاف کے قبضے میں ہے اور نا خلف اولاد کی بے توجہی کے سبب اس بستی میں اب کوئی اہل حدیث فرد باقی نہیں ہے جبکہ باقی پورے علاقہ میں عاملین کتاب وحدیث موجود ہیں۔

حاجی محمد یوسف رحمہ اللہ اور مولوی عبدالخالق رحمہ اللہ نے براتیوالا میں مدرسہ سبل السلام کی بنیاد ڈالی اور شیخ محترم رحمہ اللہ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحق کو جو ابھی دارالحدیث سے فارغ ہوئے تھے اس مدرسے میں مدرس و مربی کی حیثیت میں متعین کیا۔ مولانا موصوف کو تربیت و تبلیغ کا شغف تھا۔ بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کے بعد دیہاتیوں کے پاس ان کے کھیتوں، محفلوں اور ڈیروں پر پہنچ جاتے اور فریضہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امر بالمعروف و نهی عن المنکر ادا کرتے، اس بارے میں ان کی محنت و جستجو لوگوں کو ابھی تک یاد ہے۔

مولانا عبدالحق نے جامعہ عباسیہ بہاولپور میں داخلہ لے لیا تو سبل السلام میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ایک دوسرے شاگرد مولانا عبدالرحمٰن فارغ التحصیل دارالحدیث محمدیہ جلالپور نے فرائض تدریس و تربیت انجام دینے شروع کیے اور کئی سال تک یہ کام کرتے رہے۔ انھی ایام میں راقم الحروف اور ساتھیوں نے اس مدرسہ میں اردو نصاب پرائمری اور کتب فارسی بوستان تک پڑھیں۔

حاجی یوسف صاحب کی مدت سے یہ تمنا تھی کہ مدرسۂ جلالپور کے نہج پر لودھراں میں ایک علمی معہد کا اجراء کیا جائے۔ چنانچہ شیخ محترم رحمہ اللہ کے مشورے سے 1981ء میں دارالحدیث محمدیہ لودھراں کے نام سے مدرسہ کا اجراء کیا' جبکہ اس سے پہلے یہ ادارہ بستی عبداللہ والا میں بھی کئی سال کام کرتا رہا تھا۔ اس علمی معہد کے جملہ اخراجات حاجی صاحب اپنی ذاتی آمدنی سے ادا کرتے تھے اور یہ سلسلہ اب تک ان کے فرزندوں ملک عبیداللہ وغیرہ نے جاری رکھا ہوا ہے۔

راقم الحروف نے پہلی بار حاجی صاحب کو 1949ء میں دیکھا، وہ صبح صادق سے بہت پہلے براتیوالا جامع مسجد اہل حدیث میں تشریف لاتے' اذان کہتے اور صبح کی نماز لمبی قرأت کے ساتھ پڑھاتے۔ وہ پورا قرآن پاک اسی طرح صبح کی نماز میں ترتیب اور ترتیل کے ساتھ سناتے تھے اور پھر رمضان المبارک میں تراویح میں پورا قرآن پاک سناتے تھے۔ ختم القرآن کی رات مٹھائی اپنی جیب سے خرید کر لاتے' اور تقسیم فرمادیتے، ساتھ ہی ایک خوبصورت پگڑی بھی لاتے جو اپنے سر پر خود ہی سجا لیتے۔ سرائیکی روایت کے مطابق ان کے ڈیرہ پر مہمانوں کو رہائش اور کھانا دیا جاتا۔ وہ پانچ بھائی تھے اور براتیوالا میں اساتذۂ مدرسہ، بیرونی طلباء اور مہمان جتنے بھی آجاتے، صبح شام ان کو کھانا کھلاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ براتیوالا میں ایوب خان کے بی ڈی نظام کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہو گیا اور اب وہ ڈیرہ داری بھی نہیں ہے مگر لودھراں میں حاجی محمد یوسف نے مدرسہ دارالحدیث کے قریب اپنی رہائش گاہ تعمیر کی اور ساتھ ہی مہمان خانہ بھی تعمیر ہوا۔ مہمان نوازی میں حاجی صاحب کی طرح ان کے فرزند ملک عبیداللہ بھی پیش پیش رہتے ہیں، حاجی صاحب نے دس ایکڑ آباد رقبہ زرعی مدرسہ کے نام وقف کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مدرسہ دارالحدیث محمدیہ لودہراں میں آٹھ سالہ نصاب ہے۔ان دنوں مولانا عبدالرحمٰن چیمہ شیخ الحدیث ہیں جبکہ مولانا سید محمد قاسم شاہ، مولانا عبدالرحمٰن ناظم ہیں اور مولانا عبدالرحمٰن خطیب اور مولانا نعیم الحق تدریس میں مصروف ہیں۔شعبہ حفظ بچوں اور بچیوں کے لئے الگ جاری ہے۔

ان کے فرزندوں کا کہنا ہے کہ ہمیں والد صاحب نے کبھی نہیں مارا ہم سے کوئی غلطی ہو جاتی تو زبانی تنبیہ فرماتے تھے، البتہ خلاف شرع کاموں پر ناراض ہو جاتے تھے۔

حاجی صاحب کی اولاد مولانا عبدالکریم صاحب منگلا کی بیٹی سے ہے جو کہ حافظہ قرآن تھیں اور پہلے اپنے چک میں اور پھر لودھراں میں بچیوں کو قرآن پاک ناظرہ وحفظ پڑھاتی تھیں۔بچیوں کی تربیت میں ان دونوں میاں بیوی کی محنت کا ثمرہ یہ ہے کہ سارا خاندان اسلامی شرعی اصولوں کا گرویدہ ہے۔

حاجی صاحب کا معمول یہ رہا کہ اپنے علاقے کے جھگڑے خود طے کر لیتے تھے' عدالتوں تک نہیں جانے دیتے تھے۔20 فروری 1995ء کو وفات پائی۔

حاجی صاحب کی وفات پر شیخ محترم رحمہ اللہ اور راقم الحروف دیگر ساتھیوں کے ساتھ لودھراں اور پھر ان کے آبائی گاؤں گئے۔شیخ محترم رحمہ اللہ نے جنازہ پڑھایا اور قبر پر دعا کے لئے کئی گھنٹے قبرستان کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما رہے۔لوگوں نے قبر اور دیگر وقائع برزخ کے بارے میں مختلف سوالات کیے۔سوال وجواب کی یہ محفل بھی تربیت کا بہترین نمونہ پیش کر رہی تھی۔جنازہ میں اور قبر پر اپنے مخلص ساتھی کے لیے الحاح سے دعائے مغفرت فرمائی۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حاجی صاحب رحمہ اللہ کو بلند مدارج عنایت فرمائے اور پسماندگان کو ان کے متعین کردہ ابلاغ دین کے راستے پر چلتے رہنے کی توفیق سے نوازے۔آمین

**مولانا عبداللہ چیمہ:** مولانا عبداللہ چیمہ مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی کی خدمت میں بھوجیان حاضر ہوئے۔وہاں جانے کا باعث بھوجیان کے مولوی شہاب الدین تھے جو چک نمبر 122 نزد چشتیاں میں امام مسجد تھے۔تعلیم وتربیت میں مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کا اپنا ایک خاص اسلوب تھا، وہ زاہد وسالک عالم دین تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ 1889 یا 1899ء میں پیدا ہوئے اور مولانا عبدالرحیم غزنوی ابن مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پاس تکمیل علوم کی اور ان کے جاری کردہ مدرسہ فیض الاسلام بھوجیان میں پڑھانا شروع کر دیا۔ مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ عبادت و ریاضت اور زہد و ورع میں مثالی شخصیت تھے۔ پاکیزہ عادات و خصائل کے باعث انتہائی ہر دلعزیز اور مقبول عام و خاص تھے۔ دیانت وامامت میں اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ (تفصیلی احوال ملاحظہ فرمائیں تذکرہ علماء بھوجیان ص: 144)

مولانا عبداللہ چیمہ کا تعارف شیخ محترم مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سے اتفاقاً ہوا۔ مولانا بھوجیانی، مولانا عبداللہ چیمہ کے پاس صادق آباد میں تشریف فرما تھے کہ پتہ چلا احمد پور شرقیہ میں تبلیغی جلسہ ہو رہا ہے۔ دونوں استاذ و شاگرد اس میں شرکت کے لئے احمد پور اسٹیشن پر اترے۔ پلیٹ فارم پر ان کے قریب سے ایک نوجوان کندھے پر بیگ رکھے گزرا اور سلام کیا، مولانا بھوجیانی نے دیکھتے ہی فرمایا عبداللہ چیمہ دیکھو! اس نوجوان کے وجود سے بھلائی کا نور چمک رہا ہے۔ جلسہ گاہ میں پہنچے تو اسی نوجوان کو سٹیج پر تقریر کرتے پایا اور وہ تھے دار الحدیث محمدیہ کے شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ۔ اس کے بعد چیمہ صاحب کا شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ قریبی تعلق ہو گیا۔ صادق آباد کے چک نمبر 132 میں 13، 14، 15 جولائی 1946ء کو پہلا تبلیغی جلسہ ہوا تو اس میں شیخ محترم رحمہ اللہ کو مدعو کیا اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔

مولانا عبداللہ نے 1937ء میں حج بیت اللہ کا سفر کیا۔ اس سال کئی جید علمائے اہل حدیث نے یہ سعادت حاصل کی تھی۔ ان میں مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی اور مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمہما اللہ بھی تھے۔ ان کے لئے کھانا تیار کرنے کی خدمت چیمہ صاحب نے اپنے ذمے لے لی۔ یہ حضرات چوبیس گھنٹہ میں صرف ایک وقت کا کھانا کھاتے تھے۔

علمائے کرام کے اس قافلے نے مکہ مکرمہ سے مدینہ کا سفر اونٹوں پر طے کیا۔ مولانا عبدالعظیم انصاری تذکرہ علماء بھوجیان کے صفحہ 154 پر لکھتے ہیں:

> ”ایک دفعہ مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی نے حج کو جاتے ہوئے مولانا عبداللہ چیمہ سے کہا کہ میرے ساتھ کراچی چلو۔ وہاں پہنچے تو فرمایا تم بھی ساتھ چلو۔ چنانچہ مولوی عبداللہ بھی ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہی حج کو روانہ ہو گئے۔ ان کا بیان ہے کہ دوران سفر کسی قسم کی دقت نہ ہوئی اور اللہ نے آسانی سے فریضۂ حج ادا کرنے کی توفیق بخشی۔"

اس موقع پر شیخ نصیف رحمہ اللہ نے جدہ میں علماء کرام کی پر تکلف دعوت کی۔ بعد ازاں انہیں الگ کمرے میں لے گئے اور کہا آؤ تمہیں قرآن پاک ایک مصری قاری کے لہجے میں سنائیں جو مصر میں پڑھ رہا ہے۔ ایک بڑے سے ڈبے میں رکھے ہوئے ریڈیو سے حافظ رفاء مصری کی قرات جدہ میں بیٹھ کر سنی تو بہت متعجب ہوئے۔ ریڈیو کے ساتھ ان کا یہ پہلا تعارف تھا۔

اپنے استاذ مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ کی فراست ایمانی اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ چیمہ صاحب کا تعلق بڑھتا چلا گیا، وہ ان کا نام بڑے احترام سے لیتے ہیں اور انہیں سلف صالحین کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ اسی بناء پر جب اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت کا معاملہ درپیش ہوا تو اس کے لیے جلالپور کے دارالحدیث کا انتخاب کیا۔ مولانا عبداللہ کے فرزند مولانا عبدالرحمٰن چیمہ نے 1972ء میں سند تکمیل حاصل کی اور جامعہ سلفیہ میں دوبارہ شیخ محترم رحمہ اللہ سے صحیح بخاری پڑھی۔

چیمہ صاحب علاقے میں پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے شیخ محترم رحمہ اللہ ہی کی طرف مراجعت کرتے رہے۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کی وفات پر چیمہ صاحب بہت غمگین تھے اور انھیں زندگی بھر یاد کرتے رہے۔

**مولانا حکیم عبدالمجید کدنہ ضلع مظفر گڑھ:** مولانا حکیم عبدالمجید مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ خصوصی روابط قائم رہے اور تقریباً ہر سال بستی "کدنہ" اور تھل میں مجالس وعظ وارشاد قائم ہوتی رہیں۔

مولانا احمد بلوچ رحمہ اللہ مولانا جندوڈہ (م1885ء) جلالپوری کے شاگرد تھے۔ ان کے ذریعہ علاقے میں مسلک کتاب وسنت کی ترویج ہوئی۔ کدنہ کے حاجی میاں گل محمد ایک جید عالم اور فہیم انسان تھے۔ جماعت مجاہدین کے ساتھ ان کا خفیہ تعلق تھا۔ تھل کے ٹیلوں میں مجاہدین کے لیے خفیہ پناہ گاہیں بنا رکھی تھیں۔ مولانا امرتسری کے مداح تھے اور ان کے اخبار، اہل حدیث کے مستقل قاری تھے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی سے بھی ان کی خط کتابت تھی۔ مولانا کی ان کے نام ایک چٹھی میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاس محفوظ ہے۔اسی دینی تعلق کی مناسبت سے اس علاقے کی ایک بڑی تعداد نے شیخ محترم رحمہ اللہ اور اساتذہ دارالحدیث سے علوم دین میں رسوخ حاصل کیا۔استفادہ کرنے والے بعض ممتاز افراد کے نام یہ ہیں:

مولانا عبدالحمید کدنوی رحمہ اللہ جو دارالحدیث میں مدرس بھی رہے،ان کے دوفرزند مولانا حافظ محمد یحییٰ اور مولانا محمد عیسیٰ،مولانا عبدالبصیر،مولانا عبدالرحمٰن،مولانا عبدالمجید،مولانا محمد موسیٰ،مولانا عبدالرحمٰن رنگپوری اوران کے فرزند! مؤخرالذکر''وہاڑی''میں جماعتی خدمات اور تبلیغ دین میں نمایاں مقام رکھتے ہیں اور چک نمبر 165 میں مقیم ہیں۔ان علماء کے علاوہ تھل سے بھی ہزاروں کی تعداد میں احباب جماعت نے استفادہ کیا۔

الحمدللہ اب اس علاقہ میں بھی تعلیم قرآن وحدیث اور تربیت دین کے متعدد ادارے قائم ہو چکے ہیں۔مولانا عبدالمجید طبابت کرتے ہیں اور ایک معہد دینی کے مہتمم بھی ہیں جو محمود کوٹ میں مصروف عمل ہے۔انکے بھائی مولانا محمد ابراہیم کے فرزند مولانا عبدالرحمٰن شاہین جو دارالحدیث محمدیہ جلال پور سے فارغ التحصیل ہیں نے ملتان شہر میں شاندار تعلیمی،تبلیغی اور جماعتی خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں۔انہوں نے پاک گیٹ کے قریب ایک مدرسہ بھی پچھلے سال سے قائم ہے،مباحثات کے لیے بھی ان کا نام معروف ہے۔جلالپور میں ایک سال تدریسی فرائض بھی انجام دیے۔

**محدث جلالپوری رحمہ اللہ اور دیوان غلام عباس بخاری مرحوم:** دیوان غلام عباس بخاری سادات خاندان کے فرد تھے۔سیاسی طور پر کسی ایک نظریہ کے حامل نہیں تھے۔کبھی ڈاکٹر خان کی پارٹی میں تو کبھی مسلم لیگ میں۔کبھی ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ میں تو کبھی پیپلز پارٹی میں اور کبھی جماعت اسلامی میں بھی دیکھے گئے۔قیام پاکستان کے بعد اس علاقے میں بالعموم اقتدار میں رہے مگر شہر وعلاقہ کے لیے کوئی اہم کام نہ کر سکے۔

خاندانی گدی کی مناسبت سے پورے علاقے میں احترام کے حامل تھے،بازار سے گزرتے تو عقیدت مند پاؤں پڑتے۔زمینداروں،جاگیرداروں اور پیروں کے سردار سمجھے جاتے تھے۔شیعہ مسلک کے حامل ہی نہیں داعی بھی تھے۔اپنے بڑے بھائی دیوان محمد غوث کی وفات کے بعد جلالپور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آئے تو ان کے قریبی طبقے نے ان کی شدید مخالفت کی کہ یہ خانقاہ اور جائیداد پر قابض نہ ہوسکیں۔ جماعت اہل حدیث کے بعض افراد نے دیوان محمد غوث کی پارٹی کی مخالفت میں ان کا ساتھ دیا اور محل اور جائیداد پر قبضہ کرنے میں تعاون کیا۔ ان دنوں دیوان غلام عباس نوجوان تھے اور فن کشتی کے بڑے دلدادہ تھے۔ غلام محمد باز دار پہلوان اور دیگر پہلوانان جلالپور کو اپنے ڈیرہ پر مدعو کرتے اس طرح خوب چہل پہل رہتی تھی۔

یہ محدث جلالپوری رحمہ اللہ کے ابتدائی تبلیغی و تدریسی ایام تھے، مسجد اہل حدیث جندوڈہ والی میں صبح درس قرآن پاک ارشاد فرماتے اور عشاء کے بعد درس حدیث صحیح بخاری۔ مدتوں عوام کی تربیت کے لیے یہ سلسلہ جاری رہا۔ دن کے اوقات میں مدرسے میں مقیم طلبہ کو قرآن پاک، حدیث مبارکہ اور دیگر علوم وفنون کی درسی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔

مسجد اہل حدیث مذکور کے قریب چھ سات گھر اہل حدیث خاندان کے آباد تھے۔ تھوڑے فاصلے پر ایک اور مسجد جو شاہ جہان والی مشہور تھی کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا گیا۔ محلّہ خواجگان میں بریلوی لوگوں کی اکثریت تھی جو حافظ فتح محمد کے مرید تھے۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر کی شدید مخالفت کی۔ جس کے نتیجے میں مقدمہ بازی شروع ہوگئی یہ تفصیل جامعہ مسجد اہل حدیث کے تذکرہ میں آچکی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہر میں اہل حدیث کی مخالفت دوسرے طبقہ سے بھی شروع ہوگئی جبکہ مولانا قاضی محمد عاقل دیوبندی حنفی کے مریدوں کی مخالفت مناظرہ رفع الیدین کے بعد شدید ہوچکی تھی۔ ان تینوں سنی گروپوں کے آپس کے تنازعات، اور مقدمہ بازی کے نتیجہ میں شیعہ کو بال و پر نکالنے اور مؤثر انداز میں کام کرنے کا موقع ملا۔ 1920ء سے قبل کی بات ہے کہ خانقاہ قتال کی سجادہ نشینی دیوان محمد غوث کے سپرد تھی۔ بقول مولوی نور احمد فریدی وہ صاحب السیر کے ساتھ گہری عقیدت رکھتے تھے۔ کتاب صدرالدین عارف ج:2،ص:185 میں لکھتے ہیں:

”لطائف سیریہ میں ایک دو مرتبہ مولانا (قاضی) جمال محمد اور دیوان صاحب کا یکجا ذکر ہے۔ ایک دفعہ جب کہ دیوان محمد غوث، مولوی جلال الدین اور دیگر معتقدین نے مل کر حضرت سے سلسلہ تحریر کرنے کی درخواست کی تو اجتماع میں مولانا جمال محمد بھی شریک تھے۔ جب سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے متفقہ طور پر استدعا کی تو حضرت قبلہ عالم نے مولوی جمال محمد کو تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔''

مزید لکھا ہے:

''دیوان محمد غوث کا تخلص خوش دل تھا۔ آپ صاحب السیر کے مرید تھے اور ان کی محبت میں بہت سی رباعیات موزوں فرمائی تھیں جو سرائیکی میں ہیں۔''

صاحب السیر بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوان محمد غوث پہلے بریلوی مکتب فکر سے متعلق تھے۔ جھنگ کے ایک شخص سے ان کی دوستی ہوئی جو جلالپور میں ساکن تھا اسی طرح ریاست بہاولپور کے ایک قصبہ کا فرد مولوی جان محمد لکھنو سے شیعہ مسلک کی تعلیم حاصل کرکے آیا اور دیوان صاحب کا مصاحب بنا۔ دونوں نے دیوان صاحب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں شیعی نقطۂ نظر کا قائل کیا۔ جلالپور میں اس وقت علمی شخصیت مولانا قاضی محمد عاقل صاحب کی تھی ج سادات خاندان سمیت اردگرد کے علاقہ کے استاذ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ قاضی خاندان کے دیوان صاحب کے ساتھ گہرے مراسم تھے جیسا کہ مولانا قاضی جمال محمد اور دیوان صاحب صاحب السیر سے سلسلہ میں بیعت لینے کا تذکرہ ہوا ہے۔

دیوان محمد غوث نے شیعہ مسلک کی تبلیغ زوردار انداز سے شروع کردی اور اس دور میں اس بنیاد پر کئی نزاع بھی پیدا ہوئے۔ محلّہ خواجگان میں نیارا خاندان کے افراد دیوان صاحب کے قرب کی وجہ سے شیعہ ہوگئے جبکہ یہ بھی پہلے بریلوی مکتب فکر سے متعلق تھے۔ ان کے بعض بزرگوں کو راقم نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ یہ لوگ محرم کے ایام میں سینہ کوبی بھی کرتے تھے۔

دیوان غلام عباس بھی اپنے دور میں اسی ڈگر پر رہے البتہ سیاسیات میں مشغول ہونے کی وجہ سے انداز عام لوگوں کے سامنے مصالحانہ ہوتا تھا۔ دیوان صاحب کہا کرتے تھے کہ میری والدہ سنی المسلک تھی اور ہمیں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے احترام کا حکم دیا کرتی تھی۔

دیوان صاحب کے پاس آمدہ تنازعات کے منصفانہ فیصلوں کے لیے ہمیشہ محدث جلالپوری رحمہ اللہ سے رجوع کیا جاتا تھا، فتاویٰ حاصل کرنے کے لیے بھی دیوان صاحب ادھر ہی مراجعت کرتے تھے۔

وہ شیعہ مسلک کے عالم تھے، غالباً سیت پور میں تعلیم حاصل کی تھی انھوں نے اپنی ایک مجلس ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں جس میں مریدین کو وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے، محدث جلالپوری رحمہ اللہ کو خطاب کی دعوت دی، راقم بھی ان کے ساتھ گیا۔ مقبرہ پیر سلطان احمد قتال رحمہ اللہ کے صحن میں ایک بڑے مجمع میں خطاب ہوا' جس میں حضرت الشیخ نے کتاب وسنت کی روشنی میں بزرگوں کے نظریہ توحید کی وضاحت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عام روش ان کے اصل نظریے کے برعکس ہورہی ہے جبکہ یہ لوگ قرآن مقدس کے داعی تھے اور قرآن مقدس کا نظریہ اس طرز عمل کے منافی ہے جو عام لوگوں نے اصحاب القبور بزرگوں کے بارے میں اپنا رکھا ہے۔ یہ استمداد، سجدے، نذر نیاز اور قبر والوں سے تقرب کے لیے قربانیاں قرآنی ہدایات کے منافی ہیں، اس پر ہمیں سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیے۔ آپ نے اپنے ارشادات میں آیات قرآنی اور احادیث سے دلائل دیے اور اپنا مافی الضمیر پوری طرح روشن کر دیا۔

اسی طرح جامع مسجد اہل حدیث کے ایک تبلیغی اجتماع میں دیوان غلام عباس بخاری کو مہمان خصوصی کے طور پر دعوت دی گئی، شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے موضوع پر خطاب ہوا اور شیخ مکرم رحمہ اللہ نے بڑی جچی تلی بے لاگ تقریر کی۔ آپ نے وضاحت سے فرمایا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ماننے والوں نے جو طریقے اپنا رکھے ہیں وہ عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور اہل بیت کی تعلیمات عالیہ کے خلاف ہیں۔ شیخ مکرم نے تعزیہ داری نذر غیر اللہ اور نوحہ و ماتم کے بارے میں کھل کر اظہار خیال فرمایا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان رسوم وافعال سے اجتناب پر زور دیا۔ اختتام پر دیوان صاحب نے اعلان فرمایا کہ مولانا کی باتیں بہت وقیع، وزنی اور اس قابل ہیں کہ ان پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ میں اپنے معتبر علماء میں سے اپنے ساتھیوں کو دعوت دوں گا کہ وہ مولانا سے اس بارے میں دوستانہ گفتگو کریں۔

جب دیوان صاحب کار پر بیٹھ کر جانے لگے تو ان کے شیعہ دوستوں کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے۔ دیوان صاحب نے جاتے جاتے فرمایا: میرے ساتھیو! گھبراؤ نہیں۔ میں شیعہ ہی ہوں۔ سیاسی پارٹیوں کی تبدیلی میں دیوان صاحب کا ریکارڈ اچھا نہیں تھا۔ لوگ ان کے اس طرز عمل کو پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ قیام پاکستان سے پہلے یونینسٹ پارٹی (Unionist Party) میں تھے۔ پھر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ ڈاکٹر خان کے ساتھ ملے تو ری پبلکن پارٹی (Republican Party) میں چلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گئے۔صدر ایوب کے زمانے میں انھی کے گن گاتے رہے، بعد کو پیپلز پارٹی کا دم بھرنے لگے۔ جنرل ضیاء الحق کا دور آیا تو مجلس شوریٰ میں جا بیٹھے ایک موقع ایسا بھی آیا کہ انھوں نے جماعت اسلامی طرف سے انتخاب میں حصہ لیا۔

1970ء کے عام انتخابات کے موقع پر مسلم لیگ قیوم گروپ کی طرف سے مخدوم زادہ حامد ر گیلانی قومی اور دیوان غلام عباس بخاری صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے۔شیخ محترم رحمہ اللہ نے ان ۔ ایک عہد نامے پر دستخط کرائے، دیوان صاحب کے عہد نامہ کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی حکومتیں بنیں انہوں نے نہ تو مرکزی سطح پر اسلامی آئین کے نفاذ کی مخلصانہ کوشش کی اور نہ ہی صوبائی سطح پر اصلاح حال اور اصلاح معاشرہ کے لیے جدوجہد کی بلکہ اغراض پرستی کی بناء پر دھاندلیاں کرتی رہیں جس کا نتیجہ معاشرتی فساد اور سیاسی انارکی کی صورت میں ظاہر ہوا، اسی وجہ سے آج ملک کی بقا خطرے میں ہے۔میں ان حالات میں اپنے حلقہ کے ووٹروں سے حسب ذیل امور کا عہد کرتا ہوں اور انسانی استطاعت کی حد تک اس عہد کے ایفاء کی پابندی قبول کرتا ہوں۔

صوبائی سطح تک قانون سازی کے سلسلے میں اسلام دوست جماعتوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کروں گا اور کوشش کروں گا کہ ملک میں صحیح معنیٰ میں اسلامی معاشرہ کی بنیادیں مضبوط ہوں۔

اس سلسلہ میں اپنے حلقہ کے ووٹروں سے بالعموم اور اہل علم اور دین دار طبقہ سے بالخصوص روابط رکھوں گا، وقتاً فوقتاً ان کو حالات سے آگاہ رکھوں گا اور ان سے مشورے لیتا رہوں گا۔

علاقائی مسائل کے بارے میں ہر طرح کی پارٹی بازای اور فرقہ وارانہ جذبے سے بلند رہ کر اسلامی اور قومی وسیع تر مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے مخلصانہ اور جاندارانہ کوشش کرتا رہوں گا بالخصوص بین المسلمین فرقہ وارانہ کاموں میں منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انداز اختیار کروں گا، تاکہ میری وجہ سے نہ تو کسی فرقہ پر زیادتی ہو اور نہ کسی فرقے کو ناروا رعایت مل سکے۔

علاقائی ترقیاتی سکیموں میں سے اپنے علاقے کے حقوق کے حصول میں کبھی کوتاہی نہیں کروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گا اوران حقوق کی تقسیم کے سلسلے میں کسی قسم کی زیادتیوں اور دھاندلیوں کوفروغ پذیر نہیں ہونے دوں گا۔

کسی ایسے حزب اقتدار میں شامل نہیں رہوں گا جس کی پالیسیوں سے کھلے طور پر سوشلزم یا لادینیت کوتقویت ملتی ہو۔واللہ علی مانقول وکیل

دستخط بحروف اردو

دیوان غلام عباس بخاری

30-12-1970

دیوان صاحب نے اس عہد پر کس حد تک عمل کیا؟ یہ حقیقت سب پر روشن ہے کسی نے خوب کہا ہے:

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا

اس بارے میں مزید معلومات درج کرنے کی ضرورت نہیں' پورے علاقہ کے لوگ حقیقت حال جانتے ہیں۔شیخ محترم رحمہ اللہ معاشرتی سطح پر سادات بخاری کا بہت احترام ولحاظ فرماتے تھے۔مگر سیاسی یا مذہبی مناقشات میں کسی کی رعایت کے قائل نہ تھے۔اپنے نظریہ ومسلک کا پرچار کھلے الفاظ میں کرتے۔طلبۂ کرام کوایک موقع پر پڑھارہے تھے کہ دیوان خورشید احمد کچھ ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے۔وہ اس وقت جوانی کی حدود میں تھے اور شیخ محترم رحمہ اللہ ان سے عمر میں بہت بڑے تھے،اٹھ کر ملے اور معانقہ کیا۔دیوان خورشید احمد نے فرمایا کہ آپ نے اٹھ کر ہمیں شرمندہ کیا ہے آپ کا احترام ہم پر لازم ہے،آپ اللہ سبحانہٗ کی کتاب قرآن مقدس اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے امین ہیں۔جواب میں شیخ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا تو اس صورت میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں آنے والے ساتھیوں کا احترام کروں بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ آپ کا تعلق خاندان نبوت سے ہے:

(و قال رسول اللہ ﷺ سیدالقوم خادمھم انزلوا الناس منازلھم)

''لوگوں کوان کی مراتب کے مطابق مقام دو۔'' (سنن ابی داؤد)

دیوان خورشید بخاری سنی مذہب کے حامل ہیں،شرافت ونجابت میں یہ خاندان دنیاوی مناصب کے باوجود بہت اونچے معیار پر ہے'ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی کوان کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مولانا شیخ عبدالرشید صدیقی:** ملکی سیاسیات میں حصہ لینے والے، تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی جملہ صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے شائق، مسلک اہل حدیث کے ساتھ لگاؤ اور جذبہ اتباع رسالت مآب ﷺ سے سرشار شیخ عبدالرشید ملتان کے محلہ جنڈی ویڑہ کے رہائشی تھے جو پاک دروازہ کے قریب واقع ہے۔

مدتوں ''احرار اسلام'' میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر آزادئ وطن اور مرزائیت کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ گوجرانوالہ کی تحریک پر جماعت اہل حدیث کی تنظیم نو میں مرکزی کردار ادا کیا اور جنوبی پنجاب میں قریہ قریہ دورہ کر کے ابتدائی جمعیت کی شاخیں قائم کیں۔

راقم الحروف تحصیل شجاع آباد کے تنظیمی دورہ میں ان کے ساتھ تھا۔ انہیں عمل بالحدیث کا یہ جذبہ ان کے ماموں مولانا فیض اللہ ملتانی کی بدولت حاصل ہوا جو ملتان شہر کے باشندے اور جید عالم دین تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ فضیلۃ الاستاذ المحدث مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ ریلوے میں نقشہ نویسی کی ملازمت کی۔ 1920ء میں تحریک خلافت سے متاثر ہو کر استعفیٰ دے دیا، اولاد نرینہ نہیں تھی، سعودی عرب چلے گئے۔ پھر شیخ عبدالرشید صدیقی اور دیگر رشتہ داروں کے اصرار پر واپس آئے۔

مولانا صاحب کچھ مدت سرکی دروازہ پشاور میں مدرس بھی رہے اور بالآخر مسجد اہل حدیث جنڈی ویڑہ میں خطیب وامام مقرر ہوئے۔ ''اہل حدیث، جماعت ناجی'' کے موضوع پر انہوں نے عربی میں ایک رسالہ لکھا۔ 1940ء میں وفات پائی۔

شیخ عبدالرشید صدیقی پوری زندگی جمعیت اہل حدیث ملتان کے ناظم اعلیٰ رہے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ امیر تھے۔ دونوں شیوخ نے جماعت کی تنظیم اور راہنمائی کی اور مرکزی جمعیت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھا۔ صدیقی صاحب بلند اخلاق تھے، علماء کرام کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی۔ ''الاعتصام'' میں علماء کرام کے تعارف کے سلسلہ میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



راقم کے ساتھ خصوصی شفقت و محبت تھی۔ ملاقات ہوتی تو بالعموم ریاست پٹیالہ کے حوالے سے قاضی منصور پوری رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے۔ انہوں نے مجھے نظر ثانی کے لیے علماء ہندو پاک کے تذکرے پر مشتمل ایک مسودہ دیا، مگر میں مصروفیات کی وجہ سے اس پر توجہ نہ دے سکا اور مسودہ واپس دے دیا۔ اب معلوم نہیں اس مسودے کا کیا بنا، صدیقی صاحب گزشتہ صدی کے اہل حدیث اکابر و جماعت اہل حدیث کی خدمات کے حافظ تھے، اپنی یاداشتیں اس مسودے میں محفوظ کرلیں تھیں، افسوس میں انہیں اپنے پاس نہ رکھ سکا۔ شاید کہ کسی اہل علم کے پاس وہ قیمتی اثاثہ محفوظ ہو۔

صدیقی صاحب جمعیت اہل حدیث ملتان کے زیر انتظام دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ کی نگرانی کرتے رہے۔

**محلّہ قدیر آباد میں معہد علمی:** مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ گلی نمبر پانچ جامع مسجد اہل حدیث میں تاوقت وفات علوم قرآن وحدیث پڑھاتے رہے، ان کے بعد مختلف ادوار میں مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی، مولانا عبدہ الفلاح، مولانا عبدالرحیم حسین خان والے، مولانا محمد اسحاق چیمہ اور مولانا عبدالمتین جھنگوی فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے ہیں۔

مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد تعلیم وتربیت اور دعوۃ وارشاد کی ذمہ داری مولانا عبدالودود رحمہ اللہ نے نبھائی۔ 1960ء کے بعد یہ درسگاہ دارالحدیث محمدیہ کے نام سے عید گاہ اہل حدیث میں منتقل ہوئی۔ مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ اور مولانا عبدالغفار رحمہ اللہ کا تعلق جماعت مجاہدین کے ساتھ بھی تھا، مخلص ساتھیوں سے بہت بڑی مقدار میں چندہ حاصل کر کے مجاہدین کے مرکز یاغستان پہنچاتے تھے۔ (دیکھئے سرگذشت مجاہدین مولانا غلام رسول مہر ص:644)

**مولانا شرف الحق محمود رحمہ اللہ بن مولانا عبدالحق محدث ملتانی رحمہ اللہ:** مولانا شرف الحق محمود شیخ محترم رحمہ اللہ کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے۔ راقم کو ان سے متعدد بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا، انہوں نے محمود کا، لاحقہ اپنے جد امجد کے نام کی نسبت سے لگایا تھا۔ مولانا شرف الحق رحمہ اللہ کے ورثاء کے عطیہ کردہ بعض اہم مخطوطے جو مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اور قرآن پاک مترجم بچہار ترجمہ وسہ ترجمہ، مطبوع، درالحدیث محمدیہ کی لائبریری کی زینت ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے فرزند انیس الحق کو تعلیم کتاب وسنت کے لیے دارالحدیث محمدیہ، شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے یہاں سے سند فراغ حاصل کی۔ پھر کئی سال سعودی عرب میں زیر تعلیم رہے۔ مولانا نے اپنی بیٹی کا عقد نکاح شیخ محترم رحمہ اللہ کے فرزند پروفیسر محمد یحییٰ صاحب کے ساتھ کیا۔ اس طرح یہ دونوں گھرانے ایک نئے رشتہ میں بھی منسلک ہو گئے۔

مولانا شرف الحق رحمہ اللہ بس کے ایک حادثہ میں زخمی ہوئے۔ 15 فروری 1971ء کو وفات پائی۔ شیخ محترم رحمہ اللہ کو ان کی اتفاقیہ وفات پر بہت صدمہ ہوا اور نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔

**مولانا شرف الحق رحمہ اللہ کا خاندان اور ملتان میں ان کے کارنامے:** مولانا شرف الحق کے دادا مولانا سلطان محمود ولد مولانا فریدالدین ڈیرہ اسماعیل خان کے قدیم علمی خانوادے کے فرزند تھے۔ تعلیم اپنے والد مولانا فرید الدین سے حاصل کی تھی اور مزید تکمیل مولانا قادر بخش ساکن ڈیرہ اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہو کر کی۔ وہ مسلک عمل بالحدیث کے داعی اور مبلغ تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی اور جب ملتان میں آئے تو یہاں بھی ان کی تبلیغی مساعی میں مزید تیزی آ گئی۔ ان کے پوتے حضرت مولانا شمس الحق کی روایت ہے کہ مولانا سلطان محمود حضرت شاہ اسماعیل شہید کے حکم پر ملتان میں جہادی سرگرمیوں کو منظم کرنے کے لئے تشریف لائے۔ نزہۃ الخواطر۔ ج:8 میں مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا تذکرہ شامل ہے۔ عمر خان ایڈووکیٹ فقہائے ملتان ص:52 میں لکھتے ہیں:

> ''آپ عقیدہ اہل حدیث کے علم بردار تھے اور اس مسلک کے اعلیٰ پائے کے فقیہ، مبلغ اور عمدہ قابلیتوں کے مالک تھے۔ 1875ء[1] میں ڈیرہ اسماعیل سے ملتان تشریف لائے اور یہاں مکتب فکر اہل حدیث کا اجراء کیا۔ اس سے پہلے بھی اس مسلک پر کاربند چند گھرانے ہر دور میں ہوتے تھے۔ مولانا سلطان محمود صاحب نے ان سب کو ایک تنظیمی ڈھانچہ میں پیوست کر کے تبلیغ مسلک اہلحدیث کا آغاز کیا۔

> ''انہوں نے خود محلہ محلہ اور چوک در چوک جا کر شرک اور بدعت کے خلاف وعظ کیے اور لوگوں کو وحدانیت کا راستہ دکھایا۔ آپ بڑے اچھے واعظ اور مبلغ تھے اور تمام علوم اسلامیہ پر کامل

---

[1] یہ سن مولانا کے خاندان والوں کی روایت کے خلاف ہے وہ 1860- 1850ء کے درمیان بتلاتے ہیں۔ (دیکھئے الاعتصام 1970ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دست گاہ رکھتے تھے۔ انہوں نے محلّہ قالین بافاں اندرون شہر ملتان میں ایک مسجد اہل حدیث اور ساتھ ہی مدرسہ اہل حدیث قائم کر کے مسلک اہل حدیث کے درس و تدریس کا آغاز کیا۔"

مولانا خطبہ جمعہ میں خالص کتاب و سنت کی تبلیغ فرماتے تھے اور جمعہ کے لیے پوری تیاری کر کے آتے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد عصر تک درس قرآن پاک دیتے اور جتنا حصہ درس کا بیان ہوتا اسے تحریر کر کے محفوظ کر لیتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد یہ سلسلہ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے جاری رکھا اور ان کے بعد مولانا شمس الحق حفظہ اللہ نے تفسیر قرآن کے اس سلسلے کو مکمل کیا۔ تین عظیم علماء کی محنت اور علمی سعی پر مبنی یہ تفسیر قرآن مولانا صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ یہ خاندان ڈیرہ اسماعیل خان کا معروف اور قدیم ترین علمی خاندان ہے۔ مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نے اسی خاندان سے علم حاصل کیا۔ تین سو سال سے اس علمی خاندان کی روایت محفوظ ہے کہ جمعہ کا ترتیب وار درس قرآن صاحب درس کے ہاتھوں تحریری صورت میں موجود ہے۔ یہ سب حضرات انتہائی خوش خط رہے ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی شاخ کے موجودہ بزرگ محترم قاضی علاؤالدین ہیں جو دیوبندی مسلک پر کاربند اور سرحد کے انتہائی جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے ایک بیٹے مولانا عبدالعزیز عالم شباب میں وفات پا گئے تھے۔ وہ بھی جید عالم دین تھے، انہوں نے ملا حسن کی شرح مسلم کا حاشیہ "القول المؤمن" کے نام سے لکھا تھا۔ مولانا محمود رحمہ اللہ نے رسالہ توقیفیہ کا رد لکھا جو رد وحدۃ الوجود کے نام سے معروف ہے۔ "رد تقلید" کے موضوع پر بھی ان کا ایک رسالہ ہے۔ یہ رسالے غالباً ابھی تک شائع نہیں ہوئے، انہوں نے 1909ء میں وفات پائی۔

ان کی وفات کے بعد تبلیغ و تربیت کی ذمہ داری مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ نے سنبھالی جو شیخ الکل سید نذیر حسین رحمہ اللہ دہلوی کے تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ نے ملتان شہر سے باہر بھی اپنی تبلیغی مساعی کا دائرہ بڑھایا اور وقتاً فوقتاً وعظ و ارشاد کے لیے جلالپور بھی تشریف لاتے رہے۔ 1928ء کے مناظرہ رفع یدین میں بھی وہ جلالپور میں موجود تھے۔ انجمن اہل حدیث جلالپور کی تشکیل اور دارالحدیث کے اجراء میں بھی ان کے قیمتی مشورے شامل رہے۔

ملتان شہر میں انہوں نے اپنے والد گرامی کی وفات کے ایک سال بعد 1910ء میں انجمن اہل حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملتان کو منظم کر لیا اور اس وقت سے وفات (1945ء) تک اس اہم تنظیم کے صدر رہے۔ ان کی صدارت کے دور میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے دو جلسے ملتان میں ہوئے۔ ایک 1920ء اور دوسرا 1929ء میں۔ اس کی تفصیلات انجمن کی کارروائیوں کے رجسٹر میں موجود ہیں۔ مرحوم کے عزیز و اقارب اگر یہ تفصیلات تلاش کر کے افادہ عام کے لیے شائع کر دیں تو یہ بڑی اہم خدمت قرار پائے گی۔

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ تدریس کا سلسلہ بھی حسب سابق جاری رکھا اور اہل علم کی ایک کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ ان میں مولانا فیض اللہ صاحب ملتانی (جن کا تذکرہ شیخ عبدالرشید صدیقی کے احوال میں ہم لکھ چکے ہیں) اور مولانا عبدالعزیز ملتانی بھی شامل ہیں جو مناظر اسلام کے لقب سے ملقب ہیں۔ شیعہ کتب پر ان کی گہری نظر تھی، مرزائیوں سے بھی انہوں نے کئی مناظرے کیے اور احناف کے غلو تقلید کا بھی وہ احسن طریق سے رد کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اس میدان میں وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے معاون کے طور پر کام کرنے میں معروف تھے۔ شیخ محترم رحمہ اللہ نے بھی اس عظیم محدث شیخ عبدالحق رحمہ اللہ سے علمی استفادہ کیا اور انہیں ان کی طرف سے اجازۃ الروایۃ بھی حاصل تھی۔

مولانا شرف الحق رحمہ اللہ اور ان کے برادر بزرگ مولانا شمس الحق حفظہ اللہ بھی محدث ملتانی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ وہ خطبہ جمعہ سے چند گھنٹے پہلے اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے جہاں انہوں نے سلیقے سے کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ جو کچھ جمعہ میں کہنا ہوتا وہ باتیں لکھ لیتے اور پھر علی وجہ البصیرۃ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے۔

مولوی محمد یار گڑھی والا نے پیر صدر الدین صاحب کی زیر قیادت ملتان میں مسائل علم غیب' حاضر ناظر، مختار کل اور نور و بشر کے ضمن میں عاملین بالحدیث اور صائب عقیدۂ کتاب وسنت کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ وعظ و ارشاد، تحریری جوابات اور اشتہارات کی صورت میں شہر میں ان علمی مباحث کا چرچا رہا۔ مولوی محمد یار گڑھی والا کے تعارف کے لیے ان کا یہ نمونۂ کلام کافی ہے:

دیدنم بنگر کہ با چشمِ سرم
شکلِ حق دیدم محمد یار را

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"میرا مشاہدہ دیکھو کہ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے
محمد یار کو حق کی شکل میں دیکھ لیا" (نعوذ باللہ)

(دیوان محمدی، ص:

کہوں کیا عشق میں یارو کہ کیا معلوم ہوتا ہے
وہ ہر صورت اور ہر مورت خدامعلوم ہوتا ہے
خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں بندہ خود خدامعلوم ہوتا ہے
بیا در کوٹ مٹھن تارخِ خیرالوریٰ بینی
کہ درشکلِ فرید آمد شہنشاہِ حجاز ایں جا
حل مشکل گر ہمی خواہی
ہست مشکل کشا فرید الدین

کوٹ مٹھن آؤ تا کہ خیر الوریٰ ﷺ کا چہرہ دیکھ سکو کیونکہ یہاں شاہ حجاز غلام فرید کی شکل میں آ
ہیں، (نعوذ باللہ) "اگر تم مشکل حل کروانا چاہو تو فرید الدین گنج شکر تمھارے مشکل کشا
ہیں!" (استغفر اللہ)

پورا دیوان اسی قسم کی فضولیات اور شرک سے بھرا پڑا ہے۔

مولانا شیخ عبدالحق محدث رحمہ اللہ ملتانی دارالحدیث محمدیہ جلالپور کے پہلے سالانہ امتحان کے لیے
تشریف لائے۔ اس موقع پر فرمایا:

"تم اس کام کو ہمت سے جاری رکھو۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں
اس قدر برکت نازل فرمائے کہ ہمیں مدرسہ کے لیے مستقل عمارتیں بنانے کی ضرورت پڑے۔

فضلیۃ الاستاذ شیخ محترم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"آج ان کی دعاؤں کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ باوجود یکہ اب مدرسہ کے کئی مکان موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں لیکن پھر بھی اس قدر طالبانِ علم مدرسہ میں زیر تربیت ہیں کہ ان کی رہائش کے لیے مزید عمارتوں کی ضرورت ہے۔"

راقم عرض گزار ہے کہ زمانے اور زندگی کی رفتار آگے بڑھ گئی ہے، اقامتی ضروریات کے لحاظ سے ہم آج بھی اسی جگہ کھڑے ہیں۔ ہمیں مزید مکانوں کی اشد ضرورت ہے تاکہ طلباء کے لیے مزید رہائش کا انتظام کر سکیں۔ یوفقنا اللّٰہ سبحانہٗ و تعالیٰ .

مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ کی پیدائش 1870ء اور وفات 1945ء مطابق 1365ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللّٰہ و ادخلہ الجنۃ .

**مولانا محمد افضل اثری:** مولانا محمد افضل اثری کو شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ دلی لگاؤ اور محبت ہے۔ صحیح بخاری، جامع ترمذی درساً شیخ محترم سے پڑھیں اور باقی کتب اساتذہ دارالحدیث محمدیہ سے درساً پڑھتے رہے۔ ان کے والد صاحب زمیندارہ کرتے تھے، گھریلو ماحول مذہبی ہے۔ میاں باغ علی داراب پوری کی ترغیب پر دارالحدیث محمدیہ میں داخلہ لیا۔ سند فراغ حاصل کر کے دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار کراچی میں کئی سال بحیثیت مدرس کام کیا۔ جامع مسجد اہل حدیث دہلی کالونی میں امام، اور جامع مسجد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ڈیفنس سوسائٹی میں خطیب رہے۔

کئی سال سے بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے المعہد الاسلامی کراچی کا اجراء کیا ہے جس سے متعدد طالبات تکمیل علوم کے بعد سند فراغ حاصل کر چکی ہیں۔

متعدد کتب و رسائل کے مؤلف ہیں، نشر و اشاعت کے سلسلہ میں بھی مفید اور اہم پیش رفت کی ہے۔ انھیں بعض نایاب کتب دوبارہ شائع کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ان میں الکلام المتین اور دیگر متعدد رسائل شامل ہیں۔

جامع صحیح بخاری کا ترجمہ و تشریح مولانا داؤد راز رحمہ اللہ و افادات شیخ مکرم رحمہ اللہ کی ترتیب، تزئین اور تصحیح کر رہے ہیں، کچھ ابواب بڑے اہتمام کے ساتھ شائع بھی کر چکے ہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مولانا مختار احمد ندوی کی کتب بھی شائع کر رہے ہیں، کتابوں کی اشاعت کے لیے انھوں نے مکتبہ السنۃ سولجر بازار کراچی میں قائم کیا ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے گاؤں ''حدیث آباد'' نزد ظریف شہید شجاع آباد میں بچوں کے لیے حفظ قرآن پاک وناظرہ اور بچیوں کے لئے ترجمہ قرآن پاک وحدیث اور مختصر کورس صرف ونحو کے لیے مدرسہ قائم کیا ہوا ہے جس کی ذمہ داری انھی کے سر ہے۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کی ترجیحات تبلیغ کے شناسا اور صاحب استعداد ساتھی ہیں، بہت سے کام انہوں نے شیخ مکرم رحمہ اللہ کے مشوروں سے شروع کیے۔ دارالحدیث محمدیہ جلالپور سے دلی لگاؤ ہے۔ اس ادارہ کو جماعت کا ایک اہم ادارہ سمجھتے ہیں جس کے مفید اثرات دور دور تک پہنچ رہے ہیں۔ جب بھی ادارے کو کسی طرح کی خدمت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے مولانا افضل اپنی بساط کے مطابق حصہ ڈالتے ہیں۔

تحقیق کے لئے ان کی پیش کردہ بعض نایاب کتب دارالحدیث محمدیہ کی لائبریری کی زینت ہیں۔ ان کی اہلیہ عذرا خلیل تعلیم یافتہ خاتون ہیں اور ان کے علمی کاموں میں دست راست اور معاون ہیں۔ دینی ودنیاوی علوم کی ماہر ہیں اور انھیں ابلاغ دین کے کام سے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے دور میں جاری کردہ فتاویٰ کی ترتیب بھی انہوں نے اپنے ذمے لی ہے جسے وہ بہت احسن طریقے سے اشاعت کے لیے تیار کر رہی ہیں۔

کتب احادیث وشروح کی نشرواشاعت کے بارے میں کئی منصوبوں پر کام شروع کر چکے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی تکمیل کے لیے خصوصی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

**مولانا عبدالستار حماد:** شیخ مکرم کے شاگردوں میں سے ہیں کئی سال آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ قرآن وحدیث اور دیگر علوم کی تکمیل کے بعد سند فراغ حاصل کی۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے بھی سند حاصل کی اور اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ چار سال وہاں رہے۔ ممتاز درجے میں کامیابی حاصل کی۔ اب مبعوث کی حیثیت میں مختلف جامعات ومدارس میں کئی سال سے تدریس علوم حدیث میں مشغول ہیں۔

تصنیف وتالیف کا بھی شوق ہے، علامہ زبیدی کی تجرید صحیح بخاری کا سلیس اردو ترجمہ اور تشریحی افادات بہت اچھے اسلوب سے مرتب کیے ہیں جسے دارالسلام لاہور نے اعلیٰ معیار پر شائع کیا ہے۔ حافظ صاحب مسند احمد بن حنبل ایسی ضخیم حدیث کی کتاب جسے صحاح ستہ کی ماں کا درجہ حاصل ہے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اردو ترجمے اور تحقیق کا کام بھی شروع کر چکے ہیں۔ واللہ یوفق اتمامہ

اپنے علاقے میں فتووں کے لیے قابل اعتماد عالم گردانے جاتے ہیں۔ ان کے الاعتصام، اہل حدیث اور شہادت وغیرہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ میاں چنوں میں نشر و اشاعت کا ایک ادارہ بھی قائم کیا ہے۔ کئی مفید علمی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ ابن العراقی رحمہ اللہ کی ایک کتاب المستفاد فی مبھمات المتن والاسناد بھی راقم کی ترغیب پر انہوں نے شائع کی ہے اور اس پر تعلیقات بھی رقم کی ہیں۔

احیاء التراث الاسلامی (کویت) کی نگرانی میں مساجد و مدارس کی تعمیر کا ایک ادارہ "تعمیر المساجد" کے نام سے قائم کیا ہوا ہے۔ متعدد مساجد و مدارس ان کے اہتمام سے تعمیر ہو چکے ہیں۔

کئی سال سے دار الحدیث محمدیہ عام خاص باغ ملتان کے مہتمم ہیں اور جامع مسجد اہل حدیث مدرسہ ہذا میں فرائض خطابت سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مزید اعمالِ حسنہ کی توفیق عطا فرمائے۔

حافظ صاحب کا کہنا ہے کہ انہیں علم حدیث کا ذوق شیخ مکرم رحمہ اللہ محدث جلالپوری اور اساتذۂ دار الحدیث کی مساعیٔ جمیلہ کے نتیجے میں حاصل ہوا، انہیں ان کے انداز تدریس اور تربیتِ طلاب کے اسلوب بہت پسند ہیں جن کے باعث طالبانِ علم کی رغبتِ علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

دار الحدیث محمدیہ کے ایام تعلیم میں حافظ صاحب ایک خوش طبع محنت کرنے والے اور اساتذہ کرام سے تحصیل علم کے لیے قریبی تعلق رکھنے والے طالب علم کی حیثیت سے معروف تھے۔ اپنے ہم درس ساتھیوں کے ساتھ بھی ان کے تعلقات مثالی ہیں، جس کا ثمرہ قدرت نے انھیں خوب عطا کیا ہے۔

**مولانا محمد ایوب (حیدر آباد):** 8 مئی 1960ء مطابق 23 ذوالقعدہ 1379ھ بستی کرمانی والا موضع شام کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم حافظ عبدالغفار تلمیذ فضیلۃ الاستاذ العالی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ پرائمری تعلیم کے بعد قرآن پاک حفظ کیا اور 1974 میں دار الحدیث محمدیہ میں داخلہ لیا۔

حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ سے سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، صحیح مسلم اور صحیح بخاری پڑھیں۔ باقی کتب نصاب دیگر اساتذہ گرامی سے درساً پڑھیں۔ 1981ء میں سند تکمیل حاصل کی۔ دوران تعلیم ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ماسٹر محمد امین اوکاڑوی کی کتاب ''تحقیق مسئلۂ تراویح'' کا جواب ''تحقیق تراویح'' کے نام سے لکھا جو شائع ہو چکا ہے۔

دو سال جامعہ محمدیہ خان پور میں پڑھاتے رہے۔1983ء میں مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدرآباد کے سرپرست اور مہتمم شیخ العرب والعجم پیر جھنڈا نے ان کا انتخاب بطور صدر مدرس کیا جہاں وہ اب تک مقیم ہیں۔اس مدرسے کی بنیاد و تاسیس فضیلۃ الشیخ ابو محمد بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ کی مساعی کی مرہون منت ہے۔حیدرآباد اور اس کے جوانب میں کوئی اہل حدیث مدرسہ نہیں تھا۔شاہ صاحب نے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا اور انھی کے ہاتھوں مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی جس کے جملہ اخراجات جمعیت اہل حدیث حیدرآباد پورے کرتی ہے۔

مدرسہ کی لائبریری میں تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، فقہ اور جملہ فنون پر مشتمل ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔مولانا جلالپور کے مدرسہ دارالحدیث کو مدارسِ اہلِ حدیث میں مثالی مدرسہ قرار دیتے ہیں جو تعلیم، اخلاق، محنت اور اچھی تربیت میں اعلیٰ ترین معیار قائم رکھے ہوئے ہے۔موصوف حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے اندازِ تدریس سے بہت متاثر ہیں جو باذوق اہل علم تیار کرنے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔

حضرت العالی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص تبلیغ دین اور تربیت کا کام کماحقہ کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ ایک ہی جگہ مقیم رہے۔وہاں کے لوگوں کے مزاج، حالات اور انداز زندگی کا اسے علم ہوگا تو وہ ان کی صحیح راہ نمائی کر سکے گا۔حافظ محمد ایوب نے اپنے استاذ کے اس فرمان عالی کو حرزِ جان بنا رکھا ہے اور مدتوں سے ایک ہی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔

وہ علمی طور پر بلند مقام ہیں، عام لوگ فتووں اور اخذِ مسائل میں ان کی طرف مراجعت کرتے ہیں۔ان کا مدرسہ ''تعلیم القرآن والحدیث'' دیارِ سندھ میں روشنی کا مینار ہے جو دین قیم کے ابلاغ کے اسی مشن کی تکمیل میں مصروف ہے جسے سالار اسلام محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے شروع کیا تھا اور ''المنصورہ'' میں محدثین کرام رحمہ اللہ جس کی راہ نمائی فرماتے رہے۔

حافظ صاحب بلوچ فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کا خاندان کدنہ، محمود کوٹ اور گردونواح میں آباد ہے۔ان کے والد حافظ عبدالغفار بھی حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور، ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شمار سنجیدہ اہل علم میں ہوتا ہے۔ خطابت کے سلسلے میں بستی کریوالہ شام کوٹ آئے تو یہیں کے ہو رہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہی ان کا اصل ٹھکانا ہے۔ وقیع دینی معلومات رکھتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں کمال مہارت ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ مزید توفیق سے نوازے۔ مولانا حافظ محمد ایوب کی مؤلفہ کتب میں سے چند کے نام یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| عون الملك المعبود فی تحقيق احاديث رفع اليدين بين السجود | مطبوع |
| هدی خير الثقلين فی الموضع بعد الركوع هو ارسال اليدين | مطبوع |
| مسئله رفع اليدين پر ايك نظر | مطبوع |
| تحقيق تراويح | مطبوع |
| كيا اهل حديث نئی جماعت هے؟ | مطبوع |
| حصول الفلاح بجواب نور الايضاح | غیر مطبوعہ |

**مولانا عبدالجبار ڈیروی:** حافظ عبدالستار رحمہ اللہ۔ راؤ والا کے نواسے اور حافظ حکیم عبدالغفار کے فرزند ہیں۔ حافظ عبدالستار صاحب شیخ مکرم کے قریبی ساتھی تھے جو مولانا شیخ عبدالحق رحمہ اللہ احمد پوری مکی کے پاس پڑھتے رہے۔

راؤ والا' کلر والی وغیرہ مواضع میں سب سے پہلے حافظ صاحب نے شیخ مکرم کو تبلیغی مہمات میں شرکت کی دعوت دی۔ حکیم حافظ عبدالغفار پورے علاقے میں بے مثل نبّاض اور طبیب حاذق کی حیثیت سے معروف ہیں' انھیں فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ سے والہانہ عقیدت ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کے ایام علالت میں مسلسل پندرہ دن جلال پور میں مقیم رہے بڑی دل سوزی اور دردمندی سے علاج کیا اور طرح طرح کی نہایت قیمتی دوائیں استعمال کرائیں۔

عبدالجبار صاحب کو دینی علوم پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ اپنے والد محترم کے مشورے پر دارالحدیث محمد جلالپور میں داخل ہو گئے۔ شیخ مکرم کے گہرے عقیدت مند ہیں۔ ذوق وشوق سے پڑھتے رہے۔ جلد ہی فائق ہو گئے علوم کی تکمیل کی۔ امتیاز واعزاز سے سند فراغ پائی۔ اور پھر کسی صلہ ومزد کی تمنا کئے بغیر دارالحدیث محمدیہ ہی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ وہ ادبی ذوق بھی رکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اچھے اشعار کے بڑے اچھے پارکھ ہیں۔ بہت اچھے خطیب ہیں۔ آسان لفظوں میں مافی الضمیر سمجھاتے ہیں۔ مجالس وعظ وتبلیغ میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔

کئی سال کیلیانوالہ میں مدرس وخطیب رہے ایک خوددار عالم کی حیثیت سے علاقے میں معروف و مشہور ہیں۔ اب منڈی وار برٹن کی مسجد ریاض الاسلام اہل حدیث میں خطیب ہیں۔ جمعہ پڑھاتے ہیں۔ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت کے علوم کی اشاعت کے معروف بین الاقوامی ادارے دارالسلام سے وابستہ ہیں، دینی، علمی اور تصنیفی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اور مولانا عبدالجبار نے قرآن پاک کا ایک لفظی اور دوسرا سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ جو خدمت قرآن کی منفرد اور کامیاب کوشش ہے۔ فجزاھم اللہ ولمشایخھم خیراً فی الدنیا والآخرۃ

دوران تعلیم شیخ محترم سے خصوصی تعلق رہا تھا اور تبلیغی سفروں میں ان کے ساتھ رہنے کے مواقع میسر آئے۔ وہ اپنے استاذ مربی سے متعلقہ یادداشتیں مرتب کر رہے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس کتاب میں شامل ہو جائیں۔ مولانا کے والد حکیم عبدالغفار اور خاندان کے دیگر افراد چوٹی زیریں (ڈیرہ غازی خاں) کے رہائشی ہیں۔ اسی لیے ڈیروی کہلاتے ہیں اس وقت ان کی آبائی رہائش شاہ جمال (ضلع مظفر گڑھ) کے جنوب میں توحید آباد موضع اترا سندیلہ میں ہے۔ لیکن مولانا عبدالجبار خود اہل و عیال سمیت مکہ کالونی وار برٹن ضلع ننکانہ میں رہائش پذیر ہیں۔

**مولانا حافظ عبدالمتین راشد، حافظ عبدالعظیم اسد اور حافظ مطیع الرسول:** یہ تینوں جلیل القدر بھائی ہیں۔ کیلانی خاندان اور سپرا قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں جس کا پنجاب کے معروف قبائل میں شمار ہوتا ہے۔ دینی اور دنیاوی لحاظ سے اس قبیلے میں بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرامی مولانا محمد سلیم کیلانی بہت نیک، زاہد اور عمل بالحدیث کے جذبے سے معمور ہیں۔ انہوں نے منڈی وار برٹن میں بچیوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ مرآۃ القرآن والحدیث قائم کیا ہوا ہے جس سے طالبات کی بہت بڑی تعداد استفادہ کر چکی ہے، اور آج بھی کر رہی ہے۔ اپنے فرزندوں کی تعلیم وتربیت کے لیے انہوں نے شیخ مکرم رحمہ اللہ جلالپوری کا انتخاب فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تینوں قدر شناس بھائیوں نے شیخ عالی رحمہ اللہ قدر اور اساتذۂ دارالحدیث سے خوب استفادہ کیا۔
حافظ عبدالمتین سند فراغ حاصل کر کے ریاض (سعودی عرب) چلے گئے جہاں وہ دارالسلام کے ہیڈ آفس میں شعبہ تصنیف و تحقیق سے منسلک ہیں۔

اس ادارہ کے علمی کاموں میں حافظ عبدالمتین بہت محنت سے کام کرتے ہیں جس کا اعتراف مولانا عبدالمالک مجاہد ڈائریکٹر دارالسلام نے متعدد گرانقدر مطبوعات کے دیباچوں میں کیا ہے۔
حافظ عبدالعظیم اسد دارالسلام لاہور کے ڈائریکٹر ہیں ادارے کے علمی تحقیقی اور تالیفی کام کے علاوہ طباعت واشاعت کے جملہ امور کی کڑی نگرانی کرتے ہیں۔قرآن وحدیث کی تعلیمات عام کرنے کے لیے ہر آن مستعد رہتے ہیں، سلف صالحین کی سیرت کا نمونہ ہیں۔مسلک حق کے پرجوش ترجمان ہیں۔ اعلیٰ شرافتوں کے انسان ہیں۔ ماتحتوں سے بھی عزت واحترام سے پیش آتے ہیں۔حافظ مطیع الرسول ریاض میں ہیں۔نہایت محنت اور جانفشانی سے دارالسلام کی کتابوں کی مارکیٹنگ کر رہے ہیں۔

**مولانا حافظ عبدالغفار اعوان:** اعوان برادری کا ملک کی اہم برادریوں میں شمار ہوتا ہے۔ اعوان وادی سون ضلع خوشاب اور پھر بستی ملوک ضلع ملتان میں آباد ہوئے۔عبدالغفار صاحب نے بچپن ہی میں قران پاک حفظ کرلیا۔عربی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مختلف مدارس میں اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تکمیل علوم کی غرض سے دارالحدیث محمدیہ آئے۔ جامع صحیح بخاری و جامع ترمذی وشرح جامی درساً شیخ مکرم رحمہ اللہ سے اور دیگر کتب اساتذہ دارالحدیث سے پڑھیں۔شعبان 1393ھ میں سند تکمیل حاصل کی۔

ایک سال جامعہ سلفیہ میں بھی تعلیم وتربیت حاصل کرتے رہے اور پھر سعودی عرب میں ''الجامعة الاسلامیہ بالمدینہ المنورة'' میں چار سال زیر تعلیم رہے۔1977ء میں راقم الحروف کے سفر حج کے موقعہ پر وہیں تھے۔ اسلامیہ یونیورسٹی اور دیگر اہم مواضع کی زیارت کا موقعہ انھی کی وساطت سے ملا۔مرکز الدعوة کے مبلغین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بہت اچھے خطیب ہیں' اپنی بات مدلل انداز میں بیان کرنے اور سمجھانے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ مدت سے علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم کے قائم کردہ مرکز اہل حدیث لارنس روڈ میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ دور دراز سے لوگ ان کی تقریر سننے آتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں اور عقائد و اعمال کی درستی میں ان کے بیانات کے مؤثر ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ ''جامعہ محمدیہ'' اوکاڑہ میں فرائض تدریس بھی سرانجام دیتے ہیں۔

حافظ اعوان صاحب کو غالباً جناب حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی دوستی اور جہادی شغف ہی مرکز الدعوۃ کی طرف لے گیا ہے ورنہ وہ علماء و محدثین کی قدر کرنے والے اور مدارس اہل حدیث کی خدمات وضرورت کے دل سے قائل ہیں۔

**مولانا انیس الحق افغانی:** مولانا انیس الحق افغانی مولانا شرف الحق محمود رحمہ اللہ کے فرزند ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ان کے خاندان کو قریبی تاریخ ملتان میں یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے کتاب وسنت کی ترویج و اشاعت کے لیے وقیع کام کیا ہے۔مولانا محمود رحمہ اللہ کے شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ خصوصی مراسم تھے۔ دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے ان کا بیٹا انیس الحق افغانی ''دارالحدیث'' میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کئی سال اساتذہ مدرسہ سے تربیت حاصل کی۔

سند فراغ شعبان 1392ء مطابق 21 ستمبر 1972ء کو حاصل کی۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ سے شرح جامی، جامع ترمذی، صحیح بخاری درساً پڑھیں۔انیس صاحب نے ایک مرتبہ بتایا کہ شیخ مکرم رحمہ اللہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو مولانا خیر محمد ''حمزہ والے'' کے فرزند مولانا محمد مکی شیخ مکرم رحمہ اللہ کو اپنے مکان پر لائے اور اپنے والد گرامی قدر کے مصلّے پر بٹھا کر آبدیدہ ہو کر کہا میں آپ ہی کو اس کے قابل سمجھتا ہوں۔مولانا مکی حفظہ اللہ مدت مدید سے حرم مکہ میں درس قرآن وحدیث دے رہے ہیں۔عربی زبان پر مکمل دسترس ہے، وعظ وخطابت میں ممتاز ہیں۔مرکز ابن القاسم ملتان کے کئی سال مدیر رہے ہیں۔ جامع مسجد اہل حدیث پاک گیٹ ملتان میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔علمی مجالس ومحافل کی رونق سمجھے جاتے ہیں۔ زادہ اللہ علماو عملا

**مولانا عبیدالسلام:** مولانا عبیدالسلام محدث عظیم عبداللہ روپڑی کے تلمیذ خاص اور مولانا محمد صدیق (سرگودھا والے) کے فرزند ہیں۔ ابتدائی کتب اپنے والد گرامی قدر کے پاس پڑھیں۔مولانا صدیق صاحب رحمہ اللہ کی شہرت علم فرائض کے حوالہ سے بالخصوص بہت زیادہ ہے۔ وہ میراث کے دقیق ترین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسائل حل کرنے میں ید طولی رکھتے تھے۔اس موضوع پر ان کی کتاب تعلیم الفرائض مدارس اہل حدیث میں شامل نصاب ہے۔

عبدالسلام صاحب دارالحدیث محمدیہ آئے تو انہوں نے بتایا ابو جان نے فضیلۃ الشیخ العالی مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ عبدالسلام کو آخری کتب کی تعلیم کے لئے کس ادارے میں بھیجا جائے جہاں وہ علم المیراث میں بھی مہارت حاصل کر سکے؟ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے جلالپور دارالحدیث محمدیہ کی نشاندہی فرمائی کہ وہاں شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ چنانچہ اباجی نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے۔ان عظیم بزرگوں کا اعتماد دارالحدیث محمدیہ کے لیے اعزاز اور شیخ مکرم رحمہ اللہ کے کمالاتِ فائقہ کا اعتراف ہے۔

عبدالسلام صاحب پوری توجہ اور محنت کے ساتھ پڑھتے رہے۔ رجب 1406ھ میں سند فراغ حاصل کی۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ سے ان کا مسلسل رابطہ رہا۔راقم بھی ایک مرتبہ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ سرگودھا گیا اور کئی تبلیغی مہمات میں شیخ مکرم رحمہ اللہ نے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمایا۔اسی دوران ایک جامع مسجد میں شیخ مکرم رحمہ اللہ نے سورۃ الضحیٰ کی تفسیر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک یادگار تقریر فرمائی۔

**مولانا بشیر احمد:** مولانا بشیر احمد نے سند تکمیل رجب 1411ء میں حاصل کی۔شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ساتھ بے حد لگاؤ تھا۔شیخ مکرم سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا، درسیات کی تعلیم کا ذوق انھی سے حاصل کیا۔ بناء بریں وہ ایک کامیاب معلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ تالیف کتب ونشر واشاعت کا ذوق بھی دارالحدیث سے لے کر گئے ہیں اور اس میں بھی ترقی کی منازل طے کر رہے ہے۔کئی سال سے مرکز الدعوۃ الاسلامیہ فیصل آباد میں فرائض تدریس ادا کرنے میں مصروف ہیں۔

**مولانا مشتاق احمد:** مولانا مشتاق احمد شیخ مکرم رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔سند فراغ شعبان 1408ء میں حاصل کی۔کئی سال سے مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ستھیانہ بنگلہ میں تدریسی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔مولانا محمد ایوب خاں بلوچ کے قرابت داروں میں سے ہیں۔

**مولانا عبدالرحمٰن چیمہ:** مولانا عبداللہ چیمہ حفظہ اللہ نے جنہیں شیخ مکرم رحمہ اللہ کی دوستی کا شرف ان کی جوانی کے وقت سے حاصل ہے، اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دین میں رسوخ حاصل کر سکے۔ وہ اس میں کس حد تک کامیاب رہے؟ شیخ عبدالرحمٰن چیمہ کی زندگی اس پر دال ہے۔ آج کل دارالحدیث محمدیہ لودھراں کے شیخ الحدیث ہیں اور پورے پنجاب میں مقرر و مبلغ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ کئی سال شیخ مکرم رحمہ اللہ کے حکم سے دارالحدیث کراچی اور دارالحدیث ملتان میں فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان کے علمی مضامین مختلف جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ ''اسوۂ خواتین قرآن مقدس سے'' کے مؤلف ہیں۔ 1394ھ میں سند تکمیل حاصل کی۔ ان کی علمی وتربیتی سرگرمیاں پورے علاقے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

**مولانا عمر فاروق السعیدی:** مولانا عمر فاروق السعیدی مولانا عبدالعزیز سعیدی کے بڑے بیٹے ہیں، میٹرک کے بعد شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کتب صرف ونحو سے سلسلۂ تعلیم شروع کیا۔ شعبان 1392ء میں سند فراغ حاصل کی۔ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا، چار سالہ کورس حدیث مکمل کیا اور کلیۃ الحدیث علم الحدیث میں تخصص کیا۔ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی جماعت اہل حدیث پاکستان کا ایک اہم ادارہ ہے۔ اس میں ہزاروں کی تعداد میں غیر ملکی طلبا تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور ذریعۂ تعلیم سب کلاسوں میں عربی ہے۔ مولانا سعیدی اسی ادارہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بھی فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے ہے۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں، جن کی تفصیل مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی کے مقالے میں درج ہے۔ یہ مقالہ انہوں نے شیخ مکرم رحمہ اللہ کے بارے میں اسلامیہ یونیورسٹی اسلام آباد کے ایک پروگرام میں پڑھا۔ مولانا عمر فاروق السعیدی نے بھی شیخ مکرم رحمہ اللہ کے بارے میں ایک مقالہ لکھا ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔

**مولانا پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی:** مولانا عبدالعزیز کا مفصل تذکرہ جناب مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے ''کاروان سلف'' میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وہ ''سعیدی'' اس لیے کہلاتے تھے کہ مولانا ابوسعید شرف الدین دھلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اپنے والد گرامی کی نسبت سے ان کے فرزند بھی السعیدی لکھتے ہیں۔

سعید مجتبیٰ صاحب بھی ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کر کے جلالپور پیروالا میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں 1992ء میں حاضر ہوئے۔ وہ کن جذبات سے سرشار تھے؟ اس کا ذکر انہوں نے خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ مکرم رحمہ اللہ کے بارے میں اپنے مقالہ میں کیا ہے جو شامل اشاعت ہے۔قرآن و حدیث و متعلقہ علوم دارالحدیث میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کی نگرانی میں پڑھے۔شعبان 1398ء میں سند تکمیل حاصل کی۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بھی ایک سال پڑھتے رہے پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی شہرت یافتہ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ گئے اور کلیة الحدیث والدراسات الاسلامية میں چار سال زیر تعلیم رہے حدیث وعلوم حدیث اور عربی لغت میں مہارت حاصل کی۔۱۹۸۳ء میں بی اے کا امتحان پاس کر کے وطن واپس آ گئے۔

الجامعۃ الاسلامیہ گارڈن ٹاون لاہور میں چھ سال تک نائب شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔اس دوران المعھد العالی للشریعہ والقضاء میں عدالتوں کے ججوں اور وکلاء کو فقہ و قانون اسلامی بھی پڑھاتے رہے۔پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی و ایم اے اسلامیات کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کئے۔1990ء سے گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں بطور ریلیکچرار''اسلامیات'' خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اعزازی طور پر گورنمنٹ کالج آف کامرس لیہ میں بھی بی کام کی کلاس کو پڑھاتے رہے۔

مولانا کے علمی و ادبی مضامین مختلف جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔وہ متعدد کتب کے مؤلف اور انتہائی مفید کتب کے مترجم بھی ہیں۔انہوں نے شیخ مکرم رحمہ اللہ کی وفات پر اپنے تاثرات پر مبنی ایک مضمون لکھا تھا جس کی افادی حیثیت کے پیش نظر ہم اسے اس کتاب کے ایک اہم جزو کے طور شائع کر رہے ہیں۔

انہوں نے شیخ مکرم رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کی علمی خدمات پر انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیراہتمام منعقدہ ایک سیمینار میں برصغیر میں مطالعہ حدیث کے عنوان سے 21اپریل2003ء کی چوتھی نشست میں ایک مقالہ پیش کیا جس میں اختصار کے ساتھ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمات دین پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے بعض تلامذہ کے بارے میں مفید معلومات درج ہیں۔ جزاہ اللہ۔

**مولانا عبدالرحمٰن خطیب:** مولانا عبدالرحمٰن خطیب کہروڑپکا کے قریب ایک قصبہ بہاول گڑھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے رہائشی ہیں۔ 1380ھ مطابق 1961ء میں سند حاصل کی اور وعظ و تبلیغ میں فائق مقام حاصل کیا۔ اپنے حلقے میں خطیب کے نام سے معروف ہیں۔ لودھراں نہر میں کھٹیکاں والی مسجد اہل حدیث میں خطیب رہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں بار بار آتے رہے اور علمی نکات سمجھنے کی سعی کی۔ دارالحدیث محمدیہ لودھراں میں کئی سال سے مدرس ہیں۔ مسلک کی تبلیغ اور دینی پیغام رسانی میں بہت محنت کرتے ہیں۔

**مولانا دوست محمد:** مولانا دوست محمد مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی کے علاقہ کے باشندے اور مولانا سلطان محمود مظفر گڑھی کے بھائی ہیں۔ اس علاقہ میں شیخ مکرم رحمہ اللہ تقریباً ہر سال وعظ وارشاد کے لئے تشریف لے جاتے رہے، اور لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں جلالپور میں حاضر ہو کر کسب فیض کیا۔ مولانا دوست صاحب کا شمار بھی انھی میں ہوتا ہے۔ 1384ھ مطابق 1963ء میں سند فراغ حاصل کی۔ تب سے ملتان کے قریب ایک اہم قدیمی قصبہ میں علمی، تبلیغی اور تربیتی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

**مولانا اللہ بخش براتوی:** براتیوالا لودھراں کے قریب ایک معروف اور قدیم قصبہ ہے۔ اس بستی میں جماعت اہل حدیث نے اپنی مساعی جمیلہ سے علاقہ کو منور کیا ہوا ہے۔ حافظ ملک محمد یوسف کے ایک قریبی ساتھی ملک محمد علی مدرسہ سبل السلام کے مواعظ حسنہ اور خطبۂ جمعہ میں شریک ہوتے تھے، انھوں نے سلفی عقائد اختیار کیے اور اپنے بیٹے اللہ بخش کو تحصیل علم قرآن وحدیث کے لئے شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ کتب قواعد اور قرآن پاک واحادیث مبارکہ کی تعلیم مکمل کی تو اہل حدیث مدارس اور حنفی مدارس میں مابہ الامتیاز کے شوق نے انہیں مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخل ہونے پر آمادہ کیا۔ مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ ان دنوں شیخ الحدیث تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث پڑھیں۔

براتوی صاحب کا بیان ہے کہ صحیح بخاری کی عبارت پڑھنا میرے اور ایک دوسرے ساتھی کے ذمے تھا۔ کیونکہ دورۂ حدیث کے 30 طلبہ میں سے کسی کو بھی درست اعراب کے ساتھ قرأت نہیں آتی تھی۔ سال کے اختتام پر تقریب ختم البخاری ہوئی۔ مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ نے دستار باندھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب اللہ بخش براتوی کی باری آئی اور مولانا کو پتہ چلا کہ یہ غیر مقلد ہیں تو دستار باندھنے سے انکار کر دیا۔ مولانا احمد علی لاہوری بھی شیخ کے ساتھ موجود تھے، اٹھے اور فرمایا اس کو میں عمامہ بندھواتا ہوں۔ آپ نے ددستار کی ایک لپیٹ دی۔ پھر مولانا محمد یوسف بنوری کو حکم دیا کہ تشریف لائیں۔ انھوں نے بھی ایک لپیٹ پوری کی۔ اس کے بعد مولانا خیر محمد جالندھری کو حکماً ارشاد فرمایا کہ تشریف لائیں۔ بقیہ عمامہ انہوں نے ان کے سر پر باندھا۔ مولانا براتوی نے امامت و خطابت اور وعظ و ارشاد کی محفل سجائی۔ بچوں کی تربیت میں دن رات مشغول رہے۔ متعدد مواقع پر شیخ مکرم رحمہ اللہ کو اپنے اس چمن میں لے جاتے رہے، کتاب و سنت کے احکام کی تدریس و تلقین ہوئی۔ جوانی سے اب تک جبکہ بال سفید ہو چکے ہیں ایک ہی جگہ احکام دین کی تفہیم میں مصروف ہیں۔ احسن اللہ جزاءہ عن المسلمین.

**مولانا عبدالرحمٰن ناظم:** مولانا عبدالرحمٰن ناظم مولانا عبدالکریم کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ والد گرامی قدر کی وفات کے وقت بہت چھوٹے تھے۔ بڑے بھائی مولانا حافظ محمد عیسیٰ نے انھیں دینی علوم کی تحصیل کے لئے وقف کیا تو اپنے شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں تعلیم مکمل کی۔ سند 1385ھ مطابق 1975ء میں حاصل کی۔ اپنے گاؤں عبداللہ والا صاحب کے مدرسہ تحفیظ القرآن کو دوبارہ جاری کیا اور قاری جعفر صاحب کو جو ایک جید قاری ہیں، استاد مقرر کیا ساتھ ہی علوم القرآن و الحدیث کی تعلیم کے لیے مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ فرائض تدریس مولانا عبدالرحیم جلالپوری انجام دیتے رہے۔ قواعد صرف ونحو میں ان کا انداز تدریس بہت مفید تھا۔ وعظ و تقریر میں بھی معروف تھے۔ جامعہ فیصل آباد میں بھی پڑھاتے رہے۔

جناب ملک حاجی محمد یوسف کی تمنا پر بستی کا یہ مدرسہ بالآخر لودھراں منتقل ہوا جس کے اخراجات کی پوری ذمہ داری حاجی صاحب موصوف نے اپنے سر لے لی۔ مولانا عبدالرحمٰن اس مدرسے کے ناظم قرار پائے وہ اسی حیثیت سے معروف ہیں۔ سلجھے ہوئے کم گو اور با مقصد گفتگو کرنے کے عادی ہیں۔ مدرسہ کے انتظام میں اب حاجی صاحب کی جگہ ان کے فرزند ملک عبیداللہ نے لے لی ہے۔ مدرسے کا نظم ونسق بخیر و خوبی چل رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مولانا عبدالقیوم السندی:** سندھ سے بھی طلبہ کثیر تعداد میں علوم دین حاصل کرنے کے لیے شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ عبدالقیوم سندھی نے صحیح بخاری، جامع ترمذی اور شرح جامی شیخ مکرم رحمہ اللہ سے درساً پڑھیں اور کئی ایک دیگر کتب کا سماع حاصل کیا۔ 1414ھ مطابق 1994ء میں سند فراغ حاصل کی۔ اور اپنے علاقے بدین میں الشیخ العالی بدیع الدین السندی کے مشورے سے مدرسہ قائم کیا۔ کئی سال سے یہ ادارہ سندھ کے پسماندہ اور دور افتادہ علاقوں میں توحید و سنت کی آواز بلند کر رہا ہے۔ شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ ان کے اس کردار پر بہت خوش تھے۔ جزاہم اللہ۔

**مولانا محمد بلال السندی:** مولانا محمد بلال السندی مولانا عبدالقیوم کے ساتھ تعلیم دین کی تکمیل کے لیے آئے۔ کتب احادیث شیخ مکرم رحمہ اللہ کے پاس درساً پڑھیں اور سند حاصل کی۔ وہ بھی اپنے علاقہ ضلع تھرپارکر میں تدریسی مشاغل میں مشغول ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد تلامذہ ان سے استفادہ کر رہی ہے۔ وفقهم الله لمايحب ويرضاه۔ پچھلے سال راقم ان کے علاقے میں بسلسلہ آخری درس حدیث صحیح بخاری گیا تو تھرپارکر کا ریگستانی علاقہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ریت کے پہاڑوں کے بیچ ان لوگوں نے پورے علاقے میں اعلاء كلمة الله کے لیے مشعل فروزاں کر رکھی ہے۔ گذشتہ سال اس علاقہ کے تین فارغ التحصیل علماء دارالحدیث محمدیہ میں علوم کتاب وسنت میں مزید مہارت حاصل کرنے کے لیے مقیم رہے۔

**مولانا عبدالمتین بلتستانی:** مولانا عبدالمتین نے غواڑی بلتستان میں جلالپور کا شیخ مکرم رحمہ اللہ کے حوالے سے نام سنا تو ان سے علوم دین حاصل کرنے کے لیے اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کیا کہ یہی شیوۂ محدثین ہے، وہ ہزاروں میل کا سفر محض علم حدیث کی تحصیل کے لئے طے کرتے تھے۔ موصوف کئی سال دارالحدیث میں رہے۔ سادہ مزاج، بلند اخلاق، علم حاصل کرنے میں سنجیدہ، مطالعہ کتب کے شائق اور اساتذہ بہت کا احترام کرنے والے تھے۔

شعبان 1388ھ مطابق 1968ء میں سند تکمیل علوم حاصل کی اور اپنے دیار لوٹ گئے۔ کئی سال تک ان کے محبت بھرے سلام، دعائیں اور پیغام آتے رہے۔ ایک بار ان کے ساتھی نے جو غولڈی سے سالانہ چندہ لینے جلالپور تو اتر کے ساتھ آتے ہیں یہ خبر سنائی کہ وہ وفات پا گئے ہیں ﴿ رحمه الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رحمة واسعة﴾

**مولانا محمد نذیر بلتستان:** مولانا محمد نذیر کریس سکردو بلتستان سے آئے تھے۔ 1978ء میں سند تکمیل حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ دوران تعلیم جماعتی احباب میں یوں گھل مل جاتے تھے گویا یہیں کے باشندے ہیں۔ چودھری عبدالرحیم مرحوم سے ان کے قریبی مراسم تھے۔تعلیم کے بعد معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس شغل میں ہیں۔ان کے علاوہ بلتستان کے اور ساتھی بھی آتے رہے ہیں جن کے مفصل احوال معلوم نہیں ہو سکے۔

**مولانا محمد جنود (سری لنکا):** سری لنکا سے بھی طلبہ اچھی خاصی تعداد میں شیخ مکرم رحمہ اللہ کے ادارہ دارالحدیث محمدیہ میں حاضر ہوتے رہے۔ ان میں محمد جعفری، محمد فارس، محمد اشرف، ابراھیم، محمد عظیم، عبدالخبیر، نذیر احمد، اور محمد امتیاز بھی آئے اور شیخ مکرم رحمہ اللہ سے استفادہ کیا اور علوم قران وحدیث حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن سری لنکا لوٹ گئے۔ جہاں کتاب وسنت کی خدمت میں مصروف ہیں۔انھی میں مولانا محمد جنود بھی تھے۔ یہ کئی سال دارالحدیث میں رہے۔سند فراغ حاصل کرنے کے بعد بھی ٹھہرے رہے کہ علوم میں مزید پختگی حاصل کر سکیں۔خوش مزاج، طلبہ اور اساتذۂ کرام سے بڑی محبت کرتے تھے۔ بہت نیک سیرت تھے۔ 1911ء میں سند فراغ حاصل کی۔اور اپنی بستی کے ایک تعلیمی ادارے میں مدرس کی حیثیت سے متعین ہوئے جس کے بارے میں راقم کے ساتھ ان کا قلمی رابطہ رہا۔وہاں انھیں اپنے ہی بعض ساتھیوں کی مخالفت کا سامنا رہا مگر وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے ابلاغ میں حسد و ملامت کے احساسات سے بے نیاز ہو کر کام کرتے رہے۔ وہ ایام جلالپور کو بہت یاد کرتے ہیں اور شیخ مکرم رحمہ اللہ کے احسانات سے بہت متاثر ہیں۔ انھیں شیخ مکرم کی وفات کا پتا چلا تو دبئی سے مجھے فون کیا اور تاسف کرتے رہے۔اس وقت وہ دبئی میں کسی جامع مسجد میں امام وخطیب تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# اکابرین ملت کے تبصرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# امام کعبہ محمد بن عبداللہ بن سبیل حفظہ اللہ

امام کعبہ محمد بن عبداللہ بن سبیل حفظہ اللہ مورخہ 12-7-1408ھ کو جلالپور تشریف لائے، صحیح بخاری کی آخری حدیث پر عالمانہ درس ارشاد فرمایا اور نماز ظہر کی امامت جامع مسجد اہل حدیث محلّہ خواجگان میں کرائی۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

”کان سرورنا عظیما ان اجتمعنا الیوم مع فضیلة الشیخ سلطان محمود حفظہ اللہ بجلال فور فی مناسبة ختم صحیح البخاری بالمدرسة الثابتة لجماعة اهل حدیث. اطال الله عمر الشیخ سلطان محمود و نفع بعلمه المسلیمن و وفق الله القائمین علی المدرسه و اعانهم علی خدمة الاسلام والمسلمین و صلی الله علی سیدنا محمد.“

”آج فضیلۃ الشیخ سلطان محمود سے ملکر ہمیں بہت خوشی ہوئی، دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں تقریب صحیح بخاری کی مناسبت سے ہمیں یہ موقع ملا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ شیخ محترم رحمہ اللہ کی عمر دراز فرمائے۔ مسلمانوں کو ان کے علم سے مستفید کرے اور مدرسے کے منتظمین کو اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق دے اور ہمارے سردار محمد ﷺ پر درود وسلام!“

محمد عبداللہ السبیل

امام وخطیب المسجد الحرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## شیخ ابوسعود عبدالعزیز بن راشد (کویت)

کویت کے شیخ ابوسعود عبدالعزیز بن راشد شیخ مکرم سے ملاقات کے لیے دارالحدیث محمدیہ جلالپور تشریف لائے۔انہوں نے لکھا (ترجمہ):

''فضیلۃ الشیخ سلطان محمود نے اس علاقے میں عقیدہ سلفیہ اور تعلیمات کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ ﷺ کے پھیلانے میں بہت مؤثر کام کیا ہے اور ان سے استفادہ کرنے والوں کا بہت وسیع حلقہ ہے۔'' (مورخہ 15-7-1986)

## ابواحمد عبیداللہ بن احمد القحطانی (سعودی عرب)

مدینہ منورہ کے ابواحمد عبیداللہ بن احمد القحطانی لکھتے ہیں:

''میں جلالپور پیروالا میں شیخ جلیل سماحة الشيخ سلطان محمود متعنا الله بحياته کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پاکستان آمد کے بعد فضیلۃ الشیخ کی ملاقات سے مجھے دلی مسرت ہوئی۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے والہانہ شغف کو سن کر اور دیکھ کر میرا دل چاہ رہا ہے کہ ان کے ادارے سے استفادہ کروں، اس پرفتن دور میں ان کا جامعہ واقعی ایک روشن مینار ہے جس کی روشنی سے دور دور ضیا پاشی ہو رہی ہے۔ وقت کا پہیہ پیچھے چل سکتا تو میں بھی علم وفضل کے طالبانِ جامعہ میں شامل ہو کر خود کو خوش نصیب بناتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی اتباع کی توفیق ارزانی فرمائے۔''

ابواحمد عبیداللہ بن احمد القحطانی

1410/12/16ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ابو العز محمد معز البینی الصالحی (دمشق)

دمشق کے ابوالعز محمد معز البینی الصالحی فرماتے ہیں: (ترجمہ)

''میں جلالپور پیروالا پہنچا۔ محدث کبیر مولانا سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف تملذ حاصل کیا، صحاح ستہ کے بعض مقامات کی قرأت میں نے شیخ پر کی۔ مجھے اس موقع پر جو خوشی حاصل ہورہی ہے، اسے الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے یہاں کے اساتذہ وطلاب نے خصوصی احترام وتکریم سے نوازا۔''

ابوالعز البینی الصالحی الدمشقی

30 صفر 1413ھ

# پیر آف جھنڈا محب اللہ شاہ راشدی

پیر آف جھنڈا محب اللہ شاہ راشدی تحریر فرماتے ہیں:

''میں حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود حفظہ اللہ کے تلامذہ سے جو علم کی تحصیل کر چکے ہیں اس سے پیشتر مل چکا ہوں۔ ان کے ساتھ میرے اچھے مراسم ہیں۔ ان سے مل کر پتہ چلتا ہے کہ حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی شخصیت کتنی اونچی علمی سطح پر فائز ہے، ان کی زیر قیادت یہ مدرسہ کامیابی سے رواں دواں ہے، آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں کتنا اونچا علمی معیار ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت مولانا کو طویل عمر اور عمدہ صحت سے نوازے تاکہ وہ تشنگان علم کی پیاس زیادہ سے زیادہ عرصے تک بجھاتے رہیں۔''

احقر العباد

ابوالقاسم محب اللہ شاہ

1411/10/13ھ مطابق 91/5/8ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مولانا ابوالحسن عبداللہ صاحب بڈھیمالوی (اوکاڑہ)

فضیلۃ الاستاذ مولانا ابوالحسن عبداللہ صاحب بڈھیمالوی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اوکاڑہ فرماتے ہیں:

''مولانا سلطان محمود کا شمار افاضل علماء محدثین، محققین اور یگانہ فضلاء اور مدرسین میں ہوتا ہے۔علوم عقلیہ،نقلیہ اور اصول وفروع میں ان کی طلباء کے ساتھ محنت دیکھ کر مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔ یہ بلاد الحاد و بدعات کا گڑھ ہیں۔مولانا کی کاوش جمیلہ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قبول ومنظور فرمائے۔''

2 شعبان 1372ھ

**آخری ایام زندگی:** 26 اگست 1995ء بروز ہفتہ صبح تدریس کے مقررہ وقت پر جامع صحیح بخاری اور جامع ترمذی کا درس دیا، پھر آرام کیا اور کھانا کھایا۔وضو کے لئے اٹھے تھے کہ ٹانگیں مفلوج ہوگئیں۔ سی۔ایم۔ایچ ملتان لے جایا گیا جہاں ان کے پوتے ڈاکٹر عثمان محمود بطور ڈاکٹر آرمی ملازمت میں تھے۔30 اگست 1995ء سے 26 ستمبر 1995ء تک لاہور میں زیر علاج رہے۔

27 ستمبر کو واپس جلالپور منتقل ہوگئے،طبیعت بہت کمزور ہو چکی تھی۔30 ستمبر کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل ہوئے،تقریباً دو ہفتے وہاں علاج ہوتا رہا۔16 اکتوبر کو جلالپور واپس لائے گئے اور 23 اکتوبر کو پھر سی۔ایم۔ایچ ملتان میں داخل کرادیے گئے۔28 اکتوبر کو جلالپور واپس ہوئے تو مسلسل بے ہوشی کی کیفیت طاری تھی۔مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

4 نومبر 1995ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء اس عظیم انسان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ کل نفس ذائقة الموت

5 نومبر 1995ء کو بعد نماز عصر جنازہ جامع مسجد اہل حدیث محلّہ خواجگان سے اٹھا۔ہزاروں کا مجمع الوداع کہنے اور دعائے مغفرت کے لیے ساتھ تھا۔کندھا دینے کے لیے لمبے بانس باندھے گئے تھے۔ شہر کے شمالی طرف جنرل بس سٹاپ کے قریب کھیل کے وسیع میدان میں شیخ محترم کے فرزند پروفیسر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمد یحییٰ صاحب نے جنازہ جہراً پڑھایا اور قبرستان چاہ خیرے والا میں بعد نماز مغرب مدفون ہوئے۔ پوری جماعت، تلامذہ اور شہر کے سنجیدہ فکر عوام وخواص ''تمام اساتذہ وطلبہ، جماعت کے احباب اور علاقے بھر کے متین عوام وخواص سبھی سوگوار تھے۔ آنکھوں میں آنسو تھے، دل غم سے چور تھے، اور زبانوں پر اپنے محبوب ومقدس شیخ کے لیے بلندئ درجات کی دعائیں تھیں۔ شام کے سائے تیزی سے گہرے ہو رہے تھے، خیال گزرا کہ رات ڈھلتی ہے تو سورج نکلتا ہے اور اپنی آب وتاب دکھا کر پھر ڈوب جاتا ہے۔ لیکن علم وعمل کا جو آفتاب آج غروب ہوا ہے وہ اب کبھی طلوع نہیں ہوگا۔ اس خیال سے ابدی جدائی کا یہ لمحہ نہایت الم انگیز ہوگیا لیکن ہم سب رب ذوالجلال کی رضامندی پر راضی رہے اور اللہ سے صبر وجمیل کی توفیق مانگتے ہوئے واپس آئے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حضرت الاستاذ العالی

# الشیخ سلطان محمود محدث رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

از مولانا عمر فاروق سعیدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھالیا

جلالپور پیروالا ضلع ملتان کی تحصیل شجاع آباد کا ایک دور افتادہ قدیمی قصبہ ہے۔ شاداب علاقوں کے لوگ بالعموم اس سے باخبر نہیں تھے مگر موحدین کے علمی حلقوں میں اب یہ نام اپنی اجنبیت کھو چکا بلکہ بہت ہی معروف ہو چکا ہے۔ ''دارالحدیث محمدیہ'' اور ''بڑے استاذ صاحب رحمہ اللہ'' کی ذات نے اس قصبہ کو بھی نامور کر دیا اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ کتنے ہی بے نام مقامات تھے کہ علماء محدثین کی نسبت سے انہیں شہرت اور دوام حاصل ہوا۔

جلالپور پیروالا اور اس کے مضافات میں ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان وغیرہ ڈویژنوں میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ کی ذات اور آپ کا ادارہ نہایت مستند اور معتمد حیثیت کا حامل ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اس ادارے اور مذکورہ علاقوں میں بالخصوص تقریباً ستاون برس تک مسلسل دعوت توحید و سنت اور تعلیم و تدریس قرآن وحدیث کا فریضہ سرانجام دیا۔

ملتان ڈویژن شروع سے ہی شرک وبدعت اور رفض کا گڑھ رہا ہے اور خود یہ قصبہ بھی اسی انداز کا معجون مرکب ہے۔ مگر موحدین کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ خاموشی اور استقامت کے ساتھ کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ دینی اداروں کے ساتھ برصغیر میں تا حال یہ کیفیت ہے کہ ادارہ کسی بھی حیثیت کا ہو اس کے لئے درکار تعاون کی خاطر ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک ایک پرزور مہم مسلسل جاری رہتی ہے۔ اس کے مثبت ومنفی اثرات سے ہٹ کر جلالپور کی جماعت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ دارالحدیث کے لیے انہوں نے خود انحصاری کی پالیسی کو اپنایا ہوا ہے۔ ملک کے دوسرے حصوں سے تعاون ضرور ملتا ہے مگر بغیر کسی مہم کے صرف اپنے حلقہ تعارف سے، خیر یہ ایک دوسرا موضوع ہے۔ میں فی الحال جناب مولانا سلطان محمود محدث رحمہ اللہ کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت الشیخ رحمہ اللہ ذاتی طور پر انتہائی بے نفس اور اخلاص و اخلاق اسلامیہ کا بہترین پیکر تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر باش طلبہ کے علاوہ ملاقاتی بھی ان کی مقناطیسی شخصیت سے بے انتہا اثر قبول کرتے اور ایک بار تعارف ہو جانے کے بعد ان سے بار بار ملاقات کے شائق رہتے۔ حضرت کی اپنائیت اور حسن خلق بلکہ دوسرے کے دل میں گھر کر جانے کی صفت عجیب طرح کی تھی۔

راقم کے دور طلبِ علم (1966-1973) کی بات ہے کہ ان کی مجلس میں آنے والے آتے، خیر و عافیت کے علاوہ دینی مسائل موضوع بحث ہوتے۔ مجلس میں کسی بھی قسم کی اجنبیت کا احساس نہ ہونے پاتا۔ جب یہ صاحب روانہ ہو جاتے، بعد میں دریافت فرماتے کہ یہ صاحب کون تھے؟ ان کا نام کیا تھا؟ اور ہمیں آپ کے اس انداز سے ازحد حیرت ہوتی۔ یہ واقعہ ہے، مبالغہ آمیزی نہیں ہے۔ ہر متعلق یہ باور کرتا کہ حضرت کو جو تعلق مجھ سے ہے وہ کسی اور سے نہیں ہے۔ ایک بار محترم مولانا محمد سلیمان ثاقب صادق آباد نے رازدارانہ انداز میں مجھ سے مطالبہ کیا کہ شیخ محترم رحمہ اللہ سے ''عمل تسخیر'' تو حاصل کر دیں۔ میں بے اختیار کھل کھلا اٹھا اور عرض کی کہ یقین کیجیے کہ ان کے پاس اس قسم کا کوئی معروف عمل نہیں ہے سوائے ''حسن اخلاق'' کے۔

دارالحدیث میں داخل طالب علم کسی بھی مرحلہ کا ہوتا بالعموم ''مولوی'' کے خطاب سے اعزاز دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمیں ''مولوی'' کہلانے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن آہ! جلالپور سے تعلق تو نہ ٹوٹ پائے گا مگر ایک خاص انداز و ادا سے خطاب کرنے والی آواز ''مولویا!'' اب کبھی سنائی نہ دے گی۔

ویسے تو دارالحدیث میں آنے والے تمام طالب علم حضرت الشیخ کی شفقت سے اپنا اپنا حصہ پاتے تاہم بعض کو اگر کسی وجہ سے خصوصی توجہ ملتی تو اس کا اظہار اس صورت میں ہوتا کہ اسے کوئی نہ کوئی سبق ازخود پڑھایا کرتے۔ اگر نظام الاوقات میں ممکن نہ ہوتا تو فارغ اوقات میں یہ فریضہ سرانجام دیتے۔ بالعموم دیگر اساتذہ کے ہاں پڑھے ہوئے اسباق کے متعلق بھی موقعہ بموقعہ دریافت فرماتے رہتے۔ ہلکی پھلکی گفتگو کی مجالس میں بھی علمی و درسی نکات اور مسائل موضوع بنے رہتے اور اس طرح ہم طالبانِ علم کو علم اور فہمِ کتاب کی اہمیت کا احساس رہتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



راقم کو شیخ مرحوم رحمہ اللہ نے والد مرحوم مولانا عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ سے خصوصی انس کے باعث ابتدائی کتابیں مثلاً کتاب الصرف، علم الصیغہ، بلوغ المرام، اصطلاحات المحدثین، شرح نخبۃ الفکر وغیرہ خود پڑھائیں۔ اس قسم کی اور بھی بے شمار مثالیں ملیں گی کہ ان کی الفت اور اپنائیت کا اظہار علم کی تدریس اور عمل کی تربیت کی صورت ہی میں ہوتا۔

درس میں یہاں کا انداز اب تک یہ ہے کہ طالب علم پہلے کتاب کا ایک حصہ پڑھتا ہے اور ضروری ہے کہ وہ پہلے اس کا خوب مطالعہ کر چکا ہو۔ قراءت میں صحت الفاظ اور صحتِ اعراب کی سختی سے اصلاح ہوتی ہے اور آپ کا یہ اسلوب نو آموز کے علاوہ بعض کمزور طلبہ اور بعض اوقات خود شیخ صاحب رحمہ اللہ کے لیے بھی انتہائی مشقت بلکہ اذیت کا باعث بنتا، لیکن برداشت کرتے۔ سبق خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اپنے اس عمل اور اسلوب میں کبھی نرمی نہیں کی۔

آخری برسوں میں جب محسوس کیا کہ طلبہ میں کچھ اساسی کمزوریاں باقی رہ جاتی ہیں تو بلوغ المرام خود پڑھانی شروع کر دی تھی۔ مختصر الفاظ میں بالکل صحیح و مناسب ترجمہ و توضیح فرماتے اور طلبہ سے بھی یہی مطالبہ فرماتے۔ ادھر ادھر کی طویل لفاظی قطعاً گوارا نہ کرتے۔ تفہیم نہایت سادہ اور عمدہ ہوتی۔ خاص طور پر حل کتاب اور فہم نص پر بہت زور دیتے۔ فقہ مقارن میں بھی آپ کا اسلوب نہایت محکم اور ظاہر کتاب و سنت کے مطابق ہوتا۔ افراط و تفریط سے بچ کر راہ اعتدال اختیار کرتے۔ احترام آئمہ کے بارے میں ان کا یہ ارشاد میرے حافظے میں محفوظ ہے:

> ''آپ لوگ (اہل حدیث) جو مقام و حیثیت امام بخاری رحمہ اللہ کو دیتے ہیں، احناف کے ہاں وہی مقام و حیثیت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حاصل ہے۔''

تدریسی ذمہ داریوں میں پابندیٔ اوقات اور اداء امانت آپ کا خصوصی وصف تھا۔ فتویٰ اور حل تنازعات کے لیے اضافی اوقات متعین تھے۔ تحریری عمل کے لیے کسی باصلاحیت طالب علم سے یہ خدمت لیتے اور اسے املاء کراتے۔ راقم کو بحمد اللہ یہ شرف حاصل رہا کہ دوران تعلیم آپ کے بہت سے فتوے، فیصلے اور دیگر تصنیفی کام میرے ہی ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً ''فتح المجید الباری فی شرح کتاب التوحید للبخاری'' اور ''تفسیر سورۃ الفتح'' کا ایک حصہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تدریسی امانت میں بطور ذکر خیر یہ بات نہایت اہم ہے کہ تبلیغی یا غیر تبلیغی سفر درپیش ہوتا تو سفر شروع کرنے سے پہلے اس دن کے اپنے اسباق مکمل کرنے کی کوشش کرتے۔ بعد نماز فجر ہی تدریس شروع کرا دیتے۔ چند بار تو ایسا بھی ہوا کہ آپ نے متعلقہ طلبہ کو تہجد کے وقت خود جا جا کر بیدار کیا اور پھر ''ہدایہ'' وغیرہ کا درس دیا اور بعد نماز فجر سفر پر روانہ ہوئے۔ کچھ مثالیں ایسی بھی ملیں گی کہ آئندہ کل کے اسباق بعد نماز عصر پڑھا کر اگلے دن علی الصباح سفر پر روانہ ہو گئے۔اور پھر واپسی اگر ایسے وقت میں ہوئی کہ ابھی تدریسی وقت باقی ہے تو گھر جانے کی بجائے مسجد میں اپنی مسند تدریس پر تشریف لے آتے۔سفری تکان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے اسباق پڑھانے میں مشغول ہو جاتے۔ادھر طلبہ بجائے خود مطمئن ہوتے کہ آج اسباق کی چھٹی ہے مگر اچانک اس ''مصروفیت غیر مترقبہ'' سے دوچار ہونا پڑتا۔ یہ انداز اور فکر آج کے مدرسین اور اداروں میں کہاں ملے گا۔طلبہ کی اصلاح وتربیت کے سلسلے میں ان کی نشست و برخاست، ان کی مجالس اور انکے دوست احباب پر خاص نظر رکھتے اور ضروری اصلاح فرماتے رہتے۔طلبہ کی خیر خواہی ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔اس سلسلے میں کبھی کبھی اپنے خواب بھی بیان فرماتے۔ان کی حس اور وجدان انتہائی تیز تھا۔

راقم کو یاد ہے ایک بار بارش کی وجہ سے دارالحدیث کی لائبریری کی لائٹ کرنٹ پاس ہونے کی وجہ سے از خود آن ہوگئی، رات کا وقت تھا۔ میں نے خبر دی۔ آپ مجھ پر بحمد للہ اعتماد فرماتے تھے۔ چابی عنایت فرمائی کہ بلب بند کر دینا مگر میں نے دیکھا کہ بٹن میں کرنٹ ہے۔ بلب آف نہ ہو سکا۔اس موقع پر میرے جی میں آیا کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ ضرور تشریف لائیں گے اور واقعتاً تھوڑی دیر میں دیکھا کہ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ خود تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے بتایا کہ بٹن میں تو کرنٹ ہے (اور حادثے کا اندیشہ بھی ہے)۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اندازہ تھا کہ آپ تشریف لائیں گے۔صبح کلاس میں رات کا مذکورہ واقعہ بیان فرمایا اور میرے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''وہ بھی صوفی ہے!''

ہم طالب علم تو کیا، عام احباب جماعت بھی اپنے شخصی مسائل حضرت کے سامنے پیش کرتے اور قابل عمل حل اور راہنمائی سے مستفید ہوتے۔

طلبِ علم دور میں، میں نے ایک بار کوئی بے وقوفی کی، گستاخی ہوئی۔تعطیلات کا وقت آیا تو رخصت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہونے سے قبل آپ کی خدمت میں معافی مانگنے حاضر ہوا۔ انتہائی شفقت فرمائی اور کہا ''کوئی بات نہیں، کیا گھر میں ایسی باتیں نہیں ہو جایا کرتیں؟ ہاں گھر جا کر ذکر نہ کرنا''

استاذ مرحوم رحمہ اللہ نہایت مہمان نواز تھے، مہمانوں کی خدمت کا بوجھ خود برداشت فرماتے۔ ویسے جماعت اہل حدیث جلالپور اس سلسلے میں بحمد للہ نہایت وسیع الظرف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمل خیر کی بیش از بیش توفیق سے نوازے۔ بعد از فراغت ہم ان کی زیارت کے لیے جاتے رہے، ہماری اماں محترمہ کی وفات کے بعد ان کے مکان پر بعد عصر خصوصی مجلس ہوتی۔ اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پیش فرماتے، آج ہم ان کی اپنائیت اور اس اعزاز کو یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے' عجیب ذوق پایا تھا، اللہ کے اس ولی نے!

ہمارے ممدوح عمدہ خوراک، بہترین نفیس چائے اور موسم گرما میں برفاب کے رسیا تھے۔ آخر عمر میں چائے چھوڑ دی تھی۔ موسمی پھلوں کے بھی حسب استطاعت شائق رہے۔ ''آم'' کے تو بہت ہی دلدادہ تھے۔

آپ کا قد میانہ، جسم بھرا ہوا، رنگ سفید گندمی اور چہرہ کھلتا ہوا تھا۔ علاقائی لباس لنگی کرتہ بالعموم پہنتے۔ شلوار بھی زیب تن کرتے، خاص موقعوں پر پگڑی بھی باندھتے تھے۔ تکلف اور تصنع سے طبیعت ناآشنا تھی۔

اپنے والد جناب ''حسن خاں رحمہ اللہ'' کے متعلق فرمایا کہ سادہ دیہاتی آدمی تھے۔ کاشتکاری کا مشغلہ تھا۔ دینداری میں شرک وبدعت سے پاک تھے۔ آپ کا خاندان بلوچ برادری سے تعلق رکھتا ہے اور آبائی وطن اوچ کے مضافات میں موضع صادق آباد میں بستی گمانی کے قریب ہے۔ آپ کی علمی و عملی تربیت میں سب سے اہم کردار علامہ ابو محمد عبدالحق رحمہ اللہ محدث بہاولپوری ثم مہاجر مکی رحمہ اللہ صاحب نے ادا کیا جن کا سلسلہ تلمذ حضرت شیخ الکل جناب نذیر حسین محدث دہلوی سے جا ملتا ہے۔

آپ کی اولاد میں جناب پروفیسر محمد یحییٰ صاحب علم وفضل شخصیت ہیں اور آج کل اتحاد علماء کونسل میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی عبدالماجد صغر سنی میں وفات پا گئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



4 نومبر 1995ء ہفتہ کی شام یہ چہکتا ہوا بلبل تقریباً دو ماہ بیمار رہنے کے بعد سچ مچ اپنا آشیانہ اپنے ہی آباد کردہ چمن سے اٹھا لے گیا۔ رحمه الله رحمة واسعة

آپ کے شاگردان رشید کی تعداد بلامبالغہ سینکڑوں تک پہنچتی ہے جو ہر جگہ اندرون و بیرون ملک اپنی اپنی استعداد کے مطابق دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ راقم کے لیے یہ شرف عظیم ہے کہ یکم جون 1966ء کو شروع ہونے والا تعلق تلمذ آخر تک قائم رہا۔ 24 اگست 1995ء جمعرات کو میں ان کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوا۔ بلوغ المرام اور صحیح بخاری کا درس سنا اور اپنا ایمان تازہ کیا۔ اس موقعہ پر عزیزی عمار فاروق سعیدی بھی ہمراہ تھا کہ حفظ القرآن کی تکمیل کے بعد شیخ صاحب سے طلب دعا کے لیے ملاقات ہو اور سماع حدیث کا شرف بھی ملے۔ الحمدللہ یہ مقصد تو پورا ہو گیا، عزیزی موصوف نے عرفی طور پر کلمہ خیر کی تحریر کے لئے آٹو گراف بک پیش کی۔ آپ نے ناصحانہ جملے لکھے اور پھر نہایت سوز سے دعا بھی فرمائی۔

اس لحاظ سے راقم کا تعلق تلمذ آخر دم تک قائم رہا اور آخری شاگرد عزیزی عمار فاروق سعیدی بنا۔ اور پھر ہفتہ 26 اگست کو حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ ایسے علیل ہوئے کہ 4 نومبر 1995ء کو اپنے اللہ کے حضور پیش ہو گئے۔

میرے استاذ کو فردوس اعلیٰ میں ملے رُتبہ
پڑھایا کچھ نہ غیر از عشق مجھ کو خرد سالی میں

جلالپور پیروالا اور اس کے مضافات میں شرک و بدعت اور تقلیدی جمود نہایت سخت ہے۔ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ جو علم و عمل اور اخلاق و کردار سے مالا مال تھے، کی طویل دعوتی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے کہ اب توحید و سنت کی آواز نہایت قوی اور مؤثر ہے اور عوام الناس کافی حد تک اپنے مسائل میں براہ راست قرآن و سنت کی تعلیمات سے آگاہ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

دارالحدیث میں مختلف مسالک کے طلبہ بلا جھجک داخلہ لے سکتے تھے اور اب بھی لیتے ہیں۔ آپ کی تعلیم و تربیت اور انداز تدریس کا عمدہ اثر مرتب ہوتا کہ یہ نونہال فہم قرآن و حدیث کی نعمت سے فیض یاب ہوتے اور اس کے عامل اور داعی بن کر اپنے اپنے علاقوں میں لوٹ جاتے اور ایسا بہت کم ہوتا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کوئی طالب علم داخلہ لینے کے بعد مدرسہ چھوڑ جائے۔الا ماشاءاللہ

ان اطراف کا اب اگر جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ حضرت کی خدمات نہایت گہری گیرائی کی حامل ہیں۔بعض مقامات پر تو تین تین نسلیں ان کی تربیت یافتہ ہیں۔علاوہ ازیں وعظ وتبلیغ میں آپ کو اللہ نے خطاب کا منفرد انداز ودیعت فرمایا تھا۔معروف انداز کی لے اور ترنم سے بالکل خالی سادہ انداز کی تقریر کرتے۔قرآنی قصص سے ایسے ایسے نکات پیدا فرماتے کہ حیرانی ہوتی، حکایات صحابہ بیان کرنے کا عجیب اسلوب تھا، منظر کشی ایسی کرتے کہ سامعین مبہوت ہوکر کسی اور ہی عالم میں جا پہنچتے اور بعداز خطاب علم وعمل کا وافر ذوق وشوق لے کر جاتے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ اثناء خطاب میں سامعین کی تعداد سے قطعاً بے پرواہ رہتے، وہ کبھی کم بھی ہوتے اور کبھی بہت زیادہ، دونوں صورتوں میں ان کا خطاب اسی طرح مؤثر اور جامع ہوتا گویا بہت بڑا مجمع موجود ہو۔''دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے'' کا مفہوم ان کے خطابات اور مجالس میں واضح ہوتا تھا۔دیہاتوں میں سرائیکی اور شہری حلقہ میں اردو میں خطاب فرماتے، فقہی تنازعات یا ملکی اور سیاسی معاملات میں آپ کی تقریر قولِ فیصل کی حیثیت رکھتی، لیکن کیا مجال کہ اخلاق، آداب اور وقار کے منافی کوئی لفظ بھی زبان پر آئے۔

ہر بات دلیل محکم سے مزین ہوتی، ہمارے ممدوح بلاشبہ''نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز'' کے جامع اوصاف سے متصف تھے۔اور اب ان کے جانے کے بعد تمنا رہے گی کہ کوئی ہمہ جہت ''میر کارواں'' ان کی جگہ لے سکے!

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

4 نومبر بروز ہفتہ شام آٹھ بجے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔طلبہ و اساتذہ دارالحدیث کے علاوہ احباب جلالپور پر یہ خبر بجلی کی طرح گری اور آناً فاناً مضافات جلالپور اور ملکی حلقہ احباب میں پھیل گئی۔ٹیلی فون اور اخبار کے ذریعے جہاں جہاں یہ خبر پہنچی، دلدادگان آپ کے جنازہ میں شرکت کے لئے جلالپور کی طرف روانہ ہوگئے۔جنازہ کا وقت اگلے دن اتوار بعد نماز عصر متعین تھا۔

ظہر اور عصر تک علماء موحدین کا ایسا سیلاب اُمڈ آیا کہ حیرانی ہوتی تھی کہ یہ فاضل اجل نہ تو کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سرمایہ دار تھا، نہ کوئی وڈیرہ یا صنعت کار، سیاسی میدان کا تو کبھی رخ ہی نہ کیا تھا، برادری خویش قبیلہ بھی یہاں آباد نہ تھا لیکن لوگ تھے کہ جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ اسلام آباد، کراچی، لاہور، رحیم یار خان، خان پور، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ ملتان شہر، مظفر گڑھ، لودھراں، بہاولپور، احمد پور اور جہانیاں وغیرہ کے بے شمار موحدین جمع ہو گئے۔ اندازہ ہے کہ تقریباً بیس ہزار سے زیادہ موحدین نے اس مرد درویش لیکن دلوں کے بادشاہ کے لئے دعا کی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

**عمل بالسنۃ کا شغف:** آپ کی زندگی عمل بالسنۃ کا ایک عمدہ نمونہ تھی۔ کبھی کوئی عمل یا بات خلاف سنت دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے۔ خود بھی کوئی عمل یا بات خلاف سنت نہ کرتے۔ سنت کے مطابق عمل کر کے آپ کو خوشی ہوتی اور دلی سکون ملتا۔ آپ کو عمل بالسنہ سے عشق کی حد تک شغف تھا۔ حافظ محمد یحیٰی صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کسی سفر سے واپس ہوئے۔ میں اور مولانا محمد نذیر یلتستانی صاحب رحمہ اللہ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ دوران گفتگو مسکرا کر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے گویا ہوئے کہ مجھے ایک سنت پر عمل کرنے کی سعادت آج ملی ہے۔ مولانا محمد نذیر نے پوچھا:

> ''استاذ جی! آپ تو سنتوں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ وہ کون سی سنت ہے جس پر آپ اب تک عمل نہ کر سکے اور آج عمل کا موقع ملا؟''

استاذ محترم رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''آپ نے کتب حدیث میں پڑھا ہوگا کہ ایک بار آں حضرت ﷺ اونٹنی سے گر پڑے تھے۔ آج میں بھی اونٹنی سے گرا ہوں اور کچھ چوٹ بھی آئی ہے اور اس طرح مجھے اس سنت پر بھی عمل کی سعادت مل گئی۔ الحمد للہ''

آپ نے اپنے گر جانے یا چوٹ لگنے پر افسوس کا قطعاً اظہار نہ فرمایا بلکہ بہت ہی خوش ہوئے۔

میرے والد محترم مولانا عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ اور حضرت الشیخ سلطان محمود صاحب محدث رحمہ اللہ جلالپوری کے مابین انتہائی مودت والفت اور اخوت فی اللہ کے روابط تھے۔ ان روابط کی ابتدا کا تو راقم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو علم نہیں ہے۔ البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعلقات بہت قدیم تھے۔ ہمارے دادا جناب میاں دین محمد مرحوم جہانیاں سے پیدل چل کر ملتان آتے اور مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ یا دیگر علماء اہل حدیث کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس بنیاد پر اباجی مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ کے ہاں زیر درس بھی رہے تھے۔ شیخنا سلطان محمود رحمہ اللہ اور ان ملتانی بزرگوں کے ساتھ روابط اہلِ دیار خوب جانتے ہیں۔

اباجان 1939ء میں فارغ التحصیل ہو کر دہلی سے واپس آئے تو دو تین سال ملتان اور خانیوال میں تبلیغی امور میں مشغول رہے۔ پھر جب ہمارے جد امجد 1944ء میں رحیم یار خان منتقل ہو گئے تو والد صاحب نے رحیم یار خان اور اس کے مضافات میں دعوت اہل حدیث کا آوازہ بلند کیا۔ اس سلسلے میں ان کا احمد پور شرقیہ آنا جانا ثابت تھا اور یہ شہر ہمارے شیخ الشیخ جناب مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا مسکن اور مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا محبوب شہر ہے۔

اباجی بتاتے تھے کہ مجھے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے بتایا تھا کہ انھوں نے جمع بین الصحیحین پر (یا اسی طرح کا کوئی اور) علمی کام کیا ہے۔ اباجی کہتے تھے کہ مجھے اس وقت یقین نہ آتا تھا کہ یہ صاحب یہاں بیٹھ کر اس قسم کا وقیع کام بھی کر سکتے ہیں۔ ہمارے بزرگ محترم اسحاق بھٹی نے ''کاروان سلف'' میں سعیدی صاحب کا جو تذکرہ لکھا ہے اس میں صراحت ہے:

> ''جلالپور پیروالا میں 1950ء کے سالانہ جلسے میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے محترم سعیدی صاحب کو بالخصوص طلب فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ میں بیمار ہوں آپ آ کر ملاقات کر جائیں۔''

پھر 1952ء میں رحیم یار خان میں جماعت اہل حدیث کا جو اوّلین جلسہ ہوا اس کے اہم محرکین میں والد گرامی مولانا عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ تھے۔ اس جلسے میں مدعو علماء میں حضرت الشیخ سلطان محمود رحمہ اللہ کا اسم گرامی نمایاں ہے، علاوہ ازیں صادق آباد چک 132 میں جو جلسہ کرایا گیا اس میں بھی حضرت الشیخ مدعو تھے۔ والد صاحب حضرت الاستاذ رحمہ اللہ سے انتہائی متاثر تھے، ان کے انداز تربیت اور طلبہ کے ساتھ گھل مل جانے کو بہت سراہتے تھے۔ ماضی کی باتیں بتاتے تھے کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ عصر کے بعد تمام طلبہ کو لے کر باہر میدان میں چلے جاتے۔ طلبہ آزادی کے ساتھ من پسند کھیل سے خوب محظوظ ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



1966ء میں راقم نے میٹرک کا امتحان دیا۔ اباجی کو فکر دامن گیر ہوئی کہ اسے کس مدرسہ میں اور کس شخصیت کے حوالے کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ میں تقریباً چھ ماہ تک اس معاملے پر سوچ بچار کرتا رہا۔ بالآخر اس دور افتادہ قصبے جلالپور کا انتخاب کیا اور وجہ انتخاب حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ تھے اور یہ انتخاب بحمد للہ ہم سب بھائیوں کے لئے بالعموم اور میرے بھائی سعید مجتبیٰ کے لئے بالخصوص انتہائی مبارک ثابت ہوا۔ والحمد للہ ذلک

حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ تمہارے والد نے تقسیم ملک سے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ ایک ریلوے اسٹیشن پر ایک انگریز مرد اور عورت اکیلے کھڑے ہیں اور گاڑی کے انتظار میں ہیں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں کہا تھا کہ اب اس قوم کا یہاں سے چل چلاؤ ہے حالانکہ بظاہر احوال اس طرح کے نہ تھے جو بحمد للہ 1947ء میں پاکستان کی صورت میں سامنے آئے۔

1966ء کے بعد جب راقم دارالحدیث میں داخل ہوا، بعدازاں بھائی سعید مجتبیٰ بھی وہاں آ گئے تو والد صاحب اور حضرت الشیخ رحمہ اللہ کے روابط میں مزید گہرائی آ گئی۔ ہماری تربیت تو مطلوب تھی ہی، شیخ صاحب ہمارے گھریلو مسائل کے راز دار اور مشیر بھی رہے، اباجی بھی شیخ صاحب کے بعض نجی امور میں انہیں اپنی رائے لکھ دیتے تھے۔ بعض احادیث کی شرح کے سلسلے میں والد صاحب نے بذریعہ خط جواب مانگا جو حضرت نے مجھے املاء کرایا اور انہیں روانہ کیا۔

اباجی جلالپور آتے تو حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ذاتی مہمان ہوتے اور انہیں بہت ہی تکریم دی جاتی۔ پھر شیخ صاحب کو بھی منکیرہ اور بھکر جیسے دور دراز علاقے میں زیارت کے علاوہ دعوتی جلسوں میں بلایا جاتا رہا اور آپ بخوشی یہ پُر مشقت سفر کرتے۔ جزاھم اللہ خیراً

غالباً جن ایام میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تھے یا کسی اور اجتماع کا موقع تھا، والد صاحب شیخ محترم رحمہ اللہ کے ساتھ برآمدے میں کھڑے تھے کہ جناب میاں فضل الحق تشریف لائے انہوں نے اباجی کو دیکھ کر کہا کہ سعیدی صاحب ہیں؟ حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ میرے بھائی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# میرے مربی محدث جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ

از پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

راقم کو بچپن ہی سے حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ سے غائبانہ تعارف تھا کیونکہ والد گرامی حضرت مولانا ابوسعید عبدالعزیز صاحب سعیدی رحمہ اللہ کے ان کے ساتھ گہرے مراسم تھے اور اکثر و بیشتر وہ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے جلالپور جایا کرتے تھے۔ گھر میں بھی بالعموم مختلف حوالوں سے ان کا ذکر خیر ہوتا رہتا تھا۔ دیگر اہل علم کی طرح حضرت والد صاحب بھی دارالحدیث محمدیہ جلالپور کے ماحول اور انداز تعلیم و تربیت سے متاثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ والد صاحب نے بڑے بیٹے عمر فاروق سعیدی (راقم کے برادر بزرگ) کو دینی تعلیم کے لیے جناب ہی کی سرپرستی میں دینا پسند فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت کی نگرانی اور سرپرستی میں مروجہ نصاب کی تکمیل اور علوم کی تحصیل کی۔

راقم جب ساتویں کلاس کا طالب علم تھا تب حضرت الاستاذ محترم رحمہ اللہ ہمارے غریب خانے پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ کی سادگی، شفقت اور پروقار شخصیت سے میں خاصا متاثر ہوا اور پھر 1971ء میں اللہ کے فضل سے علوم دینیہ کی تحصیل کی غرض سے شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ الحمدللہ۔

مجھے خوب یاد ہے کہ میں برادر بزرگ مولانا عمر فاروق سعیدی کی معیت میں 13 اپریل 1971ء بروز منگل صبح تقریباً آٹھ بجے جامع مسجد اہل حدیث جلالپور پہنچا۔ حضرت الاستاذ رحمہ اللہ اس وقت تدریس فرما رہے تھے۔ والد گرامی کا خط استاذ محترم رحمہ اللہ کو پیش کیا، اس میں میرے متعلق کچھ معروضات کے بعد آخر میں یہ شعر لکھا تھا:

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

حضرت الشیخ رحمہ اللہ انتہائی شفقت اور مہربانی سے ملے، وہ منظر آج بھی نظروں کے سامنے ہے۔

اسی موقع پر آپ نے انتہائی الفت، اپنائیت اور شفقت سے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''مولوی سعید کو کتاب الصرف میں خود پڑھاؤں گا۔'' زہے نصیب!

یہ میری سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ مجھے دینی علوم کی بنیادی اہم کتاب کا درس دینے کے لئے سلطان المحدثین رحمہ اللہ نے خود پیش کش فرمائی۔ اس وقت اپنے بچپن، کم علمی اور مستقبل سے ناواقفیت کی بناء پر اس سعادت کا اتنا احساس نہ ہوا تھا مگر آج اپنے آپ کو دیکھ کر اپنی اس سعادت پر نازاں ہوں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مدرسہ کے دیگر اساتذہ کرام، احباب جماعت اور اہل شہر سب کے سب آپ کے احترام کے پیش نظر آپ کو ''بڑے استاد جی'' (وڈے استاد صاحب) کہا کرتے تھے یہ لفظ آپ کے لئے ''علم'' کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ حضرت شیخ محترم رحمہ اللہ اپنے ذمہ اسباق کی تدریس سے فارغ ہو کر مجھ اکیلے کو کتاب الصرف جیسی ابتدائی کتاب پڑھانے بیٹھ جاتے۔ کبھی کبھی میرا سبق عصر کی نماز کے بعد شروع ہوتا۔ کتاب الصرف پڑھانے کی تفصیل میں اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ اس واقعہ میں آج کے اساتذہ کے لئے بہت بڑا سبق چمک رہا ہے، کیونکہ موجودہ ماحول میں مدرسین حضرات عام طور پر ابتدائی اسباق پڑھانے میں عار محسوس فرماتے ہیں۔

حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ کتاب الصرف، کتاب النحو، کافیہ، اصطلاحات المحدثین، شرح نخبۃ الفکر، بلوغ المرام اور لفظی ترجمہ القرآن تک بالعموم بڑی رغبت سے پڑھایا کرتے تھے۔ اسی لئے راقم کی پسند یہی ہے کہ مدارس میں ابتدائی اسباق جو انتہائی اہمیت کے حامل اور طالب علم کی زندگی کی اساس ہوتے ہیں، یہ اسباق ماہرین اور عالی مرتبت اساتذہ کو پڑھانے چاہئیں تاکہ طلبہ کی بنیاد مضبوط ہو اور یہ معاملہ نہ ہو:

خشت اوّل چو نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

دوران تعلیم راقم کو حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ سے بہت سی کتابیں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ ہر سال میری زیر درس کتابوں میں سے کوئی نہ کوئی کتاب آپ ضرور خود پڑھاتے، آپ رحمہ اللہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجھے درج ذیل کتابیں پڑھائیں:

”کتاب الصرف، اصطلاحات المحدثین، شرح نخبة الفکر، کافیه، شرح جامی، دیوان متنبی، تفسیر البیضاوی، تلخیص المفتاح، مختصر المعانی، مطوّل، توضیح و تلویح، سنن ابی داوٗد، سنن ابن ماجه، جامع ترمذی، صحیح مسلم اور صحیح بخاری.“

اس کے علاوہ حضرت کی راقم کے ساتھ شفقت ومحبت ہی تھی کہ آپ ذاتی خدمات کے لئے مجھے یاد فرماتے اور میں اسے اپنی سعادت تصور کیا کرتا تھا۔ بازار سے دودھ، دہی، سبزی، گوشت اور دیگر اشیائے ضرورت کی خرید کے لیے مجھے حکم دیا کرتے۔ بجلی اور پانی کے بلوں کی ادائیگی کی خدمت بھی میرے ذمہ ہوتی۔ آپ اگرچہ صدر المدرسین اور شیخ الحدیث تھے تاہم دیگر اساتذہ کی طرح خود بھی اپنے ذمہ اسباق لیتے اور پوری ذمہ داری سے پڑھاتے۔

احباب جماعت آپ کی خدمات کی بڑی قدر کرتے تھے۔ کوئی بھی شخص آپ کے سامنے دم نہ مارتا ہر چند آپ کو کوئی پوچھنے والا نہ تھا، اس کے باوجود آپ اپنی ذمہ داری بہ تمام وکمال پوری کرتے تھے۔ آپ کو بالعموم تبلیغی پروگراموں میں بلایا جاتا، آپ خطیب پاکستان، شریں بیان اور بلبل پاکستان وغیرہ نہ تھے لیکن آپ کا انداز بیان منفرد تھا۔ انتہائی سادہ انداز میں محبت وشفقت سے خطاب فرماتے لوگ انتہائی توجہ سے سنتے۔ آپ کے ذریعے اللہ کریم نے ہزاروں لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان شاء اللہ آپ کے تلامذہ اور جملہ فیض یافتگان آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

”اللہ کریم تمہارے ذریعہ کسی ایک فرد کو راہ راست پر لے آئے تو یہ نیکی تمہارے لیے دنیا بھر کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔“

حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے ذریعے تو ماشاء اللہ علم وہدایت کا نور ہر طرف پھیلا۔ تقبل اللہ منه و جزاه احسن الجزاء. آمین

آپ کسی مجمع کی قلت وکثرت کی پرواہ نہ فرماتے، سامعین تھوڑے ہوتے یا زیادہ آپ اس سے بے نیاز اپنے مخصوص انداز میں بیان جاری رکھتے۔ ان کے سامنے ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کی وہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وصیت رہی جوانہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمائی کہ ایک شخص بھی راہ ہدایت پر آ جائے تو دنیا بھر کے خزانوں سے بڑھ کر ہے۔ ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان اور بہاولپور کے دور دراز سفر پر اور قرب و جوار کے دیہات میں بھی تشریف لے جاتے۔ آپ ایک بلند پایہ محدث اور بہترین مدرس تھے۔ پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ اسباق پڑھاتے تھے۔ آپ کے ہاں قرات علی الشیخ کا طریق مروّج تھا۔ طالب علم آپ کے سامنے کتاب کی قراءت کرتا اور آپ تشریح کرتے اور علمی نکات بیان فرماتے چلے جاتے۔

اگر کوئی اِشکال یا اہم علمی نکتہ ہوتا جو طلبہ کو از خود پتہ نہ چلتا تو آپ کمال مہربانی سے اس کی طرف توجہ دلاتے اور واضح فرما دیتے اور طلبہ کو وہ بات یاد رکھنے کی خصوصی تلقین فرماتے۔ تصحیح عبارت پر خوب زور دیتے۔ طالب علم اگر عربی عبارت غلط پڑھتا یا تلفظ غلط ہوتا تو آپ کو یہ بات از حد ناگوار گزرتی اور بلا تصحیح عبارت طالب علم کو آگے نہ پڑھنے دیتے۔ ہمارے بہت سے دوست جو صرف ونحو میں کمزور ہونے کے باعث عبارت کی غلطی کیا کرتے تھے آپ کے تلمذ میں آ کر صرف ونحو کے ماہر ہو گئے اور عبارت بھی صحیح پڑھنے لگے اور علم وفضل کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے۔ مدرسہ میں آپ کی زندگی میں یہ معمول رہا اور اب تک ہے کہ تمام طلبہ عصر کی نماز کے بعد بالعموم مسجد میں رہتے اور اس دن کے آموختہ اسباق یاد کرتے رہتے۔ اس موقع پر آپ بالعموم مسجد میں تشریف رکھتے اور طلبہ پر آپ کی نگاہ رہتی تاکہ وہ باتیں نہ کریں اور کوئی طالب علم بلاوجہ مسجد سے باہر بھی نہ جائے۔

اگر طلبہ کو کوئی اشکال ہوتا تو آپ سے دریافت کر لیتے اور اسباق یاد کرتے رہتے۔ نماز مغرب سے تقریباً ایک گھنٹہ قبل چھٹی ہوتی اور طلبہ کچھ دیر کے لیے باہر بغرض تفریح یا کھیل چلے جاتے۔ مغرب کے بعد کھانا کھا کر تمام طلبا مطالعہ کے لیے بیٹھ جاتے۔ اسی طرح عشاء کے بعد بھی کم از کم دو گھنٹہ مطالعہ کرنا طلبہ کے لیے ضروری تھا۔

مسجد کی حدود کے اندر کسی طالب علم، جماعتی احباب یا مہمان تک کو کوئی بات کرنے کی اجازت نہ ہوتی کہ اس سے طلبہ کے مطالعہ میں حرج اور خلل واقع ہوتا ہے۔ مطالعہ کے وقت بھی آپ طلبہ کی خود نگرانی فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کئی کئی بار گھر سے آ کر مسجد کا چکر لگاتے کہ کہیں طلبہ باتیں تو نہیں کر رہے۔ تدریس کا یہ عمل جاری رہتا۔ آپ کے اس خلوص اور ذمہ داری کے احساس کی برکت ہے کہ آپ کے قائم کردہ ''دارالحدیث محمدیہ'' کا تعلیمی معیار ملک بھر میں مسلّم ہے۔ آپ کے فیض یافتگان ماشاء اللہ علم وعمل میں منفرد اور نمایاں ہیں اور ان میں سے اکثر تدریس سے منسلک ہیں۔ وہ جہاں جہاں بھی ہیں اپنے معاصرین میں ممتاز ونمایاں ہیں۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء .

آپ نے کسی پر تکلف سواری یا نقد عوض کا نہ مطالبہ کیا اور نہ لالچ رکھا۔ جلسہ کے لیے اشتہار شائع ہونے یا نہ ہونے کے متعلق کچھ دریافت نہ فرماتے۔ بلکہ خالصتاً لوجہ اللہ تبلیغ و بیان کے لئے تشریف لے جاتے اور وعظ فرما کر واپس آ جاتے۔ آپ کی خطابت بڑی مسحور کن ہوتی اور آپ عام لوگوں کے سامنے بھی دقیق اور علمی نکات اتنے عام فہم انداز میں بیان فرماتے کہ لوگ جھوم اٹھتے تھے۔

دور کے سفر پر جمعرات کو جانا ہوتا تو بدھ کی شام کو فرماتے مولوی سعید! مجھے فلاں جگہ جانا ہے لہٰذا کل کے اسباق آپ لوگ صبح کی نماز سے پہلے پڑھیں گے۔ چنانچہ صبح کی نماز سے تقریباً دو گھنٹے قبل آ کر مجھے بیدار کرتے کہ تیاری کرو اور ساتھیوں کو جگاؤ، میں ابھی آتا ہوں۔ چنانچہ آپ صبح کی نماز تک اور پھر نماز کے بعد بھی اپنے تمام ذمہ اسباق پڑھا کر سفر پر روانہ ہوتے۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ اس وقت بجلی نہ ہوتی، تو استاذ جی گھر سے لیمپ لے آتے اور عمر رسیدہ ہونے کے باوجود لیمپ کی مدہم روشنی میں پڑھاتے تھے۔

آپ بالعموم طلبہ کو اپنے پاس بلا کر ان کے سامنے علمی نکات بیان فرماتے اور بسا اوقات کوئی مشکل عبارت یا صیغہ ان کے سامنے پیش فرما کر ان سے حل کراتے۔ اگر طلبہ حل نہ کر پاتے تو آپ خود وضاحت فرما دیتے۔

اسی طرح دوران درس بھی مشکل الفاظ، صیغوں اور عبارات کے حل کی طرف خصوصی توجہ فرماتے۔ راقم نے آپ سے اس قسم کے بہت سے علمی لطائف اور نکات سماعت کئے، یاد رکھے اور اپنے شاگردوں کو بھی سنائے۔ اس قسم کے چند علمی نکات اور لطائف ملاحظہ فرمائیے۔

یہ باتیں اہل علم کے لیے درج کی جا رہی ہیں۔ ان سے حضرت رحمہ اللہ کے انداز تعلیم و تربیت اور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بلند علمی مرتبے کا اندازہ ہو سکے گا۔ نیز یہ علمی نکات قارئین کے لیے بھی افادہ کا سبب بنیں گے۔ ان شاء اللہ

**ایک عجیب جرمانہ:** ''آلو'' کیا صیغہ ہے؟ 1971ء کا واقعہ ہے کہ میرا دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں پہلا تعلیمی سال تھا اور میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ سے کتاب الصرف کا درس لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شیخ مکرم حضرت مولانا اللہ یار صاحب حفظہ اللہ نے ظہر کی نماز کے بعد حکم دیا کہ میں بازار سے چھوٹے چھوٹے آلو خرید لاؤں۔ میں آلو لے کر رومال میں ڈال کر رومال لٹکائے مسجد میں داخل ہوا تو سامنے صحن میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ جائے نماز پر تشریف فرما تھے جبکہ باقی اساتذہ کرام اسباق پڑھانے میں مصروف تھے۔ میں آیا تو آپ نے حسب عادت ہاتھ کے اشارہ سے مجھے بلایا، میں احتراماً آلوؤں والا رومال ایک طرف رکھ کر آپ کے پاس آنے لگا تو فرمایا: یہ بھی اٹھا لاؤ کیا ہے؟

میں نے خاموشی سے قریب آ کر رومال رکھ دیا اور بیٹھ گیا۔ آپ نے آلو دیکھ کر فرمایا: میں سمجھا کہ تم بیر لائے ہو۔

میں نے کہا: جی! میں ابھی جا کر بیر لے آتا ہوں۔

فرمایا: بیر نہ لاؤ............جرمانہ ادا کرو۔

میں نے کہا: فرمائیں کیا جرمانہ ہوگا؟

فرمایا: جرمانہ یہ ہے کہ تم ''آلو'' کا صیغہ بتاؤ۔

میں نے کہا: استاذ جی! صیغے تو عربی الفاظ کے ہوتے ہیں، یہ تو غیر عربی لفظ ہے۔ یہ ایک سبزی کا نام ہے۔ کیا یہ بھی صیغہ ہے؟

فرمایا: ہاں یہ صیغہ ہے اور تم نے کل ہی پڑھا ہے۔

چنانچہ میں نے یہ صیغہ حل کیا تو فرمایا اس سے ایک اور بھی بنتا ہے، وہ بھی بتاؤ۔ میں نے ذہن پر زور دے کر ایک اور صیغہ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک اور بنتا ہے، وہ بھی بتاؤ۔ میں نے ذرا سوچ کر کہا کہ جی نہیں صرف یہی دو صیغے بنتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ جلدی بتاؤ ورنہ مدرسہ کے تمام طلبہ کو بلاتا ہوں اور پھر تمام طلبہ کو بلانے کے لیے اطلاعی گھنٹی دی۔ میں نے اسی دوران کہا کہ جی تیسرا صیغہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آ گیا ہے۔تو فرمایا اب وقت ختم ہے۔ چنانچہ آپ نے تمام طلبہ کو یہ واقعہ سنایا اور پھر سب کو یہ صیغہ حل کرنے کا حکم دیا۔

اس طرح آپ شغل شغل میں بڑے ہلکے پھلکے انداز میں انتہائی مشکل باتیں سمجھاتے اور یاد کرایا کرتے تھے۔میرے ایک ہمدرد ساتھی حافظ عبدالمالک آپ کے سامنے سنن ابن ماجہ پڑھ رہے تھے۔ کتاب الزھد رقم 4196 میں جب یہ حدیث پڑھی:

﴿عن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ا ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا.﴾

حافظ صاحب نے ﴿ فتباکوا ﴾ کے لفظ میں کاف پر پیش پڑھی۔آپ نے فرمایا کہ اکثر طلبہ ایسے ہی پڑھتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ جاؤ حدیث پڑھنے والے تمام طلبہ کو بلالاؤ۔سب آ گئے تو آپ نے سب کو دور علیحدہ کھڑا کر دیا اور باری باری ایک ایک کو بلایا۔ پہلے صحیح بخاری والوں کو، پھر صحیح مسلم والوں کو،اسی طرح باری باری سب آئے اور ہر ایک نے حدیث کی عبارت پڑھی۔سب سے آخر میں میری باری آئی تو میں نے یہ لفظ ﴿ فتباکَوا ﴾ پڑھا۔آپ نے فرمایا کہ ایسے کیوں؟ یہ تمام علماء کرام تو کاف پر پیش پڑھتے ہیں۔آپ کی بات مختلف ہے۔میں نے صرفی لحاظ سے صیغہ بتایا تو ازحد خوش ہوئے۔ برکت فی العلم کی دعا دی اور غلط پڑھنے والوں کو غلطی پر تنبیہ فرمائی۔

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان المشرکون یقولون لبیك لاشریك لك، قال فیقول رسول اللہ ا ویلکم قد قدفیقولون الا شریکاتملکه وماملك.﴾ (صحیح مسلم کتاب الحج التلبیه)

اس حدیث کی توضیح میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں مشرکین کے تلبیہ کا ذکر ہورہا ہے۔ابتداء میں توحید کا اقرار ہے اور اس کے بعد شرکیہ عقیدے کا اظہار۔ چنانچہ جب توحیدی کلمات پورے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو ٹھہرو یعنی صرف اسی قدر کہو اس کے بعد والے کلمات جائز نہیں مگر مشرکین توحیدی کلمہ کے بعد ﴿الا شریکا تملکه و ماملك﴾ بھی کہا کرتے تھے۔"وماملک" میں ما موصولہ بھی ہوسکتا ہے، نافیہ بھی۔ دونوں صورتوں میں معنی اور مطالب واضح ہیں۔اسی طرح صحیح مسلم میں ہے:

﴿باب بیان ان الا فضل ان یحرم حین تنبعث به راحلته متوجها الی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مكة عقيب الركعتين﴾

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ مکہ کو روانہ ہوتے وقت جب سواری کھڑی ہو جائے تب احرام باندھے یا احرام کی نیت کرلے۔لیکن اس باب میں جو حدیث ہے اسی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ جب مکہ میں ہوتے ہیں تو آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ جاتے ہوئے احرام باندھتے ہیں۔ حالانکہ باقی لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں، آپ کی تاخیر کی وجہ؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

﴿فانی لم ار رسول الله يهل حتى تنبعث به راحلته﴾

''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کے کھڑے ہونے کے بعد احرام باندھا''

بظاہر اس باب اور حدیث اور سوال میں مطابقت نہیں اور دریافت کرنے پر پڑھانے والے ان کے مابین تطبیق کرتے وقت پریشان ہو جاتے ہیں، الجھ جاتے ہیں، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل مکہ سے منیٰ کو روانگی کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مدینہ سے مکہ کو روانگی کا ہے۔ اشکال تفصیل سے ذہن نشین کرانے کے بعد حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے جواباً فرمایا کہ ذراسی توجہ کی جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ آجاتی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممکن حد تک احرام باندھنے میں تاخیر فرمائی۔ آپ جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو احرام نہیں باندھا۔اسی طرح ذوالحلیفہ کے مقام پر دوران اقامت احرام نہ باندھا بلکہ جب روانگی کا وقت ہوا، تو آپ میقات سے آگے احرام کے بغیر نہ جاسکتے تھے اسی لیے اونٹنی کے کھڑے ہو جانے کے بعد عین روانگی کے وقت احرام باندھا۔ مطلب یہ کہ آپ نے احرام باندھنے میں ممکن حد تک تاخیر فرمائی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال اس بات سے ہے کہ اگرچہ شروع مہینہ سے احرام باندھ لینا جائز ہے تاہم سنت یہ ہے کہ ممکن حد تک تاخیر کرلی جائے۔ چنانچہ اہل مکہ کے لیے آٹھ ذوالحجہ تک تاخیر کی اجازت ہے۔ اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ میں ہوتے تو آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوتے وقت احرام باندھتے۔ (بیان 17 محرم 1397ھ)

صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے:

﴿حتى اتى الموقف فجعل بطن ناقته القصواء الى الصخرات﴾ الخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''یعنی آپ جب مقام وقوف پر آئے تو اپنی قصواء اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا۔''

یعنی آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو پتھروں کے اوپر لا کھڑا کیا، اس کلمہ کی تشریح میں حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اکثر لوگ ان صحرات (پتھروں) سے واقف نہیں۔ میں جب 1956ء میں حج کے لئے گیا تو اس وقت تک یہ صحر ات موجود تھے۔ عرفات میں جبل رحمت کی سیڑھیوں کے قریب سامنے ہی دو درخت ہیں جو وہاں کے عام درختوں سے بڑے اور ہمارے علاقہ کے درختوں سے کچھ چھوٹے ہیں۔ ہمارے ہاں کے لوگ ان درختوں کو نہیں پہچانتے حالانکہ وہ بڑ کے درخت ہیں۔ نہ پہنچاننے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پتے چھوٹے ہیں۔ ان درختوں سے ذرا فاصلے پر تقریباً تین فٹ کی بلند چاردیواری ہے جو ایک عام کمرے کے برابر جگہ گھیرے ہوئے ہے۔ اس چاردیواری میں سات سات آٹھ آٹھ فٹ لمبے پتھر پڑے ہیں یہی وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت ﷺ نے وقوف فرمایا تھا اور یہ وہ پتھر ہیں جن کے اوپر آپ نے اپنی اونٹنی کو کھڑا کیا تھا۔ یہی قبر نما طویل پتھر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں موجود تھے، اور اب تک موجود ہیں۔

جامع ترمذی ''باب ماجاء فی فضل المدینة'' میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی نے آکر بتایا کہ مجھ پر بڑے سخت دن آگئے ہیں۔ میں عراق جانا چاہتی ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانا ہی ہے تو عراق کی بجائے شام کی طرف چلی جاؤ جو ارض محشر ہے۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اقامت مدینہ کے بارے میں مشورہ دیا اور فرمایا اری صبر کر (اور یہیں رہ جا) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا ''جو شخص مدینہ منورہ کی تکالیف ومصائب پر صبر کرے گا میں قیامت کو اس کے حق میں گواہ اور سفارشی ہوں گا۔'' اس کے بعد حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ وعراق کو اچھا نہ سمجھتے تھے اسی لیے جانے والے کو وہاں جانے سے روک دیا اور پھر حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا:

مجھ کو تو منظور ہے مجنوں کو لیلیٰ
نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی

جامع ترمذی ''باب ماجاء فی عدة المتوفی عنها زوجها'' کی ایک حدیث میں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿انما ھی اربعة اشھر و عشرا﴾ گرامر کے لحاظ سے ''عشراً'' کا لفظ مرفوع ہونا چاہیے۔لیکن یہاں منصوب ہے۔ اہل علم نے اس کے منصوب ہونے کی مختلف توجیہات کی ہیں مگر وہ سب غیر تسلی بخش ہیں۔ حضرت الاستاذ العالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں ''عشراً'' مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور واقعی یہ توجیہ قابل قبول اور صحیح ترین ہے۔ان شاء اللہ

حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہو تو اس کے ورثاء یہ دعا پڑھیں:

﴿اللھم اجرنا فی مصیبتنا و اخلف لنا خیراً منه﴾

''یا اللہ! ہمیں اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور ہمیں اس کا نعم البدل نصیب فرما۔''

حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ جلدی میں اس دعا کے کلمہ ﴿اللھم اجرنا﴾ کو غلطی سے ﴿اللھم أجِرنا﴾ پڑھ جاتے ہیں، حالانکہ دونوں لفظوں کا مفہوم جدا جدا ہے۔ یہاں صحیح تلفظ جیم پر پیش ہے۔زبر نہیں۔ بوقت تدریس اس لفظ کی نہ صرف تصحیح فرماتے بلکہ دونوں کے اشتقاق اور معانی کا اعادہ فرما کر طلبہ کو خوب ذہن نشین کراتے کیونکہ یہ لفظ اَجَرَ یَأجُرُ سے مشتق ہے نہ کہ اجارہ سے۔

قرآن وحدیث میں بعض الفاظ وکلمات بڑے آسان معلوم ہوتے ہیں لیکن جب صرفی نحوی لحاظ سے ان پر غور کیا جائے تو وضاحت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت الشیخ رحمہ اللہ دوران تدریس ایسے کلمات پر خصوصی تنبیہ فرماتے۔ایک بار سورۃ المعارج کی آیات:

﴿ان الانسان خلق ھلوعاً اذا مسه الشر جزوعاً و اذا مسه الخیر منوعاً﴾

''بے شک انسان پیدائشی طور پر تھوڑے دل والا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے گھبرا اٹھتا ہے اور جس اسے خیر پہنچتی ہے تو روک لیتا ہے''

اکثر اہل علم ان آیات کو پڑھ جاتے ہیں، ترجمہ وتفسیر بھی کر جاتے ہیں لیکن شاذ ونادر ہی کوئی صاحب ان کلمات کی نحوی ترکیب پر غور کرتے ہوں گے۔ راقم کو یاد ہے کہ صحیح البخاری کے درس کے دوران متعدد بار یہ آیات سامنے آئیں تو حضرت رحمہ اللہ نے ہر دفعہ انکی ترکیب پوچھی اور پھر خوب وضاحت فرمائی۔الحمد للہ اس ڈھب سے سمجھائی ہوئی باتیں اکثر یاد ہیں۔

**مہمانوں کا اکرام اور شاگردوں کا خیال:** راقم ایک بار حضرت رحمہ اللہ کی زیارت کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گیا، عصر کی نماز کے بعد گھر لے گئے۔ چاقو لے کر سیب کاٹ چھیل کر مجھے دینے لگے تو میں نے کہا کہ استاذ جی! مجھے چاقو دیں میں چھیلتا ہوں تو فرمایا کہ آپ اس وقت میرے مہمان ہیں، مہمانوں سے کام نہیں لیا جاتا۔ ایک مرتبہ کھانے کے وقت خادم طالب علم نے حضرت رحمہ اللہ اور میرے لئے علیحدہ علیحدہ کھانا لگا دیا تو آپ اس پر خفا ہوئے، فرمایا کہ میرا بیٹا آیا ہے اور تو ہمیں اکٹھے کھانا کھانے نہیں دیتا، چنانچہ آپ نے مجھے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔

ایک دفعہ ضلع مظفر گڑھ کے کسی گاؤں میں تبلیغی سفر پر راقم کو ہمراہ لے گئے۔ گاؤں والوں نے سائیکل پر بٹھانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میرا بیٹا بھی ہے، ہم اکٹھے آجائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ استاذ جی آپ سائیکل پر بیٹھ جائیں، میں پیدل آجاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: تم پیدل نہ آنا یہیں انتظار کرنا، یہ مجھے گاؤں پہنچا کر واپس آئے گا اور تمہیں لے جائے گا۔ چنانچہ آپ جب اس کے ساتھ گاؤں پہنچے تو اسے فوراً واپس بھیجا کہ مجھے بھی سائیکل پر لے آئے۔ گویا آپ کو اپنے ہم سفر شاگرد کا مکمل خیال رہا۔

والد گرامی وفات پا چکے تھے، میں ان کی وفات کے بعد پہلی دفعہ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ رحمہ اللہ کی آنکھیں بھیگ گئیں، دیر تک مغموم بیٹھے رہے اور پھر ایک شعر پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار فرمایا:

ذهب الذين احبهم

وبقيت مثل السيف فرداً

دارالحدیث محمدیہ میں بغرض حصول تعلیم اقامت کے دوران آپ کی شفقت والفت کی بناء پر کچھ ایسی عقیدت ہوگئی کہ سال بھر میں دو تین بار ضرور آپ کی زیارت کے لیے جلالپور حاضری ہوتی رہی۔ جلالپور سے فراغت کے بعد جب جامعہ سلفیہ میں داخل ہوا تو حضرت رحمہ اللہ اسی سال ادائیگی حج کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو میں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے عاجز کو عجوہ کھجور کے چند دانے عنایت فرمائے کہ بیٹا! آپ کتب حدیث میں مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور کے متعلق پڑھتے رہتے ہیں۔ میں یہ اہل علم کے لئے یہ لایا ہوں کہ آپ جس کھجور کے متعلق پڑھتے رہتے ہوا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملاحظہ بھی کرو۔ گویا اس عمل سے بھی آپ کا شغل تدریس واضح ہوتا۔ بے شک وہ عظیم استاد تھے بہت عظیم استاد!

**شعری ذوق:** آپ کو تدریس سے منسلک ہوئے اور جلالپور میں اقامت پذیر ہوئے ایک طویل عرصہ گزر گیا مگر آپ اپنا ذاتی مکان تک نہ بنا سکے۔ کسی نے پوچھا کہ استاذ جی! آپ نے اب تک اپنا مکان نہیں بنایا؟ تو جواباً صرف ایک شعر ارشاد فرمایا:

پرندوں کی دنیا کا شاہین ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

ایک بار ہمارے محترم بھائی، حضرت کے عزیز ترین شاگرد حافظ عبدالمنعم ملتانی اور مولانا حبیب الرحمٰن آزاد وغیرہ تشریف لائے۔ کسی صاحب کا ذکر ہوا تو ان احباب نے پوچھا کہ استاد جی وہ کبھی ملنے آئے؟ تو آپ نے فرمایا:

یادش بخیر قاصد یہ جا کے ان سے کہنا
ہم بھولنا نہ سیکھے، تم بھولنا نہ بھولے

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ہمارے شیخ بحیثیت معلم

از: حافظ عبدالقیوم انصاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

راقم الحروف مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم کے مشورہ پر 1983ء میں جلالپور پیروالا درس نظامی کی کتب پڑھنے آیا۔ سنن ترمذی اور شرح جامی مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سے پڑھیں اور باقی کتب دوسرے اساتذہ سے پڑھیں۔ مولانا مرحوم کے علاوہ یہ حضرات بھی اس وقت پڑھاتے تھے:

"مولانا محمد رفیق اثری، مولانا اللہ یار، حافظ عبدالخالق، حافظ عبدالرشید اور مولانا عبداللہ مظفرگڑھی مدظلھم۔"

مولانا رحمہ اللہ کو میں نے نماز ظہر کے بعد دیکھا۔ سفید دھاری دار رومال، ایک چادر اور کرتہ آپ نے پہنا ہوا تھا۔ درمیانہ قد، سرخ چہرہ اور شخصیت پر ہیبت کے آثار تھے۔ جب لاہور سے اپنی آمد کا ذکر کیا تو انتہائی خوش ہوئے اور مولانا بھوجیانی مرحوم کا پوچھا۔ پہلے سال تو مولانا کے پاس ہماری جماعت کا سبق نہیں تھا' اس لیے سنن نسائی پڑھتے وقت جو اشکال پیش آتے ان کو نماز عصر کے بعد عام طور پر ان سے حل کرواتا اور کوشش کرتا کہ ان کو کتاب کے حاشیہ پر لکھ لوں۔ تمام باتیں کارآمد ہوتیں۔ دوران تعلیم مجھے جو مفید تجربہ ہوا وہ یہ تھا کہ استاذ اور شاگرد کا رابطہ مسلسل برقرار رہنا چاہیے۔ بالعموم ہوتا یہ ہے کہ سبق کے بعد شاگرد استاذ کو بھول جاتا ہے اور بس! ایسا کرنے سے ایک طرح کی بے برکتی ڈیرہ ڈال دیتی ہے اور بعض اوقات شاگرد استاذ کی توجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

استاذ اور شاگرد کے اس تعلق کو ایک مثال کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ لوہار لوہے کو گرم کر کے جب اس پر مسلسل ضرب لگاتا ہے تو وہ لوہا مختلف شکلوں میں ڈھل جاتا ہے اور وہی لوہا جو پہلے ناکارہ تھا اب ایک کارآمد چیز بن جاتا ہے۔ انسانی ذہن بھی اگر مسلسل توجہ میں رہے تو اس کے کارآمد بننے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ استاذ اور شاگردوں کی ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردیاں، نیک جذبات اور اچھے تاثرات یہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اس لیے استاذ اور شاگرد دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس تسلسل کو قائم رکھیں تاکہ دونوں کی آخرت اور دنیا اچھی رہے اور عنداللہ ماجور ہوں۔ آئندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سال سنن ابی داؤد کا سبق شیخ اثری صاحب کے پاس تھا اور شرح جامی شیخ مکرم رحمہ اللہ کے پاس پڑھیں۔ شرح جامی کے سبق کی درج ذیل خوبیاں نمایاں تھیں:

- طالب علم عبارت پڑھتا اور مولانا پوری توجہ کے ساتھ اس کی عبارت کو سنتے اور جہاں چوکتا اس کی فوراً اصلاح فرماتے۔
- جب تک عبارت پڑھنے والا اپنی غلطی کی اصلاح نہ کر لیتا اس کو آگے نہ بڑھنے دیتے۔
- دوران سبق کتاب سے نظر نہ ہٹاتے۔
- مفردات کی تشریح فرماتے اور طلباء کو مطمئن کرتے۔
- کوئی مشکل لفظ آجاتا تو اس کی شرح کرتے ہوئے شعراء عرب کے اشعار بطور استشہاد سناتے، اس کا فائدہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات طبیعت میں پیدا ہونے والی اکتاہٹ دور ہو جاتی۔
- اپنے زمانۂ طلب علم کے واقعات جو سبق سے متعلق ہوتے' وضاحت سے سناتے سبق کے ساتھ واقعہ کا تسلسل جڑ جانے سے وہ سبق ذہن نشین ہو جاتا۔
- گزشتہ سبق کبھی کبھی سن لیتے۔ اگر محسوس کرتے کہ طلباء ست ہیں تو ان کو تنبیہ کرتے۔

  سبق کا وقت پورا صرف کرتے۔
- غیر حاضری کے مرتکب طلباء کو شفقت سے سمجھاتے اور ناگواری کا اظہار بھی کرتے۔ مقررہ نصاب پورا فرماتے تھے۔

میں نے ایک مرتبہ مولانا مرحوم سے پوچھا کہ نحو کی کون کون سی کتب مفید ہیں تو فرمایا:

"نحو کی متداول کتب پڑھنے کے بعد اگر طالب علم تشنگی محسوس کرے تو اسے ابن ہشام نحوی کی مغنی اللبیب پڑھنی چاہیے اور اگر پھر بھی کمی محسوس ہو تو پھر سیوطی کی الاشباہ و النظائر پڑھنی چاہیے۔"

یہ کتاب پہلے حیدر آباد دکن سے 2 جلدوں میں چھپی، اس کے بعد بیروت سے 4 جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اس میں امام سیوطی نے نحویوں کے چھوٹے چھوٹے اجزاء پورے کے پورے نقل کر دیئے ہیں اور واقعۃً یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آئندہ سال سنن ترمذی کا سبق شیخ صاحب رحمہ اللہ سے پڑھا۔ حدیث کی اس کتاب کے متعلق شیخ رحمہ اللہ کی تدریس کی شہرت تھی اور عام طور پر طلبہ ترمذی پڑھنے کے ارادے سے بھی ان کے درس میں شامل ہوتے تھے۔ آخری دنوں میں مولانا رحمہ اللہ صرف تین کتابیں، بخاری، ترمذی اور شرح جامی پڑھاتے تھے۔ ترمذی صحاح ستہ میں سے ایسی کتاب ہے جس میں مختلف فقہی مسالک کے بانی مبانی حضرات کے مسلک کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ امام ترمذی علل حدیث پر بھی ضمناً بحث کرتے ہیں۔ پھر امام ترمذی حدیث کی صحت یا ضعف کے متعلق اپنی حتمی رائے بھی ظاہر کرتے ہیں جبکہ صحاح اربعہ میں سے کسی نے اس کا التزام نہیں کیا۔ البتہ ابو طاہر اور امام حازمی نے اپنے رسالوں، شروط الائمہ الخمسۃ اور شروط الآئمہ الستۃ میں ان کی شروط کا ذکر کیا ہے۔ مولانا مرحوم رحمہ اللہ سنن ترمذی کی تدریس کے وقت ان باتوں کا التزام فرماتے:

فقہی مسالک کا ذکر کرتے ہوئے وضاحت اور دیانت سے ان کے دلائل ذکر کرتے اور ان کے درمیان محاکمہ فرماتے۔ دوران محاکمہ ہر مسلک کے سقم کو بیان کرتے اور آخر میں ترجیح مع وجوہ ترجیح بیان کرتے ہوئے اپنی حتمی رائے کا اظہار کرتے۔

حدیث کی شرح کرتے ہوئے اپنے خارجی مشاہدات کا ذکر کرتے۔

اگر کسی کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث وتمحیص ہوئی تو اس کا حوالہ ضرور دیتے اور مفصل واقعہ بیان کرتے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ وہ مسئلہ طلبہ کو ذہن نشین ہو جاتا تھا۔

غریب الحدیث بیان کرتے ہوئے اکثر اشعار عرب کا حوالہ دیتے اور الفاظ کے ضبط پر پوری توجہ دیتے۔

طلبہ جب حدیث کی عبارت پڑھتے تو عبارت کی صحت پر پوری توجہ دیتے۔

مشہور اختلافی مسائل پوری تفصیل سے بیان کرتے اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر صحیح احادیث کو رد کرکے اپنے آئمہ کے اقوال کو ترجیح دی ہے ان پر سخت غصے کا اظہار کرتے۔ اس علاقے میں روافض کثیر تعداد میں موجود ہیں اس لیے ان کے مسلک کی تردید بھی کرتے۔ پورے وقار کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے اور سبق کے ختم ہونے تک اپنی نظر کتاب سے کم ہی ہٹاتے، سر پر کپڑا رکھتے، کبھی کبھار کپڑا سر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے اتر بھی جاتا۔

حدیث کے مشکل الفاظ جن کے متعلق اشتباہ کا اندیشہ ہوتا ان پر زور دیتے تا کہ طلبہ اس کی ادائیگی ٹھیک طرح سے کریں۔

اس ضمن میں انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ان کے سامنے کسی نے ''لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ المسیح بن مریم '' والی حدیث پڑھی وہ تطرونی کی ''ت'' پر زبر پڑھ رہے تھے۔ استاذ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کے سامنے ''ت'' پر پیش پڑھ کے دو تین مرتبہ زور سے پڑھا مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا اور وہ ''ت'' پر زبر ہی پڑھتے رہے۔

ابن خلدون نے اپنے ''مقدمہ'' میں ذکر کیا ہے کہ استاذ کو دوران تدریس اپنے سبق میں مشاہداتی تاثرات بیان کرنے چاہئیں۔ اس طرح شاگرد کے ذہن میں ایک طرح کی پختگی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں: سنن ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کے بارے میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ وہ اونٹ کی کھال کے دو چمڑوں پر مشتمل تھا ان کے درمیان ''لیف'' بھرا ہوتا تھا۔ ''لیف'' کے متعلق شیخ مکرم رحمہ اللہ نے بتلایا:

''کھجور کی شاخیں جہاں پھوٹتی ہیں وہاں ایک جالا پیدا ہوتا ہے، اسی جالا نما چیز کو ''لیف'' کہا جاتا ہے۔ عام طور پر اساتذہ کرام اس کا معنی کھجور کے پتے کر دیتے ہیں جو بالکل غلط ہے''

راقم الحروف کو ایک مرتبہ موضع صادق آباد (اوچ) مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا تو یہ ''جالا'' میں وہاں سے لایا تھا اور اس کو شیشے کے اندر محفوظ کر لیا تھا۔ دوران تدریس سنن ترمذی کا جو نسخہ میرے پاس تھا اس کے کناروں والا حاشیہ چوڑا تھا اس لئے میں نے غنیمت جانتے ہوئے مولانا نے جو نکات بتائے تھے، ان کو عربی میں ضبط کر لیا تھا۔ یہ نسخہ آج کل مولانا عبدالرحمٰن کے پاس لودھراں میں ہے۔ وہ شیخ محترم رحمہ اللہ کی تقریروں کو اردو میں مرتب کر رہے ہیں۔ اگر یہ کام مکمل ہوا تو علمی دنیا میں بڑا مفید اضافہ ہوگا۔ درجِ ذیل مسائل پر مولانا رحمہ اللہ نے تفصیلی نوٹ لکھوائے تھے:

- مسئلہ قلتین
- نکاح شغار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- رفع الیدین
- آٹھ رکعت قیام رمضان
- حدیث مصراۃ
- بیع خیار
- محرم کا نکاح
- نکاح کیلئے ولی کی شرط
- مردے کا کفن
- مدت رضاعت

کچھ شیوخ کے متعلق مشاہدہ ہے کہ وہ شاگرد کے سوال کو الجھن خیال کرتے ہیں اور جواب دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ اور بھری مجلس میں زجر وتوبیخ کر دیتے ہیں۔ استاذ کے ذہن میں بعض اوقات یہ بات ہوتی ہے کہ شاگرد مجھے الجھانا چاہتا ہے وہ اس کے ساتھ مناظرانہ روش اختیار کرتے ہیں حالانکہ شاگرد کا ذہن ان تمام باتوں سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ استاذ کے اس رویے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ شاگرد کا ذہن اشکال سے ہٹ کر اپنی سبکی کی طرف چلا جاتا ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ استاذ کے رویے سے میری عزت نفس مجروح ہوئی ہے۔ یہ طریقۂ تدریس انتہائی نامناسب اور مضر ہے۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ شاگرد کی بات کو پوری توجہ سے سنتے اور طالب علم کی تسلی کراتے اور اگر کوئی مفید بات آپ کے ذہن میں ہوتی تو لگے ہاتھوں وہ بھی بتلا دیتے۔ شاگرد کے ذہن کے مطابق بات کرتے۔

ابن خلدون نے بھی تدریس کے طریقوں میں اسی ڈھنگ کی بات کی ہے اور فصاحت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ استاذ کا مطالعہ وسیع ہو اور وہ قادرالکلام ہو۔ کتب کے متعلق اس کی معلومات کا دائرہ وسیع ہو اور تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شغف بھی ہو۔ مولانا مرحوم میں یہ تمام خوبیاں جلوہ گر تھیں۔ انھوں نے اپنی حیات میں مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں:

- شرح کتاب التوحید للامام البخاری .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- نعم الشهود على تحريف الغالين في سنن ابي داؤد
- اصلاحات المحدثين
- القولُ المختار في حصول المغفرة بالاستغفار

ان خصوصیات کے علاوہ شیخ محترم رحمہ اللہ کا ذاتی لائبریری بھی تھی جو انتہائی کارآمد کتب پر مشتمل تھا۔اب یہ کتابیں ان کے اکلوتے صاحبزادے پروفیسر محمد یحییٰ صاحب کے پاس ہیں۔امید ہے کہ اس کی فہرست کسی وقت چھپ جائے گی۔فی الجملہ شیخ محترم رحمہ اللہ ایک جامع شخصیت تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی کمی کو پورا فرمائے۔اللهم اغفرله و افسح له في قبره و ارفع درجته في المحدّثين. آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وڈے استاذ جی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا عبدالرحمٰن ماہڑہ (مظفر گڑھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

راقم مورخہ 8 شوال 1376ھ مطابق اپریل 1956ء کو دارالحدیث محمدیہ جلالپور میں حاضر ہوا۔ تین سال تک مدرسہ کے چشمہ علم و ہدایت سے سیرابی حاصل کی اور ابتدائی کورس کی کتابیں موجودہ شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری دامت برکاتھم سے پڑھیں۔ البتہ کچھ حصہ کتاب النحو اور آخری پارہ کی چند سورتوں کا ترجمہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ سے پڑھا۔ بلوغ المرام اور سنن قدوری کے کچھ حصص پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ بعد ازاں دیگر دینی معاہد میں تکمیل علوم میں لگا رہا مگر بڑے استاذ جی سے ہمیشہ رابطہ رہا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے خانوادے نے پورے برصغیر میں احیاء دین اسلام اور تحفظ کتاب و سنت کے لیے بڑا وقیع کام کیا ہے جس کے نتیجے میں بڑے بڑے فحول اسلام پیدا ہوئے۔ سید نذیر حسین رحمہ اللہ، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اور اکابرین رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کا شمار انھی کے فیض یافتہ حضرات میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ نے دور دراز ایک گمنام دیہات میں بیٹھ کر علم و نظر کا چراغ جلایا جس کی روشنی دور دور تک پھیلی۔ ہمارے شیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سفر و حضر میں متعدد بار استفادہ کا موقع ملتا رہا۔

آپ رحمہ اللہ کی طبیعت حاذق اور حافظہ مضبوط تھا، مدارس عربیہ میں مروج علوم پر گہری نظر تھی مگر منطق و فلسفہ کی فضول موشگافیوں سے بہت کم لگاؤ رکھتے تھے۔ علم حدیث ایک بحرِ بے کنار ہے اس کا عبور ماتعلق بالحدیث کے مستحضر کیے بغیر ناممکن ہے، اس بارے میں آپ کا مماثل ملنا مشکل ہے، سفر وحضر میں جب بھی مشکل مسائل کے بارے میں دریافت کیا، جواب مستحضر پایا۔

1973ء کا واقعہ ہے گرامی قدر شیخ ملتان شہر سے جلالپور جانے کے لئے بیرون حرم گیٹ رکشے کے انتظار میں کھڑے تھے۔ اتفاق سے میں بھی وہاں پہنچ گیا، مجھے بھی شجاع آباد جانا تھا۔ رکشہ آیا۔ ہم بیٹھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر چل پڑے، دوران سفر عرض کی حضور! مسلم شریف کی ایک حدیث ہے جسکا مقصد ذہن میں ہے مگر تسلی نہیں، میں پوچھ تو بیٹھا مگر سوئے اتفاق سے وہ حدیث میرے ذہن سے مطلق اتر گئی۔ کچھ بھی یاد نہ رہا۔ سوچ سوچ کر ایک دو لفظ ذہن میں ابھرے اور زبان پر آ گئے۔ فرمانے لگے: آپ کی بات میری سمجھ میں آ گئی۔ آپ جس حدیث شریف کا مطلب جاننا چاہتے ہیں وہ یہ ہے.......... میری سمجھ میں آ گئی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ واللہ العظیم! شیخ مکرم نے معاً پوری حدیث من وعن متن مطلب اور تشریح سمیت بتا دی۔

ایک دفعہ مسلم شریف کے درس کے دوران جنگ حنین کے تقسیم اموال غنیمت کے بارے میں پیش کردہ حدیث میں مجھے کچھ الجھاؤ ہوا۔ حضرت شیخ محترم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، بعد نماز عصر مصلی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے شبہ ظاہر کیا۔ کتاب منگوائی میں نے پڑھی۔ اعتراض یہ کہ امام مسلم رحمہ اللہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جب مال غنیمت تقسیم ہو رہا تھا تو چند انصار مدینہ کو کچھ نہ ملنے پر شکوہ ہوا۔ اس کا آنحضرت ﷺ نے انہیں تسلی بخش جواب دیا اور وہ لوگ مطمئن ہو گئے۔ پھر امام مسلم رحمہ اللہ اپنے صنیع کے مطابق اسی روایت کو مختلف اسانید سے پیش فرماتے چلے گئے، جس میں انصار مدینہ ہی کا تذکرہ آتا گیا مگر چلتے چلتے ایک دم انصار مدینہ کی جگہ یہ لفظ آ گئے:

﴿اتی رجل رسول اللہ ﷺ بالجعرانة منصرفه من حنین وفی ثوب بلال فضة ورسول اللہ ﷺ یقبض منها ویعطی الناس فقال یا محمد اعدل﴾ الحدیث

اشکال یوں ہوا کہ اس حدیث کے راوی ہر دو واقعات میں اقرع بن حابس ہیں، ابتدائی سندات میں پیش کردہ روایات میں انصار مدینہ ہیں مگر اس روایت میں کوئی اور شخص آ گیا جس کے اعتراض پر آنحضرت ﷺ نے سخت برہمی کا اظہار فرمایا۔ اس قدر تفاوت جبکہ ان تمام سندات کے رواۃ میں کوئی خاص فرق بھی نہیں۔ ایسا کیوں؟...... شیخ نور اللہ مرقدہ گویا ہوئے اور بے تردد بولتے چلے گئے۔ جبکہ یہ جواب مجھے نہ تو نووی میں ملا اور نہ ہی فتح الملہم میں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”امتداد زمانہ کے ساتھ جب بعض علماء میں روایت بالمعنی کا رواج پڑا تو اس جیسی فروگذاشتیں بہت ہوئیں اور ایسے حادثے بھی رونما ہوئے کہ ایک راوی ثقہ ہونے کے باوجود بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روایتوں میں عمن روی سے بیان کرنے میں مختلط ہو گئے۔ مثلاً محمد بن عجلان ثقة لذاته اختلطت عليه احاديث ابی هريرة رضی اللہ عنہ۔ ایسا کبھی کبھی ہوا، مگر جس چیز پر آپ کو اشکال ہے، اس اشکال کی یہاں کوئی گنجائش نہیں، اس لیے کہ درحقیقت اموال غنیمت کی تقسیم دو دفعہ ہوئی۔ ایک دفعہ میں انصار مدینہ تھے دوسری دفعہ میں یہ شخص بھی آ ظاہر ہوا۔''

اسی طرح کے ایک اور واقعہ کی بھی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے نشاندہی فرمادی جس کو بدنصیب منکرین حدیث اچھالتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عورتوں کو نہ تو مارو اور نہ یوں معطل چھوڑو اس لیے کہ (انهن خلقن من ضلع الايسر) یہ آخری فقرہ درحقیقت من ضلع الایسر نہیں بلکہ کضلع الايسر ہے۔ راوی نے ''ک'' کو من سے تبدیل کر دیا۔ جب محل سمجھ میں نہ آیا تو آدم وحوا کے قصے کے ساتھ چسپاں کر دیا۔ حالانکہ حضرت حوا بھی اسی طرح مخلوق ہوئیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام۔

سبحان اللہ! کتنی بڑی بڑی علمی الجھن کتنی آسانی سے حل فرمادی۔

اسی طرح ایک موقعہ پر شیخ نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں انکے دولت کدے پر حاضر ہوا۔ اندر بلالیا۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ اپنی اہلیہ کی وفات کے بعد تجرد کی زندگی گزار رہے تھے۔ دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اسی اثناء میں عرض کیا کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف سیرۃ النبیا میں ایک مشہور واقعہ ﴿تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى﴾ کو ذکر کر کے متعدد محدثین کے حوالے دیئے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ آخر میں مولانا مودودی رحمہ اللہ نے دوران محاکمہ فرمایا ہے:

''اس لیے ہم کہتے ہیں کہ کوئی روایت اپنی ثقاہت میں سورج سے بھی زیادہ روشن ہو مگر درایت اور مسلمہ عقائد کے خلاف ہو تو قابل قبول نہیں۔''

اگر اسی طرح ہے جس طرح مولانا مودودی رحمہ اللہ نے کہا ہے تو حدیث سے اعتماد اٹھ سکتا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے کس کس محدث کا حوالہ دیا ہے؟ میں نے صرف ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا نام لیا تو فرمایا ابن عبدالبر کون ہیں؟ کیا وہ صحت وضعف کے حوالے سے آخری اتھارٹی ہیں۔ صرف ان کی رائے پر کسی حدیث کی صحت وسقم کا نہ مدار ہے، نہ ہم کسی کے مکلّف ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا مودودی رحمہ اللہ نے جو کچھ کہا ہے انکا خود ساختہ عندیہ ہے ہم ان سے متفق نہیں۔ میں نے عرض کی جناب! اسی روایت کو دلائل النبوت میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے کئی صفحات میں پھیلایا ہے۔ مگر انہوں نے اس روایت پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ تو فرمایا ''مولوی جی'' امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس چیز کا التزام نہیں کیا کہ تمام مرویات صحیح ہونگی۔ درحقیقت انہیں جتنی روایات ملیں انہوں نے ذکر کردیں جن میں رطب و یابس بھی آگئیں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ گئے۔ پھر مسکرا کر فرمایا (مرحوم کی دلآویز مسکراہٹ کا منظر اس وقت بھی میری نظر میں ہے) مولوی جی! ایک اور عجیب بات آپ کو سناؤں:

''ہم بچپن میں واعظین سے سنا کرتے تھے کہ کسی شکاری نے بچوں والی ہرنی پکڑ لی۔ ہرنی نے اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے مہلت مانگی مگر مہلت نہ ملی۔ آنحضرت ﷺ کی ضمانت پر رہا کیا گیا۔ ہرنی دوڑتی ہوئی گئی، بچوں کو دودھ پلایا، واپس آنے میں دیر ہوگئی تو نبی ﷺ اپنی ران کا گوشت کاٹ کر شکاری کو دینا چاہتے تھے کہ اتنے میں ہرنی بھی آگئی۔ اس بے سروپا قصے کو نقل کرنے والے بھی امام بیہقی رحمہ اللہ ہیں۔ انتہی''

ایک اور واقعہ کا بھی سن لیجیے۔ اہل علم کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ میں ایک دفعہ بہاولپور سے جلالپور آیا۔ دوپہر ڈھل چکی تھی۔ میں سیدھا آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ رحمہ اللہ خود دروازے پر تشریف لائے، دروازہ کھولا۔ طبیعت بہت رنجور تھی خاصے افسردہ لگ رہے تھے۔ اندر بلالیا، پانی پیا۔ بعد از سکون میں نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اگر اپنی صحیح میں کہہ دیں کہ قال رسول اللہ ﷺ تو کسی نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ مگر امام مالک رحمہ اللہ اپنی مؤطا میں مثلاً یوں لکھ دیں کہ مالك عن نافع عن النبی تو روایت نامنظور ہوجاتی ہے، ایسا کیوں ہے؟ حالانکہ جلالت شان میں امام مالک رحمہ اللہ کم نہیں ہیں۔

شیخ نور اللہ مرقدہ کی طبیعت میں افسردگی تھی، میرے استفسار پر فوراً بشاشت آگئی لب کشائی فرمائی تو یوں محسوس ہوا جیسے لعل و جواہر کی دکان کی کھل گئی ہے۔ سربستہ راز کھلتے چلے گئے، نخبۃ الفکر کی عبارتیں آنے لگیں دور تک نکل گئے۔ آخر میں فرمایا کہ فتح الباری کا مقدمہ پڑھو۔ ان اعتراضات کا جواب وہاں موجود ہے۔ پھر فرمایا کہ تفسیر روح المعانی اور تفسیر احمدی کا ضرور مطالعہ کرو۔ سلسلہ کلام بہت ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعلیٰ تھا مگر شیخ نوراللہ مرقدہ رنجور تھے۔ اس لیے زیادہ تکلیف نہ دی۔ یہی ایک دو عقدے حل کرائے اور اجازت لے کر چلا آیا۔ ویسے تو میں نے علمی فائدے بہت حاصل کیے ہیں مگر خوف طوالت سے انھی پر اکتفا کرتا ہوں۔

مشاطہ را بگو کہ براسباب حسن یار
چیزے فزوں کند کہ تماشا بمارسد

**انداز تدریس:** درس نظامی کی تدریس ایک انوکھا فن ہے، ایک استاذ کی کامیابی کے لیے علوم مروجہ پر مکمل عبور از بس ضروری ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو ہر فن پر ملکہ حاصل تھا۔ عبارت کی تقطیع، مصنف کا عندیہ، اسماء وافعال کے متعلقات کی تقدیم وتاخیر، عبارت عربی کا حسن ترتیب، ترکیب کی نشاندہی آپکا طرہ امتیاز تھا۔ انداز درس ائمہ مدرسین جیسا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ مذاہب فقہا رحمہ اللہ بیان کرنے کا التزام فرماتے تھے، انکا یہ انداز امت مرحومہ پر عظیم احسان ہے۔ حضرت الشیخ رحمہ اللہ کی گفتگو میں بھی ترمذی پڑھاتے وقت وسعت وبشاشت آجاتی تھی۔ اپنے مسلک میں کسی سے مرعوب تھے، نہ کتاب وسنت کے علاوہ کسی کے پابند۔ جہاں تک میری معلومات امام بخاری رحمہ اللہ کے اجتہادات پر حد درجہ اعتماد تھا، پڑھاتے وقت تسلسل اور پورے وثوق کے ساتھ تقریر فرماتے تھے۔

**حسن اخلاق وحسن سیرۃ:** انجمن اہل حدیث جلالپور کی سعادت ہے کہ حضرت قدس سرہ جیسا مستقل مزاج انسان اس جماعت کو میسر آیا جو تمام صفاتِ حمیدہ سے موصوف تھا۔ سادہ طرز زندگی، مزاج شناسی، غیر سے بہت کم الجھاؤ، اہل علم کے اقدار کا لحاظ، عام وخاص سے میل ملاپ، اپنے کام سے گہری وابستگی اور خلوص، بست وکشاد اور انضمام و انصرام میں محض سربراہ کی حیثیت، مدرسہ کے محاصل ومصارف میں وسعت انسانی کی آخری حد تک احتیاط، تعلیمی معیار کو بلند تر رکھنا، اپنے مسلک پر بھرپور عبور، دلائل پر نگاہ۔ یہ وہ خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے مدرسہ کامیاب اور جماعت پروان چڑھی۔ آپ کی مسجد کے بغل میں ایسے لوگوں کا مذہبی مرکز ہے جو اسلام میں داخل ہونے والے السابقون الاولون مسلمانوں سے اسی طرح کدورت رکھتے ہیں جس طرح صنادید قریش کو ان بزرگوں سے تھی۔ اللہ شیخ مکرم کو غریق رحمت کرے، ایسے حسن کردار سے رہے کہ اپنے کام میں لگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے کسی سے الجھے، نہ جماعت کو پریشان کیا۔ ورنہ ایسے کئی مواقع آئے جن میں نہ معلوم کس قدر جھگڑا ہوتا۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ کئی حضرات اپنے حلقے سے کٹ کر جماعت میں آشامل ہوئے۔ ہم نے اپنے زمانہ تحصیل میں کئی بار دیکھا کہ علماء دیوبند کے جلسوں میں خندہ پیشانی سے چلے جاتے، بلکہ کئی بار جلسے کی صدارت بھی کی۔

آپکا فقہی مسلک تقلید کی بندشوں سے دور تھا۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں ہر طرف سے آوازیں اٹھیں کہ پاکستان میں فقہ حنفی رائج کردی جائے۔ میں ایک دن حضرت قدس سرہ کی خدمت میں بوقت صبح بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان آیا اور آتے ہی کہا کہ دیکھیں کس قدر حیرت کی بات ہے، لوگ کہہ رہے ہیں فقہ حنفی رائج کردی جائے۔ محترم شیخ نے اس نوجوان کی بات کاٹتے ہوئے فرمایا کہ او بھائی صبر! دوسوسال تک انگریز کا قانون برداشت کیا گیا ہے، اب خیر القرون کے ایک عظیم مسلمان کا فتویٰ جاری ہوجائے تو کوئی حرج نہیں، برداشت ہوجائیگا۔

1956ء میں پہلی دفعہ آپ حج پر تشریف لے گئے، واپسی پر نصف شہر کے لوگوں نے شجاع آباد والی چنگی پر آپ کا استقبال کیا، ہر کس و ناکس سے گلے مل رہے تھے، راقم کی باری آئی تو جہاں اپنے دیرینہ احباب کو گلے لگایا وہاں مجھ جیسے ہیچ کو بھی نہ صرف گلے لگایا بلکہ دعائیہ کلمات بھی میرے حق میں ادا فرمائے۔

زکدام باغ اے گل کہ چنیں خوش است بویت ؟

تعلق، محبت، رواداری، عمومی رابطے فیض رسانی، طلباء سے دل لگی، ہنسی مذاق، خلاف مزاج فعل پر بردباری اور نومولود بچوں کے جنازہ کے لیے جنازہ گاہ چلے جانا ان کی گراں قدر سیرت کے ادنیٰ نمونے ہیں۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

حق یہ ہے کہ اچھے عمل کی زندگی اپنا انعام خود ہوتی ہے شیخ مکرم نے زندگی بھر دینی تعلیمات کو اپنے عمل میں جلوہ گر رکھا۔ علم کا نور پھیلایا اور ہر چھوٹے بڑے کی جس طرح دلجوئی اور تکریم کرتے رہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رب ذوالجلال نے اس کا صلہ یہ دیا کہ انھیں ہرکس وناکس کا محبوب مکرم بنادیا آج جلالپور کا محبوب ومکرم بنادیا۔آج جلالپور کا ہر بچہ بوڑھا شیخ مکرم کو''وڈے استاد جی'' کے تعظیمی لقب سے یاد کرتا ہے۔
رحمه الله رحمة واسعة .

**جماعتی امور،نظم ونسق اور تنظیم:** قوموں کی بقاء وعروج جماعتی امور میں نظم ونسق اور تنظیم میں مضمر ہے۔ کہتے ہیں کہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ جب اپنے گھوڑوں کو آپس میں لڑتا ہوا دیکھتے تو فرماتے جب تمہارا اپنا امور انتظامیہ خراب ہے تو دشمن سے کس طرح لڑو گے۔جس قوم نے اپنا شیرازہ بکھیرا،نہ صرف یہ کہ وہ زوال پذیر ہوگئی بلکہ صفحہ ہستی سے مٹادی گئی۔آپ نے اپنی جماعت کو پورے نظم سے رکھا۔اگر کسی وجہ سے بعض دوست آپ کی اقتداء سے دور ہوئے تو تصادم کی کوئی صورت پیدا نہ کی۔میل میلاپ اسی طرح رکھا جیسے تھا۔نتیجتاً غبار چھٹ گیا اور اٹھتے ہوئے طوفان کا رخ پھر گیا۔

ان کے جانشین اگرانھی روایات پہ قائم رہے تو کامیابی انکے قدم چومے گی، وقت ایسا ہے کہ دریاؤں کے بہاؤ بہت تیز ہوگئے ہیں۔ایک دفعہ میں اور مغفور ومرحوم مظفرگڑھ شہر میں کہیں جانے کے لئے بس کے انتظار میں کھڑے تھے'یہی افتراق کی بات آگئی تو فرمایا،مولوی جی!اب کچھ سمجھ میں نہیں آتا،جہاں دیکھو فتنہ ہی فتنہ ہے۔آپ اپنے اندر جھانکو،ارباب دیوبند کتنے حصوں میں بٹ گئے ہیں۔ ہمارے اندر ایسے بند ٹوٹے ہیں کہ سوائے کفر کے دوسرا کوئی فتویٰ ہے ہی نہیں۔

قومی اتحاد کے زمانہ میں شجاع آباد شہر میں ایک لمبا جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا گیا۔حضرت والا کو بھی مدعو کیا گیا،تشریف لائے جلوس میں شریک ہوئے، حالانکہ آپ کی عمر کا تقاضا نہیں تھا جبکہ جلوسوں میں سوائے شور وشر کے اور کیا ہوتا ہے مگر ایک ملی نظم کو مدنظر رکھ کر پورے جلوس کی قیادت فرمائی۔راقم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدمت کے لئے ہمہ وقت آپ کے پہلو میں رہا۔جلوس کے اختتام پر قاضی احسان احمد قدس سرہ کی مسجد میں تقاریر کا بندوبست ہوا۔خلقت اُمڈ آئی۔آپ نے شیرازہ بندی پر ایک پرمغز تقریر فرمائی۔سمجھ دار طبقہ عش عش کر اٹھا۔اختتام پر بعض دوستوں نے میری وساطت سے خاطر تواضع کی خواہش ظاہر کی،آپ نے خندہ پیشانی سے قبول فرمائی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند

سلام ما بر سانید ہر کجا ہستند

**حوصلہ اور بردباری:** آپ کی طبیعت میں مناظرے اور مجادلے نہیں تھے۔ آپ کے خطبے اور تقریریں اکثر اصلاح معاشرہ پر ہوتی تھیں۔ مگر بایں ہمہ اگر کہیں سے چیلنج اٹھتا تو ایک شیر دل جرنیل کی طرح میدان میں اترتے تھے۔ کوئی محلاتی آویزش سر اٹھاتی تو نہایت بردباری سے اسے ٹال دیتے۔ اپنے بارے میں ایک دفعہ فرمایا:

”میری کاہل جان پر امراض نے بے ہنگم حملے کیے، بیرونی فعل وفساد حیران کن ہیں، بس کیا کہوں میری زندگی فرحت وغم اور کرب وسکون کے ملے جلے وقائع کا نام ہے۔“

بلوچ قوم کے ہوکر بھی بردباری کا مرقع تھے۔ الجھاؤ کسی سے نہیں رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کا عملی نمونہ تھے:

﴿انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق﴾

وفات سے چند دن پہلے میں اور مولانا محمد صدیق ماہرہ نشتر ہسپتال گئے محسوس ہوا کہ آپ رحمہ اللہ زندگی کے بقایا سانس پورے کررہے ہیں۔ سانس تو تھا مگر وہ اب ہم سے روٹھ چکے تھے۔ کبھی وہ اوقات تھے یہی ہستی جگمگاتی نظر آتی مگر اب ایک نامور سخن طراز اپنوں سے بھی ہم کلام نہ تھا۔ افسوس ہم نیازمندان تشنہ آب کاسہ لئے کھڑے تھے مگر ساقی نے اب یہ کہہ کر معذرت کرلی نزع کی آخری ہچکی ہے ذرا غور سے سن زندگی بھر کا خلاصہ اسی آواز میں ہے۔

﴿ولله البقا ولغیره الفنا۔ اللهم اغفر لجمیع اساتذتنا وارفع درجاتهم فی جنات الفردوس ووفقنا بحسن سیرهم ورفیع افعالهم وصل علی افضل الخلق ومبین الحق افضل الصلوٰة برحمتك یاارحم الراحمین﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ہمارے استاذ جی رحمہ اللہ

## خواجہ شبیر احمد

ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر (اکانومسٹ گروپ)

حکومت پاکستان (اسلام آباد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری پیدائش 1935ء کی ہے اور استاذ جی رحمہ اللہ اس سے بھی دو ایک برس پہلے جلالپور مدرسہ دارالحدیث محمدیہ اہل حدیث میں تشریف لا چکے تھے۔ اُس وقت درس وتدریس کا کام چھوٹی مسجد (مسجد جندوڈا صاحب والی) میں ہوتا تھا اور مولانا مرحوم رحمہ اللہ اکیلے ہی مدرس تھے۔ میری عمر تین چار برس کی ہوگی (بچہ اسی عمر سے ہوش سنبھالنا شروع کرتا ہے) کہ میں نے دیکھا کہ جماعت اہل حدیث کا ہر فرد کیا بچہ اور کیا بزرگ انھیں خواہ وہ سامنے ہوں یا غیر موجود "بڑے استاد جی" ہی کہتا ہے۔ بلکہ سرائیکی زبان کی رعایت کی بناء پر زیادہ احترام دینے کے لیے جمع کا لفظ "استادوں" یا "استادیں" بمعنی واحد استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ ترکیب لفظی ان کی موت تک بلکہ اب بھی اس علاقے میں انھی کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

میرا تعلیمی سلسلہ کالج اور یونیورسٹی میں مکمل ہوا۔ پاکستان کے اندر اور بعض بیرونی ممالک میں کئی معروف پروفیسروں سے تحصیل علم کا موقع بھی ملا۔ معروف معنوں میں زانوئے تلمذ تہہ کیا، نہ کبھی درس نظامی کا سبق لیا اور نہ ان سے کوئی سند لی۔ لیکن لفظ "استاذ" اب بھی دل کی گہرائیوں سے صرف ایک ہی شخص کے لئے زبان سے نکلتا ہے اور وہ تھے مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ۔

درمیانہ قد، گورا رنگ، کشادہ پیشانی، بڑی بڑی آنکھیں، چمکتے دانت، بھرے بھرے ہونٹ، کتابی چہرا، مخروطی داڑھی نہ بہت لمبی اور نہ بہت چھوٹی، چہرے سے متناسب اور سر کے بال گھنے جنہیں وہ ہمیشہ خشخشی کراتے تھے بھنویں گھنی اور قدرے خمدار، سر کے اگلے حصے میں تقریباً آدھے انچ کا ایک نشان بھی تھا۔ یہ تھی وہ شکل جو میں نے ہوش سنبھالتے ہی دیکھنی شروع کی اور حیرت انگیز طور پر کوئی پچپن برس بعد بعینہ وہی شکل ان کی موت سے چند گھنٹے قبل جب ان کی عمر 90 برس کے قریب تھی انکے بستر مرگ پر دیکھی۔ سوائے اس کے کہ سر کے بال اور داڑھی سفید ہو چکی تھی اور نیچے کے ایک یا دو دانت ٹوٹ چکے تھے' بڑھاپے نے ان کے سراپے پر اس کے علاوہ اور کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔

چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں کا احترام ان کا وتیرہ تھا۔ گفتگو میں نرم رو تھے۔ باتوں میں ابلاغ تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور بار ہا جماعت اور باہر کے لوگوں کو اختلافی مسائل پر مولانا رحمہ اللہ سے کج بحثی کرتے دیکھا لیکن ان کا تفہیم کا انداز ہمیشہ حکیمانہ ہوتا تھا۔ مناظرانہ صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ جمعہ کے خطبات میں بعض اوقات بلند آہنگی پیدا ہو جاتی تھی۔ آواز میں زیر و بم موقع کی مناسبت اور نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے ہوتا تھا۔ یہ بلند آہنگی سماعت پر گراں نہیں گذرتی تھی۔ اپنے ابتدائی دور میں غالباً سخت گیر مدرس تھے۔ میرے بچپن کا ایک مشاہدہ ذہن میں ابھی تک محفوظ ہے۔

مولوی محمد عیسیٰ مرحوم جن کا تعلق ضلع لودھراں سے تھا اور خاندانی تعلق کی بناء پر بھی مولانا رحمہ اللہ سے قربت تھی، ان کی کھجور کی چھڑی سے سرزنش کر رہے تھے۔ اس کے سوا میں نے پھر کبھی ان کو اس کیفیت میں نہیں دیکھا۔ تدریس کے اوقات میں کسی بھی ملاقاتی سے خوش دلی سے نہیں ملتے تھے۔ نہایت اختصار سے بات ختم کر دیتے تھے۔ شروع کے زمانے میں ان کے بعض شاگردان کے ہم عمر تھے اور بعض ان سے عمر میں بڑے بھی تھے۔ مولوی خدا بخش مرحوم جن کا تعلق قصبہ جتوئی سے تھا، مجھے ابھی تک یاد ہیں جن کی داڑھی اس وقت بھی تقریباً سفید تھی اور استاد رحمہ اللہ کا ابھی جوانی کا دور تھا۔

استاد مرحوم رحمہ اللہ ایک متبحر عالم دین اور نہایت متقی شخص تھے، لیکن وہ زاہد خشک بالکل نہیں تھے۔ نوجوانی کے دور میں شعر بھی کہتے تھے۔ اسی دور کی لکھی ہوئی ایک نظم یا غزل مجھے بھی سنائی تھی۔ کئی دفعہ دیوان غلام فرید کا مطالعہ کرتے ہوئے اور بعض عربی اور فارسی اشعار کو اکیلے میں بالعموم چہل قدمی کے دوران گنگناتے ہوئے سنا۔

ان کی حس مزاح نہایت لطیف تھی۔ فقرہ بہت عمدگی سے چست کرتے تھے۔ جس سے مزاح ہوتا وہ بھی لطف اندوز ہوتا تھا۔ مزاح میں استہزا کا پہلو نہیں ہوتا تھا۔ یوں تو ان کی شخصیت کے کئی پہلو تھے، وہ شیخ الجامعۃ بھی تھے، مدرس بھی، ایک بڑے عالم دین، خطیب، جماعت کے ایک بزرگ اور ایک مصلح بھی۔ سب سے بڑھ کر ایک عام انسان کے طور پر انھوں نے اپنی زندگی کے کوئی ساٹھ پینسٹھ برس ہم سب کے سامنے اور جماعت اور طلباء کے ساتھ رہ کر گزارے۔ ان کے شاگرد اس وقت بھی سینکڑوں کی تعداد میں پاکستان کے ہر حصے میں تدریس و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ بعض دوسرے ممالک کے طلباء نے بھی ان سے استفادہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں خاص طور پر ان کی شخصیت کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا۔ بطور ایک انسان وہ ایک عالم باعمل تھے، جس چیز کا منبر سے انہوں نے پرچار کیا اس پر وہ خود بھی عمل کرتے تھے۔ ایک چھوٹے سے عمل سے لے کر مشکل عمل تک میں نے استاد رحمہ اللہ جی کو سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا دیکھا۔ جب بھی اور جتنا عرصہ جلالپور میں رہا یا آتا جاتا رہا' شروع کے دور سے آخر تک میں نے ان کو ظہر اور عصر کی نمازوں کے لئے وضو کرتے وقت مسواک لازمی طور پر کرتے دیکھا۔

روپے پیسے کے معاملہ میں انتہائی دیانت دار تھے اور اپنے لیے یا اپنی اولاد کیلئے جائیداد وغیرہ بنانے کی خواہش سے کلیۃً بالاتر تھے۔ ان کی وفات کے وقت ان کے پاس ایک چھوٹا سا کچا پکا مکان ضرور تھا' جو انہیں رہائش کے لئے میاں رحیم بخش اور میاں اللہ بخش مرحوم نے ھبہ کیا تھا اور جس کی دوبارہ تعمیر انہوں نے خود پختہ اینٹوں سے کرائی۔

میں نے ان کو اپنے بچپن سے لے کر ان کی وفات تک اسی مکان میں رہائش پذیر دیکھا ہے' سوائے اس تھوڑے عرصہ کے جب اس مکان کی دوبارہ تعمیر ہو رہی تھی۔ اس وقت مولانا مرحوم رحمہ اللہ نے قریب کی ایک گلی میں منشی عبدالستار مرحوم کے مکان میں رہائش رکھی۔ اپنے بچپن میں اور پھر ان کی دوسری اہلیہ کی وفات کے بعد بارہا مجھے ان کے گھر میں جانے کا موقع ملا۔ گھر ہمیشہ صاف ستھرا پایا۔ لباس کی طرح ان کے گھر میں بھی میں نے انتہائی سادگی دیکھی۔ سوائے کتابوں کی الماری اور کتابوں کے میں نے ان کے گھر میں کبھی کوئی قیمتی چیز نہیں دیکھی۔ استاد جی رحمہ اللہ کی وفات کے موقع پر کسی نے سچ کہا تھا کہ اکثر لوگ مال و دولت دنیا میں چھوڑ کر جاتے ہیں، لیکن یہ شخص اپنا سب کچھ اپنے ساتھ لے گیا:

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

استاد جی رحمہ اللہ کی شخصیت کا دوسرا پہلو ایک مصلح کا ہے، جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا کہ میں نے ان کے سامنے باقاعدہ طور پر زانوے تلمذ تہہ نہیں کیا البتہ میں ان خوش قسمت خوشہ چینوں میں سے ہوں جنھوں نے ان کے جمعہ کے خطبات اور نجی مجالس ہی میں اپنی جھولی بھر لی اور تھوڑا بہت جو فہم دین اور ذوق مطالعہ پیدا ہوا ہے وہ انھی کا عطیہ ہے، بقول شاعر:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

میری عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ نجی مجالس اور ان کا دورانیہ طویل ہوتا گیا۔ جب کبھی اسلام آباد سے جلالپور آتا تو آپ رحمہ اللہ کے ساتھ ایک دو ملاقاتیں ضرور ہوتیں۔ ابتداء میں مسجد کے حجرے میں جہاں وہ درس دیا کرتے تھے، مسجد کی دوبارہ تعمیر کے بعد وہ کمرہ مسجد کے ہال کا حصہ بن گیا۔ ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد یہ ملاقاتیں بالعموم ان کے گھر پر ہوتیں۔ ان ملاقاتوں میں انجمن اور مدرسے کے مسائل بھی زیر بحث آتے اور ان علمی و دینی مسائل پر بھی ضرور بات ہوتی جو ان سے گزشتہ ملاقات کے بعد میرے مطالعہ اور مشاہدے کی بناء پر میرے ذہن میں بطور سوال موجود ہوتے تھے۔

میں نے ''یسرنا القرآن'' کا قاعدہ آپ رحمہ اللہ سے ہی 50-1949ء میں پڑھا جب کہ آپ شیخ الحدیث تھے اور ان کی معاونت کے لئے کئی اور اساتذہ بھی موجود تھے، اور پھر جون/جولائی 1995ء میں اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد جب مستقل رہائش کے قصد سے واپس جلالپور آیا تو اپنی تشنہ آرزو کی تکمیل کے لئے استاذ جی رحمہ اللہ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے کی درخواست کی اور اگلے ہی دن سے بعد نماز عصر انہوں نے مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔ لیکن قدرت کو غالباً یہ منظور نہ تھا۔ میری تشنہ لبی باقی رہی کیونکہ بعض ضروری ذاتی مجبوریوں کی بناء پر اگلے چند مہینے مجھے کراچی اور اسلام آباد میں گزارنے پڑے، اور اسی سال نومبر میں وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے راوی انجمن اہل حدیث کے صدر سیٹھ قادر بخش مرحوم ہیں۔ وہ میرے سسر تھے۔ ان کی وفات 1990ء میں ہوئی اور یہ بات غالباً 87-1986ء کی ہے۔ سیٹھ صاحب مرحوم نے اسی دور میں استاد جی رحمہ اللہ سے گزارش کی کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر پرانی عیدگاہ (جواب دارالاقامہ طلباء ہے) میں بنائیں تاکہ جماعت کے لوگوں کو آپ کی قبر پر آنے اور دعا پڑھنے کی سہولت رہے۔ لیکن آپ نے اس تجویز کو رد کر دیا اور ہدایت کی کہ ''وفات کے بعد مجھے مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔'' چنانچہ آپ اپنی وصیت کے مطابق عام مسلمانوں کے ساتھ ایک کچی قبر میں آسودہ خاک ہیں جس پر پیلو کا ایک چھوٹا سا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درخت سایہ فگن ہے۔ ایسی ہی پیلو کی ٹہنیوں سے استاذ محترم رحمہ اللہ زندگی بھر مسواک کرتے رہے اور خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور سنت رسول ﷺ روشناس کراتے رہے۔ رحمہ اللہ۔

اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں

(عمر حیات جام B.A ورگ ساکن بیٹ کیچ بستی بھنڈی جلال پور)

مولانا مرحوم کا اسم گرامی تو کافی عرصہ سے سن رکھا تھا لیکن میرا تعلق ایسے پسماندہ علاقہ سے ہے جہاں تعلیمی تناسب نہ ہونے کے برابر تھا اور ناخواندہ لوگوں میں عام طور پر یہی مشہور تھا کہ جلال پور پیروالا میں مولوی سلطان محمودؒ صاحب نامی ایک شخص نے ایک نئے مذہب کا پرچار شروع کر رکھا ہے۔ میرا تعلق بھی ایسے ہی خاندان سے تھا جس پر صدیوں سے علاقہ کے رسم و رواج کی حکومت تھی اور اس سے باہر نکلنا کفر اور زندقہ شمار کیا جاتا تھا۔ میں نے ۱۹۵۴ء میں گریجوایشن کی۔ آپ اس علاقہ کی تعلیمی حالت کا اندازہ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء میں گریجوایشن کرنے والا اس علاقہ سے میں دوسرا آدمی تھا۔ تعلیم کے سلسلہ میں شروع ہی سے خداداد اہلیت تھی۔ مڈل کلاس کا امتحان جلال پور پیروالا سے پہلی پوزیشن میں پاس کیا میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول علی پور ضلع مظفر گڑھ سے پاس کیا اور نہ صرف اپنی جماعت میں اول رہا بلکہ میرے حاصل کردہ نمبر اب تک اس سکول کا کوئی طالب علم حاصل نہیں کر سکا، نہ پہلے اور نہ بعد میں۔

دسمبر ۱۹۵۴ء میں ڈی بی ہائی سکول جلال پور پیروالا میں بطور استاد کے میرا تقرر ہوا ۱۹۵۵ء کی بات ہے ہم چند اساتذہ کے پیریڈ خالی تھے اور ہم لوگ کامن روم میں گپ شپ لگا رہے تھے کہ دور سے ایک صاحب ہماری طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے منشی حسین احمد صاحب مرحوم جو کہ عربی کے استاد تھے آنے والی شخصیت کو دیکھ کر بولے کہ آج مولانا سلطان محمودؒ صاحب کیسے تشریف لا رہے ہیں؟ اتنے میں مولانا بھی کامن روم میں داخل ہوئے ہم سب نے انتہائی احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا بیٹھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے کرسی پیش کی آنے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا! ''میرا بیٹا محمد یحییٰ اسی سکول میں پڑھتا ہے میں اس کی تعلیمی حالت دریافت کرنے کے لیے آیا ہوں نیز یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ اس کا عام روّیہ کیسا ہے؟'' میں اس کلاس کا انچارج تھا میں نے عرض کیا کہ انتہائی شریف ہے لائق ہے کبھی غیر حاضر نہیں رہا ذمیہ کام (Home Work) باقاعدگی سے کرتا ہے لیکن شرمیلا بہت ہے لڑکیوں سے بھی زیادہ'' یہ سن کر مولانا مسکرا دیئے اور فرمایا: کہ ''یہی تو میں چاہتا ہوں'' اس کے بعد مولانا واپس تشریف لے گئے۔

معلوم نہیں کہ مولانا کی شخصیت میں کوئی جادو تھا یا مقناطیسیت تھی کہ اگلے دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا بہت عزت واحترام کے ساتھ مسجد میں اپنے ہمراہ بٹھایا پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا کافی دیر تک ان کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہونے کے بعد میں واپس آ گیا۔ پھر یہ میرا معمول بن گیا کہ فارغ وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور مختلف دینی، معاشرتی اور سیاسی مسائل پر سیر حاصل گفتگو کے بعد واپس لوٹتا۔ مولانا کے بے داغ کردار، پرتاثیر گفتگو اور مبنی بر حقیقت تقاریر سے لوگ آہستہ آہستہ متاثر ہونے لگے تھے وہی لوگ جو کل تک ان کے نام سے بدکتے تھے ان کے حلقۂ اثر میں داخل ہو رہے تھے۔ ان کا دائرہ اثر بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ ہمارے علاقہ بیٹ کچ جیسے دور افتادہ مقام کے لوگ بھی جو کبھی ان کو نیا مذہب پھیلانے والا سمجھتے تھے اس طرح ان کی شخصیت کے اسیر ہوئے کہ آپ کو تقریر کے لیے بلانے لگے۔

یہ مولانا کا دین اسلام سے خلوص، تبلیغ دین کے لیے ان کا پر حکمت طریق، ان کے بیان کی شیرینی تھی کہ جلال پور پیروالا کے قریب جو گاؤں پہلے بستی باندراں کے نام سے مشہور تھا دین پور بن گیا اور وہاں کے باشندے دین اسلام کی اصل روح سے روشناس ہوئے۔

مولانا کی علمی بلندی کا اندازہ صرف اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر مکتبۂ فکر کے لوگ کسی بھی معاملہ (خاص طور پر وراثت یا عائلی مسائل) میں فتویٰ مولانا سلطان محمود صاحب مرحوم مغفور سے لیتے تھے اور وہی فتویٰ عدالتوں میں پیش ہوتا تھا۔

۱۹۵۹ء کے ابتدائی ایام میں مجھے سیاست کا شوق چرایا۔ ملازمت سے استعفیٰ دیا اور فیلڈ مارشل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنرل محمد ایوب خاں کے قائم کردہ نظام بنیادی جمہوریت (B.D) کے تحت انتخابات میں حصہ لیا اپنی یونین کونسل بیٹ کیچ کا چیئرمین منتخب ہوا اس وقت جلال پور پیروالا کو تحصیل کا درجہ حاصل نہیں تھا۔ تحصیل شجاعباد تھی ڈسٹرکٹ کونسل کی تشکیل کا مرحلہ آیا تو ارباب اختیار نے حکم جاری کیا ہر تحصیل کی یونین کونسلز سے ضلع کونسل کے لیے ایسا چیئرمین برائے ممبر شب ضلع کونسل نامزد کیا جائے جو گریجویٹ (B.A.Bsc) ہو اسے میں اپنی خوش قسمتی کہوں یا تعلیمی میدان میں علاقہ کی طرف حکومت کی عدم توجہی کہ پوری تحصیل شجاعباد کی یونین کونسلروں میں صرف مجھے یہ اعزاز حاصل تھا کہ میں گریجویٹ تھا اور اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جناب مختار مسعود نے جو بہ لحاظ عہدہ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین تھے مجھے ممبر ضلع کونسل ملتان نامزد کیا۔ تھوڑا عرصہ بعد مجھے مارکیٹ کمیٹی جلال پور پیروالا کا وائس چیئرمین بھی نامزد کیا گیا، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد مجھے لیبر کورٹ ملتان کا ممبر بھی بنا دیا گیا۔

اس وقت جلال پور پیروالا سے ملتان تک سڑک کچی تھی۔ میں نے چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ جو کہ ضلع کونسل کے ممبر تھے اور ملک رحیم بخش صاحب بچہ جو ڈسٹرکٹ کونسل کے سیکرٹری تھے ان کو سڑک کی حالت زار سنائی اس میں سید صدرالدین شاہ صاحب (شجاعباد میونسپل کمیٹی ممبر ضلع کونسل) کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا۔ چنانچہ ڈسٹرکٹ کونسل کے پہلے اجلاس کی پہلی قرارداد اسی سڑک کو پختہ کرنے کے بارے میں تھی۔ جو چوہدری نذیر احمد صاحب نے پیش کی اور صدالدین شاہ صاحب اور میں نے اس کی تائید کی۔ اس معاملہ میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر اور چیئرمین ضلع کونسل چوہدری کرم داد خان صاحب نے خصوصی دلچسپی لی۔ اور یہ قرارداد کثرت رائے سے منظور کی گئی۔

ان نئی اور متنوع مصروفیتوں کے دوران جب زندگی کا پہلا چلن بدل گیا تھا، ایک بات ایسی تھی جس میں کوئی تبدیلی نہ آئی اور وہ یہ اس تمام عرصہ میں جلال پور آتے جاتے وقت میں مولانا کی خدمت میں ضرور حاضر صورت ہوتا۔ اپنے نئے کردار کے حوالے سے مجھے ان کے مفید مشوروں سے محروم رہنا گوارا نہ تھا، اور یہ کیسی عجیب بات تھی کہ جس طرح ایک استاد کی حیثیت سے میرے لیے ان کے مشورے رہنما تھے اسی طرح علاقائی سیاست دان کی حیثیت سے بھی ان کی باتیں میرے لیے مشعلِ راہ تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آخر وہ دن بھی آ گیا جو ہر ایک پر آنا ہے مولانا اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را۔ لیکن سچ پوچھیں تو مولانا آج بھی ہمارے ساتھ ہیں ان کی، ہدایات ان کی باتیں، ان کے ارشادسات عالیہ آج بھی ہماری راہنمائی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وہ جو ہمیشہ یادرہتے ہیں

از: علامہ انیس الحق افغانی

**الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين.**

ہر انسان کو اپنی زندگی کے ایام مکمل کر کے بالآخر اس دنیائے فانی سے رخصت ہونا ہے مگر کچھ خوش خوش قسمت لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس دنیا سے جانے کے بعد بھی اک طویل مدت تک لوگوں کو یاد رہتے ہیں اور بعد میں آنے والے لوگوں کی محفلوں، مجلسوں اور تحریروں میں ان کے تذکرے مستقل طور پر موجود رہتے ہیں ایسی ہی خوش نصیب ہستیوں میں ایک نام استاذ العلماء سلطان المحدثین حضرت مولانا سلطان محمود بن حسن الکسرانی کا ہے جن کا شمار گذشتہ صدی کی انتہائی قدآور شخصیات میں ہوتا ہے۔

آپ نہ صرف ایک بہت بڑے عالمِ باعمل تھے بلکہ سیاسی، سماجی اور ادبی میدان کے بھی شہسوار تھے آپ نے محض اللہ کی رضا وخوشنودیٔ کے لیے اپنی جوانی کے ابتدائی ایام میں اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر ضلع ملتان کے ایک پسماندہ قصبہ جلالپور میں سکونت اختیار کی اور قرآن وسنت کی تعلیم وتبلیغ میں اپنی ساری عمر گزار دی۔ تقریباً ۶۵ سال اس انتہائی پسماندہ علاقہ میں بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی تدریس وتبلیغ میں صرف کیے اور علاقہ بھر کے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے توحید وسنت کی دعوت کو عام کیا۔ آپ کی دعوت وتبلیغ کے اثرات ملک بھر میں بالعموم اور جنوبی پنجاب کے اضلاع میں بالخصوص بہت شدت سے اور بہت دور تک پھیلے۔

آپ تمام علوم دینیہ کی تدریس کے ماہر تو مانے ہی جاتے تھے مگر حدیث رسول ﷺ کی تدریس میں آپ اپنے ہم عصر علماء میں سب سے نمایاں مقام پر دکھائی دیتے ہیں۔ یوں تو آپ کے فیض یافتہ علماء کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا مگر چند بڑے نام ایسے ہیں جن کو آپ کے سامنے زانوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تلمذ تہہ کرنے کے موقع ملا، پھر آپ کے یہ تلامذہ کرام اپنے اپنے علاقے میں نہ صرف رشد و ہدایت کا پیغام پہنچانے والے جید علماء کرام قرار پائے بلکہ حدیث مصطفیٰ ﷺ کی تدریس کے اعلیٰ منصب پر بھی فائز ہوئے۔ آپ کے تربیت یافتہ علماء میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے چند جید علماء کرام میں آپ کے جانشین شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ تعالیٰ، شیخ القرآن مولانا اللہ یار صاحب، مولانا عبدالرزاق احمد پوری، شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب، مظفر گڑھی، مولانا عبدالبصیر صاحب، مولانا محمد عبداللہ مظفر گڑھی (راولپنڈی)، شیخ الحدیث مولانا محمد بن عبداللہ شجاع آبادی، معروف عالم اور صاحب طرز ادیب مولانا عزیز زبیدی لاہور رحمہ اللہ آپ کے اکلوتے فرزند پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ جو عربی زبان و ادب اور اسلامی معاشیات پر اتھارٹی سمجھتے جاتے ہیں، شیخ الحدیث مولانا مشتاق صاحب ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد شاکر صاحب معروف مدرس اور شاعر عبدالقادر جدیدی رحمہ اللہ، مولانا عبدالستار الحماد، مولانا عبدالمنعم اویسی، راقم الحروف، مولانا عبدالخبیر، مولانا حافظ عبدالرحمٰن کمالیہ، عالم باعمل شیخ الحدیث مولانا عبدالشکور شاہ صاحب سانگلہ ہل، مولانا عبدالغفار اعوان خوشاب مولانا عبدالرحمان چیمہ شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ لودھراں، مولانا محمد افضل صاحب کراچی کے علاوہ فیصل آباد، لاہور، گجرانوالہ، سیالکوٹ، قصور، سرگودھا کے علاوہ پورے پنجاب سے تعلق رکھنے والے آپ کے فیض یافتہ بے شمار علماء کرام ہیں جو دینی علوم کی تدریس اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں مصروف ہیں۔

ملک کے شمالی علاقہ جات میں مولانا عبدالوہاب رحمہ اللہ، مولانا عبدالمتین رحمہ اللہ، مولانا محمد ابراہیم خان، مولانا محمد نذیر حسین شگر، مولانا عبدالواحد (مدیر دارالعلوم غواڑی) مولانا عبدالرحمٰن روزی، ڈاکٹر مولانا محمد علی جوہر، ڈائریکٹر اسلامک سینٹر سکردو اور مقبوضہ ضلع لدّاخ سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالرشید صدیقی، شمالی پنجاب سے مولانا محمد داؤد فہیم اور ان کے برادر اصغر مولانا مسعود الرحمٰن جانباز کے نام اس وقت میرے ذہن میں ہیں۔

مولانا عمر فاروق سعیدی، مولانا سعیدی مجتبیٰ سعیدی، مولانا عبدالرحمٰن عامر صاحب خطیب برطانیہ اور ان کے علاوہ سندھ، بلوچستان، بنگال کے بہت سے علماء آپ سے کسب علم کر کے اتباع سنت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشن کی خدمت گذاری میں مصروف ہیں۔عرب اور افریقی ممالک سے بھی کئی علماء نے فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا اوران سے انکی سند حدیث حاصل کی اوراجازۃ الروایۃ پائی۔ان میں سے چند اہم شخصیات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں:

عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت الشیخ محمد بن أمان علی الجامی رحمہ اللہ، عمید کلیۃ الحدیث مدینہ یونیورسٹی الشیخ مصطفیٰ ابوہ شنقیطی، بیت اللہ کے سینئر امام اور رئیس شؤون الحرمین الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ خود مولانا کی خدمت میں جلالپور حاضر ہوئے اور مولانا سے سند حدیث حاصل کی۔جبکہ الشیخ سبیل نے مولانا کے قیام مکہ (۱۹۷۸ء) کے دوران مولانا سے علمی استفادہ کیا اور مولانا کے اعزاز میں مکہ انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں ایک بہت بڑی استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا جس میں اس سال حج پر آئے ہوئے عالم اسلام کے تمام چیدہ چیدہ علماء کو مدعو کیا۔جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے مولانا کے اعزاز میں منعقد کی گئی استقبالیہ تقریب میں کم وبیش اڑھائی صد علماء امت اسلامیہ شریک ہوئے نیز آپ کے سفر حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں مقیم معروف حنفی عالم مولانا محمد مکی مدرس الحرم المکی نے آپ کے اعزاز میں ایک پر تکلف ظہرانے کا اہتمام کیا جس میں تقریباً ۶۰۔۶۵ علماء کرام کو مدعو کیا، قیام مکہ کے دوران سعودی عرب کے مقبول روزنامہ ''عکاظ'' اور روزنامہ ''المدینہ'' نے آپ کے انٹرویو تفصیل کے ساتھ شائع کیے نیز سعودی ریڈیو سعودی عرب براڈ کاسٹنگ کارپوریشن اذاعۃ المملکۃ العربیۃ السعودیہ نے بھی آپ کا انٹرویو نشر کیا۔یہ اعزاز بہت کم غیر عرب شخصیات کو نصیب ہوتا ہے۔

عالم عرب کے معروف انشا پرداز، ادیب، مورخ ، دانشور، خطیب اور صحافی الشیخ أبو تراب الظاھری رحمہ اللہ نے بھی حضرت مولانا سے استفادہ کیا ان کے بھائی الشیخ ابو خالد عبدالوکیل المکی الھاشمی عالم اسلام کے ایک اور معروف محقق الشیخ صلاح عائض الشلاحی (الکویتی) بھی مولانا سے سند یافتہ ہیں ان کے علاوہ مولانا کے تربیت یافتہ بے شمار علماء، مدرسین، دعاۃ وواعظین، شیوخ الحدیث، عالم اسلام کے کونے کونے میں دینی، علمی اور اصلاحی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

راقم الحروف کی بھی خوش قسمتی ہے کہ مسلسل ۴ سال تک مولانا کی خدمت میں رہ کر علم حدیث اور دیگر متعلقہ فنون کی تعلیم حاصل کی یہ عرصہ یقیناً میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہے جس کے دوران میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا سے اکتساب علم کے علاوہ اور بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ میں آپ کے شاگردوں میں سے اپنے آپ کو زیادہ خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ مجھے مولانا کے ساتھ ملک و بیرون ملک سفر کر کے آپ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور مولانا مرحوم کے ساتھ اپنے خصوصی تعلق خاطر اور قرابت داری کی وجہ سے بھی مولانا کی نجی زندگی کا بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔

سب سے پہلے تو ستمبر ۱۹۶۵ کی جنگ کے دوران مولانا کی دعوت پر ہمارا گھرانہ نسبتاً محفوظ علاقہ ہونے کی وجہ سے جلالپور میں قیام پذیر ہوا والد مرحوم مولانا اشرف الحق محمود نے کچھ عربی ادب کی کتب ساتھ دے دیں کہ فارغ رہنے سے بہتر ہے کچھ حاصل کر لیا جائے القراۃ الراشدہ آپ کی خصوصی ہدایت پر استاذ محترم مولانا محمد رفیق اثری نے پڑھائیں، شام کو میں مولانا کے گھر پر پڑھتے ہوئے اسباق سناتا۔ کریما، اور گلستان کے پہلے چند ابواب بھی آپ نے مجھے خود پڑھائے اور پھر یہ کہ کر مجھے فارسی پڑھانا چھوڑ دی کہ میرے والد گرامی مولانا اشرف الحق محمود سے بہتر فارسی کوئی اور نہیں پڑھا سکتا۔ آپ نے مجھے ترغیب دی کہ میں فارسی اپنے ابا جان سے ہی پڑھوں۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۹ سال تھی اس کے بعد مولانا عبد العزیز سعیدی (منکیرہ بھکر) کی ترغیب وتشویق پر دوبارہ ۱۹۶۹ء میں باقاعدہ تحصیل علم کے لیے مولانا کی خدمت میں جلالپور حاضر ہوا اور ۱۹۷۲ء تک وہیں رہا اور سند فراغ حاصل کی۔ پھر اس کے بعد ایک سال کے لیے جب مولانا جامعہ سلفیہ فیصل آباد تشریف لے گئے تو مولانا کی خواہش پر میں بھی مولانا کے ساتھ فیصل آباد جامعہ سلفیہ چلا گیا، یوں مجھے مولانا سے صحیح بخاری شریف دو مرتبہ پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔

جلالپور میں قیام کے دوران مولانا کی تمام گھریلو ضروریات، گوشت، سبزی، پھل اور دیگر لوازمات کی خریداری میرے ذمہ رہی اور اس دوران میں میرے لیے کھانا بھی مولانا کے گھر سے آتا تھا۔ مولانا کے ملبوسات کے لیے کپڑے کی خریداری اور سلائی بھی میری ذمہ داری تھی، مولانا کے رہن سہن، خورد ونوش اور پہناوے میں ان کی خوش ذوقی اور نفاست پر مجھے بہت تعجب ہوتا کہ ایک دور دراز پسماندہ دیہاتی علاقے میں رہنے کے باوجود آپ اتنے اعلیٰ ذوق اور نفیس الطبع شخصیت کے مالک ہیں آپ کی زندگی اتنی منظم، سادہ اور خوبصورت تھی کہ آج کے دور میں اس کا تصور بھی محال ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موسم سرما کے لیے شلوار قمیض اور موسم گرما کے لیے سفید ململ کا کرتا اور چھوٹے چیک میں سٹیپل کی دھوتی سٹیپل کا رومال اور بعد میں سعودی سرخ رومال استعمال کرتے۔ بیرونی سفر میں سفید ململ کی پگڑی پہننا آپ کا معمول تھا ہر موسم میں جوتے ایک جیسے (مکیشن شوز) استعمال کرتے، گوشت میں بکرے کی دستی مرغوب تھی مرغ، بٹیر اور مچھلی کا گوشت بھی شوق سے کھاتے، ویسے تو گھر میں موسم کی ہر سبزی پکتی مگر آپ کدو، بہت شوق سے پکواتے، موسم کا ہر میوہ اور پھل پسند کرتے تھے مگر آم اور کھجور زیادہ پسند تھے، موسم گرما میں پہلے دن سے لے کر آخری دن تک شہر میں آنے والے آم ضرور خریدتے اور تازہ کھجور بھی موسم میں ضرور لیتے، سال بھر خشک کھجور آپ کی مرغوب غذا تھی۔ ہر پسندیدہ پھل اعتدال سے استعمال فرماتے۔ رات کو سونے سے پہلے دودھ ضرور پیتے اور دودھ بھی بکری کا استعمال کرتے تھے (ان مرغوب غذاؤں میں بھی سنت نبوی سے تعلق ظاہر ہوتا ہے) دن میں دو مرتبہ چائے پیتے تھے عصر اور مغرب کے درمیان کی چائے اپنے ہاتھ سے خود بناتے، چائے نوشی میں بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اعلیٰ کوالٹی کی بہترین چائے انکی کمزوری تھی۔ میں نے سعودی عرب سے ٹوینگز کے کچھ ڈبے تحفۃً ارسال کیے یہ چائے آپ کو، اتنی پسند آئی کہ کئی مرتبہ خود تقاضا کر کے منگوائی۔

ملاقات کے لیے آنے والے مولانا کی مہمان نوازی کا بھرپور لطف اٹھاتے حتیٰ کہ سابق طلبہ یا دیگر احباب جماعت جب بھی اپنے ذاتی کام سے جلالپور آتے تو مولانا ہی کے پاس آ کر ٹھہرتے اور رات گئے تک مجلس جاری رہتی، اس مجلس میں سیاست، تاریخ، شعر و ادب، مزاح اور اپنی نجی زندگی سے متعلق واقعات پر کھل کر بات کرتے اور اپنے شاگردوں کے ساتھ اس طرح گھل مل جاتے جیسے یہ ہم عمر دوستوں کی محفل ہو۔

طلبہ کے ساتھ آپ کا تعلق بالکل مشفق باپ کا تھا، نہ صرف یہ کہ اپنے شاگردوں کی تعلیم کے بارے میں متفکر رہتے بلکہ ہر طالب علم کی تعلیم سے فراغت کے بعد اس کے لیے مناسب روزگار اور اس کے خانگی معاملات یا خاندانی اختلافات کی صورت میں اصلاح کے لیے کوشاں رہتے۔ آپ اپنے ہر شاگرد کے لیے شفقت پدری کی زندہ تصور تھے۔ آپ کے پاس آنے والے طلبہ میں حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے بھی کافی تعداد میں ہوتے تھے اس اختلاف کے باوجود آپ کسی بھی طالب علم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امتیازی سلوک روا نہ رکھتے۔ آپ کی شفقت اور محبت اور طلبہ کے بہترین مستقبل کے لیے آپ کی فکر مندی سب کے لیے یکساں ہوتی اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آنے والے طلبہ ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر مسلک اہلحدیث قبول کر لیتے۔

دعوت و تبلیغ کے میدان میں آپ کی خدمات نہایت نمایاں ہیں آپ نے جنوبی پنجاب کے قریباً تمام دیہاتی علاقوں کو اپنی تبلیغ سے توحید و اتباع سنت سے روشناس کرایا۔ آپ کا انداز تبلیغ بالکل اچھوتا تھا، اخلاص و للّٰہیت سے بھرپور واعظانہ اور ناصحانہ گفتگو سامعین کے دل موہ لیتی۔ اپنے تو اپنے پرائے بھی آپ کی تقریر بڑے شوق اور دلجمعی سے سنتے، انداز بیان انتہائی سادہ اور قرآن و سنت کے دلائل سے بھرپور ہوتا، حتی کہ مخالفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے، انسانی نفسیات کے ماہر تھے ہمیشہ سامعین کے ذہنی معیار کو مدنظر رکھتے اور اس کے مطابق اندازِ تخاطب اختیار کرتے جس سے دین کی بات ان کو جلد سمجھ آ جائے۔ علماء اور تعلیم یافتہ طبقے کا اجتماع ہوتا تو خالص علمی گفتگو کرتے اور اگر دیہاتی ماحول میں تقریر کرتے تو انتہائی ناصحانہ سادہ انداز میں وعظ ہوتا۔ مگر کبھی تہذیب، شائستگی اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا، کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ کسی علاقے میں ان کا کوئی عقیدت مند بالکل تنہا ہونے کے باوجود انھیں اپنے ہاں تقریر کی دعوت دے دیتا، آپ ایسے ساتھیوں کی دعوت ہر صورت قبول کر لیتے عموماً ان علاقہ کے جاگیردار ''وہابیت'' کی مخالفت کی وجہ سے مولانا کو اپنے علاقے میں آنے سے روکتے اور جانی نقصان پہنچانے کی دھمکیاں بھی دیتے۔ بسا اُوقات مخالفت کرنے والے انتہائی ظالم و جابر جاگیردار بھی ہوتے جن سے کسی خیر کی توقع نہ رکھی جا سکتی تھی، چنانچہ آپ کے رفقاء آپ کو مشورہ دیتے کہ آپ فی الحال وہاں نہ جائیں جب حالات سازگار ہوں تو پھر بے شک چلے جائیں مگر آپ داعیانہ استقلال اور استقامت کی راہ سے کبھی نہ ہٹتے۔ فرماتے کہ بیشک میری جان چلی جائے لیکن میں نے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ آپ بلاخوف اس بستی یا علاقہ میں تشریف لے جاتے اور انتہائی حکیمانہ انداز خطابت سے جانی دشمنوں کو بھی لاجواب کر دیتے، ان کے لیے دعوت حق قبول کیے بغیر چارہ نہ رہتا، قارئین کے لیے یہ بات انتہائی حیران کن ہو گی کہ آپ کی ایک ہی تقریر سے بسا اُوقات مخالفین کی پوری بستی یا پوری برادری اور خاندان قبولیت حق پر آمادہ ہو جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اپنی پوری دعوتی زندگی میں کبھی کسی میزبان سے مالی مفاد کی تمنا کی اور نہ خواہش، خالصتاً للّٰہیت کے جذبہ صادق کے تحت دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری اُحسن طریقے سے نبھاتے رہے۔

## اخلاص وللّٰہیت:

انجمن اہلحدیث جلال پور پیروالہ کی طرف سے آپ کو تدریس کے لیے انتہائی معمولی مشاہرہ دیا جاتا، اکثر اوقات مالی دشواریوں کا سامنا بھی رہتا، مگراس کے باوجود کبھی انجمن سے مشاہرہ میں اضافہ کا مطالبہ نہ کیا، بلکہ بسا اُوقات ملک کے کسی بڑے ادارہ میں بھاری مشاہرے پر تدریس کی پیشکش ہوئی مگر آپ نے ایسی کوئی پیشکش قبول نہ فرمائی۔ یوں تو آپ کی زندگی میں کئی اسے مواقع آئے مگر یہاں صرف دو واقعات ذکر کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں آپ کو جلالپور سے بذریعہ کار ملتان لارہا تھا، راستہ بھر مولانا مرحوم سے عرض کرتا رہا کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے اب آپ کو مکمل آرام کرنا چاہیے مگر مولانا کا اصرار تھا کہ وقت اور عمر اللہ کی طرف سے امانت ہے اور اس کا بہتر سے بہتر استعمال فرضِ عین ہے۔ چونکہ آپ ان دنوں دارالحدیث محمدیہ ملتان کے مہتمم بھی تھے میں نے تجویز پیش کی کہ مستقبل طور پر ملتان تشریف لے آئیں دارالحدیث محمدیہ میں بخاری شریف پڑھائیں۔ فتاویٰ نویسی کی ذمہ داری بھی نبھائیں اور ایک بڑے شہر میں رہ کر تبلیغی خدمات سرانجام دیں ہمیں بھی آپ کی خدمت کرنے کا موقعہ ملتا رہے گا، میری گفتگو سننے کے بعد برلب سڑک گاڑی رکوائی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوئے: کہ مولوی! ایک زمانہ میں دارالحدیث جلالپور پیروالہ میں تدریس کے لیے مجھے صرف آٹھ روپے ماہانہ مشاھرہ ملتا تھا جو میری گھریلو ضروریات کے لیے ناکافی تھا اسی دوران مجھے ڈیرہ غازیخان کے ایک بڑے تاجر چرم شیخ حسام الدین مرحوم نے بلاک ۵ ڈیرہ غازیخان کی مسجد میں تدریس کے لیے پچاس روپے ماہانہ اور رہائش کے لیے مکان دینے کی پیشکش کی میں نے حامی بھر لی اور ان سے کہا کہ چونکہ انجمن اہلحدیث جلالپور سے ۱۵ شعبان تک کا معاہدہ ہے اس لیے میں آپ کے پاس ۱۵ شعبان کے بعد پہنچ سکتا ہوں، شیخ حسام الدین نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم آپ کے منتظر رہیں گے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ادھر میں نے انجمن اہلحدیث جلالپور کو بھی اپنے آئندہ پروگرام سے آگاہ کر دیا کہ اگلے تعلیمی سال کے لیے میں انجمن سے اپنے معاہدے کی تجدید نہ کر سکوں گا۔ ارکان انتظامیہ میرا یہ فیصلہ سن کر پریشان ہو گئے اور وہ فوراً مولانا عبدالحق محدث ملتانی شاگرد رشید حضرت میاں صاحب (راقم الحروف کے دادا مرحوم) کی خدمت میں ملتان حاضر ہوئے اور انھیں اپنی پریشانی سے آگاہ کیا کہ ہم آٹھ روپیہ ماہانہ سے زیادہ مشاہرہ نہیں دے سکتے اور ڈیرہ غازی خان میں مولانا کو پچاس روپیہ ماہانہ کی پیشکش کی گئی ہے۔ ان کے یہاں سے چلے جانے کے بعد کوئی دوسرا مدرس اس تنخواہ پر آنے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ اس طرح ہمارا ادارہ تو اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکے گا۔ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ آپ کے دادا مرحوم نے کافی سوچ بچار کے بعد ایک پوسٹ کارڈ میرے نام بھیجا کہ شعبان کی چھٹیاں ہوتے ہی میں ملتان پہنچوں، وہ اور مولانا عبدالتواب محدث ملتانی جو ملتان میں حضرت میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد تھے (اور ملتان کے حصے میں یہی دو شاگرد آئے تھے) مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان دونوں سے ایک ساتھ ملاقات ہوئی۔ دونوں کا فرمان تھا کہ میں جلالپور ہی میں رہوں اور اسی مشاہرے پر گذارہ کروں اور یہ کہ میں ڈیرہ غازی خان جانے کا خیال دل سے نکال دوں، میں نے عرض کی میں تو شیخ حسام الدین صاحب سے وعدہ کر چکا ہوں۔ اس پر مولانا عبدالحق نے فرمایا کہ شیخ حسام الدین سے ہم خود معذرت کر لیں گے، چنانچہ مولانا عبدالحق اور مولانا عبدالتواب رحمہ اللہ نے مجھ سے یہ وعدہ لیا کہ زندگی بھر جلالپور کے مدرسہ کو نہ چھوڑوں۔ میں آپ کے دادا مولانا عبدالحق محدث ملتانی کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھا رہا ہوں اور آپ مجھے جلالپور چھوڑ کر ملتان آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ نے زندگی کی آخری سانس تک اللہ کے دین کے لیے اللہ کے ان دو نیک بندوں سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا۔ "ومنهم من قضیٰ نحبه......"

اسی دوران ۱۹۷۸ء میں ایام حج کے دوران مکہ مکرمہ میں پاکستان کے معروف عالم دین مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف (جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد) جن سے میرا خصوصی خاندانی تعلق تھا، معروف صنعتکار حاجی غلام محمد (یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز) اور حاجی غلام رسول (کوثر ٹیکسٹائل ملز) نے شیخ مکرم کو فندق المدینہ میں، جہاں یہ لوگ قیام پذیر تھے ظہرانے پر بلایا اور پھر میری معرفت مولانا کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھاری مشاہرہ پر جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد میں بحیثیت شیخ الحدیث آنے کی دعوت دی۔ مزید برآں یہ پیشکش بھی کی کہ اگر مولانا چاہیں تو مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز سے کہہ کر انتھائی اعلیٰ مشاہرے پر سعودی حکومت کی طرف سے ان کی تقرری عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ رہائش کے لیے جامعہ تعلیمات سے متصل حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کی نوتعمیر شدہ عالیشان رہائش گاہ، گاڑی ڈرائیور اور خانساماں کی سہولت بھی ان کی طرف سے میسر ہوگی واپسی پر میں نے حرم کی طرف جاتے ہوئے راستے میں مولانا کو اس پیشکش سے آگاہ کیا۔ مولانا لمحے بھر کور کے اور اپنے مخصوص انداز بے نیازی سے گویا ہوئے کہ استاذ ابراہیم ذوق کو دہلی میں تیس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا تھا، نظام حیدر آبادی نے انھیں حیدر آباد دکن منتقل ہونے کی صورت میں پانچ صد روپیہ ماہانہ وظیفہ کی پیشکش کی لیکن استاذ ذوق نے یہ کہہ کر نظام کی پیشکش ٹھکرادی۔

مانا کہ ہے ملک دکن میں آج کل قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

مولانا نے مجھے حکم دیا کہ ان حضرات کو جواب میں ان کی طرف سے یہ شعر پڑھ کر سنا دوں۔ میں حیران وششدر ہوکر رہ گیا۔ اس قدر پرکشش ترغیبات پر ایک معمولی مشاہرہ کو ترجیح دی اور لمحہ بھر میں اپنا فیصلہ سنا دیا اور وہ بھی اس قدر دل نشین انداز میں کہ میں عش عش کر اٹھا۔

یہ آپ کے استغناء کا عالم تھا جس میں آج کے علماء کرام، دعاۃ اور مدرسین علوم دینیہ کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔

مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا انداز بے مثال اور حیران کن تھا، اس کیفیت کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ہستیوں سے بھی شدید محبت اور شیفتگی تھی، آپ تمام صحابہ کرام کا تذکرہ بڑی عقیدت و احترام سے کرتے خصوصاً جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے تو آپ کی آواز رقت قلبی سے رندھ جاتی اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر جائیں۔

تمام أئمہ حدیث کا نام بڑے احترام سے لیتے مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی، ان کے لیے امام صاحب کا لفظ استعمال کرتے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی سے بھی خصوصی لگاؤ تھا اوران کا نام لینے کی بجائے عموماً ''حضرت حافظ صاحب'' کہا کرتے اسی طرح متاخرین علماء حدیث سے بھی خصوصی محبت اور تعلق تھا، خصوصا شیخ الکل حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا تذکرہ بڑی عقیدت سے کرتے۔ اپنے دور کے علماء کبار میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبد التواب ملتانی، اپنے استاد محترم مولانا عبدالحق ہاشمی سے اپنے تعلق پر ناز کرتے راقم الحروف کے دادا حضرت مولانا عبدالحق محدث ملتانی سے خصوصی عقیدت تھی، ایک مرتبہ ملتان سے کراچی کے درمیان ہوائی سفر کے دوران میں جب جہاز دریائے چناب کے عین اوپر پرواز کررہا تھا، اور آپ کھڑکی سے باہر کے مناظر بڑے انہماک سے دیکھ رہے تھے کہ اچانک مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں آپ کے دادا محترم بھی ایک مرتبہ تشریف لائے تھے، اور ساتھ ہی فرط عقیدت ومحبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آواز بھرا گئی۔ کافی دیر یہ کیفیت طاری رہی پھر خود گویا ہوئے کہ مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ سے میری دلی عقیدت مندی تھی اور آپ بھی مجھ سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ میری شادی کا اہتمام میرے استاذِ گرامی حضرت مولانا عبدالحق ہاشمی نزیل مکہ نے فرمایا تھا۔ میرا اور خود حضرت استاذِ گرامی کا دل چاہتا تھا کہ نکاح آپ کے دادا رحمہ اللہ پڑھائیں لیکن نکاح کی تقریب ''بستی مہند'' میں ہونا تھی۔ اس زمانے میں وہاں تک سفر بہت مشکل تھا۔ چنی گوٹھ سٹیشن تک ریل میں اور بعد میں کافی طویل فاصلہ یکوں پر طے ہوتا۔ واپسی بھی اسی روز کسی صورت ممکن نہ تھی اور اس علاقے میں مچھروں کی بہتات تھی۔ مولانا عبدالحق ملتانی انتہائی نازک مزاج تھے۔ اس لیے خواہش کے باوجود اس خیال سے کہ انھیں بہت زیادہ زحمت ہوگی ہم دونوں استاد اور شاگرد خاموش رہے۔

مولانا کو غالبًا جلال پور پیروالا کے احبابِ جماعت میں سے کسی کے ذریعے شادی کی خبر ہوگئی۔ آپ نے تاریخ اور دن بھی خود ہی معلوم فرمایا اور شادی سے دو دن پہلے استاذِ گرامی مولانا عبدالحق الہاشمی کو مولانا کی طرف سے ایک پوسٹ کارڈ موصول ہوا کہ میں فلاں دن (نکاح کے لیے روانگی کے دن) فلاں گاڑی سے ملتان سے روانہ ہو کر احمد پور شرقیہ پہنچوں گا۔ اور نکاح کے لیے اکٹھے روانہ ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گے، میرا انتظار کریں۔ نکاح سے ایک روز قبل جب میں احمد پور شرقیہ پہنچا تو استاذِ گرامی نے عجیب سرشاری کی کیفیت میں وہ پوسٹ کارڈ میرے سامنے رکھ دیا۔ کافی دیر ہم دونوں خاموش رہے۔ پھر استاذِ گرامی کہنے لگے ہم نے اس خیال سے کہ مولانا کو اتنی سخت زحمت نہ اُٹھانی پڑے دعوت تک نہ بھجوائی اور ان کی محبت وشفقت کا یہ عالم ہے کہ ہمیشہ سفر کی کوفت سے بچنے کی کوشش کرنے والے مولانا نے اپنائیت کا یہ مظاہرہ فرمایا ہے۔ یہ ان کی فراست کا کیسا مظاہرہ ہے کہ ہماری طرف سے دعوت نامہ نہ بھیجنے کے حقیقی سبب کا بھی خود ہی اندازہ فرما لیا اور کسی شکوے کی بجائے ہماری عقیدت سے بڑھ کر عنایت کا مظاہرہ فرمایا۔ استاذ گرامی انتہائی خوش تھے اور میں اپنی قسمت پر نازاں۔

مولانا عبدالحق ملتانی نے آ کر ساری زحمتیں بخوشی برداشت کیں اور میرا نکاح خود پڑھایا وہ اسے ہمیشہ تائید غیبی قرار دیتے اور اپنے اکلوتے فرزند پروفیسر محمد یحییٰ صاحب سے راقم الحروف کی ہمشیرہ محترمہ (جو مولانا عبدالحق ملتانی کی پوتی ہیں) سے شادی کو بھی اسی تائید غیبی کا ثمر قرار دیتے۔

مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے مزاج میں رواداری اور مروت کوٹ کوٹ کر بھری تھی چنانچہ آپ دوسرے مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء کا بھی خوب احترام کرتے اور ان سے قریبی دوستانہ تعلقات رکھتے۔ آپ کے ابتدائی دور کے بعض اساتذہ علمائے احناف میں سے تھے۔ آپ نے ہمیشہ ان کے ساتھ احترام کا تعلق قائم رکھا۔ ان میں ایک حضرت مولانا حبیب اللہ گمانوی تھے' ان سے آپ نے ابتدائی درسی کتب پڑھیں تھیں۔ آپ ساری زندگی انکا نام بڑی عقیدت ومحبت سے لیتے رہے' اسی طرح غیر اہل حدیث عوام سے بھی آپ بہت محبت وشفقت سے پیش آتے تھے۔ اس لیے جو بھی زندگی میں ایک مرتبہ ان سے ملاقات کرتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

فروری ۱۹۷۱ء میں راقم الحروف کے والد محترم مولانا شرف الحق محمود کا انتقال ہوا تو جنازہ میں شرکت کے بعد تدفین کے لیے قبرستان بھی گئے جب سب لوگ قبرستان سے واپس لوٹ آئے تو مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سٹی سٹیشن ملتان کے پل سے واپس قبرستان گئے اور پھر سخت سردی کے باوجود قبر پر کھڑے ہو کر رات گئے تک دعائے مغفرت کرتے رہے، مولانا عمر فاروق سعیدی بھی آپ کے ساتھ تھے وہ روزانہ ڈائری لکھا کرتے تھے یہ بات مجھے ان کی ڈائری کے اَوراق سے معلوم ہوئی تب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت استاذ یم صاحب مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سے میری عقیدت ومحبت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا۔ میں مولانا کی خدمت کرنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا کیونکہ میرے والد محترم کی وفات کے بعد مولانا نے میرے سارے اخراجات اپنے ذمہ لے لیے اور یہ کہہ کر مجھے اپنے ساتھ جلالپور واپس لے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد یحییٰ کے بعد مجھے ایک اور بیٹا عطا فرما دیا ہے۔ اور پھر مولانا نے دوران تعلیم مجھے کبھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ میں شفقت پدری سے محروم ہو چکا ہوں۔ مولانا سے ہر قسم کا تعلق میرے لیے سرمایۂ افتخار ہے اور آپ کی زندگی، جو جہد مسلسل کی تصویر تھی میرے لیے ایک مثال ہے۔ ایسے ہی خوش قسمت لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

نضر اللّٰه امرأ سمع منا شيئاً فبلغه فربّ مبلّغ أوعى لهٗ من سامع۔ (رواه الترمذي وابن ماجة)

اور اللہ کا یہ فرمان کہ

﴿ومن أحسن قولا ممن دعا إلى الله وعمل صالحا وقال إنّني من المسلمين﴾.

آپ یقیناً اس شعر کا مصداق تھے:

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

جو شخص آپ سے ایک مرتبہ ملاقات کرتا آپ کی عظمت اس کے دل میں گھر کر جاتی اور وہ ہمیشہ زبانِ حال سے یہ کہتا دکھائی دیتا۔ ''دل ہے گلشن انکی ہستی پھول ہے۔''

نورّ اللّٰه مرقده' وَ سَقاهُ وغفرله وايّانا

وصلى اللّٰه على النبى الامى وعلى اله واصحابه اجمعين آمين!

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# الأسانيد والاجازات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورة السند لفضيلة الشيخ المكرم عن الشيخ المحدث عبدالحق المكی الهاشمی

بسم الله الرحمن الرحيم حمداً لمن اتاه الشريعة المحمدية على
مدى الايام واتيد الملة الحنيفية بالسنة اقلام العلماء الاعلام
تحفظ من بين المللل البعد من تطرق الخلل وانما تحفظ وتطرد
لقرى وتحرر احمده سبحانه وله التفضل والامتنان على ان
جعلنا من نقلة الشريعة وخدامها واصلي واسلم على نبيه
الاعظم الذي هو العروة الوثقى فمن اعتصم بهديه لا يضل
ولا يشقى وعلى آله واصحابه الذين سبقونا بالايمان نبأنا
بالفوز والرضوان «اما بعد» فان العلم ابهى مطلب واسنى
مأرب يتنافس في اقتنائه المحصلون ويتباهى بتحصيل فوائد
الراغبون وقد خص علم الحديث من بين العلوم الشرعية
بمنقبة عظيمة ورتبة شريفة جسيمة هى اتصال السلسلة فيه
بين رواته وشد الرحال فى تحصيله من نقلته وثقاته لتتصل
بذلك سلسلة الاسناد وينتظم طالبه فى سلك هؤلاء
الائمة الامجاد وقد التمس منى اخونا فى دين الله تعالى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الشاب اليقظ سلطان محمود بن حسن الكيرانی بارك الله تعالى فی علمه وعمله الاجازة على حسب العادة تبركا واقتداءً بالائمة السادة وقاده طلب منى اجازة الموطا للامام دار الهجرة مالك بن انس رضی اللہ عنہ بعد ان قرأه على بكماله وفاته شئ يسير جدا فاجبته وان كنت لست من رجال هذا المجال الا انه حسن ظنه بالحال واسعفته ليكون له من جهة مشائخى اتصال واسئله ان لا ينسانى من صالح دعواته العظام فی خلواته وجلواته وقلت اجزت السلطان بما ارويه من كتاب الموطا للامام مالك الخ رواية ودراية عن مشائخ عظام وجهابذة كرام اعظمهم واجلهم خاتمة العلماء المحققين وخلاصة العارفين الواصلين الناشر شريعة جده سندا هل البلاد والبوادی سيدنا السيد احمد بن عبد الله بن سالم الجيلی الحسنی البغدادی وشيخنا السيد الامام العالم الربانی السيد سعيد بن محمد اليمانی نزيل المكة المكرمة كلاهما عن القاضی السيد احمد بن زينی الدحلان الساوجی عن العلامة السيد عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن الكزبری

www.KitaboSunnat.com



محمد البابلی عن النور علی بن یحیی الزیادی ح و رواہ الامام صالح بن محمد
اعلی منہ بدرجۃ عن الشیخ محمد بن سنۃ عن مولای الشریف محمد بن عبد اللہ
عن النور علی بن یحیی الزیادی عن الشہاب احمد بن محمد الرملی عن الزین زکریا
بن محمد الانصاری عن العز عبد الرحیم بن محمد بن الفرات عن ابی حفص
عمر بن حسن المراغی عن الفخر ابن البخاری عن عمر بن طبرزد البغدادی
عن ابی الفتح عبد الملک ابن ابی سہل الکروخی عن القاضی ابی عامر
محمود بن القاسم الازدی عن ابی محمد عبد الجبار الجراحی عن ابی العباس
محمد بن محبوب عن الحافظ الحجۃ ابی عیسی الترمذی ح و رواہ الامام
الہمام المجتہد العلامۃ العالم الربانی القاضی محمد بن علی الشوکانی الیمنی
بالسماع لجمیع السنن من لفظ شیخہ السید عبد القادر بن احمد عن شیخہ
السید سلیمان بن یحیی الاہدل عن السید احمد بن محمد الاہدل عن الشیخ یحیی
بن عمر الاہدل عن السید العلامۃ ابی بکر بن علی البطاح الاہدل عن یوسف بن
محمد البطاح الاہدل عن السید طاہر بن حسین الاہدل عن الحافظ الدیبع
عن زین الدین الشرجی عن نفیس الدین العلوی عن ابیہ عن احمد بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابی الخیر النماخی عن احمد بن محمد السرجی الیمنی عن زاہر بن ہشتم الاصفہانی
عن القاسم بن ابی اسمعیل الھروی عن محمود بن القاسم الازدی عن عبد الجبار بن
محمد المروزی عن محمد بن احمد بن محبوب المروزی عن المؤلف ح ورواہ
الامام الشوکانی الیضاً عن شیخہ عبد القادر بن احمد عن محمد بن الطیب
المغربی عن ابراہیم بن محمد المراغی عن احمد بن محمد العجل عن یحیی بن مکرم الطبری
عن جدہ المحب الطبری عن الزین المراغی عن ابی العباس الحجار احمد بن ابی طالب
عن ابی المنجا عبد اللہ بن عمر اللتی عن ابی الوقت عبد الاول السجزی عن ابی عامر
الازدی عن ابی محمد الجراحی عن ابی العباس المحبوبی عن المؤلف ح ورواہ
الامام الشوکانی ایضاً عن شیخہ السید علی بن ابراہیم بن حامد بن حسن
شاکر عن السید احمد بن یوسف بن الحسین بن الحسن بن الامام القاسم عن السید ابراہیم
بن القاسم بن المؤید عن السید حسن بن احمد زبارۃ عن عبد العزیز بن محمد بن
عبد العزیز الحبیشی عن السید الھادی بن احمد الجلال عن عبد القادر بن زیاد
الحواسنی عن عبد العزیز بن تقی الدین الحبیشی عن السید الطاہر بن حسین الاہدل
عن عبد الرحمن بن علی الدیبع عن السخاوی عن الحافظ ابن حجر عن البرہان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



التنوخی عن ابی القاسم ابن عساکر عن عبد الرحمن بن محمد بن مسعود عن محمد بن علی
بن صالح عن ابی عامر محمود بن القاسم الازدی عن ابی العباس محمد بن احمد
المحبوبی عن المؤلف ح ورواہ الامام الشہاب الی الوفا عن شیخہ السلطان
بن ابراھیم وشیخہ الحسن بن اسمٰعیل العزلی عن السید قاسم بن محمد الکبسی
عن السید ہاشم بن یحیی الشامی عن طہ بن عبد اللہ السادۃ عن علی بن احمد الحوشی
عن ابراھیم الدماری عن الشہاب القلیوبی عن النور الزیادی عن الشمس
الرملی عن زکریا الانصاری عن الشمس القایاتی عن احمد بن ابی زرعۃ عن ابیہ
عن الزین عبد الرحیم العراقی عن عمر المراغی عن علی ابن البخاری عن ابن
طبرزد عن الکروخی عن محمود الازدی عن عبد الجبار المروزی عن المحبوبی
عن المؤلف ح ورواہ الامام ابراھیم بن حسن الکردی المدنی رحمہ اللہ
عن الشیخین الشیخ سلطان بن احمد بن سلامۃ بن اسمٰعیل المزاحی الازہری
والشیخ احمد بن محمد المدنی فالاول عن الشیخ شہاب الدین احمد بن خلیل
السبکی عن النجم محمد بن احمد بن علی الغیطی السکندری القاہری
عن الزین زکریا بن محمد الانصاری والثانی عن الشمس محمد بن احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن حمزة الرملي عن شيخ الاسلام زين الدين زكريا بن محمد الانصاري القاهري
عن مسند الديار المصرية العز بن الفرات عن ابي حفص عمر بن الحسن المراغي
عن الفخر ابن البخاري عن ابي حفص عمر بن محمد بن طبرزد البغدادي
اخبرنا ابو الفتح عبد الملك بن ابي القاسم عبد الله بن سهل الكروخي
عن ابي عامر محمود بن القاسم الازدي وابي بكر احمد بن عبد الصمد التاجر
الغورجي وابي نصر عبد العزيز بن احمد الهروي الترياقي الا الجزء
الاخير وهو من اول مناقب ابن عباس الى آخر الكتاب فسمعه
الكروخي من ابي المظفر عبيد الله بن علي بن ياسين الدهان الهروي
قالوا جميعا اخبرنا ابو محمد عبد الجبار بن محمد بن عبد الله الجراح
الجراحي المروزي انا الشيخ الثقة الامين ابو العباس محمد بن احمد
بن محبوب بن فضيل التاجر عن الترمذي ح وبه الى الشيخ ابراهيم
بن حسن الكردي المدني الفيا بالسند المسلسل بالصوفية في الترمذي
قال اخبرنا شيخنا العارف بالله صفي الدين احمد بن محمد المدني الصوفي عن شيخه العارف
بالله ابي المواهب احمد بن علي بن عبد القدوس العباسي الشناوي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثم المدنی الصوفی عن والدہ علی بن عبد القدوس العباسی الشناوی
الصوفی عن شیخہ العارف باللہ عبد الوھاب بن احمد الشعراوی
الصوفی عن شیخہ ولی اللہ زین الدین زکریا و محمد القاھری الفقیہ
الصوفی عن العارف باللہ ابی الفتح محمد بن زین الدین العثمانی المراغی
المدنی الصوفی عن شیخہ العارف باللہ شرف الدین اسمعیل بن
ابراھیم بن عبد الصمد الھاشمی العقیلی الجبرتی الزبیدی الصوفی
عن المسند المعمر ابی الحسن علی بن عمر الوانی الصوفی عن استاذ التحقیق
ابی عبد اللہ محی الدین محمد بن علی بن العربی الحاتمی الطائی الاندلسی
ثم المکی ثم الدمشقی الصوفی عن الامام القطب الشیخ الثقۃ الامین
شیخ الشیوخ ببغداد عبد الوھاب بن علی بن سکینۃ البغدادی
الصوفی عن ابی الفتح عبد الملک بن عبد اللہ الکروخی الصوفی عن شیخہ الحافظ
ابی اسمٰعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری الھروی الصوفی عن عبد الجبار الجراحی انا
الشیخ الثقۃ الامین ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب بن فضیل التاجر
المحبوبی عن الامام الحافظ الحجۃ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

واما السنن الكبرى للامام ابي عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رحمه الله

فرويناها عن الامام الفقيه المحدث صالح بن محمد الفلاني العمري اجازة عن الشيخ

الامام المجتهد محمد بن محمد بن سنة العمري عن مولاي الشريف محمد بن عبد الله

عن الشريف المعمر ابي الجمال عن عبد الرحمن البهوتي الحنبلي عن شيخ الاسلام زكريا

بن محمد الانصاري عن العز بن الفرات عن عمر بن حسن المراغي عن علي بن

احمد المقدسي عن الضياء محمد بن عبد الواحد المقدسي عن عبد الغني

بن عبد الواحد قال اخبرنا ابو الفتح عبد الله بن احمد الخرقي بقرائتي

عليه قال اخبرنا عبد الرحمن الدوني قال اخبرنا ابو نصر الكسار

قال اخبرنا ابو بكر السني قال اخبرنا الامام الحافظ الحجة

ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي المؤلف رحمه الله تعالى

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وسلام على المرسلين

وصلى الله على محمد وآله وصحبه اجمعين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقال الثالث اخبرنا ابو محمد عبد الخالق بن الانجب ابن المعمر السنوي اجازة
مكاتبة قال هو وابن طبرزد اخبرنا ابو الفتح عبد الملك بن ابي القاسم
الكروخي اخبرنا بجميعه القاضي ابو عامر محمود بن القاسم الازدي و
ابو بكر احمد بن عبد الصمد الغورجي قالا اخبرنا ابو محمد عبد الجبار
الجراحي المروزي قال اخبرنا ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب
المحبوبي المروزي قال اخبرنا ابو عيسى محمد بن عيسى الترمذي رحمه الله
ح ورواه الامام صالح العمري الفلاني قراءة ودراية ودراية لجميعه
على شيخه محمد سعيد سفر المدني لقراءته لجميعه على الشيخ ابن الجليلي
ابي الحسن السندي الكبير والشيخ محمد بن عبد الله المغربي الكبير كلاهما
قرأ جميعه على امام الصنعة شيخ الحجاز عبد الله بن سالم البصري
ح ورواه المجتهد صالح العمري المغربي الفلاني قراءة للمعجم سماعاً
لسائره لقراءة غيره عن الشيخ محمد بن عبد الله عن الشيخ
عبد الله بن سالم البصري قراءة لاوله واجازة لسائره لسماعه
لجميعه مع كتاب العلل لقراءة الشيخ عيسى الجعفري على الشيخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

واما الجامع للامام ابي عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي الحافظ فرواه

الامام صالح بن محمد العمري قراءة لبعضه واجازة للباقي عن الشيخين العلمين

مولاي الشريف محمد بن سليمان الدرعي والشيخ محمد بن سنة العمري كلاهما

عن مولاي الشريف محمد بن عبد الله عن الشيخ علي الاجهوري باجازته عن السراج

عمر بن الجائي ديروية مولاي الشريف اجازة عن السراج عمر بن

الجائي والشيخ بدر الدين الكرخي والشمس محمد بن عبد الرحمن العلقمي

كلهم عن الحافظ السيوطي عن احمد بن عبد القادر بن طريف قراءة لبعضه

واجازة لسائره قال اخبرنا ابو اسحاق التنوخي ح ورواه صالح بن محمد

العمري عن شيخه محمد بن سنة عن مولاي الشريف عن محمد بن اركماش

عن الحافظ ابن حجر عن ابي اسحق التنوخي قال اخبرنا الحافظان ابو الحجاج

يوسف بن الزكي المزي والقاسم بن محمد بن يوسف البرزالي وابو الحسن

علي بن محمد بن ممدود بن جامع البندنيجي سماعا قال الاولان اخبرنا

الفخر ابن البخاري سماعا لجميعه من ابي حفص عمر بن طبرزد البغدادي

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

واما السنن الصغرى للامام النسائي رحمه الله فرواها الامام
الحافظ الحجة صالح بن محمد بن نوح العمري المغربي المدني بالسند المذكور
في السنن الكبرى للمؤلف ورواها الفقير على شيخه محمد سعيد عن
في الروضة النبوية على صاحبها الوف الصلوات والوف التحية
عام احدى وثلثين ومائة والف في رمضان لبعد العصر الى
الغروب في سبع وعشرين مجلساً مع مجلس الختم بقراءته لجميعه
على الشيخين الامامين ابي الحسن السندي الكبير ومحمد بن عبد الله
المغربي الكبير بقراءتهما على الشيخ عبد الله بن سالم البصري
ح ورواها الامام صالح المغربي العمري بقراءته لاوله الى كتاب
الحج على الشيخ محمد بن محمد بن عبد الله بقراءته لاوله واجازة لسائره
من الشيخ عبد الله بن سالم البصري لجميعه بقراءته الشيخ عيسى
الجعفري على الشيخ محمد البابلي عن الشهاب احمد بن خليل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الی طاهر السلفی عن عبد الرحمن بن احمد الدونی عن الکسار عن
ابی بکر ابن السنی عن المولف الامام الحافظ النسائی ح ورواھا
الشیخ الامام العلامة ابراھیم بن حسن الکردی الکورانی ثم
المدنی عن الصفی احمد بن محمد الرملی المدنی عن الشمس محمد بن
احمد بن حمزة الرملی عن شیخ الاسلام زین الدین زکریا ویحیی بن محمد
الانصاری القاهری عن الحافظ شهاب الدین ابی الفضل احمد بن
الکنانی
حجر العسقلانی المصری نزیل القاهرة عن البرهان ابراھیم
ابی اسحاق بن احمد بن عبد الواحد التنوخی البعلی الدمشقی الشامی نزیل
القاهرة بسماعه علی ایوب بن نعمة النابلسی قال حدثنا
اسمعیل بن احمد العراقی عن عبد الرزاق بن اسمعیل القومسی
انا ابو محمد عبد الرحمن بن احمد الدونی انا ابو نصر احمد بن الحسین
القاضی الدینوری المعروف بالکسار انا الحافظ ابو بکر
احمد بن محمد بن اسحاق القاضی الدینوری المعروف بابن السنی
انا الامام الحافظ الحجة النسائی رحمه الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ح و رواها الامام ابراهيم بن حسن الكردي عن احمد بن محمد المدني عن
عن احمد بن علي بن عبد القدوس العباسي الشناوي عن ابيه عن عبد الوهاب
بن احمد الشعراوي عن الزين زكريا بن محمد الانصاري عن ابي الفتح محمد
بن زين الدين المراغي عن شرف الدين العقيلي الزبيدي عن المعمر
ابي الحسن علي بن عمر الواني عن محي الدين ابن عربي الحاتمي الطائي الاندلسي
صاحب الفتوحات المكية عن الحافظ ابي طاهر احمد بن محمد السلفي عن
ابي محمد عبد الرحمن بن احمد بن الحسن الدوني عن الكسار عن ابن السني عن
الامام المؤلف ابي عبد الرحمن النسائي رحمه الله وآخر دعوانا ان الحمد لله
رب العالمين وسلام على المرسلين وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وسلام على عباده المرسلين

واما السنن للامام الحافظ ابي عبد الله محمد بن يزيد بن ماجة القزويني
فرواها الشيخ ابراهيم بن حسن الكردي المدني عن الشيخ القشاشي
احمد بن محمد المدني عن الشمس محمد بن احمد الرملي عن الزين زكريا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



السلمي وابي النجا سالم بن محمد عن الغيطي عن زكريا عن الزين رضوان
بن محمد عن البرهان ابراهيم بن احمد التنوخي ح ورواها الامام
صالح بن محمد الفلاني عن الامام محمد بن سنة عن مولاي الشريف
محمد بن عبد الله عن محمد بن اركماش الحنفي الجيقاني عن
الحافظ ابن حجر العسقلاني عن البرهان التنوخي عن ابي العباس
احمد بن ابي طالب الحجار عن ابي طالب عبد اللطيف بن محمد بن علي
القبيطي عن ابي زرعة طاهر بن محمد بن طاهر المقدسي عن ابي محمد
عبد الرحمن بن احمد الدوني عن احمد بن حسين الكسار عن
ابي بكر احمد بن محمد بن اسحق بن السني الدينوري عن الحافظ
ابي عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي رحمه الله ح ورواها
الامام العلامة المجتهد القاضي الشوكاني رحمه الله عن شيخه
السيد علي بن ابراهيم عن حامد بن حسن شاكر عن السيد احمد بن يوسف
عن السيد ابراهيم بن القاسم بن المؤيد عن السيد احمد بن الحسن
الحسن بن احمد زبارة عن عبد العزيز بن محمد بن عبد العزيز الحبشي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن علي بن مرجان عن محمد بن عبد العزيز تقي الدين الحبيشي عن ابيه
عن السيد طاهر بن حسين الاهدل عن الحافظ الديبع عن الحافظ السخاوي
عن الحافظ ابن حجر عن البرهان التنوخي عن الحجار عن ابي طالب
القبيطي عن ابي زرعة عن الدوني عن الكسار عن ابن السني عن المؤلف
ح ورواها الامام الشوكاني ايضا عن السيد عبد القادر بن احمد
عن محمد بن الطيب المغربي عن ابراهيم بن محمد المراغي عن احمد بن
محمد النخلي عن يحيى بن مكرم الطبري عن جده المحب الطبري عن الزين
المراغي عن الحجار بالسند المذكور ح ورواها الامام الشوكاني
عن السيد عبد القادر بن احمد عن السيد سليمان بن يحيى الاهدل
عن السيد احمد بن محمد الاهدل عن السيد يحيى بن عمر الاهدل عن السيد
ابي بكر بن علي البطاح الاهدل عن يوسف بن محمد البطاح الاهدل
عن السيد طاهر بن حسين الاهدل عن الحافظ الديبع عن زين الدين
الشرجي عن محمد بن محمد بن محمد الجزري عن علي بن عبد الرحمن الحموي
عن ايوب بن احمد الكحال عن عثمان بن علي بن خطيب القرافة عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن محمد الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی لقراءته علی ابی الحسن علی
بن ابی المجد الدمشقی عن ابی العباس الحجار عن المجد بن ابی السعادات اخبرنا
ابو زرعۃ طاهر بن الحافظ ابی الفضل محمد بن طاهر المقدسی ح و رواها
الامام الفاضل الکامل محمد بن العلاء البابلی عن البرهان
ابراهیم بن ابراهیم بن حسن اللقانی وعلی بن ابراهیم الحلبی
عن الشمس محمد بن احمد بن حمزۃ الرملی عن شیخ الاسلام زین
الدین زکریاء بن محمد الانصاری عن الحافظ ابن حجر ح و رواها
الامام المجتهد صالح العمری المالکی المغربی عن شیخہ محمد بن سنۃ قراءۃ
علیہ من اولہ الی آخرہ عن مفتی بلد اللہ الحرام تاج الدین محمد القلعی
قراءۃ علیہ بجمیعہ عن الشیخ محمد بن ابی الخیر المرحومی الشنوانی عن
الشیخ ابی النجا سالم السنہوری عن النجم الغیطی عن شیخ الاسلام
زکریاء الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی ح و رواها
الشیخ صالح العمری عن شیخہ محمد بن سنۃ العمری عن مولای الشریف
عن محمد بن ارکماش الحنفی عن الحافظ ابن حجر العسقلانی الخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن ابي العباس احمد بن عمر بن علي الجعفي ادى اللؤلؤی عن الحافظ ابي الحجاج
یوسف بن عبد الرحمن المزی عن شیخ الاسلام عبد الرحمن بن ابي عمر بن قدامة
المقدسي عن الامام موفق الدین عبد الله بن احمد بن قدامة عن ابي زرعة
طاهر بن محمد المقدسي رح ورواه الامام الهمام صالح العمري عن شيخه
محمد سعيد سفر المدني عن التاج القلعي عن محمد المرحومي عن سالم السنهوري
عن النجم الغيطي عن عبد الحق السنباطي عن النور ابي الحسن علي بن احمد البكتمري
سبط العمادي سماعا عليه لجميعه عن ابي العباس احمد بن عمر الجعفي ادى
الجوهري سماعا عليه لجميعه عن الحافظ محمد بن احمد بن عثمان الذهبي سماعا
عليه لجميعه عن موفق الدين عبد الله بن احمد بن قدامة المقدسي سماعا عليه
لجميعه عن ابي زرعة طاهر بن محمد المقدسي رحمه ورواه الامام العالم
الرباني القاضي محمد بن علي الشوكاني عن السيد عبد القادر بن احمد
عن السيد سليمان بن يحيى الاهدل عن السيد احمد بن محمد الاهدل
عن السيد يحيى بن عمر الاهدل عن السيد ابي بكر بن علي البطاح الاهدل
عن يوسف بن محمد البطاح الاهدل عن السيد طاهر بن حسين الاهدل عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واما رواية اللؤلؤي فرواها الامام صالح بن محمد العمري بقراءته لاوله

الى كتاب الحج عن الشيخ الشريف مولاي سليمان الدرعي ثم التنبكتي عن

مولاي الشريف ابي عبد الله محمد الوولاتي عن شيخ الاسلام وصدر الائمة

الاعلام ابي عثمان سعيد بن ابراهيم الجزائري مفتيها ستين سنة عرف

بقدورة عن ابي عثمان سعيد بن احمد المقري مفتي تلمسان ستين سنة عن

ابي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الجليل التنسي عن والده عن ابي عبد الله

محمد بن احمد بن مرزوق الحفيد عن جده محمد بن مرزوق الخطيب

عن الامام زين الدين احمد بن محمد الطبري المكي عن عم ابيه جمال الدين

يعقوب بن ابي بكر الطبري عن الحافظ ابي الفتوح نصر بن محمد بن علي الحصري

قال اخبرنا ابو طالب محمد بن محمد بن محمد بن ابي زيد العلوي قال اخبرنا

ابو علي محمد ابو عمرو القاسم بن جعفر الهاشمي قال اخبرنا ابو علي محمد بن

احمد بن عمرو اللؤلؤي عن مؤلفه ابي داؤد سليمان بن الاشعث رضي الله عنه

ح ورواها الامام صالح بن محمد العمري باعلى منه بدرجة عن الشيخ

محمد بن سنة قراءة لاوله واجازة للباقي عن مولاي الشريف محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن عبد الله عن الشریف العمر ابی الجمال محمد بن عبد الکریم عن الشیخ یاسین المحلی
والسید ... الکرخی و الشیخ احمد الحلبی کلہم عن جلال الدین ابی الفضل عبدالرحمن
بن الکمال ابی بکر السیوطی عن ابی بکر بن صدقة المناوی عن محمد بن المطرز
بن ابی الحوز یونس بن ابراہیم الدبوسی عن ابی الحسن علی بن الحسین بن المقیر
عن الفضل بن سہل الاسفرائنی عن ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی
عن ابی عمر القاسم بن جعفر الہاشمی عن ابی علی محمد بن احمد اللؤلؤی عن
المؤلف ح و رواہا الشیخ ابراہیم بن حسن الکردی المدنی عن صفی الدین
احمد بن محمد المدنی عن الشمس محمد بن احمد بن حمزۃ الرملی عن شیخ الاسلام
زین الدین زکریا بن محمد الانصاری القاہری عن مسند الدیار المصریۃ
عز الدین بن عبدالرحیم بن محمد المعروف بابن الفرات القاہری الحنفی عن
ابی حفص عمر بن الحسن بن مزید بن امیلۃ المراغی عن الفخر ابی الحسن علی بن
احمد بن عبد الواحد ابن البخاری عن ابی حفص عمر بن محمد بن طبرزد البغدادی
اخبرنا بہ الشیخان ابو البدر ابراہیم بن محمد بن منصور الکرخی و ابو الفتح
مفلح بن احمد بن محمد الرومی سماعا علیہما ملفقا قالا اخبرنا ابو الحافظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن ابی خطاب الدبیع عن زین الدین الشرجی عن نفیس الدین العلوی عن ابیه
عن احمد بن ابی الخیر الشماخی عن محمد بن اسماعیل الحضرمی عن المظفر بن علی الحضرمی
عن ابی زرعة المقدسی عن الفقیہ ابی منصور محمد بن الحسین بن احمد
المقومی القزوینی ح ورواها الامام الشوکانی ایضاً عن
السید عبد القادر بن احمد عن محمد بن الطیب المغربی عن ابراھیم
بن محمد المراغی عن احمد بن محمد العجل الیمنی عن الامام یحیی بن مکرم
الطبری عن جده الامام المحب الطبری عن الزین المراغی عن ابی العباس
الحجار عن ابی طالب عبد اللطیف بن محمد القبیطی عن الامام
ابی زرعہ طاہر بن محمد المقدسی عن الفقیہ ابی منصور محمد بن
الحسین المقومی القزوینی قال اخبرنا ابو طلحة القاسم بن ابی
المنذر الخطیب قال اخبرنا الامام ابو الحسن القطان رحمہ اللہ
قال اخبرنا الامام ابی عبد اللہ محمد بن یزید المعروف
بابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
وسلام علی المرسلین وعلی سائر الصالحین الی یوم الدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم

واما السنن للامام ابي داود سليمان بن الاشعث السجستاني رحمه الله

فقد وصل الي من طريقين طريق ابن العبد وطريق اللؤلؤي كلاهما عن المؤلف الامام

فاما رواية ابن العبد فرواها الامام المجتهد صالح بن محمد العمري الفلاني المدني

جوابه لاوله الى بحث الاذان وسماعا للباقي لقرائته عنده على الشيخين الجليلين

الشيخ محمد بن محمد بن عبد الله المغربي المدني والشيخ محمد بن سنة العمري فالاول

عن الشيخ عبد الله بن سالم البصري عن محمد البابلي عن الشيخ محمد حجازي الواعظ

الله عن الحمر المسند احمد بن اركماش الحنفي والثاني عن مولاي

المؤلف عن محمد بن عبد الله عن محمد بن اركماش الحنفي عن الحافظ ابن حجر

العسقلاني عن ابي علي محمد بن احمد المطرز عن ابي النون يونس بن ابراهيم

الدبوسي عن ابي الحسن علي بن محمود الصابوني عن ابي الطاهر السلفي عن

غالب بن ابي غالب عن محمد بن اسماعيل الاستر آبادي عن عبد الله بن

محمد بن ابراهيم الاسدي عن ابي الحسن علي بن عبد المعروف بابن العبد عن

عن مؤلفه الامام الهمام ابي داود رحمه الله تعالى ورضي عنه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الكبير ابو بكر احمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي انا ابو عمرو القاسم بن
جعفر بن عبد الواحد الهاشمي انا ابو علي محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤي
اخبرنا بها ابو داؤد ح ورواها الشيخ عبد الله بن سالم البصري
واحمد بن محمد النخلي كلاهما عن الشيخ محمد البابلي عن سليمان بن عبد الدائم
البابلي عن الجمال يوسف بن زكريا بن محمد الانصاري القاهري عن والده
عن العز ابن الفرات عن ابي العباس احمد بن محمد الجوخي عن الفخر بن البخاري
عن ابي حفص عمر بن طبرزد البغدادي عن الشيخين ابراهيم الكرخي و
ابي الفتح الدومي كلاهما عن الحافظ الخطيب البغدادي عن القاسم
الهاشمي عن اللؤلؤي عن المؤلف ح ورواها الامام المجتهد العالم الرباني
محمد بن علي الشوكاني الصنعاني اليماني عن شيخه السيد عبد القادر
بن احمد عن شيخه السيد سليمان بن يحيى الاهدل عن السيد احمد بن محمد الاهدل
عن السيد يحيى بن عمر الاهدل عن السيد العلامة ابي بكر بن علي البطاح الاهدل
عن يوسف بن محمد البطاح الاهدل عن السيد طاهر بن حسين الاهدل
عن الحافظ الديبع عن زين الدين المزجي عن نفيس الدين العلوي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن ابیه عن احمد بن ابی الحیر الشماخی عن محمد بن اسماعیل الحضرمی عن لفرین

ابی الفرج الحضرمی عن ابی طالب ابن زید العلوی عن ابی علی التستری عن القاسم

بن جعفر الہاشمی عن ابی علی اللؤلؤی عن المؤلف ح وبہ الی الشماخی

عن محمد بن اسماعیل الحضرمی عن محمد بن اسماعیل بن ابی الصیف الیمنی عن ابی الحسن

بن علی بن خلف عن عمر بن عبد المجید المیانشی عن ابی المظفر محمد بن علی الشیبانی

الطبری عن محمد بن ابراہیم البغدادی عن علی بن احمد التستری عن القاسم

بن عمر الہاشمی عن محمد بن احمد اللؤلؤی عن المؤلف ح ورواہا الامام

المجتہد الشوکانی عن السید عبد القادر بن احمد عن محمد حیات السندی عن الشیخ

سالم بن عبد اللہ بن سالم البصری عن ابیہ عن البابلی ح ورواہا الشوکانی

عن شیخہ السید العلامۃ علی بن ابراہیم بن عامر بن ابی الحسن السندی عن محمد حیات

السندی عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن البابلی ح ورواہا الشوکانی

عن شیخہ السید عبد القادر بن احمد عن السید سلیمان بن یحیی بن عمر الاہدل عن

احمد بن محمد الاہدل عن احمد بن محمد النخلی عن البابلی ح ورواہا الشوکانی

بہذا الاسناد الی احمد بن محمد الاہدل عن یحیی بن عمر الاہدل عن النخلی عن البابلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ح ورواها الامام الشوكاني عن السيد عبد القادر بن احمد عن عبد الخالق بن
بن ابي بكر المزجاجي عن يحيى بن عمر الاهدل عن النخلي عن البابلي ح ورواها الامام
الشوكاني عن السيد العلامة يوسف بن محمد بن علاء الدين المزجاجي الزبيدي
عن ابيه عن يحيى بن عمر عن النخلي عن البابلي ح ورواها الامام الشوكاني
عن شيخه العلامة صديق بن علي المزجاجي عن السيد سليمان بن يحيى بن عمر عن
السيد احمد بن محمد الاهدل عن يحيى بن عمر الاهدل عن النخلي وعن النخلي ايضا
عن البابلي ح ورواها الامام الشوكاني عن السيد عبد القادر بن
احمد عن شيخه السيد احمد بن عبد الرحمن الشامي عن السيد العلامة الحسين
بن احمد زبارة عن شيخه القاضي العلامة احمد بن صالح بن ابي الرجال ح ورواها
الامام الشوكاني عن شيخه السيد عبد القادر بن احمد عن السيد العلامة
يوسف بن الحسين بن احمد زبارة عن ابيه عن القاضي احمد بن صالح بن ابي الرجال
ح ورواها الامام الشوكاني عن السيد علي بن ابراهيم بن علي عن شيخه
العلامة حامد بن حسن شاكر عن السيد احمد بن يوسف بن الحسين بن القاسم
عن السيد ابراهيم بن القاسم بن المؤيد عن شيخه السيد الحسين بن احمد زبارة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الحبال ابو بعث بنی زائد

عن شیخہ احمد بن صالح بن ابی الرجال عن الحبابلی عن سلیمان بن عبد اللہ الاہدل بالسند عن المذکور ح ورواها الامام الشوکانی بالسماع لجمیعہا من فاتحتہا الی خاتمتہا من لفظ شیخہ العلامۃ الحسن بن اسماعیل بن الحسین بن محمد المغربی عن شیخہ السید قاسم بن محمد الکبسی عن السید ہاشم بن یحیی الشامی عن طہ بن عبد اللہ السادۃ عن علی بن احمد المرحومی عن نور الدین علی الشبراملسی عن علی الحلبی عن الشمس الرملی عن الزین الانصاری عن العز بن الفرات عن عمر المراغی عن ابن طبرزد بالسند المذکور ح ورواها الامام الامام الشوکانی عن شیخہ السید العلامۃ علی بن ابراہیم عن حامد بن حسن شاکر عن السید احمد بن یوسف بن الحسین بن الحسن بن الامام القاسم عن السید ابراہیم بن القاسم بن المؤید عن السید الحسن بن احمد زبارہ عن عبد العزیز بن محمد بن عبد العزیز الحبشی عن السید الہادی بن احمد الجلال عن عبد القادر بن زیاد الخواستی عن عبد العزیز بن تقی الدین الحبشی عن السید الطاہر بن حسین الاہدل عن عبد الرحمن بن علی الدیبع عن الحافظ محمد بن عبد الرحمن السخاوی عن الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن ابی علی المطرز عن یوسف بن علی الحنفی عن الحافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری عن عمر بن طبرزد البغدادی عن ابراهیم الکرخی عن الحافظ الخطیب البغدادی عن القاسم الهاشمی عن اللؤلؤی عن المؤلف

ح ورواها الامام المجتهد الشوکانی عن شیخہ عبدالقادر بن احمد عن محمد بن الطیب عن محمد بن عبدالقادر الفاسی عن ابی الارشاد الاجهوری عن الشمس محمد بن احمد الرملی بالسند المذکور

ح ورواها الامام الشوکانی عن شیخہ یوسف بن محمد بن علاء الدین المزجاجی عن ابیہ عن جدہ عن ابراهیم الکردی عن شیخہ احمد بن محمد المدنی عن الشمس محمد بن احمد الرملی عن الزین زکریا الانصاری عن العز بن الفرات عن المراغی عمر بن الحسن عن عمر بن طبرزد البغدادی عن ابراهیم الکرخی عن الحافظ احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی عن القاسم بن جعفر الهاشمی عن ابی علی محمد بن احمد اللؤلؤی البصری عن الامام الحافظ ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمهم الله

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وسلام علی المرسلین صلعم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الكزبری الدمشقی المصري الشافعی عن الامام ابی الفتح صالح بن محمد

العمری المغربی الفلانی ثم المدنی المالکی

ح واخبرنا شیخنا السید الحسین بن حیدر الهاشمی عن القاضی الحسین

بن محسن العرب الانصاری الیمانی عن الامام محمد بن ناصر الحسنی الحازمی

عن العلامة محمد عابد بن احمد علی السندی ثم المدنی الانصاری

عن صالح بن محمد العمری الفلانی المغربی المالکی

ح واخبرنا شیخنا ابو الفضل امام الدین بن محمد بن ماجة القبری

الملتانی عن السید ابی الخیر یوسف بن محمد البغدادی مکاتبۃ عن

الفلاح ابی الفضل عبد السلام بن سعید البغدادی عن ابی الهدی عیسی

ابن سیحی عن عبد الرحمن الکزبری عن صالح العمری المغربی المالکی

ح واخبرنا شیخنا السید احمد بن عبد اللہ بن سالم الحنبلی البغدادی

عن محمد بن عبد اللہ بن حمید الحنبلی مفتی سادات الحنابلۃ بمکۃ

عن السید شهاب الدین محمود الافندی الآلوسی البغدادی مؤلف التفسیر روح المعانی

عن عبد الرحمن الکزبری عن صالح العمری المالکی عن الامام محمد بن سنة العمری الفلانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ح واخبرنا شیخنا ابو سعید الحسین بن عبد الرحیم اللاهوری القانونی عن المهمامائة سنة السید محمد نذیر حسین المحدث الدهلوی بالاجازة العامة عن السید عبد الرحمن بن سلیمان الاهدل بالاجازة العامة عن الامام محمد بن محمد بن سنة العمری الفلانی المغربی المالکی عن الشریف ابی عبد الله محمد بن عبد الله الولاتی (الوطالی) عن الامام محمد بن محمد بن ارکماش الحنفی الظاهری الجیمقانی عن ابی الفضل شهاب الدین احمد بن علی بن حجر المصری القاهری العسقلانی شارح البخاری

ح واخبرنا شیخنا ابو سعید الحسین بن عبد الرحیم عن السید محمد نذیر حسین عن الشاه محمد اسحق المحدث الدهلوی عن جده الشاه عبد العزیز المحدث الدهلوی عن والده الشاه ولی الله احمد بن عبد الرحیم المحدث الدهلوی عن ابی الطاهر محمد بن ابراهیم بن حسن الکردی المدنی عن والده ابراهیم بن حسن الکردی الکورانی ثم المدنی

ح واخبرنا شیخنا السید احمد بن عبد الله الحنبلی البغدادی عن السید عبد الرحمن بن عباس بن عبد الرحمن النجیری عن الامام القائم الربانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قاضی قضاة الفضل الیمانی ابی علی محمد بن علی الصنعانی الشوکانی عن الامام
الهمام السید عبد القادر بن احمد الحسنی الکوکبانی عن السید عبد الخالق بن ابی بکر المزجاجی
عن ابراهیم بن حسن الکردی الکورانی المدنی عن احمد بن محمد القشاشی
المدنی عن الشمس محمد بن احمد الرملی عن الامام الزین زکریا بن محمد
الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی شارح البخاری عن محمد بن
عبد اللطیف بن الکویک القاهری عن الامام الحافظ شمس الدین
ابی عبد الله محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی الذهبی عن عبد الله بن ابی محمد
محمد بن هارون الطائی القرطبی عن محمد بن عبد الرحمن بن عبد الحق الخزرجی
القرطبی عن محمد بن فرج مولی ابن الطلاع القرطبی عن القاضی ابی الولید
یونس بن مغیث الصفار القرطبی عن ابی عیسی یحیی بن عبد الله
بن ابی یحیی بن یحیی بن یحیی القرطبی عن ابی مروان عبید الله بن یحیی
القرطبی عن یحیی بن یحیی المصمودی اللیثی القرطبی عن المؤلف
الامام الهمام مالک بن انس الاصبحی امام المدینة المنورة
الا الابواب الثلاثة وعن زیاد بن عبد الرحمن شبطون عن المؤلف الامام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ح وبالسند الى صالح بن محمد العمري المالكي المغربي عن الشيخ محمد سعيد سفر
المدني عن الشيخ عبد الوهاب الطنطاوي عن الشيخ محمد بن عبد الباقي
بن يوسف بن شهاب الدين احمد بن محمد الزرقاني المالكي شارح
الموطا عن محمد بن علاء الدين البابلي عن سالم بن محمد السنهوري عن النجم
محمد بن احمد الغيطي عن الشرف عبد الحق بن محمد السنباطي عن السيد حسن
بن محمد بن ايوب الحسني النسابة عن عمه ابي محمد الحسن النسابة عن ابي عبد الله محمد بن
جابر الوادي آشي عن ابي محمد عبد الله بن محمد بن هارون الطائي القرطبي
عن ابي القاسم احمد بن يزيد القرطبي عن محمد بن عبد الرحمن القرطبي عن مولى
ابن الطلاع عن القاضي ابي الوليد الصفار عن ابي عيسى يحيى بن عبد الله القرطبي
عن ابي مروان القرطبي عن يحيى بن يحيى القرطبي عن امام المحدثين والفقهاء
وقدوة المجتهدين والعلماء مالك بن انس رضي الله تعالى عنه

هذا وآخر ما اوصي اخانا السلطان ان يصرف جل همه في تحصيل علم رواية
الحديث ودرايته فانه اكرم بضاعة واربح تجارة لطالب الحديث
وحبذا راوي الحديث شرفا وفضلا لكونه آخر سلسلة اولها سيد الانبياء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والمرسلين صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم أجمعين قال الشاعر

علم الرواية خير شيء خزنته ... فاكرع شراب رواية تيك منها

يكفيك فضلاً كون اسمك مدرجاً ... مع اسم خير الخلق طه المصطفى

وقال الحافظ السيوطي رحمه الله

علم الحديث اجل علم الدين ... وبه علو المرء في الدارين

فاعلم علميه رواية ودراية ... والطلب معاليه ولو بالصين

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وسلام على المرسلين والانبياء والصالحين

كتب هذه الاجازة الراضية السلطان
الفقير الى رحمة ربه البارى ابو محمد
عبد الحق بن عبد الواحد بن محمد بن الهاشم الحسيني
الاثاري اماته الله على اتباع سيد المهاجرين
والانصاري آمين الٰه الحق آمين
السادس والعشرون من شهر الله المحرم
من سنة الف وثلثمائة وسبع والعشرين

٢ - ٢ - ١٣٤٧ - ٤٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورة السند لفضيلة الشيخ سلطان محمود رحمه الله
عن أبي محمد عبدالحق الهاشمي رحمه الله والإسناد إلى
مؤلف بلوغ المرام نصه الشيخ بقلمه حوالى سنة ١٣٤٧ الهجرية

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى
اما بعد فقد قرئ علي هذا الكتاب اعني بلوغ المرام
للحافظ ابن حجر العسقلاني رح بكماله اخونا في دين الله تعالى
سلطان محمود بن حسن الكسرائي واجزته ان يروي عني
هذا الكتاب كما اجازني به شيخنا ابو سعيد الحسين بن عبد الرحيم
عن السيد محمد نذير حسين المحدث الدهلوي عن السيد عبد الرحمن بن
سليمان الاهدل عن الامام محمد بن محمد بن سنة العمري الفلاني
المغربي عن الشريف ابي عبد الله محمد بن عبد الله الولاتي عن
الحافظ محمد بن محمد بن ارحماش الحنفي الظاهري
الجيقاني عن المؤلف الامام الحافظ شهاب الدين
ابي الفضل احمد بن حجر المصري العسقلاني نزيل القاهرة
المحروسة رحمه الله تعالى كتبه بيده المحتاج محمد عبد الحق
بن عبد الواحد بن محمد الهاشمي الحنفي الحدثي الآثاري اماتنا
الله اياه على اتباع سيد المهاجرين والانصار وعامله
بلطفه الجاري آمين يا رب النازل والساري

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## صورة السند لناشر بلوغ المرام عن
## فضيلة الشيخ سلطان محمود رحمه الله بقلم الشيخ نفسه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين
أما بعد فسمع مني هذا الكتاب أعني
بلوغ المرام من أدلة الأحكام
للحافظ العسقلاني رحمه الله أخي في
الدين الحافظ الشيخ عبد المنعم سمع
مني منه شيئاً يسيراً وأجزته بكله أن يرويه
عني وأرجو له أن يبارك الله في علمه
وعمله. وصلى الله على نبيه وآله وصحبه أجمعين
آمين إله الحق وأنا الفقير إلى الله

سلطان محمود
شيخ الحديث في دار الحديث
المحمدية جلالپور

٦ رجب المرجب سنة ١٤١٠ھ
3-2-1990
يوم السبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سند الحديث

الحمد لله الذی خص اهل الحديث بعلم الكتاب والسنة وفضلهم على كثير ممن خلق تفضيلا وصلوٰت الله وسلامه على سيد الخلق وسيدنا محمد ن النبی الأمی الذی بين كل مسائل حيوٰة الإنسان حق التبيين وفصلها تفصيلا ورضی الله عن اٰله وأصحابه الذين اختارهم الله لتبليغ علوم النبوة وعدلهم على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم تعديلا

أما بعد فان الشاب الصالح السعيد الفطن اللبيب المولوی محمد رفيق بن قائم الدين قد قرأ كتب الحديث الشريف الصحاح الست وغيرها [illegible] لدراسته في العلوم على استاذنا العلامة مولانا سلطان محمود [illegible] [illegible] الجامعة [illegible] مدرسا فوجدته متيقظا

وطلب منی الإجازة لحسن ظنه بی وان كنت لست أهلا لذلك فها انا اجيزه ان يقرأها بالشروط المعتبرة عند اهل الحديث بعد مطالعة كتب التفسير المعتبرة وشروح كتب الحديث المعتمدة وغيرها.

وانی حصلت القراءة والسماعة والاجازة للصحاح الست وتفسير الجلالين على شيخنا ومولانا ابی محمد عبد الجبار الجيفوری عن الشيخ أبی محمد عبد الوهاب الملتانی الدهلوی والشيخ ابی العلی محمد عبد الرحمان المباركفوری صاحب تحفة الاحوذی۔ (ح) واروی بالإجازة جميع كتب الحديث وعلومه عن الشيخ العلامة محمد عبد التواب الملتانی (ح) و اجازنی بالصحاح الست وموطا الإمام مالك شيخنا وحيد عصره مولانا الحافظ ابو عبد الله محمد الجوندلوی المحترم حفظه الله تعالىٰ وهو قرأ كتب الحديث على الشيخ عبد الجبار والشيخ عبد الاول والشيخ عبد الغفور الغزنويين وحصل عنهم الإجازة وحصلها أيضا عن الشيخ حافظ الحديث مولانا الحافظ عبد المنان الوزيرآبادی وهؤلاء الفضلاء السبعة كلهم حصلوا القراءة والسماعة والإجازة عن شيخ العرب والعجم فی اوانه العلامة السيد محمد نذير حسين المحدث الدهلوی عن الشاه محمد اسحاق الدهلوی ثم المكی عن الشاه عبد العزيز عن ابيه حكيم الامة الشاه ولی الله المحدث الدهلوی المذكور اسانيده فی الحديث فی كتابه اتحاف النبيه فيما يحتاج اليه المحدث والفقيه والارشاد الی مهمات الاسانيد المطبوعين (ح) وللشيخ عبد الوهاب اجازة عن الشيخ منصور الرحمان البنجالی الدهلوی عن الامام الشوكانی۔ (ح) وللحافظ عبد المنان الوزيرآبادی إجازات عن عدة من محدثی اليمن منهم العلامة الإمام الشوكانی صاحب نيل الأوطار ومنهم القاضی عبد الرحمان البهكلی ومنهم العلامة الضرير السيد عبد الله بن العلامة محمد بن اسماعيل الأمير صاحب سبل السلام ومنهم الشيخ محمد عابد بن احمد علی السندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وسند الامام الشوكانى مذكور فى اتحاف الاكابر المطبوع بحيدر آباد الدكن (هند) (٣) وللشيخ محمد عبدالتواب الملتانى اجازة عن الشيخ محمد راغب الطباخ الحلبى الشامى واسناده مذكورة فى كتابه الانوار الجلية فى مختصر الاثبات الحلبية المطبوع بحلب

وبعد وانى اوصيه بتقوى الله عز وجل فى السر والعلانية وان يكون متبعا فى عقائده واعماله السلف الصالح من الصحابة والتابعين وائمة الحديث وفقهائه وان يكون متجنبا عن اهواء الفرق الضالة المنحرفة عن جادة الدين الصحيح قديمها وحديثها مجتنبا عن صحبة الاغنياء المترفين وملازما لمجالس الصلحاء وان يكون هدفه اعلاء كلمة الإسلام ونشر السنة واماتة البدعة واوصيه ان لاينسانى فى دعواته الصالحة فى اشرف اوقاته فان الدعاء بظهر الغيب مستجاب واسأل سبحانه وتعالى لكلنا الهداية والتوفيق والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد النبى الأمى وعلى اله واصحابه اجمعين۔ قاله بفمه وكتبه بقلمه ابوالطيب محمد عطاء الله حنيف الفوجيانى كان الله له فى الأولى والآخرة

التوقيع

ابو الطيب محمد عطاء الله حنيف

الفوجيانى شيخ الحديث سابقاً فى

دار العلوم تقوية الاسلام لاهور

تاريخ الإجراء رمضان المبارك

سنة ١٣٩٥ھ

١٩٧٥م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الحمد لله الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد والصلوة والسلام علی رسوله
ونبیه ذی القول الاسد والفعل الارشد وعلی اصحابه الذین هم بالمؤمنین رحماء وعلی الکفار اشداء
وبعد فیقول العبد المذنب ابو تراب عبد التواب الملتانی تاب الله علیه ورحم والدیه ان الفاضل
المولوی فیض الرحمن بن دلاور من اقوام بلوچ القصرانی قرء علی طرفا طرفا من الکتب الستة و
جزءً من سنن الدارقطنی والمستدرک علی الصحیحین للحاکم وسنن البیهقی وشیئا قلیلا من سنن الدارمی
وکتاب الام للامام الشافعی رح وشیئا قلیلا من الموطأ للامام مالک رح وطرفا من مسند الامام
احمد رحمه الله ومن المعجم الصغیر للطبرانی رح ومن کتاب القراءة للبیهقی رحمه الله فاجزته
بان یروی عنی هذه الکتب ویقرئها ویدرسها فانه فیما اری احق بها واهلها بالشروط
المعتبرة عند اهل الحدیث کثرهم الله تعالی ووفقهم لما یحبه ویرضاه وانی حصلت القراءة
والسماع والاجازة من شیخ المکرم الزاهد الاورع شیخ الجمیع السید نذیر حسین
الدهلوی رحمه الله تعالی وجزاه عنی احسن ما جزی احدا عن احد وهو عن الشیخ المشتهر
فی الآفاق الشیخ الاجل محمد اسحق المحدث الدهلوی عن مسند وقته الشاه عبد العزیز الدهلوی عن الشیخ
القرم المعظم بقیة السلف وحجة الخلف الشاه ولی الله المحدث الدهلوی رحمه الله تعالی وافاض
علینا من برکاته وباقی السند مکتوب عند المجاز له واوصیه بتقوی الله تعالی والمواظبة
علی ذکره وان لا یخاف فی الله لومة لائم ویجتنب الفواحش والمنکرات وخوارم المروة وبالله
ربنا التوفیق حرر سنه ۱۳۶۲ھ للثالث والعشرین من شهر ربیع الاول والحمد لله اولا واخرا وباطنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## صورة اجازة الرواية لمحمد رفيق الاثرى عن الشيخ فيض الرحمن الثوریؒ

بسم الله الرحمن الرحيم ۳۰

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى اصحابه وازواجه وذريته اجمعين. وبعد. فيقول العبد ابو الفضل فيض الرحمن الثوري ان الاخ الفاضل المولوي محمد رفيق الاثري بن قائم الدين المهاجر المتوطن بجلال پور پيروالا قد قرأ علي طرفا من الكتب الصحاح الستة وموطا الامام مالك وكتاب الام للشافعي وسنن الدارقطني وسنن الدارمي والمستدرك على الصحيحين للحاكم ومسند الامام احمد بن حنبل ومعجم الصغير للطبراني وكتاب القرأة للبيهقي فاجزته بان يروي عني هذه الكتب ويقرءها ويفيدها فانه فيما ارى احق بها واهلها بالشروط المعتبرة عند اهل الحديث كثرهم الله تعالى سوادهم ووفقهم لما يحب ويرضاه واني حصلت اجازة الرواية لهذه الكتب المذكورة من الشيخ الفاضل المنيب الى الله عبد التواب رحمه الله ابن الشيخ الكامل قمر الدين الملتاني وهو حصل القرأة والسماع والاجازة من الشيخ المكرم الزاهد الاورع شيخ الجميع السيد نذير حسين الدهلوي رحمه الله تعالى وهو عن الشيخ المشتهر في الآفاق الشيخ الاجل محمد اسحاق المحدث الدهلوي عن مسند الوقت الشاه عبد العزيز الدهلوي عن الشيخ القرم المعظم بقية السلف وحجة الخلف الشاه ولي الله الدهلوي رحمه الله تعالى وافاض علينا من بركاته وباقي السند معروف عند العلماء واوصيه بتقوى الله والمواظبة بذكره وان لا يخاف في الله لومة لائم ويجتنب الفواحش والمنكرات وخوارم المروة والله العليم الموفق -

حرره ۱۴۰۶ھ شهر الجمادی الثانیہ یوم الاثنین بتاریخ ۱۲ من هذا الشهر

- ابو الفضل فيض الرحمن الثوري -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورة اجازة الرواية لمحمد رفيق الاثرى عن شيخه المكرم

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على من لا نبي بعده - ٣٦

اما بعد فان الشيخ الفاضل محمد رفيق الاثرى طلب منى الاجازة
بروایة کتب الاحادیث الموطا والصحیحین والسنن الاربعة وصحیح ابن خزیمة
وصحيح ابن حبان وصحيح الحاكم وسنن البيهقى وسنن الدارقطنى والمسند
للامام احمد رح ومسند الدارمى وتفسير ابن جرير الطبرى وتفسير ابن كثير
وتفسير الجلالين بعد ما قرأ على بعضها وسمع منى بعضها واستجاز منى
لاكثرها اجازة مشافهة ومكاتبة فاجزته بان يروى عنى هذه الكتب
ويقرأها ويدرسها وانى حصلت القراءة والسماع والاجازة من الشيخ
المكرم ابى محمد عبد الحق رح بن عبد الواحد المكى وسنده الى مؤلفى
الكتب مطبوع وحصلت الاجازة من الشيخ المكرم عبد الحق
الملتانى رح والشيخ الموقر عبد التواب الملتانى كلاهما عن الشيخ
المحدث نذير حسين الدهلوى وسنده معروف عند
اهل العلم بالحديث واوصيه بتقوى الله والمواظبة على ذكره
وهو الموفق - ابو يحيى سلطان محمود

دار الحديث محمديه جلالپور
ملتان

٢١/٣/١٤٠٩ھ
3 - 11 - 1988

ابو يحيى سلطان محمود
شيخ الحديث دار الحديث المحمدية
جلال پور پیر والا ضلع ملتان (پاکستان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مختصر الثبت

لمحمد الشاذلي النيفر

( سنة 1416 )

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم
والصلاة والسلام على أشرف المرسلين وآله وصحبه

الحمد لله الرافع لمقام من إليه استند، وعليه توكل واعتمد، ومانح فضله الجسيم، من سار على النهج المستقيم، والصلاة والسلام على نبعة الشرف والمجادة، وخلاصة الكرم والسيادة، المخصوص برجحان الميزان سيد ولد عدنان وعلى آله الصفوة الكرام وأصحابه نجوم الظلام، والتابعين لهم باحسان وبعد،

فيقول راجي رحمة ربه الكريم في الحال والمآل المتوكل عليه في كل الأحوال محمد الشاذلي ابن الشيخ محمد الصادق النيفر (ت 1356) ابن الشيخ محمد الطاهر النيفر (ت 1339) قد استجازني من أحسن الظن بي أحسن الله عقباه وأناله كل ما يتمناه فضيلة العلامة الشيخ المحدث محمد رفيق الأثري

۔ صورة اجازة الرواية لمحمد رفيق الاثرى عن الشيخ المحدث محمد الشاذلى النيفر (تيونس)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لطف الله به فلبيت الطّلب فأجزته بكلّ مسموعاتي ومروياتي ومقروآتي فقد تلقيت عن الكثير أخصّ بالذّكر منهم :

المرحوم الوالد الشّيخ محمّد الصادق النيفر (تـ 1356)

والشّيخ عمر بن حمدان المحرسي (تـ 1368)

والشّيخ عبد الحي الكتاني (تـ 1382)

والشّيخ محمّد الحجوي (تـ 1376)

والشّيخ محمّد الطّاهر بن عاشور (تـ 1393)

والشّيخ محمّد بن محمّد الحجوجي الحسيني (تـ 1370)

والشّيخ أبو علي حسن محمّد المشاط المكي (تـ 1399) وغيرهم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وأبتدئ هذه الاجازة بما يبتدأ به من الحديث المسلسل بالأولية فإنّي قد أجازني به في حال الصبا الشّيخ عمر حمدان أثناء زيارته لتُونس وهو أوّل حديث سمعته كما أرويه عن الشّيخ عبد الحي الكتّاني وحسن المشاط المكي قال كُلّ منّهم عن شيخه هو أوّل حديث سمعته منهُ وَهَكذا إلى سفيان ابن عيينة.

عن الشّيخ فالح بن محمد الظاهري (ت 1328)

عن الشّيخ محمد علي السّنوسي مؤسّس الطريقة السنوسية (ت 1276)

عن الشّيخ أبي حفص العطار المكي (ت 1249)

عن الشّيخ علي بن عبد البر الونائي (ت 1211)

عن الشّيخ إبراهيم بن محمّد النّمرسي

عن الشّيخ عيد بن علي النمرسي (ت 1140)

عن الشّيخ عبد الله بن سالم البصري (ت 1134)

عن الشّيخ محمد بن علاء الدّين البابلي (ت 1077)

عن الشّيخ أحمد بن محمد الشهير بابن الشلبي (ت 1021)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قَالَ ابن الشلبي أخبرنا الشيخ يوسف ابن القاضي زكريا.

قَالَ يوسف أخبرنا الشيخ المعمر إبراهيم بن علاء الدين القلقشندي (ت 922)

قَالَ القلقشندي أخبرنا الشيخ المعمر أحمد بن محمد الواسطي (ت 836)

قال الواسطي أخبرنا المعمر محمد بن محمد الميدومي (ت 754)

قَالَ الميدومي أخبرنا المعمر عبد اللطيف بن عبد المنعم الحراني (ت 672).

قال الحراني أخبرنا المعمر أبو الفرج عبد الرحمن ابن علي بن الجوزي (ت 597)

قال ابن الجوزي أخبرنا الشيخ اسماعيل بن أبي صالح (ت 532).

قَالَ ابن أبي صالح أخبرنا والدي أبو صالح أحمد ابن عبد الملك (ت 470)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


قَالَ أبو صالح أخبرنا الشيخ عبد الرحمن بن بشر العبدري (ت 260).

قَالَ العبدري أخبرنا الامام سفيان بن عيينة (ت 198) وله تسعون سنة وإليه انتهى التسلسل.

ورواه سفيان بلا تسلسل.

عن الامام الحافظ عمرو بن دينار المكي (ت 126)

عن أبي قابوس من الرابعة يروي عن مولاه عمرو ابن العاصي حديث الرحمة وعنه عمرو بن دينار وصحح الترمذي حديثه.

عن الصحابي عبد الله بن عمرو بن العاصي (ت 63).

قَالَ عبد الله بن عمرو بن العاصي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (الراحمون يرحمهم الرحمن تبارك وتعالى، ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء).

رواه أحمد وأبو داود في سننه والترمذي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



في جامعه وقال: (حسن صحيح) والحاكم في مستدركه، وكلهم قالوا عن ابن عمرو بن العاصي.

وأجيزه بموطا امام دار الهجرة أبي عبد الله مالك بن أنس (ت 179).

وبالصحاح الستة الجامع الصحيح لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (ت 256) وصحيح أبي الحسين مسلم بن الحجاج (ت 261) وسنن أبي داود سليمان السجستاني (ت 275) وجامع أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي (ت 279) والسنن الصغرى لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (ت 303) وسنن أبي عبد الله محمد بن يزيد ابن عبد الله بن ماجه القزويني (ت 263)، وأروي جميعها من طرق عدة منها:

عن الوالد محمد الصادق النيفر عن شيخه الشيخ حسين بن حسين (ت 1323) وكانت إجازته للوالد بتاريخ 17 من ذي الحجة سنة 1321

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وهو يروي عن والده أحمد بن حسين الغماري (ت 1288) عن الشيخ إبراهيم بن عبد القادر الرياحي (ت 1266) عن محمد الأمير الصغير (ت 1246 أو (ت 1248) عن والده محمد الأمير الكبير (ت 1232) بالطرق التي أوردها في ثَبَتِهِ " سد الأرب من علوم الاسناد والأدب" كما أجيزه بكل ما ثبت من الثبت المذكور.

وأجيزه بكتاب" فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات" الذي أجازني به مؤلفه في أوائل ربيع الأول سنة (1360). في إجازته "منح المنة في سلسلة بعض كتب السنة".

موصي بتقوى الله. والإخلاص في الأعمال وملازمة السنة راجيا منه أن لا ينساني من صالح دعائه ، وفقنا الله جميعا لما يحبه ويرضاه في عيش رغيد وعمر مديد.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَآخِر دَعْوانا أن الحمد لله رب العَالمين
والصَّلاة والسَّلامُ عَلَى أشرف المرسلين
سيّدنا محمّد وَعَلَى آله وَأصحابه ومن اهتدى
بهديه إلى يوم الدّين ؛

في ١٤ شوال 1416
من محمّد الشاذلي النّيفر
[signature]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

أما بعد! فإنّ الشيخ الفاضل اسامہ عتیق بن محمد رفیق الاثری طلب منّي الإجازة برواية كتب الأحاديث فأجيزه برواية المؤطا والصحيحين والسنن الأربعة وصحيح ابن خزيمة وصَحيح ابن حبان و صحيح الحاكم و سنن البيهقي و سنن الدار قطني والمسند للإمام أحمد و مسند الدارمي رحمهم الله كما أجازني بها الشيخ المحدث سلطان محمود بن حسن الكسراني رحمه الله بعد ما قرات عليه بعض الكتب وسمعت منه بعضها وأجازني بها إجازة مشافهة ومكاتبةً وقال

”فأجزته بأن يروى عنى هذه الكتب ويقرأها ويدرّسها وإني حصّلت الإجازة من الشيخ المكرم أبي محمد عبدالحق بن عبدالواحد المكي وسنده إلى مؤلفي الكتب مطبوع وحصلت الإجازة من الشيخ المكرم عبدالحق الملتاني والشيخ المؤقر عبدالتواب الملتاني كلاهما عن الشيخ المحدث السيد نذير حسين الدهلوى. رحمهم الله

ح وأجازني أيضاً الشيخ أبو الفضل فيض الرحمٰن الثورى رحمه الله وكتب لي

”قد قرأعليّ طرفاً طرفاً من كتب الصحاح والموطا للإمام مالك وكتاب الأم للإمام الشافعي والسنن للدار قطني وسنن الدارمي والمستدرك على الصحيحين للحاكم و مسند الإمام أحمد بن حنبل و معجم الصغير للطبراني و كتاب القرائة للبيهقي فأجزته بأن يروى عنى هذه الكتب ويقرئها فإنه فيما أرى أحق بها وأهلها بالشروط المعتبرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عند أهل الحديث كثر الله تعالى سوادهم (إلى) بأني حصلت إجازة الرواية بهذه الكتب المذكورة من الشيخ الفاضل المنيب إلى الله عبدالتواب بن الشيخ الكامل قمر الدين الملتاني وهو حصل القرائة والسماع والإجازة من الشيخ المحدث السيد نذير حسين الدهلوي رحمهم الله اه.

ح وأجازني أيضاً الشيخ عطاء الله حنيف البوجياني رحمه الله وهو حصل القرائة والسماع والإجازة برواية الصحاح الست وتفسير الجلالين عن الشيخ أبي محمد عبدالجبار الجيفوري عن الشيخ أبي محمد عبدالوهاب الملتاني والدهلوي والشيخ أبي العُلىٰ عبدالرحمن مباركفوري صاحب تحفة الأحوذي عن الشيخ السيد نذير حسين الدهلوي رحمهم الله وسنده مطبوع و معروف عند أهل الحديث.

وقال الشيخ عطاء الله رحمه الله

"وللشيخ عبدالوهاب إجازة عن الشيخ منصور الرحمن البنجابي والدهلوي عن الإمام الشوكاني وللشيخ عبدالتواب الملتاني إجازة ايضاً عن الشيخ محمد راغب الطباخ الحلبي الشامي رحمهم الله وإسناده مذكور في كتابه "الأنوار الجلية في مختصر الأثبات الجليلة" المطبوع بحلب. وسند الإمام الشوكاني رحمه الله مذكور في **إتحاف الأكابر** المطبوع بحيدر آباد دكن الهند

وللشيخ البوجياني رحمه الله أيضاً إجازة لجميع كتب الحديث عن الشيخ أبي عبدالله محمد الجوندلوي وهو يروى عن الشيخ الحافظ عبدالمنان الوزير آبادي والشيخ عبدالجبار و الشيخ عبدالأول والشيخ عبدالغفور الغزنويين رحمهم الله كلهم عن الشيخ المحدث السيد نذير حسين الدهلوي رحمه الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وللحافظ عبدالمنان الوزير آبادى رحمه الله إجازة عن عدة من محدثي اليمن منهم الإمام الشوكاني والقاضي عبدالرحمن البيهكلي والسيد عبد الله بن محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني والشيخ محمد بن عابد بن أحمد على السندى رحمهم الله.

كما أجازني الشيخ المحدث محمد الشاذلي النيفر التيونسي حفظه الله بن الشيخ محمد الصادق النيفر ابن الشيخ محمد طاهر النيفر (ت ١٣٣٩) وقال

أجزته بكل مسموعاتي ومروياتي ومقروآتي فقد تلقيت عن الكثير أخص بالذكر منهم.

١. المرحوم الوالد الشيخ محمد الصادق النيفر (ت ١٣٥٦) رحمه الله

٢. والشيخ عمر بن حمدان المحرسي (ت ١٣٦٨) رحمه الله

٣. والشيخ عبدالحي الكتاني (ت ١٣٨٢) رحمه الله

٤. والشيخ محمد الحجوى (ت ١٣٧٦) رحمه الله

٥. والشيخ محمد الطاهر بن العاشور (ت ١٣٩٣) رحمه الله

٦. والشيخ محمد بن محمد الحجوجي (ت ١٣٧٠) رحمه الله

والشيخ أبو علي حسن بن محمد المشاط المكي (ت ١٣٩٩) وغيرهم رحمهم الله

وسند الشيخ الشاذلي رحمه الله يصل إلى الإمام سفيان بن عيينة رحمه الله (ت ١٩٨) في الثبت المطبوع.

وأخيراً أوصيكم وإياى بتقوى الله عزوجل في السر والعلانية وأن تكونوا متبعين في العقائد والأعمال السلف الصالح من الصحابة رضي الله عنهم والتابعين رضي الله عنهم وائمة الحديث رحمهم الله

وأدعو الله سبحانه وتعالى بالتوفيق السداد وصلى الله عليه خاتم النبين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورة السند للحافظ عبدالمنعم الفاروقی عن الشيخ السيد بديع الدين الراشدی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أنزل الى رسوله الكتاب
مع الحكمة وأجاز لكل من يتلوهما بصدق
القلب والسداد حيث أمره أن يقول
"وأوحي إلي هذا القرآن لأنذركم به
ومن بلغ" في جميع الأطراف والأكناف
لكل من الأفراد والآحاد، نزل به الروح الأمين
"يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا
ليعلم أن قد أبلغوا رسالات ربهم
ولديه العدد والإحصاء فلا ينقص
فيه ولا يزاد، أخذ منه رسوله وعنه أصحابه
وعنهم أتباعهم وهلم جرا إلى عصرنا وهذا
هو الإسناد، وهو من الدين إثباتا وإدحاضا

٢

ونقضا وإبراما "ولولاه لقال من شاء ما شاء" من
الأعداء والأضداد، وقد خص سبحانه وتعالى
به هذه الأمة فيحمله من كل خلف عدوله نقتنا
وأفراد بروية ثقة عن مثله تحديثا وإخبارا و
إنباء وإجازة فرواية ومناولة فانتشر الوجيان
في القرى والبلاد أما من قرية أو مصر إلا وفي سكة
من سككها محدث وراو يروي ويسند وسامع
وحامل يوصل ويبلغ بالاعتماد والإسناد فلا
يأتي أحد بشيء دون سند أو يروي بلا إجازة
إلا كان كحاطب الليل فيلدغ أو يفتضح فيخيب
بالظن والإطراد أو كالذي يرتقي السطح بلا
سلم فيسقط وتنكسر أعضائه فلا يستطيع مضيا
ولا يرجع فيحرم عن المراد فالروايات القرآنية و
الحديثية كلها تواترت كتواتر نعمائه وتتابع
آلائه فسبحان من حفظها كما شاء وأراد حيث قال
"إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون" فنعم المنزل
والمنزل عليه وحبذا الآخذون منه مع الحفظ

٣

والإتقان فالحمل وحسن الاعتقاد أي الصحابة أعدل
الأمة بعد نبيها صلوات الله عليه وسلامه وهم
من خير القرون ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم
فلم أكمل العباد والمحدثون الذين خلقهم الله
تعالى لهذا الشأن وخصهم له بالإعلام والإنباء
والإلهام والإرشاد فمنهم القارئ والمقرئ
والسامع والمحدث والراوي والحامل والمجيز
والمستجيز والمملي والمستملي كل منهم سطون
وعماد، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن
محمدا عبده ورسوله شهادة توارثناها من لدن
عهد النبوة إلى وقتنا بأسانيد صحيحة
متصلة وطرق قوية جيادا. وأفضل الصلوات
وأزكى التسليمات على رسوله الذي بلغ كما أمر
وأخبر وحدث كما جاء ونزل فأتقن وأجاد
وأمرهم ليسمعوا ويحفظوا فليبلغ الشاهد منهم
الغائب وقال "تسمعون مني ويسمع منكم
ويسمع ممن يسمع منكم" هكذا إلى أبد الآباد

٤

وقال لوفد عبد القيس "احفظوا وأخبروا
من وراءكم" وقال "بلغوا عني ولو آية" و
قال "حدثوا عني" كما روى الحفاظ النقاد
وبعث كتبا ورسائل إلى البلدان والآفاق
لتقرأ عليهم وهو المستند لأهل الرواية و
الإجازة وأنواعها لعمائد الأمة وأرباب
الرشاد، وعلى آله وصحبه ومن تبعهم
بالإحسان إلى يوم التناد.
أما بعد فإن أخانا في الله وفي دينه
فضيلة الشيخ الحافظ عبد المنعم بن الشيخ
عبد الهادي الهدا لم منظر قد . ب مني الإجازة لجميع
مروياتي ومسموعاتي من كتاب الله تعالى وكلامه المبارك
وكتب التفسير والحديث كالأمهات الست وجميع
الصحاح والسنن والمسانيد والمعاجم والمصنفات
والمستدركات والمستخرجات والأجزاء والأربعينات
وغيرها من كتب المصطلح وكل ما يتعلق بعلم الحديث
وكتب الفنون الأخرى ككتب الفقه على المذاهب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



٥

وأصولها وغير ذلك من تصانيف جهابذة الأمة و
حفاظها ونقادها من المقرئين والمفسرين والمحدثين
والفقهاء والأصوليين والمتكلمين والأدباء والشعراء
والأطباء ومن أهل الوعظ والإرشاد والدعوة إلى الله
تعالى وحده وإلى عبادته وإلى طاعة سنة رسوله و
التأسي بأسوته وإلى العقيدة السلفية.

وقد قرأ على الأخ المذكور بعضها بالتمام وأطرافا
من بعضها وبعضها سمع واستجاز مني لجميعها مشافهة
ومكاتبة فأجبته إلى سؤاله لما رأيت من حسن سؤاله
رجاء الإندراج في جماعة أولئك الذين سبقونا
بالإيمان ففازوا واستجازوا وأجازوا فأجزته بالشرط
المعتبرة عند أهل الحديث المسطرة في كتبهم ومصنفاتهم
ليروي عني على نهج الأوائل وطريق أولئك الأماثل

واعلم أن الإسناد مني يتصل إلى مشائخ كثيرين
من الأسلاف والأخلاف لكل منهم ثبت أو مشيخة
أو مرويات ولا يحصي عددهم إلا الله فمن اطلعت على
ثبته أو وجدت له ذكرا في كتب المشائخ ذكرت

٦

طريق السند مني إليه ليتيسر للمستجيز الرواية عنه
ومن لم أذكره فهذه المرويات تحتوي الأسانيد
إليهم كلهم وهي بمنزلة الرحى تدور حولها الطرق
كلها والأسانيد بأسرها

١ فمن أولئك المشائخ أولهم شيخ الكل الإمام
المحدث الفقيه المسند السيد السند نذير حسين
الدهلوي وأسانيده مذكورة في كتب أصحابه
الثقات الفضلاء

١/١ فأخبرنا شيخنا الأستاذ المفسر المحدث حجة
الله على الأرض أبو الوفاء ثناء الله الأمرتسري
عن شيخ الكل.

١/٢ وأخبرني الشيخ الفاضل المحدث أبو سعيد
شرف الدين الدهلوي عن الشيخ المحدث الإمام
محمد بشير بن بدر الدين السهسواني الهندي
عنه

١/٣ وأخبرني الشيخ المحدث العلامة عبد الله
الروبري الحافظ عن أستاذ العلماء الأفاضل

٧

حافظ الحديث مسند وقته الشيخ عبد المنان بن
شرف الدين الوزيرآبادي عنه.

١/٤ وأخبرنا الشيخ الصالح التقي النقي ابو اسحق
نيك محمد الامرتسري عن الشيخ الامام ابن الامام
عبد الجبار بن عبد الله الغزنوي عنه.

١/٥ وأخبرني شيخنا المحدث الشهير في العرب و
العجم المدرس في الحرم المكي الشيخ الفاضل ابو محمد
عبد الحق بن عبد الواحد بن محمد بن هاشم الهاشمي
البهاولفوري المهاجر المكي عن الشيخ الفاضل ابي
سعيد حسين بن عبد الرحيم البتالوي والشيخ
ابي الوفاء امرتسري وابي الحسين محمد بن حسين
الدهلوي وابي اسماعيل ابراهيم بن عبد الله وابي
محمد بن محمود الطنافسي وابي تراب عبد التواب
بن قمر الدين القدير آبادي الملتاني وابي اليسار
محمد بن عبد الله الغيطي ومحمد بن ابي محمد الرياسي
كلهم عن شيخ الكل او يروي شيخنا عن شيخ الكل
ايضا بالاجازة كما ذكره في ثبت الاجازة الذي

٨

اعطانيه.

٢ والثاني الشيخ المحدث العلامة الشاه
عبد الغني بن ابي سعيد العمري الدهلوي وقد جمع
اسانيده تلميذه الشيخ محمد بن يحيى المعروف بالحسن
التيمي البكري الترهتي في ثبت سماه اليانع الجني
في اسانيد الشيخ عبد الغني.

٢/١ فأخبرني الشيخ محمد خليل بن محمد سليم الخيرپوري
عن الشيخ العلامة حسين أحمد المدني عن الشيخ العلامة
محمود الحسن الديوبندي المعروف بشيخ الهند

٢/٢ ح وأخبرنا عاليا الشيخ الأستاذ أبو الوفاء
الأمرتسري عن شيخ الهند عنه.

٣ والثالث الإمام المحدث المجتهد القاضي
ابو علي محمد بن علي بن عبد الله بن الحسن بن صلاح
الشوكاني اليماني له ثبت معروف باتحاف الأكابر
باسناد الدفاتر

٣/١ فأخبرنا الشيخ ابو اسحاق نيك محمد عن الشيخ
عبد الجبار الغزنوي عن الشيخ الحسين بن محسن الأنصاري

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



٩

عن السيد محمد بن ناصر الحازمي الحسيني اليماني عن
الشوكاني

٣ واخبرني الشيخ ابو محمد عبد الحق الهاشمي قال
اخبرنا الحسين بن حيدر الهاشمي وخليل بن محمد
ابن حسين بن محسن الانصاري وابو محمود هبة الله
ابن محمود الملائي المدوي وعبد التواب بن عبد الوهاب
الاسكندر آبادي كلهم عن الحسين بن محسن الانصاري
عن السيد الحازمي عنه ح وقال الشيخ اخبرنا احمد
ابن عبد الله البغدادي عن عبد الرحمن بن عباس بن
عبد الرحمن عن الشوكاني وقد ذكر الشوكاني في ثبته
في حرف الميم عند ذكر مؤلفات الشيخ ابراهيم
الكردي اسانيد جماعة من المشائخ بطرقه اليهم
وقال هذه الاسانيد التي اشرنا اليها قد اشتملت
على اسانيد كتب الاسلام في جميع الفنون

٤ والرابع الشيخ المحقق المحدث الفقيه الامام
محمد عابد بن احمد علي بن يعقوب الحافظ بن
عبد الله بن محمود الانصاري الخزرجي السندي

١٠

السيوستاني له ثبت موسوم بحصر الشارد في
اسانيد الشيخ محمد عابد وبالسند الى شيخ
الكل والى الشريف محمد بن ناصر الحازمي عنه -

٥ والخامس الشيخ الامام المجدد المحدث الفقيه
المجاهد في سبيل الله وامام الدعوة الى العقيدة السلفية
محمد بن عبد الوهاب بن سليمان بن علي بن احمد بن راشد
ابن بريد النجدي الدرعي التميمي -

فاخبرني الشيخ عبد الحق الهاشمي قال اخبرنا
احمد بن عبد الله بن سالم البغدادي عن عبد الرحمن
ابن حسن بن محمد بن عبد الوهاب عن جده شيخ الاسلام
عن عبد الله بن ابراهيم المدني عن عبد القادر التغلبي
عن عبد الباقي عن احمد الوفائي عن موسى الحجازي عن
احمد الشويكي عن العسكري عن الحافظ عبد الرحمن
ابن رجب عن الحافظ شمس الدين ابن القيم عن شيخ
الاسلام الحافظ تقي الدين ابي العباس ابن تيمية
عن الفخر ابن البخاري عن ابي ذر الهروي عن شيوخه
الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني عن محمد بن

١١

يوسف الفربري عن امام الدنيا ابي عبد الله محمد بن اسماعيل
البخاري

٦ والسادس امام الهند الشيخ الاجل الفاضل
الاكمل السيد احمد المدعو بولي الله بن السيد ابي
الفيض عبد الرحيم العمري الدهلوي واسانيده مذكورة
في كتبه كالارشاد الى مهمات الاسناد واتحاف النبيه
فيما يحتاج اليه المحدث والفقيه ومجموعة المسلسلات
والدر الثمين والنوادر وغيرها وقد ذكر اسانيده ايضا
ابنه الشاه عبد العزيز في بستان المحدثين وغيره فبالسند
الى شيخ الكل الشاه المعروف في الآفاق محمد اسحاق
الدهلوي ثم المكي عن الشاه العالم الكبير المحدث الشهير
عبد العزيز بن ولي الله العمري الدهلوي عن ابيه الامام
وبالسند الى الشاه عبد الغني عن الشاه محمد اسحاق
به وبالسند اليه عن والده الشيخ ابي سعيد بن
الصفي الدهلوي عن الشاه عبد العزيز ووالده
الامام ولي الله -

وقد ذكر الشاه في كتابه الارشاد الى مهمات

١٢

الاسناد اثبات سبعة من المشائخ الاكابر الافاضل مع
بيان طرق الاسناد اليهم اولهم الامام الحافظ مسند
الدنيا ابو عبد الله محمد بن علاء الدين البابلي القاهري
المجاور بالحرم وثانيهم الامام الحافظ المتقن المحقق
ابو مكتوم عيسى بن محمد بن احمد المغربي الهاشمي نزيل
المدينة المنورة ثم مكة المشرفة وثالثهم الامام الحافظ
شيخ الحديث جامع الفنون محمد بن محمد بن سليمان الروداني
المغربي المكي ورابعهم الامام شيخ الحديث والفقه
والعربية والاصول برهان الدين ابراهيم بن الحسن
ابن شهاب الدين الكردي الكوراني الشهرزوري المدني
وخامسهم الامام الضابط الشهير شيخ الحديث وجامع
الفنون ابو الاسرار حسن بن علي العجيمي المكي وسادسهم
الامام الشيخ الصالح المتقن ابو العباس احمد بن محمد بن
احمد بن علي النخلي المكي وسابعهم الامام حافظ عصره
المحدث المحقق النقاد الشيخ عبد الله بن سالم البصري ولكل
منهم ثبت فيه اسانيده المتنوعة ومروياته ومسموعاته
للعلوم المتفرقة فقال الشاه ولي الله اما البابلي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



-١٣-

فاجازني لجميع ما في منتخب الاسانيد الذي جمعه الشيخ عيسى له شيخنا الثقة الامين ابوطاهر محمد بن ابراهيم الكردي عن ابيه وعن مشائخه الثلاثة الذين سردنا اسمائهم بعد ابيه (وهم حسن العجيمي واحمد النخلي وعبدالله بن سالم البصري) كلهم عن البابلي واما الشيخ عيسى فناولني مقاليد الاسانيد تاليفه شيخنا ابوطاهر واجازني لجميع ما فيه ابي طاهر عن الاربعة المذكورين عنه واما ابن سليمان فاجازني لجميع ما في صلة الخلف تاليفه شيخنا ابوطاهر مشافهة عن المصنف مكاتبة ح واجازني لجميع ما فيه ولده محمد وفقه الله عنه ح واجازني لجميعه السيد عمر بن بنت الشيخ عبدالله بن سالم عن جده عنه واما الكردي فاخبرني بجميع ما في الامم (اسمه التام الامم لايقاظ الهمم) تاليفه سماعا عليه ابوطاهر بقراءته على ابيه المذكور واما العجيمي فالف الشيخ تاج الدين الدهان رسالة بسط فيها اسانيده واجازني لجميع ما رواه العجيمي ابوطاهر عنه وكان ابوطاهر قارئ دروسه واخص تلامذته وقرأ عليه السنة بكمالها ح و

-١٤-

سمعت من الشيخ تاج الدين القلعي الحنفي مفتي مكة اوائل السنة وشيئا من مسند الدارمي وموطا محمد وآثاره واجازني لسائرها ولجميع ما تصح له روايته عن العجيمي واما النخلي فله رسالة (اسمها بغية الطالبين لبيان المشائخ المحققين المعتمدين) جميع ما فيها اسانيده اجازني لها ابوطاهر عنه ح وناولنيها الشيخ عبدالرحمن النخلي ابن الشيخ أحمد المذكور واجازني لها عن ابيه واما البصري فالف ولده الشيخ سالم رسالة (اسمها الامداد بمعرفة علو الاسناد) اجازني بها وبجميع ما تصح روايته عن السيد عمر عن جده الشيخ عبدالله المذكور وسمعت عنه اوائل الكتب ح واجازني ابوطاهر عنه وقد سمع منه ابوطاهر مسند الامام أحمد بكماله عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم وقرأ عليه شمائل الترمذي بكماله الاحاديث سرا الثناء فانه سمعه منه انتهى ح وبالسند الى الشوكاني من طرق الى البابلي كما نذكره في السند الى فخر ابن البخاري ان شاء الله تعالى ح وبالسند الى الشيخ محمد عابد السندي عن الشيخ محمد حسين السندي عن الشيخ ابي الحسن محمد بن

-١٥-

صادق السندي عن الشيخ محمد حيات السندي عن الشيخ ابي الحسن الكبير محمد بن عبدالهادي السندي شارح الستة والمسند الامام أحمد عن الشيخ عبدالله بن سالم البصري فبلغ عدد المشائخ الذين اسندت اليهم الى ثلاثة عشر.

١٤ والرابع عشر الامام البارع المتقن الشيخ المحدث محمد ابن محمد بن سنة العمري الفلاني له ثبت معروف بالسند الى شيخ الكل عن عبدالرحمن بن سليمان الاهدل اليماني عن ابن سنة ح وبالسند الى الشيخ محمد عابد عن شيخه الحافظ المحدث صالح بن محمد العمري الفلاني عنه.

١٥ والخامس عشر الامام الشيخ المحقق المحدث صالح بن محمد ابن نوح العمري الفلاني المسوفي المذهبي ثم المدني وثبته موسوم بقطف الثمر في رفع اسانيد المصنفات في الفنون والاثر فبالسند الى الشيخ محمد عابد الانصاري عنه.

١٦ والسادس عشر الامام الكبير عديم النظير الشيخ عبدالرحمن بن سليمان بن يحيى بن عمر بن مقبول الاهدل اليماني ثبته معروف بكتاب النفس والروح الريحاني في اجازة قضاة بني الشوكاني فبالسند الى شيخ الكل عنه

-١٦-

١٧ والسابع عشر القاضي العالم المفيد ابراهيم بن يحيى بن محمد بن صلاح الشجري السحولي الصنعاني اليماني له كتاب الطراز المذهب في اسناد المذهب وبالسند الى الشوكاني عن السيد علي بن ابراهيم بن علي بن ابراهيم بن احمد ابن عامر الشهيد عن العلامة حامد بن حسن شاكر عن السيد احمد بن يوسف بن الحسين بن القاسم عن السيد ابراهيم بن القاسم بن المؤيد عن القاضي أحمد بن ناصر المهلا عن اخيه الحسين بن ناصر عن السيد محمد بن الحسن بن الامام القاسم عنه

١٨ والثامن عشر الامام مسند الدمشق الشيخ المحدث عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمان بن محمد بن زين العابدين الكزبري الدمشقي له ثبت معروف فبالسند الى شيخ الكل عنه بالاجازة العامة عنه.

١٩ والتاسع عشر الشيخ الامام عالم الدنيا ابو عبدالله محمد بن أحمد بن محمد بن علي بن غازي العثماني المكناسي له الفهرسة المباركة فبالسند الى الشيخ احمد النخلي عن الشيخ سفار الدين احمد بن محمد بن عبدالرحمن

www.KitaboSunnat.com



-١٧-

الادريسي الحسيني المغربي ثم المدني عن الشيخ عبد الملك بن محمد المغربي عن الشيخ محمد بن سعيد المراكشي عن الشريف الشهير السيد عبدالله بن طاهر الحسني عن الشيخ القصار عن العارف بالله رضوان بن عبدالله الجنوي عن الامام الرحلة ابي زيد عبدالرحمن سقين عن ابن غازي.

٢٠ والعشرون الامام المقدام فريد الوقت علم الائمة الاعلام عمدة المحققين الحافظ ابن حجر ابو الفضل احمد بن علي ابن محمد بن محمد بن علي بن محمود بن احمد بن احمد العسقلاني الكناني المصري له فهرسة لمروياته كما ذكره الحافظ تقي الدين ابو الفضل محمد بن محمد بن محمد بن فهد الهاشمي المكي في لحظ الالحاظ فبالاسانيد الى المشائخ الاحد عشر الفضلاء ابن يعلى وعيسى المغربي وابن سليمان الروداني وابراهيم الكردي وحسن العجيمي واحمد النخلي وعبدالله بن سالم البصري والشوكاني ومحمد عابد السندي وصالح الفلاني وابن سنة العمري باسانيدهم المتنوعة المذكورة في اثباتهم الى الحافظ ابن حجر -

٢١ و٢٢ والحادي والعشرون والثاني والعشرون الامام

-١٨-

الحافظ شيخ الاسلام زين الدين زكريا بن محمد بن احمد بن زكريا الانصاري السنيكي القاهري الازهري له فهرسة كما ذكره النخلي في ثبته في ترجمة شيخه شهاب الدين احمد بن محمد بن احمد البنا المصري الدمياطي والامام الحافظ جلال الدين ابو الفضل عبد الرحمن بن الكمال ابي بكر بن محمد بن سابق الدين بن الفخر عثمان الخضيري السيوطي له فهرسة للمرويات كما ذكره في كتابه حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة في ترجمته فبالاسانيد ايضا الى هؤلاء المشائخ المذكورين بطرقهم المذكورة في اثباتهم اليهما وهما ايضا عن الحافظ ابن حجر فالزين من اخص تلامذته واما السيوطي فله منه اجازة عامة كما ذكره في ذيل طبقات الحفاظ للذهبي في ترجمة ابن حجر ويروي ايضا عن غير واحد عنه منهم الحافظ الرحلة الامام تقي الدين ابو الفضل ابن فهد الهاشمي صاحب لحظ الالحاظ وغيره.

٢٣ والثالث والعشرون الامام الحافظ وسيع العلم كبير القدر شمس الدين ابو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد ابن ابي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي المحدث المؤرخ صاحب

-١٩-

التصنيفات الكثيرة المفيدة له مرويات ومشيخات كما ذكره في ترجمته في كتابه الضوء اللامع فبالاسانيد الى المشائخ الستة الكردي والنخلي والبصري والفلاني والشوكاني ومحمد عابد الانصاري بطرقهم المذكورة في اثباتهم اليه وهو ايضا يروي عن الحافظ ابن حجر -

٢٤ والرابع والعشرون الامام الفقيه الحافظ سراج الدين ابو حفص عمر بن الامام النحوي نور الدين علي ابن احمد بن محمد بن عبد الله الانصاري المعروف بابن الملقن الاندلسي الوادي آشي ثم المصري فبالاسانيد الى الحافظ ابن حجر عنه - ح وبالاسناد الى السيوطي قال في ذيل طبقات الحفاظ حدثنا عنه غير واحد اه ح و بالاسناد الى الشوكاني قال عند ذكر كتاب البدر المنير لابن الملقن ارويه وسائر مصنفاته بالاسناد السابق الى السيوطي عن شيوخه المذكورين عن المؤلف -

٢٥ والخامس والعشرون الامام الحافظ قدوة المحدثين امير الحفاظ والقراء محدث الشام الثبت الحجة من له الاستقراء التام بنقد الرجال شمس الدين ابو عبدالله

-٢٠-

محمد بن احمد بن عثمان بن قايماز بن عبدالله التركماني الفارقي الاصل الدمشقي المعروف بالذهبي فبالاسانيد الى الحافظ ابن حجر عن ابي اسحاق التنوخي والحافظ ابي هريرة عبدالرحمن بن الذهبي عنه - ح وبالاسناد الى السخاوي عن ابي المعالي عبد الخالق بن احمد الذهبي عن ابي هريرة عن ابيه الذهبي الامام - ح وبالاسناد الى الشيخ ابن فهد الهاشمي المذكور في ترجمة الزين زكريا آنفا عن السيد الشريف ابي هاشم محمد بن [illegible] بن حمزة الحسيني والعلامة الحافظ ولي الدين احمد ابي زرعة بن الحافظ زين الدين عبد الرحيم ابن الحسين العراقي والشيخ اصيل الدين عبدالرحمن بن حيدر ابن علي بن ابي بكر الدهقلي عن الشيخ الحافظ شمس الدين ابي المحاسن محمد بن علي بن الحسن الحسيني الدمشقي صاحب ذيل تذكرة الحفاظ عنه ح وبالاسناد الى السيوطي عن الشيخين عز الدين احمد بن ابراهيم والجلال ابي الفضل عبدالرحمن بن احمد القمصي عن الجمال عبدالله بن علي الكناني عن الشيخ تاج الدين ابي نصر عبدالوهاب بن علي بن عبد الكافي ابن السبكي صاحب طبقات الشافعية

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



-٢١-

الكبرى عنه وله معجم مختصر يذكر من جالسه من المحدثين
واجازوا له بمروياتهم وقد ذكر بضعا وثلاثين نفسا
منهم لهم مرويات ومسموعات ومشيخات واثبات احدهم
شيخ الحرم الامام الحافظ العالم الفاضل العارف بالآثار
محب الدين ابو العباس احمد بن عبد الله بن محمد الطبري
المكي وثانيهم الشيخ العالم المحدث المفيد ابو العباس
احمد بن علي البغدادي القلانسي وثالثهم الامام المحدث
الفقيه الحافظ ابو العباس احمد بن محمد بن انجب بن الكسار
الواسطي ثم البغدادي ورابعهم الامام الفقيه ابو
العباس احمد بن محمد بن ابي القاسم الدبياجي وخامسهم
الامام المقرئ المجود الشيخ جمال الدين ابو اسحاق ابراهيم
ابن داود بن ظافر بن ربيعة العسقلاني ثم الدمشقي
الفاضلي وسادسهم الامام المحدث القدوة ابو
اسحاق ابراهيم بن عبد العزيز بن يحيى بن علي اللوري
وسابعهم الامام القدوة شيخ الاسلام علم العاملين
تقي الدين ابو اسحاق ابراهيم بن علي بن احمد بن فضل
الله الواسطي الصالحي وثامنهم الامام المحدث

-٢٢-

الحافظ المتقن مؤرخ الشام علم الدين القاسم بن محمد بن
يوسف ابن الحافظ زكي الدين محمد بن يوسف البرزالي
الاشبيلي ثم الدمشقي مفيد الجماعة وتاسعهم الامام
المحدث الفقيه ابو الامانة جبريل بن ابي الحسن بن جعتلا
المصري وعاشرهم الشيخ العارف بالحديث الفقيه
ذو الفنون شهاب الدين محمد بن احمد بن الخليل بن سعادة
الخويي ثم الدمشقي والحادي عشر الامام المفتي القدوة
جمال الدين ابو زكريا يحيى بن منصور بن ابي الفتح الجيشي
الحراني ابن الصيرفي والثاني عشر الامام الفقيه
الاخوي كمال الدين ابو محمد عبد الله بن علي بن سرندك
الكركي والثالث عشر الامام الاديب مسند المغرب
في زمانه ابو محمد عبد الله بن محمد بن هارون بن محمد بن
عبد العزيز بن اسمعيل الطائي القرطبي الكاتب والرابع
عشر الامام المحدث المتقن جمال الدين ابو محمد عبد الله
ابن يحيى بن ابي بكر بن يوسف بن حيون الغساني المغربي
الجزائري من ليمان السلبة والخامس عشر الشيخ
الامام الرحال المحدث ابن المحدث شمس الدين ابو الفرج

-٢٣-

عبد الرحمن بن الزين احمد بن عبد الملك بن عثمن المقدسي
والسادس عشر الامام المفتي المخلص الثقات المحدث شرف
الدين ابو محمد عبد الرحمن بن يوسف بن محمد بن نصر
البعلبكي نزيل دمشق والسابع عشر الامام المحدث
الفاضل ابو محمد عبد القادر بن محمد بن علي الضبعي المصري
والثامن عشر الامام المحدث الحافظ بقية السلف
قطب الدين ابو علي عبد الكريم بن عبد النور بن منير الحلبي
ثم المصري والتاسع عشر الامام المؤرخ ظهير الدين
علي بن محمد بن محمود الكازروني ثم البغدادي المعدل
والعشرون الامام الفاضل المحدث المعمر فخر الدين ابو
حفص عمر بن يحيى بن عمر بن احمد الكرجي ثم الدمشقي خادم
الحافظ ابن صلاح والحادي والعشرون الامام
الفاضل المحدث نجم الدين ابو عبد الله محمد بن محمد بن عمر
الكلبي البستي المعدل نزيل دمشق والثاني والعشرون
الامام البارع المتقن الاديب المحدث الفقيه ابو الفتح
محمد بن محمد بن احمد بن سيد الناس الحافظ اليعمري
المصري احد ائمة هذا الشان والثالث والعشرون

-٢٤-

الامام المحدث المسند الرحلة بقية السلف الاخيار رشيد الدين
ابو عبد الله محمد بن ابي القاسم عبد الله بن عمر بن ابي القاسم
البغدادي شيخ الحديث بالمستنصرية والرابع والعشرون
الامام المحدث الزاهد محمد بن علي بن محمد بن عبد الله ابو
عبد الله بن قطران الاندلسي هؤلاء لهم مرويات و
الخامس والعشرون الامام الكبير ركن الدين بيبرس
ابو احمد القيصري الظاهري السلحداري له مسموعات
والسادس والعشرون الشيخ قاضي القضاة نجم الدين
ابو العباس احمد بن الصدر عماد الدين محمد بن العدل
امين الدين سالم بن الحافظ الحجة ابي المواهب الحسن بن
هبة الله بن محفوظ بن صصرى التغلبي الدمشقي و
السابع والعشرون الشيخ العالم المسند فخر الدين
ابن عساكر اسمعيل بن نصر الله والثامن والعشرون
الفقيه الصالح الزاهد ابو البركات شعبان بن ابي بكر
ابن عمر الاربلي القادري والتاسع والعشرون الامام
الفقيه الزاهد المحدث بقية السلف علاء الدين ابو الحسن
علي بن ابراهيم بن داود العطار الدمشقي والثلاثون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

-٢٥-

الامام شیخ الاسلام فرید العصر ابو الحسن علی بن اسمعیل
ابن یوسف القونوی | والحادی والثلاثون الامام
الفقیه المحدث الرحلة بقیة المشائخ تاج الدین
ابو الحسن علی بن احمد بن عبد المحسن بن احمد القرشی العلوی
الحسینی العراقی ثم الاسکندرانی المعدل من ذریة موسی
الکاظم هؤلاء لهم مشیخات | والثانی والثلاثون
الشیخ الزاهد المقری العالم ابو عبد الله محمد بن احمد
ابن ابی بکر بن محمد الحرانی ابن القزاز وابن اخت المحدث
سراج الدین بن شجانة | والثالث والثلاثون العالم
الروایة سند الوقت شمس الدین محمد بن احمد بن ابی
الهیجاء بن معالی بن الرزاز الصالحی | والرابع والثلاثون
الشیخ المقری الزاهد بن المقیر ابو جعفر عبد الرحمن بن
عبد الله بن الشیخ المعمر ابی الحسن بن المقیر الازجی الخیاط
الدمشقی هؤلاء لهم اثبات فمع هؤلاء بلغ عدد
المشائخ الذین یتصل الاسناد منی الیهم الی تسع وخمسین
والحمد لله۔
والستون الامام الحافظ النسابة شیخ الائمة فی الحدیث

-٢٦-

شرف الدین ابو محمد عبد المؤمن بن خلف بن ابی الحسن الدمیاطی
التونی له معجم الشیوخ کما ذکره الذهبی فی التذکرة
فبالسند الی الذهبی عنه.
٦١ والحادی والستون الامام الحافظ الحجة الفقیه
مفید المحدثین واعظ المسلمین شهاب الدین ابو الفرج ابن
رجب عبد الرحمن بن احمد بن رجب بن عبد الرحمن بن الحسن
ابن محمد بن ابی البرکات مسعود البغدادی ثم الدمشقی له
مشیخة کما ذکر الحافظ ابن حجر فی الدرر الکامنة فبالسند الی
الشیخ محمد بن عبد الوهاب النجدی بسنده الی ابن رجب کما
ذکر ح وبالسند الی الزین زکریا عن النجم عمر بن فهد
المکی عن الشیخ زین الدین سلیمان بن داود بن عبد الله الموصلی
ثم الدمشقی عن ابن رجب والثانی والستون مسند العصر
الحافظ ابو حفص عمر بن حسن بن مزید بن امیلة بن جمعة
ابن عیذاب المراغی ثم الحلبی ثم الدمشقی ثم المزی المشهور
بابن امیلة وبالسند الی الزین الانصاری عن العز
عبد الرحیم بن محمد الفرات القاهری عنه. له مشیخة خرجها له
سلیمان الیاسوفی کما ذکره ابن فهد فی اللحظ۔

٢٧

والثالث والستون مسند عصره المحب الحدیث
واهله الحافظ صلاح الدین ابن ابی عمر ابو عبد الله محمد بن
احمد بن ابراهیم بن عبد الله بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامة
ابن مقدام المقدسی الصالحی له مشیخة کما ذکره ابن فهد ایضا
فبالسند الی الحافظ ابن حجر عنه بالاجازة العامة
کما ذکره فی الدرر الکامنة ح وبالسند الی الزین و
السیوطی عن محمد بن مقبل الحلبی عنه
٦٤ والرابع والستون الامام الرحلة ملحق الاحفاد
بالاجداد مرجع اسانید المتأخرین الحافظ ابو الحسن فخر
الدین علی بن احمد بن عبد الواحد المعروف بابن البخاری
فبالسند الی الصلاح بن ابی عمر والی ابی حفص ابن
امیلة عن الفخر ح وبالسند الی الذهبی عن شیخ الاسلام
ابن تیمیة وغیر واحد من شیوخه عنه ح وبالسند
الی ابن رجب عن الحافظ ابن القیم عن الحافظ ابن تیمیة
عنه ح وبالسند الی الحافظ ابن حجر عن مجد الدین محمد
ابن یعقوب الشیرازی عن ابی محمد عبد الله بن محمد بن ابراهیم
المقدسی عنه۔

-٢٨-

والخامس والستون مسند العصر تاج الدین ابو
الیمن زید بن الحسن بن زید بن الحسن البغدادی المقری
النحوی له مشیخة معروفة فبالسند الی الفخر بن البخاری
عنه وبالسند الی الذهبی عن جمال الدین ابی زکریا یحیی
ابن منصور ابن الصیرفی عنه.
٦٦ والسادس والستون الامام مسند العصر ابو
حفص موفق الدین عمر بن محمد بن معمر الدارقزی ابن
طبرزد البغدادی المعدل له مشیخة کما ذکره فی حصر الشارد
فبالسند عن ابن حجر عن الحافظ زین الدین ابی الفضل
عبد الرحیم بن الحسین العراقی قالا اخبرنا ابو عبد الله محمد
ابن اسمعیل بن ابراهیم بن الخباز عن ابی القاسم علی بن القاسم
ابن ابی القاسم ابن عساکر قال اخبرنا عمر بن محمد بن طبرزد
وبالسند الی الذهبی عن ابی زکریا ابن الصیرفی عنه.
٦٧ والسابع والستون الامام مسند الوقت الشیخ
الکبیر ابن اللتی ابو المنجا عبد الله بن عمر بن علی بن عمر
ابن زید الحریمی القزاز له مشیخة کما ذکره فی الحصر ایضا
فبالسند الی السیوطی عن عائشة بنت جار الله بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



-۲۹-

صالح الطبری عن ابراهیم بن محمد بن صدیق عن احمد بن ابی طالب الحجار عن ابی النجا عبد الله البغدادی وبالسند الی الذہبی عن شیخیہ المذکورین محمد بن احمد الخوبی واسمٰعیل ابن نصر الله عنه

٦٨ والثامن والستون الامام مسند الشام المحدث الفقیه الناسخ زین الدین أحمد بن عبد الدائم بن نعمة ابو العباس المقدسی فبالسند الی الذہبی عن جماعة منهم شیخ الاسلام عبد الرحمن بن ابراهیم بن سباع الفزاری المصری الدمشقی و ابو الفرج عبد الرحمن بن محمد بن عبد المقدسی الجماعیلی الصالحی وابو الفضل یوسف بن محمد بن منصور الهلالی الکفیری وابو عبد الله محمد بن طغریل وابو الفتح محمد بن علی بن وہب القشیری وابو عبد الله محمد بن مسلم الزینی الصالحی ومحمد بن ابی بکر بن محمد بن طرخان الدمشقی الصالحی وغیرهم عنه۔

٦٩ والتاسع والستون الشیخ العلامة المفسر المتکلم فخر الدین ابو عبد الله محمد بن عمر الرازی القرشی الطبرستانی الاصل فبالسند الی الشیخ تقی الدین ابن فهد المذکور فی ترجمة الزین زکریا عن محمد بن محمد بن سعد السفانی عن مسعود

-۳۰-

ابن محمد بن یعقوب الکرمانی عن محمد بن محمود الزوزنی عن الرازی ح وبالسند الی الشیخ محمد عابد عن الشیخ یوسف المزجاجی عن السید احمد بن محمد بن مقبول الاهدل عن خاله السید یحیی بن عمر الاهدل عن السید ابی بکر بن علی البطاح الاهدل عن عمه السید یوسف بن محمد الاهدل قال اخبرنا السید الحافظ الطاهر بن حسین الاهدل قال انا الحافظ وجیه الدین عبد الرحمن بن علی الربیع قال انا الشیخ الحافظ أحمد بن احمد بن عبد اللطیف الشرجی عن الشیخ المحدث نفیس الدین سلیمان بن ابراهیم بن عمر العلوی عن مجد الدین الفیروز آبادی عن عمر بن علی ۔ ۔ینی عن القاضی ابی بکر بن محمد بن عبد الله التفتازانی عن ۔ بن ابی بکر الهروی عنه -

٧٠ والسبعون الحافظ المؤرخ تقی الدین ابو الطیب محمد بن أحمد بن علی بن محمد بن محمد بن عبد الرحمن الفاسی المکی الحسنی الشریف له فهرست مشتمل علی جملة مروياته بالسماع والاجازة کما ذکره فی اللحظ فبالسند عن المؤرخ الحافظ ابی القاسم عمر بن فهد عنه۔

-۳۱-

٧١ والحادی والسبعون شیخ العارفین وقدوة اهل التوحید شهاب الدین السهروردی ابو حفص ابو عبد الله عمر بن محمد بن التیمی البکری له مشیخة العراق کما ذکره الذہبی فی العبر فبالسند الی الذہبی عن ابی نصر الشیرازی عنه ح وبالسند الی ابن حجر عن ابی الحسن ابن ابی المجد الدمشقی عن التقی سلیمان بن حمزة المقدسی عنه اجازة -

٧٢ والثانی والسبعون الامام المحدث المشهور الثقة ابن الثقة ابو منصور بن ابی الحسن القزاز عبد الله بن محمد بن أحمد بن ۔ ۔ بن احمد بن عبد الله بن النقور له مشیخة فبالسند الی الذہبی عن علی بن احمد بن عبد المحسن ابن احمد ابی الحسن القرشی الحسینی العراقی عن الحافظ جمال الدین ابی عبد الله محمد بن سعید ابن الدبیثی الواسطی عن جماعة منهم ابو محمد عبد العزیز بن محمود بن المبارک البزاز عن ابن النقور .

٧٣ والثالث والسبعون الامام الحافظ مسند العراق الجامع للفنون الناقد ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد

۳۲

الانصاری البغدادی القزاز وهو الذی یقول تبت من کل علم تعلمته الا الحدیث وعلمه فبالسند المذکور فی ترجمة فخر الدین الرازی الی الحافظ أحمد بن أحمد بن عبد اللطیف الشرجی عن محمد بن محمد الجزری عن محمد بن اسماعیل ابن ابراهیم الخباز عن علی بن احمد المقدسی عن الحافظ ابی الفرج عبد الرحمن بن محمد ابن الجوزی عنه ح وبالسند الی عمر بن طبرزد قال انا محمد بن عبد الباقی الانصاری۔

٧٤ والرابع والسبعون الشیخ المتفرد فی عصره الخیر المتواضع ابو بکر وجیه بن طاهر بن محمد الشحامی اخو زاهر له مشیخة فبالسند الی الفلانی عن ابن سنة عن مولی الشریف عن الشهاب احمد الاجهوری عن البرهان العلقمی عن السیوطی عن ابن حجر عن ابی العباس احمد بن ابی بکر صین ۔ دلجا والکتبی عن زینب بنت الکمال عن عبد الخالق ابن انجب بن المعمر المارديني قال انا ابو بکر وجیه بن طاهر الشحامی النیسابوری۔ والخامس والسبعون الشیخ الثقة المکثر ابو الخیر محمد بن احمد بن محمد الباغبان الاصبهانی المقدر له مشیخة فبالسند المذکور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



-٣٣-

الى زينب بنت الكمال عن عجيبة عنه | والسادس والسبعون
الشيخ مسند العصر رحلة الآفاق الرئيس المعمر ابو الفرج
مسعود بن الحسن بن الرئيس المعتمد ابى عبدالله القاسم بن الفضل
الثقفى الاصبهانى له مشيخة فبالسند الى البابلى عن أحمد بن
عيسى بن جميل الكلبى عن على بن ابى بكر القرافى عن السيوطى عن
علم الدين البلقينى عن عمر بن محمد بن أحمد ابن سليمان البالسى عن
الحافظ ابى الحجاج المزى قال انا عبدالعزيز بن عبد المنعم الحرانى
عن عبد القادر بن عبدالله الرهاوى الحافظ بسماعه من
مسعود بن الحسن۔

٧٧ والسابع والسبعون فخر النساء المسندة شهدة الكاتبة
بنت ابى نصر احمد بن الفرج الدينورى ثم البغدادى لها مشيخة
معروفة - فبالسند الى السيوطى عن البلقينى عن ابى
اسحاق ابراهيم بن أحمد التنوخى عن المزى عن ست الاهل
بنت علوان عن ابيها عبدالرحمن بن ابراهيم المقدسى عنها
ح وبالسند الى زينب بنت الكمال عن ابى القاسم يحيى
ابن ابى السعود عنها۔

٧٨ والثامن والسبعون الشيخ مسند بغداد ابو

-٣٤-

الحسين محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن حسنون النرسى له مشيخة
كما ذكره فى العبر فبالسند الى ابى الحجاج المزى قال انا
عبدالعزيز بن عبد المنعم الحرانى انا ابو على ضياء بن ابى القاسم
ابن الخريف انا محمد بن عبد الباقى الانصارى انا ابو الحسين محمد بن
احمد بن حسنون۔

٧٩ والتاسع والسبعون الشيخ الصالح المحدث الفقيه
ابو طالب محمد بن على بن الفتح الحربى العشارى له مشيخة فبا
لسند الى السيوطى عن ابن حجر عن ابى العباس أحمد بن الحسن بن
محمد الزينى انا احمد بن الحسن بن على الصيرفى عن شامية بنت
الحافظ ابى على الحسن بن محمد البكرى انا عمر بن طبرزد انا محمد
ابن عبد الباقى الانصارى انا ابو طالب والثمانون مسند
العراق ابو غالب بن البنا احمد بن ابى على الحسن بن عبد الله
البغدادى له مشيخة مروية كما ذكره فى العبر فبالسند الى
عمر بن محمد بن طبرزد عنه۔

٨ والحادى والثمانون الامام الحافظ المحدث من
انتهى اليه علو الرواية فى الدنيا ابو محمد الحسن بن على الجوهرى
الشيرازى ثم البغدادى المقنعى له مشيخة معروفة فبالسند

-٣٥-

الى ابى غالب ابن البنا انا الجوهرى۔

٨٢ والثانى والثمانون الحافظ الصحيح السماع مسند
العراق ابو على بن شاذان الحسن بن ابى بكر احمد بن ابراهيم
ابن الحسن بن محمد بن شاذان البغدادى له مشيخة فبالسند
الى شهدة الكاتبة انا ابو غالب محمد بن حسن الباقلانى انا
ابو على بن شاذان وله مشيخة اخرى صغرى فبالسند الى
السيوطى عن الحافظ ابن حجر عن محمد بن محمد بن منيع الوراق التلى
عن المزى انا محمد بن عبدالله بن الزبير الخابورى انا يحيى بن
جعفر الدامغانى انا ابو مسلم عبد الرحمن بن عمر الفانيذى انا
ابو على بن شاذان۔

٨٣ والثالث والثمانون احد الاعلام الامام الحافظ
ابو الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبى السبتى
القاضى له كتاب الغنية فى شيوخه كما ذكره فى حصر الشارد
فبالسند الى محمد بن البخارى قال انا ابو الحسين يحيى بن محمد
الصائغ عن القاضى ح وبالسند الى ابن حجر عن ابى اسحاق
التنوخى عن محمد بن جابر الوادى آشى عن عبدالله بن محمد بن
هارون سماعا من ابى الحسن سهل بن مالك عن ابى جعفر

-٣٦-

أحمد بن على بن محمد بن حكم الغرناطى ح والحافظ يروى ايضا
عن البرهان التنوخى عن يحيى بن محمد انا محمد بن حارث عن ابى
جعفر محمد بن على بن حكيم عن القاضى عياض ح وقال الوادى
آشى انا ابو الواهب ربيع بن ابى عامر يحيى بن عبد الرحمن بن
ربيع اجازة قال انا الحسن بن على الغافقى اجازة انا القاضى
عياض ح وبالسند الى السخاوى عن ابى الفضل احمد بن
على الحافظ عن القاسم بن على بن محمد بن على الفاسى عن ابى البركات
محمد بن محمد المعروف بابن الحاج عن القاضى ابى اسحاق ابراهيم بن أحمد
الغافقى عن القاضى ابى عبدالله بن احمد الازدى عن القاضى ابى
عبدالله محمد بن الحسن بن عطية بن غازى الانصارى عنه ح و
السخاوى يروى عن الخطيب محمد بن عبدالله الرشيدى عن ابى
الحسن على بن محمد بن عبد المعطى بن السبع عن نجم الدين يوسف
ابن محمد بن محمد الدلاصى عن ابى الحسين يحيى بن احمد بن ثابت
اللولؤى عن الشيخ تقى الدين يحيى بن محمد عرف بابن الصائغ
عنه ح وبالسند الى نفيس الدين سليمان بن ابراهيم بن
عمر العلوى المذكور فى التاسع والستين عن والده البرهان
العلوى عن الحافظ أحمد بن ابى الخير الشماخى عن والده الفقيه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com





ابي الخير احمد بن منصور الشماخي السعدي قال اخبرنا والدي قال اخبرنا الامام ابو الحسن الفاقي قال اخبرنا القاضي ح وبالسند الى ابن سنة عن مولى الشريف عن الشهاب احمد المقري قال انبانى عمي الامام مفتي تلمسان ستين سنة سعيد بن احمد المقري التلمساني عن ابي عبد الله محمد بن محمد التنسي بفتح التاء تمييزاً له عن والده الحافظ محمد بن عبد الله بن عبد الجليل التنسي ثم التلمساني عن الامام الحبر ابي الفضل محمد بن أحمد بن محمد بن احمد بن مرزوق الحفيد عن ابيه عن جده الخطيب وعن جده ايضا باجازة عن القاضي ابي علي الحسن بن يوسف بن يحيى الحسيني التلمساني القرار السبتي مولدا ومنشأ عن الخطيب ابي القاسم محمد بن عبد الرحيم بن محمد بن الطيب السبتي عن القاضي الازدي السبتي عن القاضي ابن غازي السبتي عنه ح وبه الى ابن مرزوق الخطيب قال انا الفقيه العدل ابو المجد احمد بن الفقيه الاعدل ابي عبد الله محمد بن القاضي ابي الفضل عياض بن القاضي ابي عبد الله محمد ابن القاضي ابي الفضل بن موسى عن ابيه عن جده قال ابو محمد وله فهرسة ايضا نذكره في ترجمة الحافظ ابي بكر محمد بن خير انشاء الله تعالى۔



## والرابع والثمانون الشيخ مسند الديار المصرية

نجيب الدين ابو الفرج عبد اللطيف بن عبد المنعم بن الصيقل الحراني التاجر له مشيختان الكبرى وهي تخريج الشيخ ابن طاهر والصغرى تخريج الشيخ ابي القاسم الحسين كما ذكره في حصر الشارد نكتاهما بالسند الى السيوطي عن الجلال القيمي عن ابي الفرج عبد الرحمن بن احمد بن المبارك الغزي عن عمر بن عبد الرحيم بن ابي القاسم الجزري عن النجيب۔

## ٨ والخامس والثمانون مسند المغرب الامام الحافظ

المتقن ... المحدث الفقيه ابو بكر محمد بن خير بن عمر بن خليفة الاموي الاشبيلي له فهرسة ضخمة جمع فيها مارواه عن شيوخه من الكتب المصنفة مايزيد عدده على الف كتاب فبالسند الى الحافظ الذهبي عن شيخه الحافظ محمد بن جابر القيسي الوادياشي التونسي اجازة وعن الحافظ ابي محمد هارون سماعا عنه عن يحيى ابن ابراهيم المعافري عن الحافظ ابي الحسين احمد بن محمد بن السراج الاشبيلي ح وبالسند الى الشيخ محمد عابد السندي عن الشيخ يوسف الزجاجي عن الشيخ عبد القادر بن خليل كركزاده عن ابي ... محمد بن محمد بن الطيب عن العلامة محمد بن عبد الرحمن



ابن عبد القادر عن جده الشيخ ابي البركات عبد القادر بن علي ابن يوسف الفاسي عن عم والده ابي زيد عبد الرحمن بن محمد بن يوسف الفاسي عن ابي عبد الله محمد بن قاسم الغرناطي الشهير بالقصار عن الاستاذ ابي العباس احمد بن الحسن بن عبد الرحمن بن عبد العزيز الشولي عن الحافظ ابن مجاهد عن ابن السراج عن خاله الحافظ ابي بكر ابن خير صاحب الفهرسة

قال ابو محمد وقد روى فيها عن جماعة من الائمة فارسهم الجامعة لرواية الشيوخ | احدهم الشيخ الفقيه المشاور ابو الحسن يونس بن محمد بن مغيث وثانيهم الشيخ الوزير ابو عبد الله جعفر بن محمد بن مكي بن ابي طالب القيسي وثالثهم الشيخ القاضي ابو بكر محمد بن عبد الله ابن العربي الاندلسي. ورابعهم الشيخ الاديب ابو عبد الله محمد بن سليمان بن احمد النفزي وخامسهم الشيخ ابو عبد الرحمن محمد بن عتاب بن محسن وسادسهم الشيخ الفقيه ابو الوليد احمد بن عبد الله بن احمد بن عبد الله ابن طريف وسابعهم المحدث الفقيه ابو عمر سفيان بن احمد ابن العاصي وثامنهم الشيخ ابو الحسن علي بن محمد بن هذيل



وتاسعهم الشيخ ابو بكر يحيى بن موسى بن عبد الله وعاشرهم الشيخ الفقيه ابو القاسم خلف بن عبد الملك بن بشكوال القرطبي الانصاري له فهرسة وشيوخ الحافظ ابن عبد البر جمهرهم ايضا والحادي عشر الفقيه المشاور ابو مروان عبد الملك ابن مسرة بن عزيز اليحصبي والثاني عشر الفقيه المقرئ ابو العباس احمد بن علي بن احمد بن زرقون المرسي الجزيري له شيوخ والثالث عشر المحدث الفقيه ابو الحسين عبد الملك بن محمد بن هشام القيسي المعروف بابن الطلاء والرابع عشر الشيخ الفقيه ابو الحكم عبد الرحمن بن عبد الملك بن غشليان الانصاري والخامس عشر الشيخ الحاج ابو الحسن طارق بن موسى بن يعيش المخزومي البلنسي والسادس عشر الفقيه القاضي الشهيد ابو عبد الله محمد بن احمد بن خلف بن ابراهيم التجيبي ابن الحاج والسابع عشر الشيخ الامام ابو عمر احمد بن عبد الله بن مسلم الازدي والثامن عشر الشيخ الامام ابو الحسن علي بن محمد بن لب القيسي المقرئ والتاسع عشر الشيخ الامام ابو محمد عبد الله ابن محمد بن عبد الله بن محمد النفزي المعروف بالمرسي والعشرون الشيخ ابو الحسن عباد بن سرحان بن مسلم المعافري والحادي

www.KitaboSunnat.com



-٤١-

والعشرون الامام الحافظ الفقيه ابو جعفر احمد بن عبد الرحمن
ابن محمد بن عبد الباري المعروف بالبطروجي . والثاني
والعشرون الشيخ الراوية ابو الحسن علي بن عبد الله بن محمد
ابن موهب الجذامي المعروف بابن الرقاق والثالث والعشرون
الفقيه ابو عبد الله محمد بن نجاح الذهبي القرطبي والرابع
والعشرون الاستاذ الخطيب ابو بكر محمد بن ابراهيم بن غالب
القرشي العامري الشلبي والخامس والعشرون الشيخ الامام ابو محمد
عبد الحق بن احمد بن عبد الله بن سري الغافقي المكتوري المعلم بالمكتب
بباب عنبر بخارج اشبيلية والسادس والعشرون الشيخ
الفقيه القاضي ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عطية المحاربي
المري والسابع والعشرون المحدث الفقيه المقرئ الحافظ ابو
جعفر احمد بن علي بن احمد بن خلف الانصاري جمع فهرسة
ابيه الشيخ الفقيه المقرئ ابي الحسن علي بن احمد المشهور بابن
الباذش والثامن والعشرون الفقيه ابو بكر يحيى بن محمد
ابن رزق والتاسع والعشرون الفقيه ابو القاسم
احمد بن عبد الله بن محمد بن مسعود القنطري الشلبي . و
الثلاثون الشيخ ابو بكر عتيق بن عيسى بن احمد

٤٢

ابن موسى القرطبي فهؤلاء كلهم شيوخه روى عنهم فما بعدهم قراءة
او سماعا او رواية غير الخامس والسادس عشر والرابع عشر والخامس
عشر والرابع والعشرين فروى عنهم اجازة قال ابو محمد ومن
شيوخه القاضي ابو الفضل عياض بن موسى وقد ذكرناه في الثالث
والثلاثين لمن ... فهرسة رواها عنه ابن خير. والحادي
والثلاثون الشيخ الفقيه ابو علي حسين بن محمد بن احمد
الغساني ثم الجياني فقال ابن خير حدثني بفهرسته الشيخ
المحدث ابو بكر محمد بن احمد بن محمد بن طاهر القيسي قراءة مني
عليه عن مؤلفها والثاني والثلاثون الشيخ الفقيه
الراوية ابو محمد عبد الله بن محمد بن علي اللخمي الباجي فقال
حدثني بها الشيخ الفقيه القاضي ابو مروان عبد الملك بن
عبد العزيز اللخمي الباجي سماعا عليه عن ابيه ابي الاصبغ وعميه
ابي عمر احمد وابي عبد الله محمد وابن عمه صاحب الصلاة
ابي محمد عبد الله بن علي بن محمد بن احمد بن عبد الله قالوا كلهم
حدثنا بها الفقيه ابو عبد الله محمد بن احمد بن عبد الله عن
جده جامعها وحدثني بها ايضا شيخنا الخطيب ابو الحسن شريح
ابن محمد بن شريح المقرئ قراءة مني عليه قال حدثني بها الفقيه

٤٣

المشاور ابو الحسن علي بن محمد بن احمد بن عبد الله عن ابيه ابي
عبد الله محمد بن احمد ابنه الفقيه المشاور صاحب الصلاة ابو محمد
عبد الله بن علي بن محمد بن احمد عن جده الفقيه ابي عبد الله محمد
ابن احمد بن عبد الله ايضا قال حدثني بها جدي جامعها . و
الثالث والثلاثون الفقيه ابو عمر احمد بن ابي محمد عبد
الله بن محمد بن علي الباجي وابنه الفقيه ابو عبد الله يشترك
معه في الرواية والرحلة فقال حدثني بها ابو مروان عبد الملك
الباجي سماعا عليه عن ابيه وعميه وابن عمه المذكورين
من قبل عن الفقيه ابي عبد الله محمد بن احمد بن عبد الله عن ابيه
ابي عمر احمد بن عبد الله عن ابيه جامعها لنفسه ولابنه وحدثني
بها ايضا الخطيب ابو الحسن شريح المقرئ قراءة مني عليه عن الفقيه
المشاور ابي الحسن علي بن محمد بن احمد بن عبد الله عن ابيه الفقيه
ابي عبد الله محمد بن احمد عن ابيه ابي عمر احمد وعن حفيده الفقيه
المشاور ابي محمد عبد الله بن علي بن محمد بن احمد عن جده الفقيه
ابي عبد الله محمد بن احمد الباجي قال حدثني بها ابي ابو عمر احمد
ابن عبد الله جامعها والرابع والثلاثون الشيخ الفقيه
المقرئ ابو عبد الله محمد بن شريح بن احمد الرعيني فقال حدثني

-٤٤-

بها الخطيب شريح ابنه والمقرئ ابو العباس احمد بن خلف بن
ميمون بن خيار بن سعيد الغرابي المعروف بابن القاص قراءة
مني عليهما مرارا وسماعا بقراءة غيري مرارا قالا حدثنا بها مؤلفها
والخامس والثلاثون الشيخ الاديب ابو محمد غانم بن
وليد بن عمر المخزومي فقال حدثني بها ابن اخته ابو عبد الله
محمد بن سليمان النفزي المذكور عنه والسادس والثلاثون
الشيخ الفقيه ابو عبد الله محمد بن عتاب بن محسن فقال روايتي
لها عن ابنه الفقيه ابي محمد عبد الرحمن بن محمد عنه والسابع
والثلاثون الشيخ الراوية ابو عبد الله محمد بن عبد الله
ابن عبد الرحمن الخولاني وفهرسته تسمى كتاب الاستذكار
في الروايات وتسمية الشيوخ الرواة لها والاجازات فقال
حدثني بها الخطيب شريح قراءة مني عليه مرارا وسماعا عليه
بقراءة غيري مرارا قال حدثني بها خالي الراوية ابو عبد الله
احمد بن محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن الخولاني عن ابيه ابي
عبد الله جامعها . والثامن والثلاثون الشيخ الحافظ
ابو ذر عبد بن احمد الهروي فقال حدثني بها شريح
الخطيب عن ابيه وابي عبد الله بن منظور عن ابي ذر وحدثني

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



-٤٥-

بها اجازة ابو الحسن علی بن عبد الله بن موهب عن ابی الولید سلیمان بن خلف الباجی عن ابی ذر **والتاسع والثلثون** الشیخ الحافظ ابو عمرو عثمان بن سعید المقرئ الدانی فقال روایتی لها عن الشیخ الامام ابی الحسن علی بن محمد بن لب عن ابی عبد الله محمد بن فرج المقرئ المغامی عنه **والاربعون** الشیخ الفقیه ابو داؤد سلیمان بن نجاح المقرئ فقال روایتی لها عن ربیبه الشیخ ابی الحسن علی بن محمد بن هذیل عنه **والحادی والاربعون** الشیخ الفقیه الحافظ ابو محمد مکی بن ابی طالب القیسی المقرئ فقال روایتی لها عن حفید الوزیر ابی عبد الله جعفر بن محمد بن مکی قراءة منی علیه و حدثنی بها عن ابیه ابی طالب محمد وابی مروان عبد الملک بن سراج کلاهما عن جده مکی وحدثنی بها اجازة الشیخ ابو محمد بن عتاب عنه اجازة ایضا۔ **والثانی والاربعون** الامام الفقیه الحافظ الشهیر ابو عمر یوسف بن عبد الله بن عبد البر النمری فقال روایتی لها عن ابی محمد بن عتاب وابی الحسن علی بن عبد الله بن موهب کلاهما عنه **والثالث والاربعون** الفقیه الحافظ ابو الولید سلیمان بن خلف

-٤٦-

ابن سعد بن وارث التجیبی الباجی فقال روایتی لها عن ابی الاصبغ عیسی بن محمد بن ابی البحر قراءة منی علیه وعن ابی الحسن بن موهب اجازة وعن ابی الحسن عبد الرحیم بن قاسم ابن محمد المقرئ الحجاری اجازة وعن ابی محمد شعیب بن عیسی بن علی الاشجعی المقرئ شافهة واذنا کلهم عن ابی الولید الباجی **والرابع والاربعون** فخر الاندلس الامام الفقیه المحدث الکبیر ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الفارسی فقال حدثنی بها ابو الحسن شریح قراءة منی علیه قال حدثنی بها ابو محمد بن حزم۔ **والخامس والاربعون** الشیخ الوزیر ابو بکر محمد بن هشام بن محمد بن هشام المصحفی فقال روایتی لها عن ابی عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن معمر المذحجی عنه **والسادس والاربعون** الشیخ ابو الحسن علی بن ابراهیم التبریزی فقال روایتی لها عن ابی عبد الله المذحجی عن ابی بکر المصحفی عنه **والسابع والاربعون** الفقیه ابو العباس احمد بن عمر بن انس العذری ثم الدلائی فقال حدثنی بها ابو الحسن بن موهب اجازة وابو القاسم احمد ابن محمد بن بقی وابو عبد الله محمد بن سلیمان النفزی مشافهة

-٤٧-

کلهم عنه **والثامن والاربعون** الامام الحافظ ابو علی حسین بن محمد بن فیرة الصدفی ویعرف بابن سکرة فقال روایتی لها عن الامامین ابی الحسین عبد الملک بن محمد بن هشام القیسی وابی محمد عبد الله بن احمد بن سعید العبدری کلاهما عنه۔ **والتاسع والاربعون** الامام الحافظ الثبت الحجة المتقن مسند العصر ابو طاهر احمد بن محمد السلفی الاصبهانی قال روایتی لها عن غیر واحد من اصحابه عنه وعنه ایضا اجازة کتب بها الی من الاسکندریة بخط یده لی ولجماعة من اصحابنا۔

**قال ابو محمد وبالسند الی الذهبی بطرقی عنه** کما ذکره فی معجمه المختصر ورویتها ایضا بالاسانید الی الحفاظ ابن حجر والزین والسخاوی والسیوطی بطرقهم الی السلفی الامام۔ **والخمسون** الفقیه الحافظ المحدث ابو عمر احمد بن محمد المقرئ الطلمنکی فقال حدثنی بها الشیخ ابو الحسن یونس بن محمد بن مغیث قال حدثنا بها ابو عمر احمد بن محمد بن یحیی ابن الحذاء وحدثنی بها ابن موهب وابن عتاب قالا حدثنا بها ابو عمر بن عبد البر وحدثنی بها

-٤٨-

شریح الخطیب قال نا بها ابو محمد بن حزم قالوا کلهم حدثنا بها ابو عمر الطلمنکی **والحادی والخمسون** الفقیه ابو عبد الله ابن فرج المشهور بابن الطلاع فقال حدثنی بها الفقیه ابو القاسم أحمد بن محمد بن بقی قراءة منی علیه عنه۔ **والثانی والخمسون** الامام القاضی الوزیر ابو الولید یونس بن عبد الله بن مغیث فقال حدثنی بها ابو الحسن یونس بن محمد ابن مغیث عن جده مغیث بن محمد بن یونس وابی عمر احمد بن محمد بن یحیی بن الحذاء وحدثنی بها ابن موهب وابن عتاب عن ابن عبد البر وحدثنی بها ایضا ابو الحسن شریح عن خاله الراویة ابی عبد الله احمد بن محمد الخولانی وابی محمد بن حزم وحدثنی بها الوزیر ابو بکر محمد بن عبد الملک بن عبد العزیز وابو القاسم احمد بن محمد بن بقی وابو جعفر احمد بن عبد الرحمن الفقیه کلهم عن الفقیه ابی عبد الله محمد بن فرج قالوا کلهم حدثنا الوزیر ابو الولید یونس بن عبد الله بن مغیث **والثالث والخمسون** الشیخ الفقیه ابو القاسم حاتم بن محمد الطرابلسی فقال حدثنی بها ابو الحسن بن مغیث وابو محمد ابن عتاب عنه **والرابع والخمسون** الشیخ الوزیر الادیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com





ابومروان عبد الملك بن سراج فقال روايتي لها عن ابي عبدالله
جعفر بن محمد بن مكي قراءة لها على والخامس والخمسون
الشيخ الاستاذ ابو الحجاج يوسف بن سليمان بن عيسى النحوي
الاعلم فقال روايتي لها عن الوزير ابي بكر محمد بن عبد الغني
ابن عمرين فندله قراءة مني عليه وعن الوزير ابي الوليد
اسمعيل بن عيسى بن حجاج اللخمي مشافهة اذنا وعن الاستاذ
الخطيب ابي بكر محمد بن ابراهيم بن غالب القرشي العامري
اجازة كتب بها الي بخط يده كلهم عنه والسادس
والخمسون الشيخ الفقيه ابو محمد عبدالله بن اسمعيل
ابن محمد بن خزرج اللخمي وفهرسة مركبة على حروف
المعجم فقال حدثني بها الخطيب شيخ المقرئ عنه. و
السابع والخمسون الشيخ الفقيه ابو محمد عبدالله بن الوليد
ابن سعد بن بكر المالكي فقال حدثني بها ابو القاسم احمد بن
محمد بن بقي عن ابي عبد الله محمد بن فرج بن الطلاع عنه. و
الثامن والخمسون الشيخ الفقيه ابو بكر خازم بن محمد
ابن خازم فقال حدثني بها ابو جعفر احمد بن عبد الرحمن
البطروجي وابو عبدالله محمد بن نجاح الذهبي وابو



العباس احمد بن علي بن احمد بن زرقون المرسي الجزيري
كلهم عنه وحدثني بها ابو مروان عبد الملك بن مسرة
ابن عزيز اليحصبي عن ابي القاسم خلف بن محمد بن عبدالله
ابن صواب اللخمي البصير عنه والتاسع والخمسون
الشيخ الصالح الفقيه ابو محمد عبدالله بن سعيد بن لباج
الشنتجالي فقال حدثني بها ابو محمد بن عتاب عنه والستون
الشيخ ابو حفص عمر بن خطاب بن يوسف بن هلال المارقي
ما رواه عن ابيه وعن غيره من شيوخه فقال روايتي لها
من الشيخ عمر بن عباد بن ايوب اليحصبي عنه والحادي
والستون الشيخ الاستاذ ابو محمد عبدالله بن محمد بن
السيد البطليوسي النحوي فقال روايتي لها عن الشيخين
ابي الحسن عبد الملك بن محمد بن هشام القيسي وابي محمد
عبدالله بن احمد بن سعيد العبدري كلاهما عنه
والثاني والستون الشيخ ابو علي البغدادي فقال حدثني
بها ابو عبد الله محمد بن سليمان بن احمد النفزي عن خاله
الأديب ابي محمد غانم بن الوليد بن عمر المخزومي عن ابي
عمر يوسف بن عبد الله بن خيرون السلمي عن ابي القاسم



أحمد بن ابان بن سيد عن ابي علي البغدادي والثالث
والستون الشيخ ابو عبد... محمد بن منصور بن حيكان الحافظ
فقال اخبرني بها القاضي ابو القاسم احمد بن محمد بن عمر بن
ورد التميمي اجازة في ما كتب به الي قال انا ابو محمد عبدالله
ابن العال الزاهد قال انا القاضي ابو زيد عبد الرحمن
ابن عيسى الحشا القرطبي عنه. والرابع والستون الشيخ
الفقيه ابو عبد الله محمد بن سعدون بن علي القيرواني فقال
روايتي لها عن الشيخ ابي بكر عبد العزيز بن خلف بن مدير
الازدي اجازة في ما كتب لي بخطه عنه والخامس
والستون الشيخ الفقيه ابو بكر محمد بن مروان بن زهر
الايادي فقال روايتي لها عن ابي محمد بن عتاب عن ابي
القاسم حاتم بن محمد الطرابلسي وابي حفص الزهراوي
كلاهما عنه. والسادس والستون الشيخ الفقيه ابو بكر
عباس بن اصبغ الحجاري فقال حدثني بها ابو الحسن بن موهب
عن الحافظ ابن عبد البر عن ابي الوليد الفرضي عنه. و
السابع والستون الشيخ الوزير الفقيه القاضي ابو عمر
احمد بن محمد بن يحيى ابن الحذاء التميمي فقال حدثني بها



ابو الحسن يونس بن محمد بن مغيث قراءة عليه وانا اسمع قال
قرأت جميعها على القاضي ابي عمر بن الحذاء في منزله بقرطبة
في ذي القعدة من سنة ٤٦٥ والثامن والستون
الشيخ ابو عمرو عثمان بن ابي بكر بن حمود الصفاقسي فقال حدثني بها
ابو محمد بن عتاب عنه والتاسع والستون الشيخ الفقيه
الزاهد ابو الحسن علي بن خلف بن ذي النون العبسي المقرئ
فقال روايتي لها عن الخطيب ابي القاسم عبد الرحمن بن أحمد
ابن رضا المقرئ عنه والسبعون الشيخ ابو عمرو احمد بن عبد
الرحمن بن مروان بن عبد القاهر بن حي بن عبد الملك اليحصبي
الاشبيلي له الشيوخ بالاندلس والمشرق فقال حدثني بها
القاضي ابو بكر بن العربي عن ابيه عنه. والحادي والسبعون
الشيخ ابو المطرف عبد الرحمن بن مروان بن عبد الرحمن القنازعي
فقال روايتي لها عن ابن عتاب عن ابيه عنه والثاني
والسبعون الشيخ الحافظ المحدث الفقيه ابو الوليد
يوسف بن عبد العزيز بن يوسف اللخمي المعروف بابن الدباغ
فقال روايتي لها عن صاحبه عن الفقيه ابي الحسن عبد الملك
ابن محمد بن هشام القيسي والثالث والسبعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



-٥٣-

الفقيه الحافظ ابو الاصبغ عيسى بن سهل بن عبد الله الاسدى
فقال روايتي لها عن القاضي ابي الفضل عياض اليحصبي وحدثني
بها ايضا اجازة ابو عبد الله محمد بن نجاح الذهبي عنه فاذا
ضممنا نظائرهم الى الاثبات المذكورة يبلغ العدد الى مائة
وثمان وخمسين والتاسع والخمسون بعد المائة
الامام الحافظ الحجة ابو يوسف يعقوب بن سفيان بن جوان
الفارسي الفسوي له مشيخة كما ذكره الذهبي في التذكرة
فبالسند الى ابي علي بن شاذان قال انا عبد الله بن جعفر
ابن درستويه نا يعقوب بن سفيان قال ابو محمد
فهؤلاء مائة وتسع وخمسون نفسا من الائمة قد اتصلت
بي السند اليهم وغالب الدواوين الاسلامية مذكور في
اثباتهم ومروياتهم ومسموعاتهم والحمد لله تعالى
وهناك ائمة سواهم لهم فهارس وشيوخ وروايات و
اسانيد وما يعلم جنود ربك الا هو واحاط بما لديهم واحصى
كل شيء عددا . ويكفي عن التقصير هذا القدر الاقل كالجنة
ان لم يصبها وابل فطل والانسان متعذر في حقه
الاحتواء والاحاطة ولكن بحمد الله ما فاتني الجل وما

-٥٤-

لا يدرك كله لا يترك الكل سبحانك لا علم لنا الا ما
علمتنا انك انت العليم الحكيم هذا واوصي الاخ
المذكور مع الاجازة بتقوى الله تعالى في السر والعلن وفي
كل شان ظهر او بطن وان يتمسك بالكتاب والسنة
ويعمل بموجبهما وان يستمر في طلب العلم بجمعها والعمل والنشر
مع خلوص النية فان لكل امرئ ما نوى وقد قال الامام
شيخ الاسلام ابو محمد عبد الله بن المبارك المروزي الحنظلي
اول العلم النية ثم الاستماع ثم الفهم ثم الحفظ ثم العمل
ثم النشر اه فاوصيه ان يراعي هذه المراتب وان يراجع في
الاختلاف الاصلي والفرعي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فانه هو الميزان الاكبر عليه تعرض الاشياء كلها على خلقه
وهديه وسيرته فما وافقها فهو الحق وما خالفها فهو
الباطل كما قاله الامام سراج الامة وضياء الملة ابو محمد
سفيان بن عيينة الهلالي الكوفي ثم المكي واوصيه ان
يلزم الطريقة المستقيمة التي سلكها اسلافنا الصالحون
الصحابة والتابعون وجميع اهل الحديث المتمسكون وقد
بينها الامام الكبير والاستاذ الشهير قدوة الامة واسوة

-٥٥-

اهل السنة ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشيباني
لما طلب منه الامام الحافظ ابو الحسن مسدد بن مسرهد ان
يبين ويسرد عقائد اهل السنة وكما بينها الامام
المفسر المحدث ابو عثمان اسمعيل الصابوني في عقيدته و
غيرهما من اساطين القوم وان يجتنب عقائد اهل الرأي
المحدثة من اهل التعطيل والتشبيه والتاويل وقد قال
امام دار الهجرة نجم اهل الحديث آية الله في الارض ابو
عبد الله مالك بن انس الاصبحي المدني " اهل البدع الذين
يتكلمون في اسماء الله وصفاته وكلامه وعلمه وقدرته
ولا يسكتون عما سكت عنه الصحابة والتابعون " واوصيه
ان لا يخاف في الله لومة لائم كما هو داب حزب الله تعالى
بنص التنزيل مع الصبر والاستقامة على الدعوة الى سبيل
ربه بالحكمة والموعظة الحسنة وان يجادلهم بالتي هي
احسن والله الموفق لمن عمل لواء دينه والا لمن ينصره
والله يحب الصابرين واوصيه ان يكثر النظر في الكتب
الدينية ويعتني بمطالعتها ويستفيد منها ويفيد ، و
هذا نيله بتحصيل الحكم وحفظه من ان يندرس اثره .

-٥٦-

مثل امير المؤمنين في الحديث شيخ الصنعة وزين هذه
الامة التقي النقي امام الدنيا ابو عبد الله محمد بن اسمعيل
البخاري عن دواء الحفظ فقال ادمان النظر في الكتب
واوصيه ان يحسن الادب مع شيوخ الامة الصحابة
فاتباعهم باحسان الى يوم الدين وان يجتنب عن
اساءة الادب معهم او ان يتقصهم بل يعرف قدرهم
وشانهم مع الحذر كل الحذر من الغلو في حقهم والاطراء
بل ينزل كل احد منزله ويقدر كل صاحب قدر
قدره واوصيه ان لا ينساني مع آبائي واولادي
ومشائخي واصحابي في دعواته الصالحة في الخلوات
والجلوات من اوقاته المخصوصة وساعاته المرغوبة
فالدعاء بظهر الغيب من خير بر واطيب صلة من الولد
لوالده والتلميذ لشيخه والصغير لكبيره واسأل الله
تعالى لي ولسائر المسلمين ان يثبتنا على الايمان والحق
وعلى الطريق المستقيم وان يحفظنا من الزلل والخطأ
والجهل وان يحيينا على طريقة السلف من اهل القرآن
والحديث والاثر ويحشرنا في زمرتهم انه تعالى قريب مجيب -

ابو محمد بديع الدين شاه الراشدي السندي

13981

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


تاریخ جلالپور پیروالا تالیف: محمد رفیق الاثری (زیر طبع)

اسلامک جنرل نالج : سیرت النبی ﷺ سلسلہ (1)

تالیف: مولانا بشیر احمد، فاضل دارالحدیث محمدیہ جلال پور

اسلامک جنرل نالج : اسلام وایمان سلسلہ (2)

تالیف: اسامہ عتیق مدرس دارالحدیث محمدیہ جلال پور

---

دی اثریہ کالج آف کمپیوٹر سائنسز

① جدید کمپیوٹر لیب ② ایکسٹرا ٹائمنگ
③ بچیوں کی تعلیمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے والا منفرد ادارہ
④ جدید اسلوب کے مطابق طلبہ اور طالبات کے شعور سے ہم آہنگ اندازِ تعلیم
⑤ بورڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی کا مسلسل اعزاز
⑥ طلبا وطالبات کے لیے علیحدہ کلاسز
⑦ جلالپور پیروالا میں آئی سی ایس کرانے والا واحد ادارہ
⑧ اعلیٰ تعلیم یافتہ، انتہائی محنتی اور مخلص سٹاف ⑨ ہوسٹل کی سہولت

محلہ خواجگان، جلال پور پیروالا

فون نمبرز: 061-4212198/0301-7507470/0301-7507476

---

اسلامیہ مڈل سکول (منظور شدہ گورنمنٹ)

- بچیوں کی دینی ودنیاوی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے والا منفرد ادارہ
- نرسری سے مڈل تک قرآن مجید ناظرہ اور ترجمے کا انتظام
- جدید اسلوب کے مطابق طلبہ اور طالبات کے شعور سے ہم آہنگ اندازِ تعلیم
- دینی وعصری تعلیم کا حسین امتزاج
- مقابلہ کے امتحان میں ہمیشہ نمایاں کامیابی
- تعلیم یافتہ، انتہائی محنتی اور مخلص سٹاف

محلہ خواجگان، جلال پور پیروالا فون: 061-4210363 / 0301-7428430

---

اثری ادارہ نشر وتالیف چوک اہلِ حدیث جلال پور پیروالا، ضلع ملتان

Ph: 061-4210363 Mob: 0301-7400635


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ